کلید مناظره

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

کتاب مستطاب ہدائت نصابِ مونس
شیخ و شاب مدلل بدلائل سنّت و کتاب

المسمّٰی بہ

کلیدِ مناظرہ

مؤلفہ

(مولوی) سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین (وزیر آبادی پنجاب)

مصححہ

ابو الصفا مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین الامرتسری الکربلائی

حسب فرمائش

منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور موچی دروازہ

امرت الیکٹرک پریس لاہور باہتمام لالہ درگا داس اگروال پرنٹر چھپا

قیمت فی جلد عہ

تقریظ صداقت حظیظ

از عالیجناب رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجتہ الاسلام والمسلمین محی الملت والدین صدر المفسرین نباض دہر حکیم الامۃ الناجیہ سرکار شریعتمدار قبلہ و کعبہ علامہ السید علی الحائری مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہٗ

الحمد للہ علی نوالہ والصلوٰۃ والسلام علی خواص رجالہ مصادر افعالہ والسنۃ اقوالہ ومفاتیح اقفالہ داعلی امثالہ علل الوجود واسرار السجود محمد والہ اما بعد یوں تو علم مناظرہ میں کتابیں بکثرت طبع اور شائع ہوئی ہیں۔ مگر ماشاء اللہ کتاب ہدایت نصاب المسمےٰ بہ **کلید مناظرہ** مؤلفہ فضیلت مآب محامد نصاب عضد المناظرین مرغم انافِ المخالفین جناب المولوی **السید برکت علی شاہ صاحب مناظر وزیر آبادی** دام مجدہم کتب و رسائل مناظرہ میں جامع اور بہترین کتاب ہے۔ میں نے کثرت مشاغل شرعیہ خصوصاً ترتیب اجزا تفسیر **لوامع التنزیل** کے باوجود اس مبسوط کتاب کے بعض مقامات کو ملاحظہ کیا ہے مؤلف کی تہذیب۔ عناوین کی ترتیب۔ اور دلائل و براہین کی تبویب سے محظوظ ہوا ہوں۔ فی الواقع کہ مؤلف نے احقاق حق اور ابطال باطل میں براہین و دلائل سے سعی بلیغ کی ہے۔ ہر محقق اس کتاب کے مطالعہ سے بقلب سلیم صراط مستقیم بآسانی حاصل کر سکتا ہے۔ فللّٰہ درہٗ وعلیہ اجرہٗ وھو یتولی الصالحین

محلہ شیعیاں - موچی دروازہ - لاہور
نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ
علی الحائری

لاالٰہ الا اللہ الغفور
سید علی حائری
عبدہٗ علی حائری
ابن ابو القاسم الرضو

تقریظ

از عالیجناب فضائل مآب فاضل اجل محقق بے بدل کاسر اعناق الملحدین مرغم اناف الشیاطین استاذ المناظرین مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب کربلائی امرتسری

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ العلیم الخبیر الذی لیس لہ شریک ولا مثیل ولا نظیر والصلوٰۃ والسلام علی السراج المنیر محمد ن البشیر والنذیر وعلی اھلبیتہ الذین نزلت فیھم اٰیۃ التطھیر بلاریب ولا نکیر ما دامت الافلاک فی الدوران والبدر فی التدویر اما بعد

میں نے کتاب ہدایت انتساب مرغوب شیخ وشاب یعنے **کلید مناظرہ** مولفہ مولانا مولوی السید **برکت علیشاہ صاحب** گوشہ نشین وزیر آبادی کو شروع سے آخر تک دیکھا۔ یہ کتاب ذخیرۂ معارف دینیہ وخزینہ معلومات شرعیہ۔ حلال مشکلات۔ مفتاح معلقات وہادی راہِ نجات ہے۔ مولف کتاب مذکور (خدا انکی توفیقات کو زیادہ کرے اور انکے فیوض سے مومنین کو متمتع کرے) نے نہایت ہی عرقریزی سے مضامین مختلفہ اور حوالجات متشتتہ کو مختلف رسائل وکتب سے نقل کرکے ایک ہی مضمون کے متعلق مختلف حوالجات کو یکجا جمع کردیا ہے۔ اس لئے یہ کتاب ہر خاص وعام کے لئے یکساں مفید ہے۔ اگر یہ طالبان حق کے لئے مفید ہے تو عام مناظرین کے لئے بھی یہ ایک زبردست حربہ ہے۔ اس لئے پنجاب کا کوئی گاؤں اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ مَیں نے حتی الامکان اس کی اصلاح کردی ہے۔ ترتیب مضامین کو بھی درست کیا ہے۔ جناب شیخ غلام علی صاحب شہید نے زر کثیر خرچ کرکے اس کتاب نایاب کو طبع کرایا ہے۔ اب مومنین پر لازم ہے کہ اس گوہر یکتا کو بہت جلد خریدیں اور مولف ناشر کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ وفقنا اللہ وایاکم لنصرۃ الدین

مرزا احمد علی الامرتسری الکربلائی

تقریظ

ازعالیجناب عمدۃ المتکلمین وفخرالواعظین سیدنا ومولانا سید محسن علیشاہ صاحب قبلہ سبزواری لاہوری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ خیر خلقہ محمدؐ وآلہ الطاہرین۔

کتاب مستطاب مسمّٰی بہ **کلید مناظرہ** مولفہ سید **برکت علی شاہ** صاحب گوشہ نشین کے بعض مقامات میری نظر سے گذرے۔ایک کشکول ہے جس میں الوان الوان کی روحانی نعمتیں اور رنگارنگ کی چاشنیاں موجود ہیں۔اس میں نسب ہے۔تاریخ ہے۔سیر ہے۔فضائل ہیں۔مناقب ہیں۔مطاعن ہیں۔مناظرہ ہے۔حضرت گوشہ نشین نے غواصی کرکے گوناگوں جواہرات جمع کئے ہیں اور عالم مراقبہ میں مختلف چمنستانوں کی سیر کرکے رنگارنگ کے پھولوں کا ایک گلدستہ طیار کیا۔ہے۔ہر ایک صاحب ذوق کے لئے یہ کتاب لطف بخش ہوگی۔اس میں ہر ایک قسم کا مذاق ہے۔چھاپنے والوں نے اس کتاب کو پورے شوق سے طبع کرایا ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔خداوند عالم بحق معصومین علیہم السلام مؤلف کو جزائے خیر اور کتاب کو قبولیت عام کا شرف عنایت فرماوے۔

الاحقر محسن علیؔ

فہرست مضامین

برگ سبز

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ سید المرسلین و الہ الطیبین ولعنۃ اللہ علےٰ اعدائھم اجمعین من یومنا ھذا الی یوم الدین ٥

خدائے بزرگ کو سب تعریف ہے جو تمام موجودات کا خالق ہے۔ سب سے بڑا۔ بے عیب بے ہمتا۔ قادر۔ غالب۔ ازلی اور ابدی ہے۔ احد۔ بے نیاز۔ عادل اور صادق الوعدہ ہے۔ دیدار ترکیب۔ اعضا۔ جسم۔ جہت۔ مکان۔ حلول۔ صورت۔ تغیر اور مجبوری سے پاک ہے اور اس کی صفات اس کی ذات سے علیحدہ نہیں ہیں۔ رحیم۔ رحمان۔ محسن اور شفیق ہے۔ اپنے نظام قدرت میں جو تبدیلی چاہے کرے۔ صاحب اختیار ہے۔ نیک کو نیک اور بد کو بد کا بدلہ دے گا۔ وہ جبراً کسی کو نیکی یا بدی کی طرف نہیں لے جاتا۔ اس کی جزا اور سزا کا کچھ حصہ اس دنیا میں بھی جاری وساری ہے اور جن امور کا کرنا اس پر واجب ہے۔ وہ انکو ضرور کرتا ہے۔

انسانوں کی ہدائیت اور راہنمائی کے لئے اس پر انبیا اور اوصیا کا بھیجنا واجب ہے چنانچہ اس نے بے شمار انبیا اور اوصیا بھیجے۔ لیکن جن پر تمام کمالات اور فضائل کا خاتمہ ہوا۔ وہ چہاردہ معصوم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذواتِ مبارکہ ہیں۔ یہ چودہ انوار تخلیق موجودات سے ہزارہا سال پہلے خداوند عالم کی تسبیح و تقدیس میں مشغول تھے اور آفرینش کائنات کا باعث یہی چودہ انوار ہیں۔ آدمؑ سے عیسےٰؑ تک ہر ایک نبیؑ اور وصی نے انہی کے توسل سے طلب حاجت کی ہے اور انکے مصائب و آلام کا ازالہ انہی کے صدقہ سے ہوا ہے۔ انکے اسمائے مبارکہ ساق عرش پر ثبت ہیں اور انکے انوارِ قدسی آثار زیارتگاہِ ملائکہ ہیں۔

یہ چودہ انوار نورانیت کے لحاظ سے آپس میں ذرہ بھر کمی و بیشی نہیں رکھتے ہیں۔ جو جو معجزات تمام انبیا میں بحالتِ انفرادی موجود تھے۔ ان میں سے ہر ایک میں مجموعی حالت میں موجود ہیں۔ انپر ارضی و سماوی حالات اس طرح ظاہر ہیں۔ جس طرح انکے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔ عرش و فرش کو انہی

کی طفیل سے قیام ہے۔ خداوند عالم کو اپنے ذکر و اذکار سے انکا ذکر زیادہ محبوب ہے۔ یہ دنیا میں نعماتِ دنیا تقسیم کرنے والے اور آخرت میں بہشت اور دوزخ کے بانٹنے والے ہیں۔ ان سے بحالتِ بیداری یا بحالتِ خواب بھول چوک تک کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔ یہ اولِ روزِ پیدائش سے آخرِ روزِ انتقال تک طیب و طاہر و معصوم ہیں۔ یہ ماں کے پیٹ میں ہی اتنے عالم اور عارف تھے۔ جتنے بلوغت میں۔ یہ ہر جگہ پر آن واحد میں بفضلہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ اور ہم کو ہر وقت دیکھتے اور ہماری ہر بات کو سنتے ہیں۔ قضا و قدر۔ لوح و قلم اور حیات و ممات پر بحکم خدا مختار ہیں گذشتہ و حال و مستقبل سے بفضل خدا آگاہ ہیں۔ انپر کسی کو فضیلت دینا شرک اور کسی کو ان کے برابر خیال کرنا کفر ہے۔ انسے ذرہ بھر بغض رکھنے والے یا انکے دشمنوں سے رائی بھر الفت رکھنے والے پر دوزخ واجب ہے۔

مَیں نے حضرات اہلسنت کے اعتراضوں کے جواب انہیں کی معتمدہ کتب سے بحوالہ صفحات و سطور و مطابع و اسماء مصنفین دیئے ہیں۔ مَیں بہت ناشکر گذار ہوں گا۔ اگر یہاں اس امر کا اظہار نہ کروں۔ کہ اعلیحضرت حجۃ الاسلام صدر المفسرین رئیس الشیعہ مدار الشریعہ سرکار شریعتمدار قبلہ و کعبہ جناب علامہ السید علی الحائری مجتہد العصر والزمان دام برکاتہٗ کی تصنیفات جلیلہ خصوصًا مواعظ خمسہ یعنے موعظہ حسنہ۔ موعظہ غدیریہ موعظہ مباہلہ۔ موعظہ تقیہ اور موعظہ تحریف قرآن سے بھی اس مجموعہ میں اقتباس کیا ہے۔ اس محنت اور زحمت کا مَیں کوئی صلہ ناظرین سے اس کے سوائے نہیں چاہتا۔ کہ میرے حق میں دعائے خیر کریں اور اس ناچیز ہدیہ کو شرفِ قبولیت عطا فرماویں +

چونکہ گورنمنٹ عالیہ کے عہد معدلت مہد میں رعایا کو امن و امان حاصل ہے۔ ہم اس کے شکر گذار ہیں۔

(گوشہ نشین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسولؐ اللہ اور حضرت علیؑ ہاشمی ہیں

خاندان قریش میں سے رسول پاک کے باپ حضرت عبداللہ اور ماں حضرت آمنہ بنت وہب ہیں ۔ حضرت علیؑ کے باپ حضرت ابوطالب اور ماں حضرت فاطمہؑ بنت اسدؑ ہیں ۔حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب آپس میں حقیقی بھائی تھے ۔ان کے باپ حضرت عبدالمطلب بن ہاشم ہیں حضرت رسول اللہؐ دو ماہ کے تھے ۔کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ فوت ہوگئے ۔اور رسولؐ اللہ حضرت ابوطالب کے سپرد ہوئے جب رسول اکرمؐ چھ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ بزرگوار حضرت آمنہ بھی انتقال فرماگئیں ۔ اور حضرت فاطمہؑ بنت اسد نے رسول کریمؐ کو اپنے زیر سایہ لیا ۔رسول صلعم کی تیائیس سال کی عمر میں حضرت علیؑ پیدا ہوئے اور رسول اللہ حضرت علیؑ کی تعلیم و تربیت فرماتے رہے ۔چالیس سال کی عمر میں رسولؐ خدا نے نبوت کا اظہار فرمایا اور حضرت علیؑ نے تیرہ سال کی عمر میں سب سے پہلے لوگوں کے سامنے رسالتمآب کی نبوت کی تصدیق کی ۔اِس لئے حضرت علیؑ کو صدیق کہا جاتا ہے ۔

حضرت ابوطالبؑ کو عبد مناف اور عمران بھی کہا جاتا ہے ۔ آپ بہت فیّاض اور سخی تھے اور اوصیائے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تھے ۔آپ کے دل میں رسول اللہؐ کی

اس درجہ الفت اور ہمدردی تھی۔ کہ آپ حضرت کا مقام خواب ہر رات بخوفِ اعدا بدلتے رہتے
اور چونکہ آنحضرت نے ثوبیہ لونڈی کا دودھ بھی چند روز پیا تھا۔ جس کا دودھ حضرت حمزہ نے
بھی پیا تھا۔ اِس لئے حضرت حمزہ آنحضرت کے رضاعی بھائی بھی تھے اور چچا بھی ❖

حضرت ابو طالبؑ

علامہ ابو الکرام عبد السلام لکھتا ہے کہ حضرت ابو طالبؑ کے مومن ہونے پر تمام
اہلبیتؑ متفق ہیں۔ اور جو شخص اہلبیتؑ کے اتفاق کے مخالف ہو۔ اس کا قول معتبر نہیں۔
اور جامع الاصول میں ہے۔ کہ اہلبیتؑ کے قول کے مطابق ابو طالب مسلمان تھے اور اسلام
پر فوت ہوئے اور یہی قول عبد الحق محدّث دہلوی کا بھی ہے ❖

تاریخ کامل صفحہ ۳۴ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ جب تک حضرت ابو طالب زندہ رہے
قریش نے ہم سے کوئی مکروہ امر کرنے کی جرأت نہ کی۔ حضرت ابو طالبؑ کی وفات کے بعد لوگ
آنحضرت پر کوڑا کرکٹ ڈال دیتے۔ اور جب آں حضرت نماز میں مصروف ہوتے۔ تو لوگ حضرت
کے بدن مبارک پر بکری کی بچہ دانی (اوجھری) گرا دیتے ❖

شیخ عبد الحق محدّث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۴ و ۳۵ مطبوعہ نول کشور کانپور
میں لکھا ہے۔ مدح سرور عالم میں بہت سے اشعار کہے ہیں منجملہ ان کے یہ ہیں ؎

وشق له من اسمه ليجله	فذو العرش محمود وهذا محمد
وابيض يستسقى الغمام بوجهه	ثمال اليتامى عصمة للارامل

محمد بن اسحاق مورخ نے اس قصیدہ کے اس سے زیادہ ابیات لکھے ہیں۔ اور یہ آپ نے
تب کہے جب کہ کفار قریش نے آں حضرت کے برخلاف اجتماع کیا۔ اور لوگوں کو آپ سے متنفر
کیا۔ اس قصیدہ میں آپ نے عداوتِ قریش کی مذمت کی ہے۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی اطاعت
کی ترغیب دی ہے۔ ابن التین نے کہا ہے کہ ان ابیات میں دلالت ہے۔ اس پر کہ ابو طالب آنحضرت
کی نبوت کو بعثت سے پہلے ہی جانتا تھا۔ اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے۔ کہ ابو طالب نے
یہ شعر بعثت سے بعد کہا۔ اور بہت سی خبروں میں آیا ہے۔ کہ ابو طالب کو آنحضرت کی نبوت کی

معرفت تھی۔ اور اسی سے شیعہ نے تمسّک کیا ہے۔ اس کے اسلام پر شیخ نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ مَیں نے علی بن حمزہ نصری کی ایک کتاب دیکھی جس میں اس نے اشعار ابوطالب کو جمع کیا ہے۔ اور خیال کیا ہے کہ وہ مسلمان تھا۔ اور اسلام پر ہی مرا جستویہ نے زعم کیا ہے کہ وہ کافر مرا اور استدلال کیا ہے ایسی چیز سے جس میں دلالت نہیں + (ابوالصفا)

تاریخ ابوالفدا میں ہے۔ کہ جب آنحضرت حضرت ابوطالب کے جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ اے ابوطالب خدا تجھ کو بخش دے اور تم پر رحم کرے۔ تو نے صلہ رحم ادا کیا۔ اور میری امداد میں کچھ تقصیر نہ کی +

حضرت ابوطالب کا نقش نگیں یہ تھا "رضیت باللہ ربا و با بن اخی نبیا و بابنی علی وصیا"۔ یعنی مَیں اللہ کے رب ہونے پر اور اپنے بھتیجے حضرت محمدؐ کے نبیؐ ہونے پر۔ اور اپنے بیٹے حضرت علیؑ کے وصی ہونے پر راضی ہوا +

فتح الباری کتاب الغزوات میں ہے۔ کہ جب لوگ حنین کے دن بھاگ گئے۔ تو رسولؐ اللہ ان کو کہتے تھے۔ مَیں نبیؐ ہوں اور مَیں جھوٹا نہیں ہوں۔ اور مَیں ابن عبدالمطلب ہوں۔ مگر چار آدمیوں کے سوائے حضرت کے پاس کوئی نہ رہا۔ یعنی ابن عبدالمطلب ہونا صادق القول ہونے کی دلیل فرمایا۔ پس عبدالمطلب صادق ہوئے +

خصائص کبرے صـ۸۷ پر ہے کہ ایک روز ابولہب اور ابوطالب میں کُشتی ہوئی۔ ابولہب نے ابوطالب کو گرا دیا۔ آنحضرت نے ابولہب کو زلفوں سے پکڑ لیا۔ اور جھٹکا حالانکہ حضرت اُس وقت بہت کم سن تھے +

حاشیہ شفاء قاضی عیاض پر امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور علےٰ جمہوی اور تلمانی سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ حضرت ابوطالبؑ سے بغض رکھنا کفر ہے۔ کیونکہ انہوں نے آنحضرت کی نصرت و حمایت و تربیت فرمائی۔ پس اُن کی مذمت اور ایذا آنحضرت کی مذمت اور ایذا ہے۔ اور ایسا شخص کافر واجب القتل ہے۔ مالکیوں کے نزدیک ایسا شخص بعد توبہ بھی واجب القتل ہے +

اسنی المطالب مطبوعہ مصر صـ۳۴ پر ہے۔ کہ حضرت ابوطالب نے جبکہ رسولؐ اللہ نے ابھی دعوئے نبوت کا اظہار بھی نہ فرمایا تھا۔ آنحضرت کے نکاح خدیجہ کے وقت اپنے خطبہ کا آغاز ان

الفاظ سے فرمایا "الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمٰعیل و عنصر مضر وجعلنا حفظۃ بیتہ وسواس حرمہ" یعنی اُس خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو ابراہیمؑ کی ذریت اور اسمٰعیلؑ کی نسل اور اصل معد اور خاندان مضر سے قرار دیا۔ اور اپنے گھر کا نگہبان اور اپنے حرم کا منتظم بنایا۔

حضرت ابوطالبؑ کے اپنے اشعار ملاحظہ ہوں:-

"واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب دفینا

وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود وھذا محمد"

ترجمہ:- خدا کی قسم۔ اے محمدؐ۔ یہ لوگ (کفار قریش) ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میں زمین میں دفن نہ کر دیا جاؤں۔ یعنی میں آپ کی محافظت میں اپنی جان آپ پر قربان کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ خدا نے اپنے نام سے محمدؐ کا نام مشتق کیا ہے۔ پس وہ صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمدؐ ہے (اقرار خدایت ہے)۔

"الم تعلموا انا وجدنا محمداً رسولاً کموسیٰ خط فی اول الکتب"

ترجمہ:- اے قریش تم کو معلوم نہیں ہے۔ کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا رسولؐ پایا ہے۔ جو مثل موسیٰ علیہ السلام کے ہے اور یہ بات اگلی کتابوں میں یا سب سے پہلی کتاب میں مذکور ہے (اسنی المطالب صنا)

وقد علموا ان ابننا لا مکذب لدینا ولا یعزی لقول الاباطل

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا

ترجمہ:- ہمارا بیٹا محمدؐ جھوٹا نہیں ہے۔ اور نہ وہ باطل قول کی طرف منسوب ہے۔ اے محمدؐ تم نے مجھے دعوتِ اسلام دی۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ تم سچے ہو۔ اور بیشک تم نے سچ کہا ہے اور تم امین ہو۔

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا

ترجمہ:- مجھے علم ہے کہ محمدؐ کا دین تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے (اسنی المطالب صنا)

کتاب درج منیفہ فی الآباء الشریفہ میں علامہ سیوطی میں ہے کہ میں نے نقل کیا ہے اس مجموعہ سے جو بخط شیخ کمال الدین شمنی پدر امام شیخ تقی الدین ہے۔ انھی نے قاضی ابوبکر بن

عربی سے سوال کیا۔ کہ اس شخص کے بارہ میں آپ کا کیا حکم ہے۔ جو کہتا ہے کہ آنحضرت کے آباء دوزخی ہیں۔ قاضی نے جواب دیا۔ کہ وہ شخص ملعون ہے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے۔ کہ جو لوگ خدا کو اور اس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ اور ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا گیا ہے۔ پس اس سے بڑھ کر کوئی امر نہیں جانتا۔ کہ کسی کے باپ کے حق میں کہا جائے۔ کہ وہ دوزخی ہے۔

تفسیر کبیر صفحہ ۶۰۴ پر ہے۔ کہ خداوند عالم نے رسول اللہ کو حضرت ابو طالبؑ کی تربیت کی وجہ سے غنی کر دیا۔ یعنی آپ کی تربیت احسن طریقہ پر کی گئی۔

حضرت فاطمہؑ بنت اسد والدۂ ماجدہ حضرت علی علیہ السلام

ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۱ پر ہے کہ حضرت رسول اللہ فرمایا کرتے۔ کہ فاطمہؑ بنت اسد ہماری ماں تھی۔ بعد اس ماں کے کہ جس سے ہم پیدا ہوئے جب حضرت ابو طالبؑ ہم لوگوں کو جمع کر کے اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ تو فاطمہؑ بنت اسد اس کھانے میں سے کچھ بچا رکھتیں۔ جو ہم دوبارہ آ کر کھاتے۔

ارجح المطالب صفحہ ۲۳۵ پر بحوالہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ والدۂ ماجدہ جناب امیر علیہ السلام کی تعریف کے متعلق ایک طویل حدیث لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ آپ کے جنازہ پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ اے میری ماں۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی۔ تو خود بھوکی رہتی۔ اور مجھ کو کھلایا کرتی۔ تو آپ ننگی رہتی اور مجھ کو پہنایا کرتی۔ تو اپنی جان کو اچھے کھانے سے باز رکھتی۔ اور مجھے کھلاتی۔ تو خاص خدا کے لئے اور آخرت کے گھر کے لئے یہ حسن سلوک مجھ سے کیا کرتی تھی۔ آنحضرت نے اپنا پیراہن اُس کے کفن کے لئے دیا۔ کچھ قبر آنحضرت نے خود کھودی۔ اور مٹی بھی نکالی۔ پھر خود اُس میں لیٹ گئے۔ اس پر صحابہ نے کہا۔ یا حضرت۔ آپ نے اس کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے۔ جو آج تک کسی سے نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ابو طالبؑ کے بعد اس سے زیادہ کوئی شخص میرے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں تھا۔ یہی روایت باختلاف الفاظ مدارج النبوۃ جلد دوم

صفحہ پر بھی درج ہے ۔

ولادت جناب امیرؑ

امام عاصمی نے کتاب زین الفتیٰ تفسیر سورۂ ہل اتیٰ میں حدیث نور کو بروایت انس بن مالک لکھا ہے ۔ کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں اور علیؑ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں ۔ اور ہم دو نو اس وقت عرش کی دائیں جانب خدا کی یاد میں مصروف تھے ۔ جب کہ ابھی کچھ مخلوق نہ ہوا تھا ۔

حدیث نور یہ ہے :۔

"قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خُلقت انا و علیؑ ابن ابی طالب من نور واحد نسبح اللہ عزوجل فی یمینۃ العرش قبل خلق الدنیا" ۔

ابن مغازلی شافعی نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے ۔ کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں اور علیؑ ایک نور تھے ۔ جو عرش کی داہنی طرف خدا کے سامنے تسبیح و تقدیس کرتے جبکہ ابھی آدمؑ کے پیدا ہونے میں چودہ ہزار برس باقی تھے پس یہ نور اصلاب میں سے منتقل ہوتا ہوا عبد المطلب کی صلب میں مقیم ہوا ۔ جہاں اس کے دو ٹکڑے ہوئے ۔ ایک ٹکڑے سے میں اور دوسرے سے علیؑ پیدا ہوا ۔

فصول المہمہ ابن صباغ مالکی صفحہ پر ہے ۔ کہ سوائے حضرت علیؑ کے کوئی شخص خانہ کعبہ میں پیدا نہیں ہوا ۔ یہ وہ فضیلت ہے ۔ کہ حضرت علیؑ سے مخصوص ہے ۔ تاکہ حضرت کا علو مرتبت اور جلالت قدر ظاہر ہو ۔

محمد بن محمود قزوینی شافعی لکھتا ہے ۔ کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے ۔ اور رسول اللہ انکو دیکھنے آئے ۔ تو حضرت علیؑ ہنسے اور کہا ۔ السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اور پھر رسول اللہ کی طرف متوجہ ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا ۔ حالانکہ ابھی قرآن نازل ہونا شروع بھی نہ ہوا تھا ۔ اور سورہ مومنون کو شروع سے خالدون تک پڑھا ۔ رسول اللہ نے فرمایا ۔ اے علیؑ تمہاری وجہ سے ان مومنین نے رستگاری پائی ۔ سورہ مومنون آیہ نمبر اول قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ تا خَالِدُوْنَ ملاحظہ ہو ۔ ناظرین احادیث کثیرہ و معتبرہ شاہد ہیں ۔ کہ جب کبھی رسول اللہ باہر سے

گھر میں آئے۔ توحضرت علیؑ کی ماں حضرت فاطمہ بنت اسد سرو قد کھڑی ہو جاتیں۔ اور فرماتیں۔ کہ میرے پیٹ کا بچہ رسول اللہ کی تعظیم کو کھڑا ہوتا ہے۔ اور مجھے بھی کھڑے ہونے پر مجبور کرتا ہے جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے۔ آپ نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ نے آپ کو گود میں اُٹھایا۔ تو آنکھیں کھول دیں۔ اور آنحضرت کا لعاب دہن سیر ہو کر چوسا۔ اور پھر دونو زانو ہو کر تمام توریت اور زبور اور انجیل کو ازبر پڑھ دیا۔ سچ پوچھئے۔ تو آپ کے واقعات ہی ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آپ پر بعض کوتاہ اندیشوں نے الوہیت کا گمان کیا۔ امام شافعیؒ کا قول زبان زدِ عام ہے کہ شافعی اس سوچ اور تردد میں مرگیا۔ کہ آیا علیؑ اُس کا خدا ہے۔ یا خدا اس کا خدا ہے۔

ارحج المطالب صفحہ ۳۸ پر بحوالہ مطالب السؤل مصنفہ محمد بن طلحہ شافعی لکھا ہے۔ کہ وُلِدَ بالکعبۃ البیت الحرام۔ یعنی حضرت علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

سوانح عمری صفحہ ۱۴۵ بروایت مغازلی۔ فصول المہمہ علامہ ابن صباغ مالکی کفایت الطالب علامہ محمد بن یوسف شافعی مطبوعہ مصر صفحہ ۶۹۔ کتاب المناقب علامہ ابن شہر آشوب مطبوعہ بمبئی جلد دوم صفحہ ۱۳۳ پر ہے۔ کہ حضرت علیؑ کی والدہ محترمہ طواف خانہ کعبہ کر رہی تھیں۔ کہ ان کو درد زہ پیدا ہوا۔ بحکم خدا دیوار کعبہ پھٹ گئی۔ اور حضرت فاطمہ بنت اسد کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا حکم ہوا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ اور حضرت فاطمہ وہاں تین دن تک رہیں۔ اور میوہ ہائے بہشتی آپ کی خوراک تھی۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۵۱ پر ہے۔ کہ امام حاکم کہتا ہے۔ کہ اس بارہ میں متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ کہ حضرت علیؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ ناظرین ایک لطیفہ لکھتا ہوں۔ جو اہلسنت نے محض حضرت علیؑ کی کسر شان کی غرض سے وضع کیا ہوا ہے۔ استیعاب جلد اوّل صفحہ ۱۲۲ پر ہے کہ حکیم بن حزام خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں چند عورتوں کے ساتھ داخل کعبہ ہوئیں۔ تو اس کو درد زہ پیدا ہوا۔ پس ایک چمڑا لا کر رکھا گیا۔ جس پر وہ پیدا ہوا۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۱ پر ہے کہ امام حاکم ترجمہ حکیم بن حزام میں لکھا ہے۔ کہ مصعب کہتا ہے۔ کہ حکیم بن حزام سے نہ کوئی پہلے اور نہ کوئی بعد خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔ مگر مصعب کا یہ غلط وہم ہے۔ کیونکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت علیؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔"

میزان الاعتدال جلد اوّل صفحہ ۳۰ پر ہے۔ کہ احمد بن علی سلیمانی کہتا ہے۔ کہ زبیر بن بکار وضاع الحدیث اور منکر الحدیث ہے۔ اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۵۶ پر ہے۔ کہ حکیم بن حزام جس کی ولادت خانۂ کعبہ میں تبلائی جاتی ہے۔ حضرت خدیجہ اور زبیر بن عوام کا بھتیجا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ زبیر بن بکار نے جو اس خاندان سے ہے۔ یہ حدیث وضع کی۔ ناظرین زبیر کا باپ وہ شخص ہے جو حضرت یحییٰ ابن عبداللہ بن حسن کے قتل کا باعث ہوا۔ پس زبیر کے دشمن اہلبیت ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

حلیہ جناب امیرؑ

نصر بن مزاحم مورخ صفین لکھتا ہے۔ کہ حضرت علیؑ کا قد نہ لمبا اور نہ چھوٹا تھا۔ جسم گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں۔ سینہ پُر زور اور بازو نہایت قوی تھے۔ داڑھی گھنی اور مقطع تھی۔ گردن صراحی دار اور ہاتھ مضبوط تھے۔ رنگ ملیح اور بینی باریک اور ماتھا کشادہ تھا۔ چہرہ سے شاہانہ رعب و داب ٹپکتا تھا۔ کبھی کبھی لطیف مذاق فرمایا کرتے تھے۔

تاریخ خمیس صفحہ ۳ پر ہے۔ کہ حضرت علیؑ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

جناب امیرؑ کی سبقت اسلامی

خصائص نسائی مطبوعہ مصر صفحہ ۳ اور تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۱۳ پر ہے۔ کہ عفیف کہتا ہے کہ ہم بغرض خریداری مال مکہ میں گئے۔ اور حضرت عباسؓ کے ہاں ٹھیرے۔ دیکھا۔ کہ خانۂ کعبہ میں ایک جوان آیا۔ اور اس کے بعد ایک لڑکا اور ایک عورت آئی۔ اور سب نے آکر نماز پڑھی۔ ہم نے عباسؓ سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ اور کیا کرتے ہیں۔ کہا۔ یہ جوان محمدؐ ہے۔ جو میرا بھتیجا ہے۔ اور یہ لڑکا علیؑ ہے۔ اور یہ عورت خدیجہ محمدؐ کی زوجہ ہے۔ ان کا گمان ہے کہ خدا نے ان کو ایسا حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم۔ اس وقت دنیا پر میں اس دین پر سوائے ان تینوں کے کوئی دوسرا نہیں دیکھتا۔ اور عباد بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے

فرمایا۔ کہ میں ہوں۔ بندۂ خدا اور برادر رسولؐ اور صدیق اکبر۔ پس میرے بعد جو اس کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے کیونکہ میں نے سات برس لوگوں سے پہلے ایمان کا اعلان کیا۔

فتاویٰ عزیزی شاہ عبدالعزیز دہلوی مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد دوم صفحہ ۱۸ پر ہے۔ کہ احادیث صحیحہ میں ہے کہ جناب امیرؑ کی کنیت ابوتراب اور ابوالریحانتین تھی۔ اور لقب ذی القرنین ویعسوب الدین وصدیق وفاروق وسابق ویعسوب الامۃ ویعسوب المومنین ویعسوب قریش وبیضۃ البلد وامین وشریف وہادی وسیدی تھا۔

تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۱۲ پر ہے۔ کہ آنحضرت نے بروز دوشنبہ اعلان نبوت کیا۔ اور حضرت علیؑ نے ان کے پیچھے سہ شنبہ کو نماز پڑھی اور سب سے پہلے ایمان لائے۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۷۶ پر ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ کہ یہ قرآن صامت ہے۔ اور ہم قرآن ناطق ہیں۔

احمد القرطبی نے کتاب عقد میں۔ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں ذہبی نے کتاب العبر میں اور علی ہمدانی نے بغیتہ الوعاۃ میں لکھا ہے۔ کہ خلیفہ مامون رشید نے یحییٰ ابن اکثم شیخ البخاری اور اسحاق فقیہ بغدادی سے پوچھا۔ کہ آیہ قرآنی "السابقون اولئک هم المقربون" کے مطابق جو شخص سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لایا۔ وہ آپ کی رائے میں کیسا ہے۔ دونو علما نے کہا کہ ایسے شخص سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا۔ مامون نے کہا۔ کہ شیعہ و سُنی متفق ہیں۔ کہ وہ شخص علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ علما نے کہا کہ یہ درست ہے۔ مگر اس وقت حضرت علیؑ کی عمر بہت چھوٹی تھی (ناظرین اس وقت حضرت علیؑ کی عمر تیرہ سال تھی) اس عمر کا ایمان قابل اعتبار نہیں ہے۔ مامون نے کہا۔ کہ حضرت علیؑ کے لڑکپن میں ایمان لانے سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ چونکہ حضرت علیؑ نے کم سنی میں توحید خدا اور رسالت رسولؐ کی تصدیق کی اس لئے وہ عقل و فہم کے لحاظ سے تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ دوسرے یہ کہ چونکہ رسول اللہ نے جان بوجھ کر ایک کم سن لڑکے کو ایمان کی تکلیف دی اس لئے آنحضرت کو اس کی فہم و عقل سے لطیف ہونے کا یقین کامل ہوگا۔ تیسرے یہ کہ اگر حضرت علیؑ کو بذریعہ الہام ایمان لانے کا حکم ہوا تھا۔ تو یہ بات سب سے بڑھ کر لطیف ہے۔

تزویج جناب امیرؑ

شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۵ پر ہے۔ کہ ہم لوگ آنحضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ حضرت علیؑ باہر سے آئے۔ آنحضرت نے تبسم فرما کر کہا۔ اے علیؑ خدا نے ہم کو حکم دیا ہے۔ کہ فاطمہؑ کو تم سے تزویج کر دیں۔ یہ تزویج چار

سو مثقال چاندی پر ہوگی۔ اگر تم راضی ہو۔

علم جناب امیر علیہ السلام

ینابیع المودۃ امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطینیہ صفحہ ۱۰۳ سطر ۵ پر بروائیت امام صادقؑ لکھا ہے کہ قرآن کا مکمل علم ہم اہلبیتؑ کے پاس ہے۔ سلیمان کے وزیر آصف برخیا کو صرف ایک حرف اسم اعظم اور ایک حصہ کتاب کا علم ملا تھا جس سے وہ تخت کو آنکھ کی پلک میں حاضر کرتا تھا۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی کچھ علم ملا تھا۔ مگر حضرت علی علیہ السلام کے بارہ میں ہے۔ ومن عندہٗ علم الکتاب یعنے حضرت علیؑ علیہ السلام کو تمام کتاب خدا کا علم عطا ہوا۔ قرآن خود مدعی ہے۔ کہ "لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین"

ینابیع المودۃ صفحہ ۲۸۷ سطر ۹ پر بروایت ابن سعد لکھا ہے۔ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ خدا کی قسم بسم اللہ سے والناس تک کوئی ایسی آیت نہیں۔ مگر مَیں جانتا ہوں۔ کہ کس جگہ اور کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ خدا نے مجھے سمجھدار دل اور ناطق زبان عطا کی ہے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۔۔ سطر ۶ پر بروایت ابن عباس لکھا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کو خدا سے علم ملا اور حضرت علی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور مجھ کو حضرت علی علیہ السلام سے۔ میرا اور تمام صحابہ رسولؐ کا مجموعی علم بمقابلہ حضرت علی علیہ السلام کے علم کے گویا ایک قطرہ ہے۔ سات دریاؤں کے سامنے۔

محمد بن علی الحکیم الترمذی کتاب شرح رسالہ فتح مبیں میں بروایت ابن عباس لکھتا ہے۔ کہ دنیا میں کل علم دس حصوں میں تقسیم ہُوا۔ نو حصے مخصوص حضرت علی علیہ السلام کو عطا ہوئے اور علم کا دسواں حصہ تمام لوگوں پر تقسیم ہُوا۔ اور اُس دسویں حصّہ میں بھی حضرت علی علیہ السلام سب لوگوں سے زیادہ عالم یعنی حصہ دار ہیں۔

علامہ نقاش نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا نے آنحضرتؐ کو علم دیا۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اور حضرت علی علیہ السلام نے مجھ کو علم عطا کیا۔ میرا اور جملہ اصحابہ رسول اللہ کا علم جناب امیر علیہ السلام کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے۔ جیسا کہ سات سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہو۔

حاشیہ بخاری پارہ بیسواں کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۲۷ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا جمع کردہ قرآن ترتیب نزول کے موافق تھا۔ تاریخ الخلفاء سیوطی زمیندار پریس صفحہ ۹۹ اور براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے۔ کہ ابن سیرین کہتا ہے کہ اگر حضرت علی علیہ السلام کا جمع کردہ قرآن ہم تک پہنچتا تو وہ حقیقت میں بڑا ذخیرہ

ہوتا۔ اس کی ترتیب موافق نزول تھی۔ بخاری پارہ بیسواں صفحہ ۱۲۶ پر ہے کہ عبداللہ بن مسعود کا قرآن عثمان کے قرآن کی ترتیب پر نہ تھا۔ صفحہ ۱۲۸ پر ہے۔ کہ ابن مسعود نے کہا کہ میں عثمان کے کہنے پر عمل نہیں کر سکتا۔ کہ اپنا قرآن جلا ڈالوں۔ اور اس کے جمع کردہ قرآن کی ترتیب کے موافق پڑھا کروں صفحہ ۱۲۳ پر ہے کہ عثمان کے جمع کردہ قرآن کی ترتیب تنزیل کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی ترتیب کا لحاظ ضروری امر ہے

مناقب و فضائل جناب امیر علیہ السلام

مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۸۵ پر لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام بحکم محبوب ذو الجلال آنحضرت صلعم کے کندھوں پر چڑھے اور بتوں کو دیوار کعبہ سے گرایا۔ اس حالت میں آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ تو اپنے آپکو کیا پاتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یا حضرت میں ایسا دیکھتا ہوں کہ پردے کھلگئے ہیں۔ گویا میرا سر ساق عرش پر پہنچ گیا ہے اور جس چیز پر ہاتھ دراز کرتا ہوں میرے ہاتھ میں آتی ہے حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ خوشا وقت تیرا کہ کار حق کرتا ہے۔ اور حبذا حال میرا کہ بار حق اٹھاتا ہوں یہاں میں ایک لطیفہ سناتا ہوں صاحب مدارج النبوۃ نے اسی مقام پر لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے خود بت اس لئے نہ توڑے کہ اگر آپکے ہاتھ بتوں سے مس ہوتے تو وہ بہشتی ہو جاتے حالانکہ خدا نے بتوں کو حصب جہنم فرمایا ہے۔ العجب ثم العجب یہ شگوفہ ایک خاص بات کے لئے بنایا گیا ہے ورنہ اگر محض مس سے ہی کوئی چیز واجب الجنت ہو جاتی ہے۔ تو سنی لوگ اور خاص کر ابو حنیفہ اور اس کے مقلد والدہ جناب رسول اکرم کو کیوں کافرہ اور جہنم کی مستحقہ کہتے ہیں حالانکہ رسول اکرم آپکے شکم مطہر سے پیدا ہوئے اور یہاں مس سے کہیں زیادہ مرتبہ حاصل ہے اور حضرت ابو طالب علیہ السلام کو کیوں کافر کہتے ہیں جنہوں نے کئی دفعہ جسم اطہر رسولؐ کو مس کیا۔

وفا الوفا معجم کبیر طبرانی جلد اول صفحہ ۱۶۹ پر ہے کہ جابر بن سمرہ راوی ہے کہ اہل قبا نے جب حضرت سے سوال کیا کہ ایک مسجد ان لوگوں کے لئے بنائی جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے ناقہ پر سوار ہو ابوبکر اٹھا اور سوار ہوا مگر اونٹ نے قدم نہ اٹھایا تو وہ اتر کر چلا آیا اور بیٹھ گیا۔ تب عمر سوار ہوا۔ مگر ناقہ نے قدم نہ اٹھایا۔ یہ بھی اتر کر چلا آیا اور بیٹھ گیا۔ تب حضرت نے فرمایا کوئی سوار ہو اس پر جناب امیر علیہ السلام اٹھے۔ جب حضرت سوار ہوئے اور پائے مبارک رکاب میں رکھا تو ناقہ چلنے لگا حضرتؐ نے فرمایا مہار اس کی چھوڑ دو اور اس کے مدار پر مسجد بناؤ کہ یہ ناقہ مامور ہے۔

مصابیح میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میری اُمت میں حضرت علیؑ قاضی القضاۃ ہیں۔ ازالۃ الخفا صواعق محرقہ۔ ترمذی نسائی اور مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ ینابیع موفق بن احمد حموینی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ علی علیہ السلام کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے۔ ترمذی حاکم صواعق محرقہ۔ ازالۃ الخفا اور تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہے۔

ترجمہ ازالۃ الخفا جلد سوئم صفحہ ۳۲۱ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے علیؑ تو سب میں سے اچھا قاضی ہے

تاریخ اسلام مطبوعہ لنڈن صفحہ ۲۶۴ پر ہے کہ ابوبکر اور عمر شرعی فیصلوں اور فتووں میں حضرت علی علیہ السلام سے ہدایت پاتے رہے۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۱۲۲ اور مشکوٰۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۲۹۶ سطر ۵ لمعہ شرح مظاہر الحق اور توضیح الدلائل علے ترجیح الفضائل اور کتاب المناقب علامہ ابوالحسن المغازلی میں ہے کہ آنحضرت نے بحکم خدا تمام اصحاب رسول کے دروازے جو مسجد رسول کی طرف کھلتے تھے۔ بند کردئے۔ مگر حضرت علیؑ علیہ السلام کے گھر کا دروازہ بند نہ کیا۔ اور فرمایا کہ علی علیہ السلام بحالت جنب داخل مسجد ہو سکتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۸۳ اور تفسیر ثعلبی اور احیاء العلوم امام غزالی میں ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام شب ہجرت کو بستر رسول اللہ پر سوئے تو خداوند عالم نے جبرائیلؑ اور میکائیل سے پوچھا۔ کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قرار دیا۔ تم میں سے کوئی ہے جو اپنی عمر دوسرے کو دیدے جب دونوں نے انکار کیا۔ تو خدا نے فرمایا کہ میں نے علی ولی اور محمد نبی میں بھائی چارہ قرار دیا۔ دیکھو حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے بھائی محمدؐ پر اپنی جان کس طرح قربان کی ہے پس جبرئیلؑ حضرت علی علیہ السلام کے سرہانے اور میکائیل آپ کے پاؤں کے مقابل میں بیٹھے جبرئیلؑ نے کہا۔ مبارک ہو مبارک ہوئے علی علیہ السلام۔ کہ خود خداوند عالم تمہارے سبب سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے پس تمہارا مثل کون ہو سکتا ہے

امام شافعی کہتا ہے کہ میں کب تک اور کہاں تک حضرت علی علیہ السلام کی دوستی میں ملامت کیا جاؤنگا۔ کیا فاطمہؑ جیسی زوجہ کسی اور کو ملی ہے اور کہاں ہل اتیٰ کسی اور کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے متعلق فریدالدین عطار صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

از ستائش لافتیٰ آمد پدید   واز ستائش ہل اتیٰ آمد پدید

تاریخ الخلفا مطبوعہ مجتبائی صـ۱۲۴ پر ہے کہ امام احمد حنبل کہتا ہے کہ کسی صحابی رسولؐ کے حق میں اس قدر فضیلتیں وارد نہیں ہوئیں جس قدر حضرت علی علیہ السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ اسی کتاب کے صـ۱۱۳ پر ہے کہ طبرانی اور حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں یاایھا الذین اٰمنوا آیا ہے، حضرت علی علیہ السلام اس کا امیر اور شریف ہیں۔ ابن عساکر نے ابن عباس سے روائت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں تین سو آیات قرآن میں ہیں۔

مولوی عبیداللہ صاحب امرتسری نے ارجح المطالب مطبوعہ امرتسر صـ۱۷ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار بنایا ہے۔ ابن مردویہ لکھتا ہے کہ مومنوں کا امیر اور عرب کا سردار اور اوصیا سے برگزیدہ اور مخلوقات سے بہتر فرمایا۔ ابن مردویہ اور دیلمی لکھتا ہے کہ امیر المومنین و سید المسلمین و امام المتقین فرمایا۔ دیلمی نے فردوس الاخبار میں لکھا ہے کہ امام المتقین فرمایا۔ دیلمی نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا بادشاہ اور اہل جنت کا پیشوا فرمایا۔ حاکم اور ابن مردویہ اور ابونعیم اور ابن قانع نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا بادشاہ اور اہل جنت کا پیشوا فرمایا۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الائمہ میں لکھا ہے کہ سید الصادقین فرمایا۔ ابونعیم نے حلیۃ الابرار میں اور محب طبری نے ریاض النظرہ میں اور طبرانی نے کبیر میں لکھا ہے کہ سید العرب فرمایا۔ طبرانی اور دیلمی نے لکھا ہے کہ صدیق الاکبر اور فاروق اعظم اور یعسوب الامت فرمایا۔ احمد نے مناقب میں اور نسائی نے خصائص میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن ابی شیبہ نے سنتہ میں اور ابن عاصم نے سنتہ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں لکھا ہے کہ خدا کا بندہ اور رسول کا بھائی اور صدیق اکبر فرمایا۔ ابن قتیبہ نے المعارف میں اور ابن الحجام نے تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ صدیق اکبر اور اپنا رفیق فرمایا خوارزمی اور دیلمی نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانیوالا اور صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور یعسوب المومنین اور منافقوں کی پہچان فرمایا۔ دیلمی نے لکھا ہے کہ خاتم الوصیین فرمایا۔ دیلمی اور ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ خیر الوصیین فرمایا حضرمی اور ابن مردویہ اور بغوی اور دیلمی نے لکھا ہے کہ اپنا وزیر اور وصی اور وارث اور افضل الناس فرمایا۔ خوارزمی اور دارقطنی نے لکھا ہے کہ تمام اوصیا سے بہتر فرمایا۔

مفتاح النجاح میں امام دیلمی سے بروایت امام حسین علیہ السلام لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر کوئی شخص اتنی مدت تک عبادت کرے۔ جتنی مدت نوحؑ نے اقامت کی ہے اپنی قوم میں۔ اور کوہ احد کے برابر سونا خیرات میں دے۔ اور اس کی عمر لمبی کر دیجائے۔ کہ ہزار حج پا پیادہ کرے۔ اور پھر صفا اور

مردہ کے درمیان مظلوم مارا جائے لیکن اے علیؑ وہ تجھے دوست نہ رکھے۔ تو وہ جنّت کی بو تک نہیں سونگھ سکے گا۔

تفسیر درمنثور و تفسیر کبیر رازی۔ کنز العمال ملا علی متقی باب الفضائل جلد ششم صـ۱۵۲۔ ینابیع المودہ مطبوعہ مصر صـ۱۸۵۔ ارجح المطالب صـ۲۴ پر کئی مستند روایات منقول ہیں۔ کہ صدیق صرف تین ہیں۔ حزقیل مومن آل فرعون۔ حبیب نجار مومن آل یسین۔ علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ اخطب خوارزم نے کتاب مناقب صـ۲۶ پر لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے چہرہ کے نور سے ملائکہ کو پیدا کیا گیا۔

ینابیع المودۃ مطبوعہ مصر صـ۹ پر ہے کہ ابن مغازلی شافعی نے بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ علی (علیہ السلام) کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ اور ینابیع صـ۸۴ پر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام بہشت اور دوزخ کا بانٹنے والا ہے۔

اخطب خوارزم نے کتاب مناقب میں لکھا ہے۔ کہ معراج کی رات خداوند عالم نے آنحضرت سے حضرت علی علیہ السلام کی زبان میں گفتگو کی۔ علامہ کمال الدین نے مطالب السؤل میں علامہ زمخشری نے کشاف میں علامہ سیوطی نے درمنثور میں اور فضل ابن روزبہان نے ابطال الباطل میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت نے صحابہ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ تو ابوبکر کو عمر کا بھائی عثمان کو عبدالرحمان بن عوف کا بھائی طلحہ کو زبیر کا بھائی۔ ابوذر کو مقداد کا بھائی معاویہ کو عمرو عاص کا بھائی اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا۔

قاضی عیاض نے کتاب الشفا میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت کا سر مبارک جناب امیر علیہ السلام کی گود میں تھا۔ اور وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ اتنے میں آفتاب غروب ہو گیا۔ حالانکہ جناب امیر علیہ السلام نے ابھی نماز عصر پڑھی تھی۔ وحی کے اختتام پر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ (علیہ السلام) کیا تم نے نماز عصر پڑھ لی ہے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا حضرتؐ نہیں پڑھی تب آنحضرتؐ نے دعا کی۔ خداوندا۔ علیؑ تیرے رسول اور تیری اطاعت میں تھا۔ تو آفتاب کو پھر طلوع کر۔ اسما کہتی ہے کہ ہم نے دیکھا۔ کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا پھر طلوع ہوا اور اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پڑی۔ یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے۔ جو خیبر میں ہے یہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے زبردست معجزہ ہوا۔ اور اسے ردشمس کہتے ہیں یعنے سورج کا غروب ہونے کے بعد لوٹ آنا۔ ارجح المطالب اور براہین قاطعہ میں بھی اس معجزہ کا ذکر ہے۔

صواعق محرقہ ذکر فضائل جناب امیر علیہ السلام اور کنز العمال کتاب الفضائل باب فضائل

علی صنہ۳ برحاشیہ مسند احمد حنبل میں ہے کہ ابنِ عباس نے کہا کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ علیؑ علیہ السلام ایمان میں آنے کا دروازہ ہے پس جو کوئی اس دروازہ میں داخل ہوا وہ مومن ہو گیا۔ اور جو اس دروازہ سے باہر ہو گیا وہ کافر ہو گیا۔

علامہ شمس الدین محمد عبدالرؤف المعروف مناوی شافعی مذکورہ حدیث (علیؑ علیہ السلام باب خطہ ہے) کی شرح میں لکھتا ہے کہ جیسا کہ خدا نے بنی اسرائیل کے لئے دروازہ میں عجز و انکسار سے داخل ہونا بخشش اور مغفرت کا ذریعہ بنایا تھا۔ ایسا ہی اس امت کے لئے حضرت علیؑ علیہ السلام کی ہدایت پر چلنے کو اس امت کی مغفرت کا سبب بنایا، اور یہ اعلےٰ درجہ کی فضیلت ہے۔

ازالۃ الخفا و حی السنتہ میں ہے کہ حاکم نے ابوذر کی حدیث برآمد کی ہے، کہ رسول اللہ نے فرمایا، اے علیؑ علیہ السلام جس نے تجھ سے جدائی کی اس نے خدا سے جدائی کی۔

طبرانی نے معجم کبیر میں اور مرزا محمد بدخشانی نے مفتاح النجا میں بروایت ابن عمر لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس نے علی (علیہ السلام) سے جدائی کی اس نے مجھ سے جدائی کی۔

کتاب الاکتفا ابراہیم بن عبداللہ یمنی شافعی میں بروایت حضرت علی علیہ السلام لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اے علیؑ (علیہ السلام) اگر میں تیری پوری پوری تعریف کروں۔ تو ڈرتا ہوں کہ تم کو لوگ وہ خیال کریں جو عیسائی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارہ میں خیال کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تمہارا وہی رتبہ ہے۔ جو موسےٰ کے نزدیک ہارون کا تھا۔ تیرا دشمن میرا دشمن اور تیرا دوست میرا دوست ہے اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو تم کو ملتی۔

صواعق محرقہ میں بروایت بریدہ لکھا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے مال خمس سے ایک لونڈی خریدی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امر کی شکایت کرنی چاہی جس پر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حشر ہو گا جو علی (علیہ السلام) سے عداوت رکھتے ہیں۔ یاد رکھو جس نے علیؑ (علیہ السلام) سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے جدائی کی اس نے مجھ سے جدائی کی۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ علیؑ میری مٹی سے پیدا ہوا ہے اور میں ابراہیم کی مٹی سے لیکن میں ابراہیمؑ سے افضل ہوں۔

ازالۃ الخفا میں ہے کہ جو شخص حضرت علیؑ علیہ السلام سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

صراط سوی سید محمود شیخانی قادری اور مسلم میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میرے اہلبیت نوح کی کشتی کی طرح ہیں۔ جو انکا مطیع ہوا۔ وہ سلامت رہا۔ اور جو نافرمان ہوا۔ وہ غرق ہو گیا۔

ترمذی اور نسائی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اے علی (علیہ السلام) تم کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن۔ اور تم کو دشمن نہیں رکھتا مگر منافق اور معاشر انصار منافقین کو بغض حضرت علی علیہ السلام سے پہچانتے تھے یعنی اگر کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھتا تو اسے منافق جانتے۔ شرح اکبر صنے پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی افضیلت پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ جنکی شان میں متواتر احادیث وارد ہیں۔ یہ احادیث حضرت علی علیہ السلام کے مناقب و فضائل پر دال ہیں جن سے حضرت کے کمالات اور بزرگیاں ظاہر ہیں

استیعاب بن عبدالبر میں مفصلہ ذیل صحابہ اور تابعین اور سلفِ صالحین کے نام دیئے ہیں۔ جو جناب امیر علیہ السلام کو افضل صحابہ مانتے تھے (چونکہ خلیفہ افضل ہوا کرتا ہے نہ کہ مفضول اس لئے یہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کی خلافتِ بلافصل کے قائل تھے۔

مقداد بن اسود۔ زید بن ارقم۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری حساب بن ارت جابر بن عبداللہ انصاری ابوسعید خدری۔ عمار بن یاسر۔ ابی بن کعب۔ حذیفہ۔ بریدہ۔ ابوایوب سہل بن حنیف۔ عثمان بن حنیف۔ عبداللہ بن مسعود ابوالہیثم بن تیہان۔ خزیمہ بن ثابت۔ ابوالطفیل عامر بن واثلہ۔ عباس بن عبدالمطلب۔ عبداللہ بن عباس۔ خواجہ اویس قرنی۔ زید بن صوحان۔ جندب خیر۔ عطیہ عوفی۔ عبیدہ سلمانی خالد بن سعید بن عاص۔ عمر بن عبدالعزیز۔ عبدالرزاق۔ امام نسائی۔ حاکم وغیرہ۔

حدیث ثقلین

کنزالعمال میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ میں تم سے پہلے جانیوالا ہوں پس تم دیکھتے رہو کہ تم میرے بعد ثقلین سے کیا سلوک کرتے ہو۔ آنحضرت سے پوچھا گیا ثقلین کون کون ہیں۔ فرمایا۔ قرآن اور میرے اہلبیت یہ دونو چیزیں جدا نہ ہونگی۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر تک آئیں۔ میں نے اپنے رب سے ان دونو کے حق میں دعا مانگی ہے پس تم ان دونو چیزوں پر متقدم نہ ہو۔ اور نہ ان دونو کو تعلیم دو۔ کیونکہ یہ دونو تم سے زیادہ عالم ہیں

جواہر العقدین سید نورالدین سمہودی نے حدیث ثقلین بیان کرنے کے بعد مستدرک سے نقل کیا ہے۔ کہ ان دونو پر تقدیم اختیار نہ کرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ نہ ان کا شان گھٹاؤ۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور

نہ ان کو تعلیم دو۔ یہ دونو تم سے عالم ہیں کتاب الموالات ابن عقدہ میں بھی یہی عبارت بالا درج ہے۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد سوم ص۲۴ سطر ۲۹ پر بروایت ابی سعید خدری تفسیر درمنثور امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوم ص۶۰ سطر ۱۹ پر بروایت زید بن ثابت اور مشکوٰۃ مطبوعہ احمدی پریس لاہور جلد ہشتم ص۱۳۰ پر لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میں اپنے بعد تمہارے درمیان دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک قرآن اور دوسری میری عترت۔ یہ دونو آپس سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں۔ تحفہ شاہ عبدالعزیز مطبوعہ مصطفائی دہلی ص۲۳۲ پر ہے کہ جو شخص حدیث ثقلین کو نہ مانے وہ دین سے خارج ہے۔

براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ ص۲۵۳ ینابیع المودۃ ص۳۰ رسالہ الفاروق مولوی محمد سرور ص۲۹ پر لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قرآن اور اہلبیت ہمیشہ ایک ساتھ رہینگے یہاں تک کہ یہ دونو میرے پاس حوض کوثر پر جمع ہوں۔

آیاتِ قرآنی در شان جناب امیر علیہ السلام

مرزا محمد بدخشانی نے مفتاح النجا میں مسند ابو یعلی مختار دعنیا مقدسی معجم کبیر طبرانی معجم اوسط طبرانی حلیہ ابو نعیم مناقب ابن مردویہ وغیرہ سے اور شیخ عبدالحق نے رجال المشکوٰۃ میں مستدرک حاکم معجم طبرانی۔ کامل ابن عدی جمع الجوامع سیوطی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حق اور قرآن علیؑ کیساتھ ہیں۔

امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جلد اوّل تفسیر بسم اللہ میں لکھا ہے کہ جس نے اپنے دین میں حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کی وہ ضرور ہدایت پا گیا۔ اور اس نے حق کو پالیا۔ اس پر دلیل آنحضرت کا ارشاد ہے کہ بار خدایا حق کو اس طرف پھیر جس طرف علیؑ پھرے۔

طیبی شارح مشکوٰۃ لکھتا ہے کہ یہ جو فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے علی (علیہ السلام)۔ بتحقیق اللہ بھی تیرے دل کو ہدایت دیگا اور تیری زبان کو ثابت کریگا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ کو اس صحیح نتیجہ نکالنے کا رستہ بتائے گا جس کا محل تیرا دل ہے پس تیرے دل کو کھولیگا اور تیری زبان کو ثابت کریگا۔ یعنی تو سوائے حق کے حکم نہیں کریگا۔ یہی مذکورہ مضمون مسند احمد بن حنبل جلد اوّل ص۱۳ اور ص۱۱۱ اور ص۱۳۶ پر بھی ہے۔

شیخ نور الدین علی طرابلسی کہتا ہے کہ حدیث بالا کا یہ مطلب ہے کہ خداوندا علیؑ (علیہ السلام) کی زبان کو حق کیساتھ گفتگو کرنے میں دائم اور مستقر کردے یعنی جو بات حضرت علی علیہ السلام کہے۔ وہ حق ہو۔

رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی جو سنی محقق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ میں لکھا ہے۔ کہ احادیث کثیرہ حضرت علی علیہ السلام کی حقانیت اور حضرت کے قطعاً حق سے جدائی نہ کرنے میں وارد ہوئی ہیں۔

تفسیر کبیر رازی باب رابع در مسائل فقہ مستنبط از سورۂ فاتحہ تفسیر فاتحہ اور شرح ابن ابی الحدید اور فضائل الصحابہ فردوس الاخبار دیلمی اور مناقب ابن مردویہ اور مسند ابو یعلیٰ اور مختار ضیا مقدسی اور مناقب خوارزمی میں ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ خدایا حق کو اُدھر پھیر جدھر علی پھرے۔

تفہیمات الہیہ ولی اللہ میں ہے کہ رسول اللہ نے جب کہ خدا سے دعا کی۔ کہ خدایا تو حق کو علی (علیہ السلام) کے ساتھ پھرا اور یہ نہیں کہا۔ کہ علی (علیہ السلام) کو حق کے ساتھ پھرا پس حضرت علیؑ عین حق ہوئے۔

ترمذی اور ابن مردویہ اور ازالۃ الخفا میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حق علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) حق کیساتھ ہے۔ بارالٰہا حق کو اسی طرف پھرا۔ جدھر علی پھرے۔

تفسیر در منثور جلد سوئم صہ ۲۱۹ سطر اول پر ہے کہ عباس اور طلحہ بن شیبہ نے ایک دوسرے پر فخر کیا۔ عباس نے کہا کہ میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ اس لئے تم سے افضل ہوں۔ طلحہ نے کہا میں کعبہ کا کنجی بردار ہوں۔ اس لئے تم سے افضل ہوں۔ حضرت علیؑ وہاں تشریف لائے تو فرمایا میں تم دونو سے افضل ہوں۔ کیونکہ میں نے تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی اور ایمان لایا اور جہاد کیا۔ پس یہ تینوں اشخاص رسول اللہ کے پاس آئے۔ اسوقت سورہ توبہ کی آیہ ۱۹ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ کا نزول بحق جناب امیرؑ ہوا۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد سوم صہ ۲۹۰ سطر اول پر ہے کہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن عساکر نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سورہ توبہ آیہ نمبر ۱۱۹ "وکونوا مع الصادقین" میں صادقین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ حافظ ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ سورہ یونس آیہ نمبر ۲ "وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم" سے حضرت علیؑ کی ولایت مراد ہے۔

علامہ ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ سورہ ہود آیہ نمبر ۳ "ویؤت کل ذی فضل فضلہ" میں ذی فضل سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد سوم صہ ۳۲۴ سطر ۱۶ پر ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابونعیم اور ابن عساکر اور ابن مردویہ نے کئی طریقوں سے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ سورہ ہود آیہ نمبر ۱۷ افمن کان علی

بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد" میں بینہ سے مراد رسول اللہ ہیں اور شاہد سے مراد میں ہوں۔ علاوہ ازیں تفسیر ثعلبی میں ابوہریرہ سے اور کتاب الغارات میں منہال سے یہی روایت کچھ زیادتی کے ساتھ مرقوم ہے۔ اور نیز حلیۃ الاولیا حافظ ابونعیم میں یہ روائت لکھی ہے۔

تفسیر ثعلبی میں بروایت جابر بن عبداللہ لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ سورہ رعد آیہ نمبر ۳ "وجنت من اعناب وزرع ونخیل صنوان" سے میں اور علی (علیہ السلام) مراد ہیں۔ کیونکہ ہم ایک ہی جڑ کی دو شاخیں ہیں۔ نیز آنحضرت کا ارشاد ہے "انا و علی من نور واحد" یعنی رسول پاک اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۲۹۵ سطر ۱۷ پر سورہ طہ آیہ نمبر ۲۴ "قال رب اشرح لی صدری" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن مردویہ و خطیب اور ابن عساکر نے بروایت اسماء بنت عمیس لکھا ہے کہ میں نے آنحضرت کو بشیر (مکہ کے پہاڑ کا نام ہے) کے مقابل میں کھڑے ہوئے دیکھا جبکہ آپ فرما رہے تھے۔ کہ خداوندا میں بھی تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰؑ نے کیا تھا۔ کہ میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں۔ اور میرے اہلبیتؑ میں سے میرے بھائی علی (علیہ السلام) کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونو کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور کثرت سے تیری یاد کریں۔ اور تو ہماری حالت کو دیکھ ہی رہا ہے۔

کتاب ابن مردویہ میں ہے کہ جنگ احد کے بعد آنحضرت نے بحکم خدا زخمی اصحاب کو ہمراہ لیا۔ اور ابو سفیان سے لڑنے کے لئے مقام حمراء الاسد پر قیام فرمایا۔ اور لشکر ابوسفیان مقام روحا میں مقیم تھا۔ اس وقت ابوسفیان نے نعیم ابن مسعود اشجعی کو کہا۔ کہ اگر تو لشکر محمدؐ میں جا کر یہ کہدے۔ کہ لشکر ابوسفیان بہت بھاری تعداد میں ہے۔ تو میں تم کو دس اونٹ کا بار خرما اور سوکھے انگور انعام دوں گا چنانچہ جب اس نے ایسا ہی کہا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل" خداوند عالم نے خوش ہو کر سورہ آل عمران آیہ نمبر ۱۷۳ "وقال احسبنا اللہ ونعم الوکیل" نازل کی۔

شواہد التنزیل حاکم ابوالقاسم میں بروایت سلیم بن قیس لکھا ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ امت عادل اور لوگوں پر گواہ ہم (چہاردہ معصوم) ہیں اور خاص ہم اس سے مقصود خدا ہیں اور رسول اللہ ہم پر گواہ ہیں۔ اور ہم خدا کی مخلوق پر گواہ ہیں۔ اور اس کی حجت ہیں زمین پر۔ اور ہم میں وہ ہیں۔ جنکے بارہ میں خدا نے

"کذالک جعلنا کم امۃ وسطاً فرمایا ہے۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد دوم ص۵ پر بروائت انس بن مالک لکھا ہے کہ سورۂ آل عمران آیہ نمبر "وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم" میں راسخون فی العلم کے بارہ میں آنحضرت سے پوچھا گیا کہ وہ کون حضرات ہیں حضور نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں۔ جنکے ہاتھ نیکی کرنیوالے زبان سچی اور دل مستقیم ہوں اور جو حرام پیٹ اور فرج سے محفوظ ہوں (یعنی چہاردہ معصوم علیہم السلام)

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد چہارم ص۳۳۹ اور تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد دوم ص۲۷۲ پر سورہ انبیا آیہ نمبر ۱ "ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون" کے بارہ میں ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابن عدی اور ابن مردویہ نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آیۂ بالا کی تلاوت فرمائی اور کہا "انا منھم" یعنے میں انہی لوگوں میں سے ہوں۔

حافظ ابن محمد شیرازی نے تفسیر اثنا عشری میں انس بن مالک سے سورہ حج آیہ نمبر ۷ "ولا ھدی ولا کتاب منیر" کی تفسیر میں ایک طویل روایت لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت سے عرض کیا گیا۔ کہ فلاں شخص بڑا نمازی اور روزہ دار اور زکوٰۃ دینے والا ہے۔ آنحضرت نے ابوبکر کو اس آدمی کے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا یہ شخص شیطان کے گروہ کا پہلا شخص ہے ابوبکر اس شخص کو قتل کرنے مسجد میں گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص رکوع میں ہے ابوبکر بغیر اس شخص کو قتل کئے واپس آگیا۔ پھر عمر بن خطاب کو بھیجا گیا۔ عمر نے دیکھا کہ وہ شخص سجدہ میں ہے۔ عمر بھی بغیر اس کو قتل کئے واپس چلا آیا تب آنحضرت نے فرمایا کہ اس شخص کو علی قتل کریگا چنانچہ یہی شخص جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہؤا۔ ناظرین۔ ثابت ہؤا کہ زہد و عبادت ہرگز مفید آخرت نہیں ہو سکتی۔ جب تک انجام بخیر نہ ہو۔

ینابیع المودۃ ص۶۳ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورۂ یٰسین آیہ نمبر ۱۱ "وکل شیٔ احصینہ فی امام مبین" سے مراد میں ہوں۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر ص۱۵۴ جلد ششم اور تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی میں سورہ واقعہ آیہ نمبر ۹ "والسابقون السابقون" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یوشع بن نون نے سبقت کی موسیٰ کی طرف اور مومن آل یٰسین نے عیسےٰ کی طرف اور علی ابن ابیطالبؑ نے رسول اللہ کی طرف۔

تفسیر کشاف جلد سوم صفحہ ۱۷۱ اور مدارک زاہدی اور مشکوٰۃ میں سورہ مجادلہ آیہ نمبر ۱۱ "آیہ نجوے" کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ اس آیہ پر صرف حضرت علی علیہ السلام نے عمل کیا۔ کہ جب آنحضرت سے سرگوشی کرنا مطلوب ہوتا تو پہلے کچھ صدقہ دیدیا کرتے اور کسی نے بھی اس آیہ پر عمل نہ کیا حضرت علی علیہ السلام فخریہ فرمایا کرتے۔ کہ قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جس پر فقط میں نے عمل کیا۔ اور نہ میرے قبل اس پر کسی نے عمل کیا۔ اور نہ میرے بعد اسپر کوئی عمل کریگا۔ اور ان دس دنوں میں رسول اللہ کے پاس بھی اصحاب رسول میں سے کوئی نہ آیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت علی علیہ السلام سے اور ابن مردویہ نے اسما بنت عمیس سے اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ تحریم آیہ نمبر ۳ میں صالح المومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۴۴ سطر ۶ اور تفسیر ثعلبی اور شواہد التنزیل اور حلیۃ الاولیا اور نیز کلبی اور مجاہد اور ابو صالح نے بھی اس روایت کو لکھا ہے۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۶۰ سطر ۱۱ پر سورہ حاقہ آیہ نمبر ۱۱ "وتعیھا اذن واعیۃ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے خدا سے دعا کی تھی۔ کہ اس کو کان حضرت علی علیہ السلام کے بنادے۔ ارجح المطالب صفحہ ۳۹ پر بھی بحوالہ دیلمی اسی طرح کا مضمون ہے۔ اس وجہ سے حضرت علی علیہ السلام خود فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو بات میں نے رسول اللہ سے سنی کبھی نہ بھولا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور واحدی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر اور ابن نجاری نے بریرہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اپنے قریب کروں۔ اور دور نہ ہونے دوں اور تم کو تعلیم کروں اور تم یاد رکھو۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں بروایت حضرت علی علیہ السلام لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ یا علی (علیہ السلام) خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے۔ کہ میں تم کو اپنے قریب کروں اور تعلیم کروں تاکہ تم یاد رکھو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ یا علی (علیہ السلام) میرے علم کا یاد رکھنے والا ہے۔

امام سدی نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ سورہ نبا آیہ نمبر اوّل "عم یتساءلون عن النبا العظیم" میں نبا العظیم یعنی بڑی خبر سے مراد یہ ہے کہ کوئی مردہ شرق و غرب اور خشکی و تری میں ایسا نہ ہوگا۔ جس سے نکیرین ولایت علیؑ کا سوال نہ کرینگے۔

مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی میں ہے کہ سورہ والشمس میں شمس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اور قمر سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

کتاب کفایت الطالب فی مناقب علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ شیخ حافظ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی باب اکتالیس کتاب المناقب شیخ حافظ امام ابوالحسن علی بن محمد معروف بابن المغازلی۔ کتاب تذکرہ خواص الائمہ حافظ سبط ابن جوزی حنفی۔ کتاب المناقب شمس الاسلام صدر الائمہ ابوالموید موفق بن احمد مکی خوارزمی معروف بہ خطب خوارزمی کتاب الاربعین سید جمال الدین محدث درر السمطین فی فضائل المصطفےٰ والمرتضےٰ والبتول والسبطین علامہ محمد بن یوسف بن محمود بن الحسن الزرندی المدنی الانصاری تفسیر ثعلبی تفسیر نیشاپوری بر حاشیہ تفسیر طبری جلد ششم صفحہ ۱۴۵ تفسیر بیضاوی تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۸۶۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۴۲۲۔ ذخائر العقبےٰ مودۃ اہل القربےٰ علامہ محب الدین طبری باب ذکر صدقہ علیؑ کتاب فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ علامہ محمد بن صباغ مالکی فصل مناقب زین الفتےٰ علامہ عاصمی۔ کتاب مراۃ المومنین شاہ ولی اللہ ذکر حدیث منزلت تفسیر مدارک ملا ابوالبرکات مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۶۷ سطر اول تفسیر حسینی۔ کتاب اربعین ملا سعد بن ابراہیم کتاب ایضاح مولوی رشید احمد خان ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ مطالب السئول علامہ ابن طلحہ شافعی فصل ہشتم۔ کتاب ہدایۃ السعدا ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی۔ کتاب الف علامہ ابوالحجاج یوسف بن محمد ہ الہادی ذکر امیرالمومنینؑ۔ نہایۃ العقول امام رازی۔ شرح تجرید علامہ قوشجی۔ کتاب ذخیرۃ المآل۔ کتاب التمہید علامہ ابوالشکور محمد بن عبدالسعید حنفی تفسیر لباب النزول سیوطی بر حاشیہ جلالین صفحہ ۹۷ تفسیر طبری جلد ششم صفحہ ۱۶۵ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۹۵ تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۴۷۵ تفسیر مدارک بر حاشیہ تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۴۷۴۔ تفسیر ابوسعود صفحہ ۱۶۱۔ تفسیر کبیر امام رازی جلد سوم صفحہ ۴۳۱ وغیرہ میں ہے کہ جب بحالت رکوع حضرت علی علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی سائل کو دی تو آیہ "انما ولیکم اللہ" کا نزول ہوا۔

ابن مردویہ کہتا ہے کہ سورہ اعراف آیہ نمبر ۴۳ "فاذن موذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین" میں موذن سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں (اور ظالمین سے مراد حضرت کو ایذا دینے والے ہیں)۔

صواعق محرقہ اور تفسیر ثعلبی میں بروایت ابن عباس لکھا ہے۔ کہ اعراف پر عباس اور حمزہ اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام کھڑے ہونگے اور اپنے دوستوں کو انکے چہرے کی نورانیت اور اپنے دشمنوں کو انکے چہروں کی سیاہی سے پہچان لیں گے چنانچہ سورہ اعراف آیہ نمبر ۴۵ "وبینھما حجاب وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم" کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر کشاف جلد دوئم صـ ۴۳۹ سطر ۲۶ پر سورہ احزاب آیہ نمبر ۵۸ "والذین یؤذون المومنین" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کو برا کہتے ہیں۔

ارجح المطالب صـ ۱۵ پر ہے۔ کہ مقاتل بن سلیمان نے کہا۔ کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ کیونکہ منافقین میں سے چند آدمی آپکو ایذا دیا کرتے اور جھٹلایا کرتے تھے۔

علامہ حافظ ابن مردویہ نے سورہ الزمر آیہ ۳۱ "فمن اظلم ممن کذب علے اللہ وکذب بالصدق اذجاءہ" سے مراد وہ شخص ہے جو آنحضرت کو حضرت علی علیہ السلام کے بارہ میں جھٹلائے۔

علامہ دیلمی نے فردوس الاخبار میں بروایت بریدہ اسلمی لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس نے علی (علیہ السلام) کی شان میں کمی کی۔ اس نے میری شان میں کمی کی۔

علامہ ابن مردویہ نے سورہ شعرا آیہ نمبر ۸۴ "واجعل لی لسان صدق فی الاخرین" کے بارہ میں لکھا ہے۔ کہ لسان صدق سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ جب آپ کی ولایت حضرت ابراہیمؑ کے سامنے پیش کی گئی۔ تو حضرت ابراہیم نے عرض کی۔ کہ خدایا اس شخص کو میری اولاد سے قرار دے۔ اور خدا نے یہ دعا قبول کی۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صـ ۳۲۸ سطر ۲۴ پر سورۃ الزمر آیہ نمبر ۳۲ "والذی جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حافظ ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ سچ لانے والے سے مراد میں ہوں۔ اور تصدیق کرنے والا علی ابن ابیطالب (علیہ السلام) ہے۔ اسی تفسیر میں اس روایت سے پہلے ایک روایت حضرت علی علیہ السلام کیطرف منسوب کی گئی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا "والذی جاء بالحق محمد وصدق به ابوبکر" لیکن یہ روایت خود اہلسنت کے اصول کے مطابق قابل قبول نہیں۔ کیونکہ اصل آیت میں والذی جاء بالصدق ہے۔ اور اس میں والذی جاء بالحق بنا دیا گیا ہے۔ نیز روایت سے بھی اسکی موضوعیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ کی تصدیق کی نہ کہ ابوبکر نے۔ علاوہ بریں براہین قاطع ترجمہ صواعق محرقہ صـ ۲۱۳ پر بحوالہ بخاری لکھا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ صدیق تین ہیں۔ خرقیل مومن آل فرعون۔ حبیب نجار صاحب آل یاسین اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صـ ۴۵ سطر ۱۲ پر ہے کہ ابن مردویہ اور ابن جریر اور ابونعیم نے معرفۃ میں اور دیلمی نے اور ابن عساکر اور بخار نے روایت کی ہے کہ جب سورہ رعد آیہ نمبر ۷ "انما انت منذر ولکل قوم هاد" کا نزول ہوا۔ تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کو اپنے سینہ پر رکھا اور فرمایا۔ انا منذر یعنی وہ ڈرانیوالا میں ہوں۔ اور پھر

اپنے ہاتھ سے حضرت علی علیہ السلام کے شانہ کی طرف اشارہ کیا، اور فرمایا "انت الهادی یا علی بك یهتدی المهتدون بعدی" یعنے اے علی (علیہ السلام) تم ہی ہدایت کرنیوالے ہو اور میرے بعد تمہارے ہی ذریعہ سے لوگ ہدایت یافتہ ہونگے۔ اسی روایت کو بہ اختلاف الفاظ ابن مردویہ نے ابو برزہ اسلمی سے اور ابن مردویہ اور ضیاء فی المختار نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں اور ابن ابی حاتم نے اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایت کی ہے اور تصحیح بھی کی ہے اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علی علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے۔ ناظرین لفظ لکل قوم ھاد کا بہ حکم خدا ورسول حضرت علی علیہ السلام کے حق میں ثابت کرتا ہے کہ علیؑ اور اولادِ علیؑ ہادی اور خلیفہ بلافصل ہیں۔

علامہ ابن مردویہ لکھتا ہے کہ سورہ رعد آیہ نمبر ۱۸ "افمن یعلم انما انزل الیك من ربك الحق" سے مراد حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں۔

"تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صد ۶۹ سطر ۲۰ پر سورہ رعد آیہ نمبر ۴۳ یعنی آخری آیت "ومن عنده علم الکتاب" کے بارہ میں اکثر مفسرین قائل ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ عاصمی نے زین الفتی میں اور ثعلبی نے عبداللہ بن عطا سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام کہتا ہے کہ من عنده علم الکتاب" سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں اس وجہ سے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے "سلونی قبل ان تفقدونی" فواتح میبذی وغیرہ میں ہے کہ آیت عبداللہ بن سلام کی شان میں ہے۔ مگر یہ خیال غلط ہے کیونکہ سعید بن منصور نے اور ابن جریر نے اور ابن منذر نے اور ابن ابی حاتم نے اور نحاس نے اپنی کتاب ناسخ میں سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب اس سے پوچھا گیا کہ آیا من عنده علم الکتاب سے مراد عبداللہ بن سلام ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوا۔ اور عبداللہ بن سلام مدینہ میں اسلام لایا۔ نیز ابن منذر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام کے حق میں کوئی آیہ قرآنی نازل ہی نہیں ہوئی۔

مناقب خوارزمی میں ہے کہ سورہ حجر آیہ نمبر ۴۱ "صراط علی مستقیم" کا یہ مطلب ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی راہ سیدھی ہے اور اس کا دین سیدھا ہے۔ آپکی پیروی کرو۔ اور اسی کو تھامے رہو کیونکہ اس کی راہ میں کوئی کجی نہیں ہے۔

حافظ ابوبکر ابن مردویہ نے سورہ فتح آیہ نمبر ۳۱ "ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ" کے بارہ میں لکھا ہے کہ آیت ان لوگوں کے بارہ میں ہے جو علی ابن ابیطالبؑ کی خلافت کے بارہ میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے تھے۔

حاکم ابوالقاسم نے شواہد التنزیل میں سورہ فتح آیہ آخری "وعد اللہ الذین آمنوا" کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ قیامت کے دن سید المومنین علی (علیہ السلام) ایک نور کا علم لئے کھڑے ہونگے جس کے نیچے کل مومنین جمع ہو جائیں گے پھر علی (علیہ السلام) ایک نور کے منبر پر قدم رنجہ فرمائیں گے اور سب لوگ ایک ایک کر کے حضرت کے حضور میں پیش کئے جائیں گے اور اپنا اپنا اجر پائیں گے اور علی (علیہ السلام) کی ولایت کے حق کی وجہ سے لوگ جنت یا جہنم کے مستحق ہونگے اور علی (علیہ السلام) کا یہ حق سارے جہان پر واجب ہے۔

مناقب ملا ابوالحسن بن مغازلی شافعی اور شرف المصطفےٰ ابوحامد شافعی میں سورہ نجم آیہ اول "والنجم اذا ھوی" کے بارہ میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو ستارہ ٹوٹتا ہے جس کے گھر میں گریگا وہی میرا وصی ہوگا چنانچہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں گرا۔

واقعہ غدیر خم

واقعہ غدیر کو ذرا تفصیل سے لکھتا ہوں جس کے لفظ لفظ میں نور ایمان اور سرور دل موجود ہے غور سے سنیں۔ ۱۸- ذی الحجہ ۱۰ھ کو آنحضرتؐ مکہ سے مدینہ کو قریباً دو لاکھ حاجیوں کے ہمراہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ کہ جبرئیلؑ سورہ مائدہ کی آیہ مبارکہ "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ" (اے رسول پہنچا دے لوگوں کو وہ چیز جو تم پر نازل کی گئی ہے تیرے رب کی طرف سے اور اگر تو نے یہ حکم نہ پہنچایا تو میں جانونگا کہ تو نے میرا کوئی حکم (تمام دوران رسالت میں) نہیں پہنچایا ہے اور اس حکم کے پہنچانے میں تو کسی سے نہ ڈر۔) لے کر نازل ہوا یہ خدا کا تاکیدی حکم سنکر آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی کے اظہار کرنے میں تو کچھ عذر نہیں لیکن خیال ہے کہ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے بارہ میں میری تصدیق میں پس و پیش کرینگے جبرئیلؑ چلا گیا اور پھر نازل ہو کر عرض کیا "واللہ یعصمک من الناس" اس پر آنحضرتؐ نے مقام غدیر پر ایک خاردار درخت کے نیچے آرام فرمایا اور تمام حاجیوں کو جو ابھی متفرق نہ ہوئے تھے کیونکہ کچھ فاصلہ آگے چل کر مختلف مقامات کو مختلف راستے جاتے تھے۔ جمع ہونے کے لئے منادی کرائی گئی گرمیوں کا موسم اور دوپہر کا وقت اور عرب کا ریگستان اور اس پر مسافرت کی کلفت کی وجہ سے حاجیوں کی حالت کا نقشہ چشم

تصور ہی صحیح طور پر کھینچ سکتی ہے۔ اس آتش بار اور آہن گداز ریگستان میں تمام حجاج ایک گروہ میں جمع ہو گئے آنحضرت نے پالان شتر کا ایک منبر بنایا جس پر چڑھ کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا۔ جو تمام واقعہ غدیر کی جان ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے تمام مخلوقات سے برگزیدہ بنایا۔ عنقریب میری طرف جھوٹی باتیں منسوب کی جاویں گی حالانکہ میری زبان سے سوائے امر حق کچھ نہیں نکلتا ہے۔ میری عترت کو تمام مخلوقات پر سبقت حاصل ہے وہ میری پیغمبری کا علم لینے والے اور تمام کو گمراہی سے نکالنے والے اور نیکی کی طرف بلانیوالے ہیں۔ یہی اہل حق اور معدن صدق اور عامل کتاب و سنت ہیں۔ انکو ترک کر کے جہلا کی طرف رجوع نہ کرنا۔ میں اور میری عترت ایک طینت سے پیدا ہوئے۔ اور ہمارے نور سے ہر ایک تاریکی روشن ہوئی۔ میری عترت عامل علم اور خازن اسرار اور سردار ارض و سما ہے۔ نہ انکو کبھی شک ہوتا ہے اور نہ عیب لاحق ہوتا ہے راہ خدا میں کرار غیر فرار ہیں۔ ہادی اور آئمہ راشدین ہیں۔ انکی ولایت اور اطاعت تم پر فرض ہے وغیرہ وغیرہ۔ دوران خطبہ میں حضرت سلمان فارسی نے عرض کیا۔ یا حضرت (من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں) ولائے علیؑ سے کیا مراد ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جس کی جان پر میں اولےٰ تبصرف ہوں۔ اس کی جان پر حضرت علی علیہ السلام بھی اولےٰ تبصرف ہے اور اس طرح حضرت علی علیہ السلام کے اوصیا بھی اولےٰ تبصرف ہیں کسی نے عرض کیا۔ اوصیا کے نام فرمایئے حضور نے حضرت علی علیہ السلام سے حضرت امام مہدی علیہ السلام تک تمام نام گنے اور فرمایا۔ یہ پاک افراد قرآن کیساتھ اور قرآن انکے ساتھ ہمیشہ رہیگا۔ پھر آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو اتنا بلند اٹھایا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو گئی یعنی اس حکم کی فعلاً بھی تعمیل کر دی اور فرمایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ"۔ یعنی جس کا میں مولا اور سردار اور حاکم ہوں اس کا علیؑ بھی مولا اور سردار اور حاکم ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے دوبہ سے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر پگڑی باندھکر رسم دستار بندی بھی ادا فرمائی۔ ازاں بعد "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" کا نزول ہوا اور آنحضرت سجدۂ شکر میں گر پڑے اور فرمایا۔ خدا کا شکر ہے جس نے دین اسلام کو کامل کر دیا۔ اور نعمتوں کو پورا کر دیا۔ اور میری رسالت اور علی (علیہ السلام) کی ولایت اور خلافت پر راضی ہوا چنانچہ حافظ ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں آیہ اکمال دین کا نزول واقعہ غدیر ہی لکھا ہے پس سب سے پہلے عمر ابن خطاب نے کہا اے حضرت علی علیہ السلام۔ مبارک ہو مبارک ہو تو آج سے میرا اور ہر مومن و مومنہ کا مولےٰ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اور لوگوں نے بھی مبارکباد کہی پھر حسان شاعر نے فی البدیہ قصیدہ تہنیت نظم کر کے بلند آوازی سے پڑھا۔ اور آنحضرتؐ نے اس کے حق میں دعائے

مغفرت کی۔ بعد ازاں آنحضرت نے ایک خیمہ نصب کرایا جس میں حضرت علی علیہ السلام تشریف فرما تھے اور اصحاب رسولؐ بہ حکم رسولؐ خیمہ کے اندر جاتے اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ مدینہ میں پہنچکر آنحضرتؐ نے اپنی تمام ازواج کو حکم دیا کہ یکے بعد دیگرے خانہ حضرت فاطمہؑ صدیقہ میں جاکر حضرت علی علیہ السلام کو خلافت اور نیابت رسولؐ کی مبارک بادی دیں۔ دوسرے دن کی صبح کو ایک صحابی حارث بن نعمان فہری خدمتِ رسولؐ میں آیا اور کہا یا حضرت ہم نے آپکے ارشاد پر اپنے آبائی دین کو چھوڑا اور اپنے اقربا کو قتل کیا اور اسلام کے تمام احکام کی تعمیل کی۔ ارشاد فرمائیں کہ آیا یہ حکم خدا کی طرف سے ہے۔ یا محبت علیؑ کیوجہ سے اپنے دل سے بنالیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ درحقیقت یہ حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اس پر حارث پیٹھ پھیر کر چل پڑا اور کہا خداوندا اگر اس امر میں تیرا رسولؐ صادق ہے تو مجھ پر فوری عذاب بھیج۔ فوراً اس پر آسمانی پتھر گرا جو اس کی مقعد سے نکل گیا۔ اور وہ جہنم واصل ہوا۔ جو شخص خدا کے اس تاکیدی حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عظیم اہتمام متعلقہ غدیر کے باوجود نہایت شوخ چشمی اور دلیری سے یہ کہتا ہے کہ اس موقعہ پر آنحضرت کو صرف یہ مطلوب تھا کہ چند ایک مخالفین علیؑ اور علیؑ میں رابطہ آشتی قائم کیا جائے۔ وہ خدا اور رسولؐ کیساتھ تمسخر کرتا ہے اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون۔

شیعہ سنت رسولؐ کے مطابق ۱۸۔ ذی الحجہ کو عید غدیر مناتے ہیں مگر اہلسنت نے اس کے مقابلہ میں ۲۶ ذی الحجہ کو عید منانا شروع کر دیا۔ کیونکہ ۲۶۔ ذی الحجہ کو آنحضرت مع ابوبکر غار میں داخل ہوئے تھے۔ ناظرین عاشورہ کے آٹھ روز بعد سنیوں نے اپنا علیحدہ عاشورہ قائم کیا۔ کیونکہ اس دن مصعب بن زبیر قتل ہوا تھا۔ مصعب ابوبکر کا نواسہ ہے۔ اسی مصعب نے حضرت امیر مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کو قتل کرایا تھا جنہوں نے خون حسینؑ کا انتقام لیا تھا

ذیل میں چند نہایت معتبر اور جلیل القدر محدثین اور علماء اہلسنت کے نام درج کرتا ہوں جنہوں نے واقعہ غدیر کی صحت کو تسلیم کیا ہے:۔

امام احمد بن حنبل۔ عبداللہ بن احمد۔ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ عبسی۔ ابوالعباس نسوی۔ عبدالملک خرکوش ابواسحاق نیشاپوری۔ اسمٰعیل معروف بابن السمان۔ عبدالکریم سمعانی۔ موفق بن احمد۔ عمر بن محمد۔ یوسف بن قزعلی سبط ابن الجوزی۔ محب طبری۔ ابراہیم بن محمد۔ محمد بن عبداللہ جمال الدین زرندی۔ ابن کثیر۔ علی بن شہاب الدین ہمدانی۔ احمد بن علی مقریزی۔ ابن الصباغ۔ علامہ میبذی۔ اصیل الدین حافظ محمود بن محمد۔ محمد بن عبدالرسول برزنجی۔ مرزا محمد بن معتمد خاں بدخشی۔ محمد بن صدر عالم۔ محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر۔"

اب ہم چند ثقہ راویوں کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے تسلیم کیا ہے کہ آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر بروز غدیر دستار باندھی۔

سلیمان بن داود۔ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ۔ احمد بن منیع بغوی احمد بن حسین بن علی بیہقی۔ محب الدین طبری۔ ابراہیم بن محمد حموینی۔ محمد بن یوسف زرندی۔ ابن الصباغ مالکی۔ سیوطی۔ جمال الدین۔ عطاء الدین فضل اللہ محدث۔ علاؤ الدین متقی۔ محمود بن علی بجانی قادری۔ احمد بن محمد قشاس"۔

ابن عقدہ معجم صغیر طبرانی اور ابو سعید مسعود بن ناصر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے بروز غدیر فرمایا۔ کہ علی (علیہ السلام) امیر المومنین سید المسلمین اور قائد الغر المحجلین ہیں۔

محب الدین طبری نے ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد ۲ ص ۲۱۷ پر لکھا ہے کہ عبدالاعلے بن عدی نہروانی راوی ہے کہ آنحضرت نے جناب امیر علیہ السلام کو بروز غدیر خم بلایا۔ اور اپنے دست مبارک سے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر عمامہ باندھا اور ایک حصہ اس کا جانب پشت لٹکا دیا۔

اسد الغابہ میں بروایت ابو اسحاق لکھا ہے کہ بیشمار لوگوں نے بیان کیا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دی۔ کہ جس نے حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کو سنا ہو۔ وہ بیان کرے بہت سے لوگوں نے گواہی دی اور بہت سے لوگوں نے چھپایا۔ یہ چھپانیوالے دنیا سے رخصت نہ ہوئے جب تک اندھے نہ ہوئے ہوں یا کسی اور آفت میں گرفتار نہ ہوئے ہوں۔ ان لوگوں میں جن پر مصائب کا نزول ہوا یزید بن ودیعہ اور عبدالرحمان بن مدلج بھی تھے۔

سر العالمین امام غزالی مطبوعہ بمبئی مقالہ رابعہ ص ۹ پر ہے کہ حجت ظاہر ہوگئی اور جمہور نے متن حدیث غدیر پر اجماع کیا کہ آنحضرت نے بروز غدیر فرمایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" اس پر عمر بن خطاب نے کہا۔ مبارک ہو مبارک ہو۔ اے حضرت علی علیہ السلام کہ آپ نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ ہمارے اور تمامی مومنین اور مومنات کے مولا ہو گئے پس عمر نے صاف صاف اقرار کر لیا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام حاکم ہیں امور مسلمین کے لیکن بعد اس کے سلطنت کی محبت اور خلافت کے لالچ نے غلبہ کیا اور شاہنشاہی جھنڈوں کے ہوا میں لہرانے خیل و حشم کے نظارے اور فتح امصار کے خیال نے عہد کو پس پشت ڈلوا دیا۔ اور تھوڑا سامان خریدا جو بہت برا ہے۔ اور جب آنحضرت نے بوقت مرگ فرمایا کہ لاؤ قلم اور کاغذ کہ تمہارے کام کو آسان کر دوں (علاوہ زبانی تاکیدوں کے تحریری تاکید بھی کر دوں۔ تاکہ کما حقہ اتمام حجت ہو جائے اور بیان

کروں اس کو جو میرے بعد امر خلافت کا مستحق ہے۔ تو عمر نے کہا چھوڑ دو اس شخص کو (نہ رسول اللہ کہا۔ نہ آنحضرت کہا۔ نہ محبوب کبریا کہا۔ صرف اس شخص سے مخاطب کیا جو غایت درجہ کی گستاخی ہے) یہ ہذیان کہہ رہا ہے پس جب تمہارا (تمام اہلسنت کا) تعلق تاویل نص سے باطل ہو چکا تو اجماع پر جھکے۔ حالانکہ اجماع بھی باطل ہے۔ کیونکہ عباس اور انکی اولاد اور حضرت علی علیہ السلام اور انکی زوجہ اور اولاد حلقۂ بیعت میں نہیں آئے۔ بلکہ خود اصحاب سقیفہ نے بھی (خلافت ابوبکر کی) مخالفت کی۔

یہ امام غزالی صاحب کی تحریر ہے جس کی نسبت کتاب السنۃ ہمن یبعثہ اللہ علے راس کل مائۃ علامہ سیوطی میں ہے کہ بعض اکابر علما جو علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو امام غزالی ہوتا۔ اور اس کے معجزات کا ثبوت خود اس کی بعض تصنیفات ہیں۔

کتاب سر العالمین غزالی ہی کی تصنیف ہے اور سنیوں کے امام ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۳۲ ترجمہ الحسن بن صباح میں اس کتاب کو غزالی کی تصنیف مانا ہے اب اہلسنت نے لاہور میں اس کتاب کا ترجمہ بھی شائع کیا ہے اور اس سے بھی اس کتاب کا اعتبار ثابت کیا لیکن سخت ظلم مصنف کی روح پر یہ کیا ہے کہ چوتھے مقالے کا جس میں مضمون بالا درج ہے ترجمہ بھی نہیں کیا۔ اور اسے بلا ڈکار ہضم کر لیا۔ یہ لوگ آئے دن عیسائیوں کی طرح ایسی تحریفات کر کے خود اپنے مذہب کا بطلان ثابت کرتے ہیں۔

مطالب السئول علامہ محمد بن طلحہ شافعی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۵۶ پر ہے کہ روز غدیر یعنی ۱۸ ذی الحجہ روز عید و موسم قرار پایا۔ کیونکہ یہ وہ روز ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کو اس روز وہ عالی منزلت اور خاص شرف (بہ حکم خدا) عطا کیا جو غیر کو نہیں ملا۔ پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم جس کیساتھ اولےٰ، ناصر، وارث، عصبہ، حمیم یا صدیق ہیں۔ تو اس سے علی بھی ویسے ہی ہیں۔ اور یہ صریح ہے اس بارہ میں کہ حضرت علی علیہ السلام اس منصب جلیلہ کیساتھ مخصوص ہیں (یعنی باقی تمام اصحاب اس منصب جلیلہ سے محروم ہیں) اور آنحضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کو غیر کے لئے بمنزلہ اپنے نفس کے قرار دیا۔ کیونکہ کلمہ من (جو من کنت مولاہ میں ہے) عموم کے لئے ہے پس جو لوگ اس عموم کے تحت میں داخل ہیں۔ ان سب کے لئے جناب امیر علیہ السلام کو وہی رتبہ حاصل ہے جو رسالتمآب کو حاصل تھا (گویا حضرت علی علیہ السلام کی اقتدا ہر قول اور ہر فعل میں بعینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کیجاوے) پھر لکھتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ حدیث (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) اسرار آیہ مباہلہ سے ہے۔ کیونکہ

انفسنا سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ خدا نے نفس رسولؐ اور نفس حضرت علی علیہ السلام کو جمع کیا ہے اور ایک ضمیر متکلم لایا ہے جو مضاف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پس آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے لئے بھی انہی امور کو ثابت کیا جو حضرتؐ کے لئے بہ نسبت عامۂ مومنین ثابت ہیں۔ کیونکہ آنحضرت اولٰے بالمومنین ناصر المومنین اور سید المومنین ہیں۔ جس معنی کا اثبات لفظ مولا سے آنحضرت کے لئے ممکن ہے آنحضرت نے ان تمام امور کو جناب امیر کے لئے ثابت کیا ہے اور یہ وہ مرتبہ سامیہ منزلت شامخہ۔ درجۂ علیہ اور مکانۂ رفیعہ ہے جس کو آنحضرتؐ نے جناب امیر کیساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ اس لئے یہ روز عید و سرور ہے اولیا و محبان حضرت علی علیہ السلام کے لئے۔

تذکرہ خواص الامۃ علامہ یوسف بن قزعلی سبط ابن الجوزی میں ہے کہ آنحضرتؐ کا بروز غدیر "الست اولی بالمومنین" فرمانا جناب امیر علیہ السلام کی اثبات امامت اور قبول طاعت میں نص صریح ہے۔ اور اسی طرح آنحضرتؐ کا "وادر الحق معہ حیثما دار" فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور دیگر صحابہ میں اگر کچھ اختلاف پیدا ہو تو جناب امیر علیہ السلام حق پر ہیں۔ مدارج النبوۃ فارسی ص۵۱۱ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ میں نے لشکر اسامہ کی تیاری کے لئے فلاں یہودی سے اس قدر قرضہ لیا تھا۔ اس کو میرے بعد ادا کر دینا۔ اہل بصیرت کے لئے تو آنحضرتؐ کی یہی وصیت ہی دلیل خلافت ہے۔ مسند احمد بن حنبل ص۵۳ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کون ضامن ہے میرے قرضہ کا اور پورا کریگا میرے وعدہ کو ایسا شخص میرے ساتھ جنت میں ہوگا اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا۔ ناظرین سوچ کا مقام ہے کہ جو شخص آنحضرت کے اہل پر خلیفہ بنایا جاتا ہے وہ نا اہلوں (تمام امت) پر بدرجۂ اولےٰ خلیفہ ہے۔

اسد الغابہ ترجمہ ملا عبد الشکور ایڈیٹر النجم لکھنؤ جلد سوئم میں ہے کہ آنحضرت حسان شاعر کے لئے مسجد اقدس میں منبر رکھ دیتے اور حسان اس پر کھڑے ہو کر آنحضرتؐ کی تعریف (اور کفار کی ہجو کرتے۔ اور آنحضرتؐ فرماتے خداوند عالم روح القدس سے حسان کی تائید فرماتا ہے ناظرین حضرت حسان وہی بزرگ ہیں جنہوں نے بروز غدیر حضرت علی علیہ السلام کے بحکم خدا و رسولؐ خلیفہ بلا فصل ہو جانے پر قصیدہ تہنیت نظم فرمایا اور تمام حاضرین کے سامنے بلند آوازی سے پڑھا۔

مناقب ابن مغازلی فقیہ شافعی نے سورہ الزخرف آیہ نمبر ۴۳ "فاستمسک بالذی اوحی الیک" کے بارہ میں بروایت جابر بن عبد اللہ لکھا ہے کہ آنحضرت حجۃ الوداع سے واپسی پر خم غدیر پر لوگوں کو منزل

کر رہے تھے کہ پہلے آیت "فاما الذھبن الایہ" نازل ہوئی اس کے بعد "قل رب الایہ" نازل ہوئی۔ پھر "فاستمسک بالذی اوحی الیک فی امر علی انک علیٰ صراط مستقیم الایہ وسوف تسئلون عن علی ابن ابیطالب علیہ السلام" کا نزول ہوا۔

تفسیر ثعلبی میں سورہ معارج آیہ اول "سال سائل بعذاب واقع" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت حارث بن نعمان فہری کے بارہ میں ہے جس نے آنحضرت کے اعلان میں شک کیا تھا۔ جو حضرت رسالتمآب نے بموقعہ خم غدیر جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کے متعلق بحکم خدا کیا تھا۔

تفسیر ابو سعود صفحہ ۲۹۲ برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ۸ میں ہے کہ مراد "سال سائل" سے نضر بن حارث یا ابوجہل ہے مگر روایت یہ ہے کہ اس سے مراد حارث بن نعمان فہری ہے جبکہ اس نے یہ حدیث سنی۔ جو آنحضرت نے جناب امیر علیہ السلام کے حق میں فرمائی تھی "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" تو اس نے کہا خداوندا اگر جو محمدؐ کہتا ہے۔ حق ہے۔ تو مجھ پر ایک پتھر آسمان سے گرا۔ ابھی کلام اس کا ختم بھی نہ ہوا تھا۔ کہ ایک پتھر آسمان سے گرا جو اس کے دماغ پر پڑا اور اس کے اسفل سے نکل گیا۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔

تفسیر ثعلبی اور تذکرہ خواص الامت علامہ سبط ابن جوزی مطبوعہ ایران صفحہ ۱۹ سطر اول میں بھی واقعہ بالا تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔ اور ان کے علاوہ حارث کے معذب ہونے کا واقعہ مندرجہ ذیل معتبر علماء اہلسنت نے بھی تسلیم کیا ہے۔ "ابراہیم بن عبداللہ یمنی وصابی محمد بن یوسف بن حسن زرندی مدنی حنفی شہاب الدین دولت آبادی نورالدین سمہودی۔ ابن صباغ مالکی جمال الدین محدث۔ عبدالروف مناوی۔ شیخ بن عبداللہ عیدروس باعلوی۔ سید محمود بن علی قادری مدنی۔ علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن نوردین حلبی شافعی۔ احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی شافعی محمد محبوب عالم بن صفی الدین جعفر بن بدر عالم۔ محمد صدر عالم سبط شیخ ابوالرضا محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر۔ احمد بن عبدالقادر بن بکری العجیلی الشافعی سید مومن حسن شلنجی وغیرہ"۔

تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۹۸ سطر ۸ اور صفحہ ۲۹۸ سطر ۱۰ پر ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدری سے اور تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مطبوعہ مطبع بولاق مصر صفحہ ۸۹ پر ابوسعید خدری اور ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آیہ "یا ایہا الرسول" آنحضرت پر بروز غدیر خم علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی۔

تفسیر درمنثور صفحہ ۲۹۸ پر ابن مسعود سے یہ بھی منقول ہے کہ ہم عہد رسول اللہ صلعم میں اسے یوں پڑھتے تھے

یا ایہا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی اے رسول پہنچا دے جو کچھ تجھ پر نازل ہوا کہ علی مومنوں کا مولیٰ ہے الخ۔

تفسیر کبیر جلد سوئم مطبوعہ مصر صد ۶۳۶ سطر ۳ پر ابن عباس اور براء بن عازب اور محمد بن علیؑ سے اور تفسیر غرائب القرآن نظام نیشاپوری جلد دوم صد ۳۳ سطر ۹ پر ابی سعید خدری سے اور ینابیع المودۃ علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ صد ۱۲۰ سطر اول پر بہ سند ثعلبی اور فرائد السمطین علامہ حموینی میں ابوہریرہ سے اور فصول المہمہ مالکی میں ابوسعید خدری سے اور اسباب النزول امام ابوالحسن واحدی اور کفایت الطالب حافظ ابوعبداللہ اور کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ مصنفہ حافظ ابونعیم میں ابوسعید خدری سے اور اردو ترجمہ خصائص نسائی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور صد ۴۲ اور مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی جلد اول صد ۱۴۹ سطر اول اور تفسیر ثعلبی میں ابن عباس سے اور خواص الامتہ سبط ابن جوزی صد ۱۵ سطر ۲۲ پر بہ اتفاق علمائے سیر اور توضیح الدلائل سید شہاب الدین میں اور مودۃ القربےٰ امیر کبیر علی ہمدانی صد ۳۳ سطر ۳ پر اور ینابیع المودۃ صد ۱۱۵ سطر ۱۲ پر لکھا ہے کہ آنحضرت نے "یا ایہا الرسول بلّغ" کے نزول پر ایک لاکھ سے زیادہ اصحابہ کی موجودگی میں حضرت علی علیہ السلام کے حق میں "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" فرمایا۔ اور اپنی عترت کی اطاعت اور محبت کا حکم دیا۔ نیز شیخ محی الدین نووی اور محمد بن یوسف گنجی نے واقعۂ بالا کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

مودۃ القربےٰ امام سید علی ہمدانی صد ۳۳ سطر ۴ پر ہے کہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ جب آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم خلیفہ کیا اور "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" فرمایا۔ اس وقت میرے پہلو میں ایک خوش رو نوجوان کھڑا تھا جس نے مجھے کہا اے عمر آج رسول اللہ نے ایسی گرہ لگا دی ہے جس کو سوائے منافق کے کوئی کھول نہیں سکیگا پس اس کے کھولنے سے ڈرتے رہنا جناب عمر کہتا ہے کہ جب یہ بات میں نے آنحضرت سے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ جبرئیل تھا جو تم کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور خلافت کی تاکید کر رہا تھا۔

کتاب الموالات امام ابن العقدہ میں ایک سو سے زیادہ معتبر راویوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے واقعۂ غدیر اور اس کے تمام امورات متعلقہ کو تسلیم کیا ہے مثلاً ابوبکر۔ عمر بن خطاب عثمان بن عفان۔ طلحہ بن عبیداللہ۔ زبیر بن العوام۔ عبدالرحمان بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ عباس بن عبدالمطلب۔ عبداللہ بن عباس۔ عمار بن یاسر۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری وغیرہ۔

مطالب السئول امام محمد بن طلحہ صد ۱۶ سطر ۱۴ پر مولاہ کے معنی اولیٰ اور ناصر وارث عصبہ صدیق سید و

دمعتق وغیرہ لکھے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ان سب معنوں میں مولا ہے اور یہ منقبت حضرت علی علیہ السلام سے مخصوص ہے اور حضرت علی علیہ السلام نفس رسول ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے سوا یہ فضیلت کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

براہین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۶۷ کہ ابوبکر و عمر بھی حضرت علیؑ کو مولی المومنین کہتے تھے۔

خواص الامۃ سبط جوزی صفحہ ۲۰ سطر ۴ پر ہے کہ مولا کے معنی اولیٰ بتصرف ہیں نیز حافظ ابوالفرج یحییٰ بن سعید ثقفی اصفہانی نے اپنی کتاب مرج البحرین میں بھی یہی لکھا ہے

امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید طبری نے تاریخ الرسل والملوک میں۔ اور حافظ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں۔ مرزا محمد قمد خاں نے نزل الابرار میں شمس الدین محمد بن محمد جزری نے حصن حصین المطالب میں اور حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور ملا علی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی نے اربعین میں اور علامہ ضیاء الدین صالح بن مہدی المقبلی نے کتاب ابحاث مسددہ میں اور عبدالرؤف مناوی نے تیسیر شرح جامع الصغیر میں اور حافظ نورالدین حلبی نے انسان العیون میں اور حافظ احمد بن محمد عاصمی نے زین الفتی میں اور حافظ محمود بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی نے صراط السوی میں اور ابن مغازلی فقیہ نے مناقب میں۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں اور مرزا مخدوم بن میر عبدالباقی نے نواقض الروافض میں اور محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر یمنی الصنعانی نے روضۃ الندیہ میں اور علامہ محمد صدر عالم نے معارج العلےٰ میں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف المسلول میں اور علامہ ابوالقاسم عبید اللہ بن عبداللہ الحسکانی نے دعاۃ الہداۃ الی اداء حق المولاۃ میں۔ اور علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السجزی نے درایہ حدیث الولایہ میں اور حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی نے مفتاح کنز الدقایق میں لکھا ہے کہ حدیث غدیر صحیح ہے۔ ناظرین! باوجود اس حدیث کے متواتر اور صحیح ہونے کے بخاری نے اس کو کتاب بخاری میں نقل نہیں کیا پس بخاری کو خدا اور رسول کا دشمن نہ کہنا عین کفر ہے۔

مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۶۶ سطر ۱۶ اور شواہد النبوت ملا جامی مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی صفحہ ۲۰۸ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مقام رحبہ میں فرمایا کہ جس نے بروز غدیر آنحضرت سے من کنت مولاہ کی حدیث سنی ہو وہ بیان کرے۔ بارہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر اس حدیث کی تصدیق کی جو نہ کھڑے ہوئے ان کو طرح طرح کا عذاب ہوا امام نسائی نے ان شخصوں میں سے انس بن مالک زید بن ارقم جمیع بن عمیر اشعث اور برا بن عازب کے نام

لکھے ہیں جو مذہب ہوئے

سر العالمین امام غزالی صفحہ ۹ اور مودة القربےٰ سید علی ہمدانی صفحہ ۳۱ سطر ۱۱ پر غدیر خم میں عمر کی مبارکباد دینے سے صاف ثابت ہے کہ یوم غدیر عید کا دن ہے۔

توضیح الدلائل سید شہاب الدین میں وہ خطبہ لکھا ہے جو آنحضرت نے بروز غدیر فرمایا اور جس کا خلاصہ لکھتا ہوں۔ بعد حمد خدا فرمایا کہ میری عترت پر میری وفات کے بعد مصائب و آلام وارد ہونگے۔ میری طرف جھوٹی حدیثیں منسوب ہونگی۔ حالانکہ میں صرف امر حق پہنچانیوالا ہوں۔ ظالموں کی بازگشت نہایت بری جگہ ہے۔ عبادہ بن صامت نے پوچھا۔ کہ یہ کب ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب میری جان (حلق مبارک کی طرف اشارہ کیا) یہاں تک پہنچے گی۔ عبادہ نے عرض کیا اس وقت ہم کس کی پیروی کریں۔ فرمایا میری عترت کی پیروی کرنا جو تمام مخلوقات ارضی و سماوی اپر سبقت رکھنے والے اور میری پیغمبری کے لینے والے اور تم لوگوں کو گمراہی سے نکالنے والے اور نیکی کی طرف بلانیوالے ہیں۔ یہی اہل حق اور معدن صدق اور حافظ کتاب و سنت ہیں الحاد اور بدعت سے تم کو بچائیں گے۔ کسی جاہل کی طرف میلان نہ کرنا۔ میں اور میری اہلبیت ایک طینت سے خلق ہوئے ہیں۔ اس میں غیر کو کوئی حصہ نہیں۔ ہم تمام مخلوقات ارضی و سماوی سے پہلے خلق کئے گئے۔ پھر ہمارے نور سے تمام تاریکیاں روشن کی گئیں۔ میری عترت میرے علم کی حامل اور خازن اسرار اور تمام مخلوقات کی سردار ہے۔ انکو کبھی شک ہوتا ہے اور نہ راہ خدا سے فرار کرتے ہیں۔ اور نہ کبھی انہوں نے خدا کے کسی عہد کو توڑا ہے۔ ہادی و راشد اور ہدایت یافتہ ہیں۔ انکی عداوت گمراہی اور انکی محبت ایمان اور انسے بغض نفاق ہے۔ انکی اطاعت اور مودة تم پر فرض ہے۔ یہ طیب و طاہر اور راستگو اور عالم اور امین اور حافظ شریعت ہیں۔ حلم و علم و نبوت و شرافت و سخاوت و شجاعت و صداقت و طہارت و عفت و قضا کے صاحب ہیں خدا کی مضبوط رسی اور کلمہ تقوےٰ اور وسیلۂ ہدایت اور حجت عظمےٰ اور عروة الوثقیٰ ہیں۔ اب میں بموجب حکم خدا "من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ" کہتا ہوں۔ خدایا دوست رکھ اس کو جو میری عترت کو دوست رکھے اور دشمن جان اس کو جو انکو دشمن جانے۔ اور مدد کر اس کی جو انکی مدد کرے۔ اور خوار کر اس کو جو انکو خوار کرے۔ میں نے وہ امر پورا کر دیا ہے جس کی تبلیغ کا آج مجھے حکم ہوا تھا۔ اور اب میں اپنی عترت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اپنے اور تمہارے لئے طالب مغفرت ہوں۔

ینابیع المودة صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۲ پر واقعہ غدیر اور خطبہ آنحضرت درج ہونے کے علاوہ یہ بھی مرقوم ہے کہ

آنحضرت کے دوران خطبہ میں سلمان فارسی نے عرض کیا کہ ولائے حضرت علی علیہ السلام سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ علی (علیہ السلام) کی ولایت بعینہٖ میری ولایت ہے اور جس طرح میں لوگوں کی جانوں پر اولیٰ بتصرف ہوں۔ اسی طرح علی (علیہ السلام) تم تمام کی جانوں پر اولیٰ بتصرف ہے۔ پھر فرمایا۔ یہ آیات یعنی آیہ بلغ اور اکملت واقعی علی (علیہ السلام) اور اوصیائے حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ اور پھر آنحضور نے اوصیا کے نام حضرت علی علیہ السلام سے مہدی تک شمار فرمائے۔ اور فرمایا۔ قرآن انکے ساتھ ہے اور یہ قرآن کیساتھ ہمیشہ رہیں گے۔

روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۱۲ اور تاریخ کامل مطبوعہ ذات التحریر مصر جلد اول ص ۱۷ اور تاریخ ابن الوردی مطبع وہبیہ مصر ص ۹ پر ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنا جانشین شیث ہبۃ اللہ کو کیا۔ اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۹ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۱۵ پر ہے کہ شیث نے اپنا جانشین انوش کو کیا۔ اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۰ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۱۵ پر ہے کہ قینان نے اپنا جانشین مہلائیل کو کیا۔ اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۰ پر ہے کہ مہلائیل نے اپنا جانشین یرد کو کیا اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۰ پر ہے کہ یرد نے اپنا جانشین ادریس کو بنایا اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۰ و ص ۲۲ پر ہے کہ ادریس نے اپنا جانشین متوشلخ کو کیا اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۲ پر ہے کہ متوشلخ نے اپنا جانشین لمک کو کیا اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۶ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۲۲ پر ہے کہ نوحؑ نے اپنا جانشین سام کو کیا اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۴۲ پر ہے کہ ابراہیم نے اپنا جانشین اسحاق کو کیا اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۴۴ پر ہے کہ اسمٰعیلؑ نے اپنا جانشین قیدار کو کیا۔ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۴۵ پر ہے کہ اسحاق نے اپنا جانشین یعقوب کو کیا اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۶۸ پر ہے کہ یعقوب نے اپنا جانشین یوسف کو کیا اور تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۴۷۔ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۳۷ پر ہے کہ ایوب نے اپنا جانشین حومل کو کیا۔ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۸۷ و ص ۹۳ پر ہے کہ موسےٰؑ نے اپنا جانشین ہارون کو کیا۔ اور پھر ہارون کی موت پر اپنا جانشین یوشع کو بنایا اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۹۷ پر ہے کہ کالب بن یوقنا نے اپنا جانشین یوسا موس کو کیا اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۱۰۰ پر ہے کہ الیاس نے اپنا جانشین الیسع کو کیا۔ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۱۰۱ پر ہے کہ الیسع نے اپنا جانشین ذوالکفل کو کیا۔ اور روضۃ الصفا

مطبوعہ نولکشور جلد اول صہ ۱۳۶ پر ہے کہ عیسیٰ نے اپنا جانشین شمعون کو کیا اور قرآنی آیہ "ورث سلیمان داؤد" کی بنا پر داؤد نے اپنا جانشین سلیمان کو بحکم خدا مقرر فرمایا۔ ناظرین۔ تقرر جانشینی صرف خدا کی مرضی پر منحصر ہے جیسا کہ آپ نے چند مثالوں سے یقین کر لیا۔ اور پھر قرآنی حکم کہ سنت اللہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس کو اور مضبوط کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ بقول سنیاں آنحضرت ایسے بزرگ اور اہم کام کو امت کے سپرد فرما گئے اور قیامت تک تفریق اور فساد کا بیج بو گئے۔ خدا ان کو سمجھ دے۔

ناظرین واقعۂ غدیر میں چند امور ملحوظ خاطر رکھنے سے مولا کے معنے صرف حاکم اور مالک ہو سکتے ہیں محبت وغیرہ کے معنی کسی طرح چسپاں ہی نہیں ہو سکتے۔ آنحضرت کا آخری حج ہے۔ اس حکم کی عدم تبلیغ میں تمام رسالت اکارت ہوتی ہے۔ خدا آنحضرت کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے۔ ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کو اس وقت جمع کیا جاتا ہے جبکہ وہ کچھ فاصلہ پر اپنی اپنی راہوں پر متفرق ہو جانیوالے تھے۔ موسم گرما اور دوپہر کا وقت اور لق ودق میدان ریگ ہے۔ آنحضرت حضرت علی علیہ السلام کو بلند اٹھا کر فعلاً اور عملاً بھی اعلان حکم خدا کرتے ہیں۔ رسم دستار بندی ادا ہوتی ہے۔ ہر طرف سے مبارک باد کا شور برپا ہوتا ہے۔ ایک علیحدہ خیمہ میں بیعت لیجاتی ہے۔ قصیدۂ تہنیت پڑھا جاتا ہے۔ تمام ازواج نبی کو مبارکباد عرض کرنے کا تاکیدی حکم ہوتا ہے۔ رسم چراغاں ادا کی جاتی ہے۔ منکر پر آسمانی پتھر گرتا ہے۔ مزید برآں حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ علیہا السلام واقعہ غدیر سے ابوبکر اور عمر کے سامنے احتجاج فرماتے ہیں اور اس دن کو بقول عمر بن خطاب و ابوہریرہ عید قرار دیا جاتا ہے۔ اور حضرت جبرئیل خصوصاً عمر بن خطاب کو اس حکم کی پابندی کا حکم فرماتے ہیں وغیرہ۔

کتاب اسنی المطالب علامہ جزری میں ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو بھول گئے ہو جب آنحضرت نے بروز غدیر فرمایا "من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ" اور "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ"۔

مروج الذہب مسعودی برحاشیہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد پنجم صہ ۱۰۳ پر ہے کہ جب ابوبکر کی بیعت سقیفہ کے دن ہو چکی اور پھر دوسرے روز شنبہ کو عوام پر اس کی تجدید کی گئی۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر سے فرمایا کہ تو نے ہمارے امور کو فاسد کر دیا اور ہم سے مشورہ نہ لیا اور نہ ہمارے حقوق کی رعایت کی۔ ابوبکر نے کہا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ مگر میں فتنہ سے ڈرا۔ تاریخ کامل جلد دوم صہ ۱۲۳ پر ہے کہ سب انصار نے یا ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم سوائے حضرت علی علیہ السلام کے کسی کی بیعت نہیں کرتے۔

تفسیر ابن مردویہ۔ کتاب ما نزل من القرآن فی علی حافظ ابو نعیم اصفہانی۔ مناقب ابو الحسن بن محمد بن خطیب۔ کتاب المناقب اخطب خوارزم۔ خصائص ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم۔ توضیح الدلائل شہاب الدین احمد۔ مفتاح النجا علامہ مرزا محمد بن معتمد خاں۔ تاریخ ابن واضح کاتب عباسی معروف بہ معقول میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے بروز خم غدیر "من کنتُ مولاہ فعلیؑ مولاہ" فرمایا تو آیہ مبارکہ "الیوم اکملت لکم دینکم" کا نزول ہوا۔

مشکوٰۃ باب مناقب علی جلد آخری صفحہ ۲۹۶ پر ہے کہ براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت ہے۔ کہ جب آنحضرت صلعم خم غدیر کے مقام پر اترے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمہاری جانوں سے اولیٰ ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ کیا میں ہر مومن کی جان سے اولےٰ ہوں۔ عرض کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ بارِ خدایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ یا الٰہی۔ دوست رکھ تو اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو اس کو جو علیؑ کو دشمن جانے اس کے بعد عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو کہا۔ کہ اے ابن ابیطالب علیہ السلام۔ تم کو مبارک ہو کہ تو ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کا مولا ہو گیا۔

عبث در معنیٔ من کنت مولا میروی ہر سُو ۔۔۔ علیؑ مولا بہ آں معنی کہ پیغمبر بود مولا

جب کمیت شاعر نے یہ شعر تصنیف کیا۔ ویوم الدوح دوح غدیر خم۔ ابان لہ الولایۃ لو اطیعا تو اسی رات جناب امیر کمیت شاعر کو خواب میں ملے اور فرمایا کہ اپنے شعر کے آگے یہ شعر بڑھا لے۔ ولم ار مثل ذاک الیوم یوما۔ ولم ار مثلہ حقا اضیعا۔ یعنی اس دن جیسا متبرک دن کوئی نہیں دیکھا۔ اور نیز اس دن جیسا حق ضائع ہوتے کبھی نہیں دیکھا۔

معارج النبوۃ ملا معین کاشفی مطبع کریمی بمبئی رکن چہارم باب ہیزدہم صفحہ ۲۲ سطر ۵ پر ہے کہ چوں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از مناسک حج فارغ گشت چند روز دیگر اقامت فرمود بعد ازاں عنان عزیمت بجانب مدینہ مکرمہ معطوف گردانید بعد قطع مسافت بغدیر خم کہ از نواحی جحفہ است رسید و دراں منزل نزول فرمودہ نماز پیشیں را گذاردہ روی باصحاب آوردہ فرمود الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم ایا نیستم اولیٰ بمومناں از نفسہائے ایشاں و بقولے فرمود کہ گویا مرا بعالم بقا خواندند و من اجابت نمودم و معلوم شما باد کہ درمیاں شما دو امر عظیم میگذارم کہ یکے از دیگرے اعظم است قرآن و اہلبیت من بہ بنید کہ بعد از من چگونہ و بچہ کیفیت با ایں

دو امر سلوک خواہید کرد در غایت حقوق این دو امر چگونہ بجا خواہید آورد آں دو امر از ہم متفرق نہ خواہند گشت۔ تا در کنارِ حوضِ کوثر بمن رسند بعد ازاں بر زبانِ معجز بیان گذرانید کہ بدرستیکہ خدائے عزوجل مولائے من است و من مولائے جملہ مومنانم آنگاہ دستِ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بگرفت و فرمود کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخزل من خذلہ وانصر من نصرہ وادار الحق معہ حیث کان۔ آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بجدیکہ امہات مومنین رضی اللہ عنہن و عنہم امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ دریں امر تہنیت بجائے آوردند امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفت اے علیؑ بامداد کردی و مولائے من و مولائے مومنین و مومنات شدی - اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

روضہ ندیہ علامہ بن محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر صفحہ ۲۶ پر ہے کہ اگر ہم صرف آنحضرتؐ کے انہیں دو کلمات کی شرح کریں جو آنحضرت نے بروز غدیر فرمائے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ علیؑ سے محبت رکھتے ہیں اور علیؑ اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے تو نہایت بسیط اور نفیس تالیف تیار ہو جائے۔ واللہ یہ دونو جملے کیسے ہیں جو شامل ہیں اس پر کہ حضرت علی علیہ السلام کل فضائل سے متصف ہیں اور جمیع رذائل سے طاہر اور پاک ہیں حضرت علی علیہ السلام کے اپنے دو اشعار کا فارسی ترجمہ یوں کیا گیا ہے

از خلق جہاں پایۂ من بیشتر است — در علم و عمل مایۂ من بیشتر است
جاہل کہ زبخت بہ گیرد گوش — در دیدۂ او خنجر من بیشتر است

صراط سوی سید محمود شاہ شیخانی قادری اور وسیلۃ المآل محمدؐ باکثیر میں ابن مغازلی کی سند پر لکھا ہے کہ بروز قیامت کوئی شخص پل صراط پر سے نہیں گذر سکیگا جب تک اُس کے پاس حضرت علی علیہ السلام کا پروانہ نہ ہو گا ناظرین ایک دفعہ حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی کنیت ابوتراب کیوں ہے۔ ابن عباس نے کہا اس واسطے کہ حضرت علی علیہ السلام صاحب ارض ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بعد اہل ارض پر حجت خدا ہیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے وجود سے دنیا کی بقا ہے۔ اور حضرت قیام دنیا کا باعث ہیں۔

بعد از نبی بزرگ علیؑ کا مقام ہے — روح الامین حضور کا ادنٰے غلام ہے
جاری ہے حکم آپ کا دو نو جہان پہ — ارض و سما کو نام علیؑ سے قیام ہے (مؤلف)

کتاب مناقب ابن مردویہ میں بروایت ابن عباس و انس و بریدہ و سالم حذیفہ بن یمان و رافع و معاویہ

بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ علی (علیہ السلام) کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کیا کرو۔

کتاب مناقب ابن مردویہ میں بروایت سالم لکھا ہے کہ میں جناب امیر کے ساتھ انکی زمین میں تھا جب کہ وہ کاشتکاری کر رہے تھے۔ ابوبکر اور عمر آپ کو ملنے آئے اور السلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر سلام کیا۔ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی اس طرح کیا کرتے تھے۔ عمر نے جواب دیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی ہم کو یہ حکم دیا ہوا تھا۔

فردوس الاخبار دیلمی باب ۱۴ میں بروایت حذیفہ بن یمان لکھا ہے کہ آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر لوگوں کو یہ علم ہوتا کہ کب سے حضرت علی کا نام امیرالمومنین رکھا گیا ہے۔ تو ہرگز آپ کے فضائل سے انکار نہ کرتے۔ حضرت علی کا نام اس وقت سے امیرالمومنین قرار پایا ہے کہ ابھی آدمؑ کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا۔ کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ اور محمدؐ تمہارا نبیؐ ہے اور علی تمہارا امیر ہے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۷ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بروز شورائے اہل شورائے پر سورہ مباہلہ سے احتجاج کیا۔ یعنی حق خلافت طلب فرمایا۔ اور اس کے ثبوت میں سورہ مباہلہ پیش کی۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۹۳ پر ہے کہ اولی الامر سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور اس کی اولاد ہیں۔ ترمذی اور مسلم اور مشکوٰۃ میں "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" مرقوم ہے۔ مسند امام احمد حنبل میں "یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰؑ" سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی خلافت لکھا ہے۔ مناقب عبداللہ بن احمد بن حنبل میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ میں نبوت اور علی (علیہ السلام) میں خلافت ہے۔ مناقب ابن مغازلی اور شافعی میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جس کے مقام پر یہ ستارہ ٹوٹے وہی میرا خلیفہ ہے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کے مقام پر ستارہ ٹوٹا۔ کتاب الفردوس امام دیلمی میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میں اور علیؑ ایک ہی جگہ رہے۔ یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں آکر جدا ہوئے پس مجھ میں نبوت اور علیؑ میں خلافت ہے۔ مودۃ القربےٰ مودہ ششم اور ینابیع مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲ پر ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علیؑ میرا خلیفہ اور وزیر ہے۔ اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو علی (علیہ السلام) کو ملتی۔ اور علی (علیہ السلام) دنیا اور آخرت میں میرا بھائی اور وصی ہے۔ مودۃ القربیٰ مودہ ہفتم اور ینابیع صفحہ ۱ پر ہے۔ کہ علیؑ میرا بھائی اور وزیر اور خلیفہ ہے۔

بخاری صفحہ ۴۷۵ اور مسلم صفحہ ۲۷۸ پر ہے کہ مصعب ابن سعد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ جب آنحضرت تبوک کی طرف نکلے تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ کیا آپ مجھ کو لڑکوں اور

عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ رتبہ ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۵۲ پر ہے کہ جس طرح نبوت انسان کی مقرر کردہ چیز نہیں ہے۔ اسی طرح خلافت پیغمبر بھی انسان کی مقرر کردہ چیز نہیں ہے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۵۶ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ اے گروہ قریش۔ خدا کی قسم بیشک خداوند عالم تم پر تم میں سے ایک مرد کو مبعوث کریگا جس کے دل کا امتحان خدا نے ایمان میں کر لیا ہے۔ اور وہ شخص تم میں سے بعض کو دین پر قتل کریگا۔ ابو بکر نے کہا یا حضرت۔ کیا وہ شخص میں ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں عمر نے کہا یا حضرت۔ کیا وہ شخص میں ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ وہ شخص وہ ہے کہ اس وقت نعل کو سی رہا ہے۔ اس وقت حضرت علیؑ آنحضرت کی نعل مبارک کو سی رہے تھے۔

عقد الفرید جلد سوم صفحہ ۱۸ پر ہے کہ خلافت وہ چیز ہے کہ جس سے زمین اور آسمان قائم ہوئے اور خلیفہ خدا کے نزدیک ملائکہ مقربین اور انبیاء سے افضل ہے۔

مسند احمد بن حنبل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۱۵۹ پر اور معالم التنزیل بغوی اور تفسیر طبری اور تاریخ طبری اور ازالۃ الخفا اور خصائص نسائی اور کنز العمال میں بہ سند ابن اسحاق و ابن جریر طبری و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابو نعیم و سنن بیہقی و دلائل النبوت و مختارہ مقدسی و تاریخ کامل میں واقعہ ضیافت تمام و کمال درج ہے جس میں آنحضرت نے قبیلۂ قریش کو بلایا اور دعوت اسلامؐ دی اور فرمایا۔ علیؑ میرا خلیفہ اور وزیر اور وصی ہے۔ ناظرین یہ احمد بن حنبل وہ شخص ہے جو بخاری اور مسلم سے بلند تر مرتبہ رکھتا ہے۔

سورہ طٰہٰ میں خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ اے موسیٰ۔ فرعون کے پاس جا۔ کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ موسیٰ نے کہا خدایا میرا دل کشادہ کر۔ اور میرے امر کو آسان کر۔ میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تاکہ وہ میری بات کو سمجھیں اور میرے اہل سے . . . . (وزیر بنا۔ وزیر کے لغوی معنی بوجھ اٹھانیوالا ہے۔ وزر کے معنی بوجھ ہیں) میرے بھائی ہارون کو۔ اس سے میری پشت کو مضبوط کر اور اس کو میرے امر میں شریک کر تاکہ ہم زیادہ تیری تسبیح کریں اور ذکر تیرا زیادہ کریں۔ تو ہمارے حال سے واقف ہے خدا نے کہا اے موسیٰ تیری دعا میں نے قبول کی۔ حاصل مطلب یہ ہوا کہ موسیٰ کے اختیار میں نہ تھا۔ کہ اپنا خلیفہ خود ہی انتخاب کر لے۔ اسی لئے خدا سے دعا کی۔ جو قبول ہوئی۔ اب ملاحظہ ہو سورہ الم نشرح آخری پارہ

خدا فرماتا ہے اے رسولؐ کیا ہم نے تیرا سینہ کشادہ نہیں کر دیا ہے (یعنی ضرور کر دیا ہوا ہے) اور کیا ہم نے تم سے وہ بوجھ نہیں اتار دیا ہے (یعنی ضرور اتار دیا ہوا ہے) جس بوجھ نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ برکات کا ان الفاظ سے دعا مانگنا اربعین جمال الدین محدث اور درالسمطین زرندی اور تفسیر نیشاپوری اور فصول المہمہ ابن صباغ اور تفسیر کبیر امام رازی میں مرقوم ہے پس ثابت ہوا کہ خداوند عالم نے پیشتر ہی سے قبل دعائے رسول حضور کے سینہ کو علوم نامتناہی سے منور کر دیا ہوا تھا اور جناب امیر علیہ السلام کو آنحضرت کا وزیر، خلیفہ، وصی قبل دعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرر کر دیا ہوا تھا۔

شرح مقاصد صـ۲۴۳ پر ہے کہ امامیہ شیعہ اثنا عشری مدعی ہیں کہ آنحضرتؐ نے خلافت جناب امیر علیہ السلام پر نص کی۔ کیونکہ آنحضرت نے ایک حدیث میں فرمایا ہے حضرت کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر (بروز غدیر) فرمایا۔ یہ میرا خلیفہ ہے۔ میرے (عین بعد) بعد اس کی سنو اور اس کی (ہر امر میں) اطاعت کرو۔ تیسری حدیث میں ہے کہ اے علیؑ۔ تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے (جب آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ میں چھوڑا تھا) چوتھی حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت نے تمام اولاد عبدالمطلب کو جمع کر کے فرمایا (عین اظہار نبوت کے دن) یہ میرا بھائی، وصی اور خلیفہ ہے میرے بعد۔ ان چاروں احادیث کی صحت کو تسلیم کر کے شارح مقاصد کہتا ہے کہ اگر یہ امر ایسا ہی ہے تو صحابہ سے کیوں مخفی رہا لیکن کون کہتا ہے کہ یہ امر ثلاثہ سے مخفی تھا۔ یہ بروز روشن کی طرح ظاہر تھا چنانچہ غزالی نے سر العالمین صـ۹ پر لکھ دیا ہے کہ انہوں نے محبت ریاست و حکومت کی وجہ سے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایزد منان کو پس پشت ڈال دیا۔

کتاب احکام سلطانیہ ابوالحسن ماوردی میں ہے کہ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جب عمر زخمی ہوا تو لوگوں نے کہا عثمان بن عفان کو خلیفہ بنا دو۔ کہا عثمان مال اور جنت کو کیونکر دوست رکھ سکتا ہے۔ یعنی مال کی محبت بہشت سے دور رکھتی ہے اور بہشت کی محبت مال کی الفت سے دور رکھتی ہے۔ گویا مال اور جنت دونو کی محبت کا ایک دل میں جمع ہونا محال ہے۔ یہ سنکر وہ لوگ چلے گئے۔ دوسرا گروہ آیا۔ انہوں نے کہا حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ بنا دو۔ کہا البتہ وہ شخص تم لوگوں کو راہ حق پر چلائیگا۔ ابن عمر کہتا ہے۔ کہ یہ سنکر ہم تمام عمر کے پاؤں پر گر پڑے اور کہا۔ تو پھر آپ کو حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ بنانے میں کون چیز مانع ہے۔ عمر نے کہا اے پسر۔ کیا زندگی اور موت میں ہم اس امر کے متحمل ہو سکتے ہیں۔

ازالۃ الخفا صـ۱۹۵ پر ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کچھ دیر تک عمر خاموش رہا۔ پھر کہا خدا اس کا

ولی ہے اگر وہ چاہے تو کتاب خدا اور سنت رسول پر اس امر کو تمہارے صاحب (خلیفہ) کے ذریعہ سے چلائے ہاں ہاں یہ جان رکھو کہ اگر جناب امیر علیہ السلام خلیفہ ہوں تو وہ ضرور تم کو حجت بیضا اور صراط مستقیم پر چلائیں گے

استیعاب ابن عبدالبر جلد دوم صفحہ ۴۸۵ مستدرک امام حاکم کنز العمال ریاض النضرہ طبقات ابن سعد فتح الباری وغیرہ میں روایت بالا باختلاف عبارت و بمضمون واحد موجود ہے۔

سورہ اعراف آیہ نمبر ۱۴۱ "قال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی" یعنی موسے نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم میں میرے جانشین اور خلیفہ رہو۔ ناظرین۔ خداوند عالم صرف چالیس دن کے وقفہ کے لئے قوم کو بلا خلیفہ نہیں رہنے دیتا۔ تو وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قوم کس طرح ہمیشہ کے لئے بلا خلیفہ ہو سکتی ہے۔

تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۱۶ اور تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۱۷ اور تاریخ واقدی اور نسائی اور تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۷ اور مسند احمد حنبل اور ریاض النضرہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ معالم التنزیل صفحہ ۶۶۳ میں سورہ شعرا آیہ نمبر ۲۱۴ "وانذر عشیرتک الاقربین" کے بارہ میں لکھا ہے کہ تفسیر معالم التنزیل میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ آنحضرت نے اول روز بعثت قریش میں سے عباس حمزہ اور ابولہب ایسے چالیس آدمیوں کو دعوت کے لئے بلا بھیجا جب وہ کھانا کھا چکے۔ تو آنحضرت نے فرمایا اے فرزندان عبد مناف میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی نیکی لے کر آیا ہوں اور ایسی اچھی خبر لایا ہوں کہ اس سے پہلے کوئی ایسی خبر نہیں لایا۔ اور مجھے خدا نے تم کو اس کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا ہے پس تم میں سے کون ہے جو میرا وزیر (بوجھ اٹھانیوالا) بنے اور میرے کام رسالت میں میری مدد کرے تاکہ وہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ تمہارے درمیان ہو۔ جب تمام خاموش ہو رہے۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے (اس وقت حضرت علی علیہ السلام کی عمر صرف تیرہ سال ہے) فرمایا۔ یا حضرت میں آپ کے کار رسالت میں ہر طرح سے حامی اور مددگار ہوں اس پر آنحضرت نے تین بار فرمایا۔ تو ہی میرا وزیر اور وصی اور بھائی اور خلیفہ ہے۔ ناظرین عین روز بعثت میں اور پھر حجۃ الوداع سے واپسی پر اعلان خلافت بحکم خدا عمل میں آیا۔ دوران زندگی میں اعلان خلافت مزید برآں ہیں۔ مگر اس پر بھی وہی ہوا جو آپ جانتے ہیں۔

صواعق محرقہ امام ابن حجر کی مطبوعہ بمبیہ صفحہ ۱۱۱ سطر ۵ پر ہے کہ بروز شوریٰ حضرت علی علیہ السلام نے ان الفاظ سے احتجاج کیا۔ کہ اے لوگو تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں سچ کہنا کیا تم میں کوئی شخص بھی ایسا ہے جو مجھ سے زیادہ پیغمبر سے قرابت رکھتا ہو اور جسکو پیغمبر صلعم نے اپنا نفس قرار دیا ہو اور اس کے بیٹوں کو اپنے بیٹے اور

اس کی نساء کو اپنی نساء قرار دیا ہو سب نے کہا اے حضرت علی علیہ السلام تیرے سوا ہم میں سے کسی ایک کو بھی یہ فخر حاصل نہیں ہوا۔

تاریخ الخلفا امام سیوطی مطبوعہ سرکاری لاہور ص۱۹۶ سطر۱۰ اور ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول باب نہم ص۵۶ سطر۲- اور خواص الائمۃ علامہ سبط جوزی ص۱۳ سطر۱۴ اور مطالب السئول کمال الدین شیخ محمد بن طلحہ ص۱۶ سطر۶- اور مشکوٰۃ اور ترمذی اور مسند مناقب امام احمد حنبل اور کبیر طبرانی اور استیعاب عبد البر وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت نے عقد مواخات کے دن حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا اور فرمایا تم میرے بھائی اور میرے وارث ہو۔

نہج البلاغۃ جو حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں کا مجموعہ ہے اس کا شارح ابن الحدید ایک خطبہ کا ترجمہ یوں کرتا ہے :۔

ان لوگوں (مخالفین علیؑ) نے فسق و فجور کی تخم ریزی کی۔ پھر اس کو غفلت اور غرور کے پانی سے سینچا۔ اور اس نخل سے وہ خوشے نکل آئے جو خسران اور تباہی سے بھرے ہوئے تھے۔ الحمد للہ کہ اب حق (حق خلافت) صاحب حق کی طرف راجع ہوا ہے۔ خدا کی قسم ابوبکر نے پیراہن خلافت کو ناحق پہن لیا۔ یہ وہ غم تھا جس کے صدمہ سے بچہ بوڑھا ہو جائے۔ اور بوڑھا قضا کر جائے اس وقت میری آنکھوں میں غبار اندوہ اور خار مصیبت کی خلش تھی اور حلق میں غم و غصہ کی ہچکیوں سے پھندے پڑے جاتے تھے۔ اور میری میراث تاراج و غارت ہو رہی تھی۔ میں نے صبر و رضا سے کام لیا حتیٰ کہ غاصب اوّل خلافت کے ڈول کو ایسے شخص ثانی کی طرف پھینک گیا۔ جو غلیظ الطبع تندخو ناہموار اور ناہنجار تھا۔ اور جس نے احکام شریعت کو پاؤں تلے روند والا میں نے حفاظت اسلام کی خاطر ان سے بہت دوری اختیار نہ کی بالآخر غاصب دوم کی ضرب امیز وصیت نے مجھے پھر حق وراثت سے محروم رکھا۔ اور تخت خلافت پر ایسا شخص (تیسرا) بیٹھ گیا جس نے اپنے معدے اور انتڑیوں کو مال خدا سے حلق تک بھر لیا۔ اور اس کے خویش و اقارب بیت المال کے مرغزار کو بھوکے اونٹوں کی طرح چر گئے جب اس کی بدفعلیاں اسکی ہلاکت کا باعث ہوئیں تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بجوؤں کی طرح مجھے گھیر لیا۔ اور میں نے ان کی درخواست کو قبول کر کے تخت خلافت پر قدم رکھا اور خلافت باطلہ کی جگہ خلافت حقہ قائم کی۔

خدا کی قسم مجھے غصب خلافت کی خبر دیگئی تھی اور صبر و رضا کی ہدایت کی گئی تھی۔ اور نیز مجھے علم تھا۔ کہ میں کب اپنے حق پر فائز ہوں گا۔ علاوہ ازیں جب میں نے چاروں طرف نظر کی اور سوائے اہلبیتؑ کے کسی کو اپنا معین و مددگار نہ پایا۔ تو میں نے ان کی موت سے بخل کیا۔ اور انکے قتل ہو جانے پر راضی نہ ہوا۔

مناقب اخطب خوارزم اور کبیر طبرانی میں بروایت ابن مسعود لکھا ہے کہ ایک دن آنحضرت گہرا سانس لے رہے تھے یعنی غمناک تھے میں نے کہا آپ غمناک کیوں ہیں حضرت نے فرمایا۔ اے ابن مسعود ہم کو ہماری موت کی خبر دی گئی ہے میں نے کہا آپ ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ بنا دیں آپ خموش رہے میں نے پھر عمر کا نام لیا۔ آپ خموش رہے میں نے پھر حضرت علی ابن ابیطالب کا نام لیا۔ تو آنحضور نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر تم نے علی علیہ السلام کی بیعت کی۔ تو سب کو جنت میں لے جائیگا۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۴۹۶ سطر ۵ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ کہ ایک طویل القامت شخص ہم سے ملا۔ اس نے آنحضرت پر سلام کی اور مرحبا کہا۔ بعد ازاں مجھے کہا السلام وعلیک یا رابع الخلفا۔ یعنے اے چوتھے خلیفے تم پر سلام ہو۔ وہ چلا گیا۔ تو میں نے حضرت سے یہ راز پوچھا آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلا خلیفہ حضرت آدم دوسرا داؤد تیسرا موسےٰ اور چوتھے بحکم آیۂ قرآنی اے حضرت علی علیہ السلام تم خلیفہ ہو پس اس شیخ نے درست کہا ہے حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا وہ شخص کون تھا فرمایا وہ حضرت خضر تھے۔

ینابیع المودۃ ص ۳۶۹ پر ہے کہ نعثل یہودی نے آنحضرت سے پوچھا کہ کوئی نبی بغیر وصی نہیں گذرا۔ آپ کا وصی کون ہے حضرت نے فرمایا۔ میرا وصی علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور اس کے بعد حسنؑ اور پھر حسینؑ ہے اور نو امام صلب حسینؑ سے ہونگے نعثل نے کہا ان تمام کے نام بتائیے اس پر آنحضرتؐ نے تا مہدیؑ نام بتائے

روضتہ الاحباب جلد دوم ص ۲۰ پر ہے کہ لوگ قریش کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں اور فریق اپنی مصلحتوں پر نظر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر خلافت بنی ہاشم کو ملگئی تو پھر قیامت تک ان سے نہ نکل سکیگی اور جب تک غیروں میں رہے گی۔ تو یونہی گھومتی پھرتی رہے گی۔

شرح نہج البلاغت جلد چہارم ص ۹۰ پر ہے کہ امام اقدی نے حسن بصری سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام میں مخصوص چار اوصاف جمع تھے جو کسی میں جمع نہ تھے۔ (۱) سورۂ برات کی تعمیل حضرت نے کی (۲) غزوہ تبوک میں آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کے حق میں "انت منی بمنزلہ ھارون من موسےٰ الا انہ لانبی بعدی" فرمایا (۳) آنحضرتؐ نے فرمایا "الثقلان کتاب اللہ وعترتی" (۴) آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو کسی کے ماتحت نہیں کیا پھر حسن بصری کہتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فضل وعلم و حکمت وفقہ ورائے وزہد وقضا وغیرہ میں جامع تھے۔ خدا ان پر صلوات بھیجے۔ پھر کہتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام

ہی وہ مقدس ہستی ہیں۔ کہ جن پر شرک اور شرب خمر کا نام کبھی بھی جاری نہیں ہوا۔ آپ بہترین امت اور افضل الناس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بھائی ہیں۔

مودۃ القربےٰ مودۃ ششم میں ہے کہ ابو موسےٰ سعدی کہتا ہے کہ میں قبرستان بقیع الفرقد میں آنحضرت کے ساتھ گیا۔ اور نیز ابوبکر و عمر و عثمان و حضرت علی علیہ السلام اور دیگر کئی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ آنحضرت نے ابوبکر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابوبکر یہ شخص علی ابن ابیطالب ہے جس کو تو دیکھ رہا ہے۔ یہ آسمانوں اور زمینوں میں میرا وزیر ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے کہ تو خدا سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ وہ تجھ سے راضی ہو۔ تو علیؑ کی رضا پر چل کیونکہ اس کی رضامندی خدا کی رضا ہے۔ اور اسکا رنج خدا کا رنج ہے

کلمہ

تاریخ خمیس صـ۳۵۳ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ شب معراج میں نے عرش اعظم پر لکھا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بعلی" یعنی اللہ ہی معبود حقیقی ہے۔ محمدؐ اس کا رسول ہے اور اس کا ناصر علیؑ ہے۔

تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد سوئم صـ۱۹۹ سطر ۱۹ پر ہے کہ ابن عساکر نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ میرے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہے اور میں نے اس کی علیؑ سے امداد کی ہے اور یہی مطلب سورہ انفال آیہ نمبر ۶۱ "ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین" سے ہے۔ یہی روایت ابن عدی اور ابن عساکر نے انس سے بھی کی ہے۔ اور نیز کتاب زین الفتیٰ میں یہی روایت مرقوم ہے۔

روضۃ المجاہدین مختار نامہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ کی عمر ایک سو برس کی تھی۔ جب آپ گرفتار ہو کر ابن زیاد کے پاس لائے گئے۔ آپ کی شکل نورانی تھی۔ پارچہ صوف بدن پر اور سفید خز کا عمامہ سر پر تھا۔ سفید لمبی داڑھی تھی۔ قرآن شریف حمائل کئے ہوئے تھے اور ہاتھ میں چوب خرما کا عصا تھا جس پر یہ لکھا تھا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ" حضرت عبداللہ اور ابن زیاد میں تیز کی گفتگو ہوئی۔ آخر کار ابن زیاد نے حضرت عبداللہ کی زبان گدی سے نکلوا دی۔ اور آپ کے پاؤں میں رسی باندھ کر کوفہ کی گلی کوچوں میں گھسیٹا جب اس فعل سے جلاد فارغ ہو چکا۔ تو اسی وقت جلاد کے دونو ہاتھ شل ہو گئے۔ پھر دونو پاؤں خشک ہو گئے۔ پھر

دونو آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ پھر زبان بند ہوگئی۔ اور وہ اسی عذاب میں مبتلا ہوکر داصل جہنم ہوا۔

دیلمی جلد دوم صفحہ ۲۶۲ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جبرئیل نے رب جلیل کیطرف سے مجھے یہ پیغام دیا ہے کہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ میں واحد خدا ہوں اور یہ کہ محمد میرا بندہ اور رسول ہے اور یہ کہ علی میرا خلیفہ ہے اور آئمہ اس کی اولاد میں سے میری حجت ہیں تمام مخلوقات پر اس کو میں بہشت میں داخل کروں گا۔ اور جو شخص میری توحید کا اقرار نہ کرے یا توحید کی شہادت تو دیوے۔ مگر علی (علیہ السلام) کے خلیفہ ہونے کی شہادت ادا نہ کرے یا اس کی بھی شہادت ادا کرے۔ مگر اس کی اولاد میں سے آئمہ طاہرین کے حجتہ اللہ ہونے کی شہادت نہ دیوے پس بہ تحقیق اُس نے میری نعمتوں کا انکار کیا اور میری عظمت کو حقیر اور صغیر جانا۔ اور میری آیتوں اور کتابوں سے انکار کیا۔ اور کفر اختیار کیا۔

مودۃ القربےٰ مودۃ ششم میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میں نے شب معراج علی (علیہ السلام) کا نام بیت المقدس اور سدرۃ المنتہیٰ اور عرش اور جنت کے دروازہ پر ان الفاظ میں لکھا دیکھا

"لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہُ بوزیرہ"

مناقب خوارزمی میں بروایت حضرت سلمان لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ بہ تحقیق علی میرا بھائی اور وزیر ہے اور جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان سب سے افضل ہے۔

شفا قاضی عیاض قسم اول باب ثالث فصل اول صفحہ ۷۹ اور معارج النبوۃ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بعلی"۔ صاحب نزہتہ المجالس اور حافظ ابو نعیم اور سمعانی نے بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ میں آنحضرت کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک سبز بادام تھا۔ پرندے نے وہ بادام آنحضرت کی گود میں گرا دیا۔ آنحضرت نے اس کو چوما (گویا آنحضرت کو پیشتر ہی سے تمام واقعہ کی آگاہی حاصل تھی) اور توڑا تو اس کے اندر سے ایک سبز کپڑا نکلا جس پر زرد خط سے لکھا تھا۔ کہ اللہ معبود ہے۔ محمد اس کا رسولؐ ہے اور میں نے اس کی نصرت حضرت علی علیہ السلام کیساتھ کی ہے۔

ابو نعیم نے حلیہ میں اور سمعانی نے اور سیوطی نے درمنثور میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ فرمایا آنحضرت نے کہ عرش پر لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدی و رسولی ایدتہ بعلی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ خصائص نسائی حدیث نمبر ۶۵ اور مسند احمد حنبل اور تہذیب الآثار ابن جریر اور مختارہ ضیا

قدسی میں بروایت حضرت علی علیہ السلام لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ علیؑ میرا بھائی اور صاحب اور وزیر ہے
فردوس الاخبار دیلمی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ ساق عرش پر لکھا ہے "لا الہ الا اللہ محمد الرسول
اللہ ایدتہ ونصرتہ بعلی علیہ السلام"۔

ینابیع المودۃ صفحہ ا پر ہے کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی نظر بلند کر۔ جب آپ نے نظر بلند
کی تو عرش پر لکھا دیکھا "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ھو نبی الرحمۃ وعلی مقیم الحجۃ"۔ اور صفحہ ۱۶ پر
کتاب شفائے قاضی عیاض سے نقل کیا گیا ہے کہ عرش پر یہ لکھا ہے "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
ایدتہ بعلی"۔ اور صفحہ ۱ پر حافظ ابونعیم سے بروایت ابن عباسؓ و ابوہریرہؓ امام صادق لکھا ہے "لا الہ الا اللہ وحدہ
لاشریک لہ محمدؐ عبدی ورسولی ایدتہ بعلی ونصرتہ بعلی"

مودۃ القربےٰ صفحہ ۱۴ پر بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ آدمؑ کے جسم میں
روح پھونکی گئی، خداوند عالم نے ملائکہ سے اپنی ربوبیت اور میری نبوت اور علی (علیہ السلام) کی ولایت کا
اقرار لیا۔ عتبہ بن عامر کہتا ہے کہ ہم آنحضرت کی بعیت اس طرح کیا کرتے تھے۔ کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور محمدؐ
اس کے نبی ہیں اور علیؑ انکے وصی ہیں۔

فضائل شیعیان جناب امیر علیہ السلام

درمنثور علامہ سیوطی اور کنوز الحقائق امام مناوی میں ہے کہ شیعیان علی قیامت کے دن بلند درجوں پر
فائز ہوں گے۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفحہ ۹۶ پر ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب آیہ مبارکہ "ان الذین آمنوا وعملو
الصالحات اولئک ھم الخیر البریہ"۔ کا نزول ہوا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ۔ وہ تم اور تمہارے
شیعہ ہیں۔ جو بروز قیامت راضی و مرضی آئینگے۔ اور تمہارے دشمنوں پر خدا کا غضب ہوگا۔ اور ان کی گردنوں میں
طوق اور سلاسل ہونگے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۹۶ پر ہے کہ آنحضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے
ساتھ جنت میں ہو اور حسن اور حسین اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے ہو۔ یعنی ہماری پشت کی جانب ہمارے پیچھے
بیٹھی ہو۔ اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں (اطراف میں) ہوں۔ اے حضرت علی علیہ السلام تم اور تمہارے

شیعہ اور اصحاب جنت میں ہونگے۔

کتاب علامہ ابن مردویہ میں ہے کہ زردان نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سورہٴ اعراف آیہ نمبر ۱۸۰ "ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون" سے مراد میں اور میرے شیعہ ہیں۔

پنجاب کی مردم شماری ۱۹۲۴ئ میں اسلام کے فرقوں کی حسب ذیل تعداد شائع ہوئی ہے۔

شیعہ	۲۵۶۶۲۹
اہل حدیث	۶۰۳۲۷
احمدی	۲۸۸۱۶
اہل قرآن	۳۲۶

صوبہ سرحدی کی شیعہ آبادی بلحاظ مردم شماری ۱۹۲۱ئ حسب ذیل ہے لیکن اب ایک لاکھ سے زیادہ ہے

ہزارہ	۳۷۶
پشاور	۶۹۷۵
کوہاٹ	۴۰۲۴۸
بنوں	۱۷۲۳
ڈیرہ اسمٰعیل خان	۲۷۳۵
سرحدی چوکیاں	۳۵۲۷
میزان	۸۰۲۰۰

کل دنیا کی شیعہ آبادی بلحاظ مردم شماری ۱۹۰۶ئ حسب ذیل ہے اور اب غالباً مندرجہ ذیل آبادی سے تو یقیناً ڈیڑھ گنا ہوگی یعنی تقریباً چھ کروڑ ہوگی۔

برٹش انڈیا	دو کروڑ
دیسی ریاستیں	چالیس لاکھ
افغانستان	دس لاکھ
بخارا	دس لاکھ
خیوا	چار لاکھ

روسی ایشیا	پندرہ لاکھ
درغستان	پچیس لاکھ
ایران	پچاس لاکھ
عراق	دس لاکھ
میزان	تین کروڑ اسی لاکھ

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۳۷۹ پر سورہ بینہ آیہ نمبر ۶ "اولٰئک ھم خیر البریہ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عساکر نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام سامنے سے آئے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ علیؑ اور اُس کے شیعہ بروز قیامت یقیناً فائز المرام ہونگے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس دن سے جب اصحاب رسولؐ حضرت علی علیہ السلام کو آتے دیکھتے تو کہتے کہ خیر البریہ آرہے ہیں۔ ابن عساکر اور ابن عدی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ خیر البریہ حضرت علی علیہ السلام ہیں اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن راضی اور راضی کئے جائیں گے۔

ارجح المطالب صفحہ ۵۳۰ پر جو اکتب اہلسنت لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی کل قیامت کو تم سب خلقت سے زیادہ قریب اور حوض پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمہارے شیعہ نور کے ممبروں پر یعنی سفید منہ والے میرے اردگرد ہونگے میں ان کی شفاعت کروں گا۔ اور وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہونگے۔

سورۂ والصافات میں ہے "وان من شیعتہ لابراھیم اذ جاء ربہ بقلب سلیم" یعنی تحقیق حضرت ابراہیم حضرت نوح علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھے جبکہ وہ اپنے رب کے پاس سلامتی والے دل کیساتھ آئے۔

سورۂ قصص میں ہے "فوجد فیھا رجلین یقتتلان ھذا من شیعتہ وھذا من عدوہ" یعنی حضرت موسیٰ نے دو شخصوں کو لڑتے جھگڑتے دیکھا اور ان دونوں میں سے ایک حضرت موسےٰ علیہ السلام کا شیعہ تھا۔ اور دوسرا حضرت موسےٰ علیہ السلام کا دشمن تھا۔

سورۂ یوسف میں ہے کہ "واتبعت ملۃ اٰبائی ابراھیم واسحاق ویعقوب" یعنی حضرت یوسف

نے فرمایا۔ کہ میں اپنے باپ دادا ابراہیم و اسحٰق اور یعقوب کے مذہب پر ہوں۔ (یعنی شیعہ ہوں)
تفسیر کبیر اور تفسیر کشاف اور نہایہ ابن اثیر جزری میں ہے کہ شیعہ کے معنی مددگار باعتبار اصل وضع کے ہیں اور یہ نام حضرت علیؑ اور انکے اہلبیت کو دوست رکھنے والوں کے ساتھ غالب اور مشہور ہو گیا۔ کنز العمال مطبوعہ مصر صفحہ ۹۳ برحاشیہ مسند احمد حنبل میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اے علی تو اور تیرے شیعہ جنتی ہیں۔

فضائل اہل بیت علیہم السلام

ابن مردویہ اور خطیب نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ کی باری کا دن تھا۔ کہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیت " انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا " لے کر نازل ہوئے۔ آنحضرت نے حضرت علیؑ حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمہ علیہم السلام کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر ان پر ایک کپڑا اوڑھایا۔ ام سلمہ کے سامنے پردہ پڑا تھا اُس وقت آنحضرت نے فرمایا۔ خدایا یہی لوگ میرے اہلبیتؑ ہیں۔ ان سے برائی کو دور رکھ اور انکو پاک پاکیزہ رکھ جو پاک پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ ام سلمہ نے عرض کی۔ یا حضرت کیا میں بھی انکے ساتھ ہوں حضرت نے فرمایا۔ تم اپنی جگہ بیٹھی رہو اس میں شک نہیں کہ تو نیکی پر ہے۔

ترمذی نے حکم بہ صحت دیکر اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے تصحیح کر کے اور ابن مردویہ اور بیہقی نے چند طریقوں سے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے گھر میں آیہ " انما یرید اللہ " نازل ہوئی۔ اور میرے گھر میں فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ اور علیؑ بھی تھے۔ آنحضرت نے جو چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ان لوگوں پر ڈال دی اور فرمایا۔ خدایا یہی لوگ میرے اہلبیت ہیں۔

ابن جریر ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ آیہ " انما یرید اللہ " پانچ تن کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی میرے اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے بارہ میں۔

ابن ابی شیبہ۔ احمد۔ مسلم۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت عائشہ سے بھی یہی روایت کی ہے۔

ابن جریر حاکم اور ابن مردویہ نے سعد سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت پر وحی نازل ہوئی۔ تو آنحضرت نے علیؑ۔ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے کپڑے کے نیچے لیا اور فرمایا۔ خدایا یہی میرے اہل اور اہلبیت ہیں

ابن شیبہ۔ احمد۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم طبرانی اور حاکم نے تصحیح کر کے اور بیہقی نے اپنے سنن میں واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے کہ آنحضرت حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور آپ کیساتھ امام حسن اور

امام حسین اور حضرت علی علیہم السلام تھے یہاں تک کہ اندر گئے اور حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کو پاس بلا کر اپنے سامنے بٹھایا۔ اور امام حسنؑ اور امام حسین علیہ السلام کو اپنے زانوؤں پر بٹھایا۔ پھر ان سب پر ایک کپڑا ڈال دیا۔ اس وقت میں ان سب کے پیچھے تھا۔ پھر آنحضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "انما یرید اللّٰہ"۔

ابن ابی شیبہ۔ احمد اور ترمذی نے بطریق حسن اور ابن جریر۔ ابن منذر۔ طبرانی۔ اور حاکم نے صحیح تسلیم کر کے اور ابن مردویہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت جب کبھی جناب فاطمہؑ کے دروازہ پر سے نماز صبح کیواسطے گذرتے تو فرماتے۔ اے اہلبیت محمدؐ نماز کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ خدا تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر برائی کو دفع رکھے اور تم کو کماحقہ پاک و پاکیزہ رکھے۔

ترمذی۔ طبرانی۔ ابن مردویہ۔ ابونعیم اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مخلوقات کی دو قسمیں کیں۔ اور مجھے بہتر قسم سے قرار دیا چنانچہ اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال اس امر کیطرف اشارہ ہے میں اصحاب الیمین میں سے ہوں اور ان سب سے بہتر ہوں۔ پھر دونوں کی تین قسمیں بنائیں اور میں تینوں سے بہتر ہوں چنانچہ اسی امر کیطرف اشارہ ہے "واصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون اولئك المقربون" میں سابقون میں سے ہوں۔ اور ان سب سے بہتر ہوں۔ پھر خدا نے تین قسموں کے چند قبیلے بنائے اور مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا۔ اسی امر کا اشارہ ہے "وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم" میں تمام اولاد آدم سے سب سے زیادہ متقی اور معزز ہوں اور پھر کوئی فخر نہیں۔ پھر خدا نے قبیلوں کے گھر بنائے اور مجھے سب سے بہتر گھر میں قرار دیا جس کی تصریح قول خدا میں ہے "انما یرید اللّٰہ" پس میں اور میرے اہلبیت تمام گناہوں سے پاک اور پاکیزہ ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے "انما یرید اللّٰہ" کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ اہلبیت وہ ہیں جن کو خدا نے ہر برائی سے پاک رکھا ہے اور اپنی رحمت سے مخصوص کیا ہے۔

ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ نبوت کے درخت سے ایسے خاندان والے ہیں جنکو خدا نے پاک و پاکیزہ رکھا۔ ہمارا گھر رسالت اور فرشتوں کی آمد و رفت کی جگہ ہے ہمارا گھر رحمت کا گھر ہے۔ اور ہمارا گھر علم کی کان ہے۔

ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہؑ ایک

گھر میں رہنے لگے۔ تو میں روز تک صبح کے وقت آنحضرت حضرت علی علیہ السلام کے دروازہ پر فرمایا کرتے۔ نماز کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ خدا تم پر رحم کرے۔ خدا تو یہی چاہتا ہے کہ اے اہلبیت محمدؐ۔ کہ تم سے ہر قسم کی برائی کو دور رکھے اور کما حقہ پاک پاکیزہ رکھے۔ تم جس کو دشمن جانو۔ اس کا میں بھی دشمن ہوں۔ تم جس کو دوست جانو۔ اس کا میں بھی دوست ہوں۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابو الحمراء سے روایت کی ہے کہ میں مدینہ میں آنحضرت کی خدمت میں آٹھ مہینے رہا۔ آنحضرت نماز صبح کے لئے جب کبھی نکلتے۔ تو حضرت علی علیہ السلام کے دروازہ پر ضرور جاتے۔ اور اپنے دونوں ہاتھ دروازہ کی دونو جانب پر رکھ کر فرماتے۔ اے اہلبیت محمدؐ۔ نماز کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد آیہ انما یرید اللہ کی تلاوت فرماتے۔

ابن عباس سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ ہم نے نو ماہ تک آنحضرت کو دیکھا کہ حضرت ہر روز ہر نماز کیوقت حضرت علی ابن ابی طالب کے دروازہ پر آتے اور فرماتے۔ اے اہلبیت محمدؐ۔ نماز کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پھر آیہ "انما یرید اللہ" پڑھتے۔

ترمذی ابن جریر۔ طبرانی۔ اور ابن مردویہ نے عمر بن سلمہ (یہ شخص آنحضرت کا پروردہ تھا) سے روایت کی ہے کہ جب آیہ "انما یرید اللہ" نازل ہوئی۔ اس وقت آنحضرت ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ آنحضرت نے فاطمہؑ۔ علیؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ پر اپنی چادر اڑھا کر فرمایا۔ خدایا یہی میرے اہلبیتؑ ہیں۔ ان سے ہر برائی کو دور رکھ۔ اور انکو اچھی طرح پاک پاکیزہ رکھ۔ یہ سنکر ام سلمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں بھی انکے ساتھ ہو جاؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم اپنی جگہ پر رہو۔ تم یقینی نیکی پر ہو۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۶۴ سطر ۱ پر ہے کہ آیۂ تطہیر کے نازل ہونے پر نو مہینے تک آنحضرت خانۂ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پر نماز صبح کیوقت ہر روز پکارتے۔ اے اہلبیت محمدؐ۔ اٹھو۔ وقت نماز ہے۔ اور آیۂ تطہیر کی تلاوت فرماتے۔

تفسیر در منثور جلد پنجم صفحہ ۱۹۰ پر سورہ احزاب آیہ نمبر ۳۲۔ "انما یرید اللہ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ حضرات محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام ہیں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۱۶ پر امام شافعی کا قول درج ہے:۔

یا اهل البیت رسول الله حبکم فرض من الله فی القرآن انزله

کفا کم من عظم القدر انکو

من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

یعنی اے اہلبیت محمدؐ۔ قرآن میں تمہاری محبت ہر ایک شخص پر فرض ہو چکی ہے۔ تمہاری بزرگی پر
تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ کہ جو تم پر درود نہ بھیجے اس کی نماز ہی قبول نہیں۔ بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیفیۃ
الصلوٰۃ علی النبی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا صلوات اس طرح پڑھا کرو۔ "اللھم صل علی محمد و علی آل محمد
سنن ابی داؤد میں ابن ابی شیبہ سے روایت ہے جس کی تصحیح ترمذی حاکم ابوالقاسم ابن خزیمہ ابن
معسود بدری نے بھی کی ہے کہ جب سورہ احزاب آیہ نمبر ۵۵ "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا
الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" کا نزول ہوا۔ تو آنحضرتؐ نے یہ پڑھنے کا حکم دیا۔ "اللھم صل علی
محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم"۔ امام رازی نے تسلیم کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے
اہلبیتؑ پانچ چیزوں میں آپ کے برابر ہیں منجملہ انکے تشہد میں درود بھیجنا ہے۔ مناقب مرتضوی میں ہے
کہ انس بن مالک نے کہا کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ ملائکہ نے مجھ پر اور علی (علیہ السلام)
پر سات مرتبہ درود بھیجا۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نماز میں یوں پڑھا کرتے اللھم صل علیٰ محمدٍ و علیٰ آل محمد
کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم" صواعق محرقہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا
کرو یعنی یہ نہ کہو "اللھم صل علیٰ محمدؐ" (یا محمدؐ صلعم یا محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم) بلکہ پورا درود کہو جو مذکور ہوا۔ ناظرین
قرآن پاک میں "سلام علیٰ آل یٰسین" آیا ہے اور یٰسین سے مراد محمدؐ ہیں پس آل یٰسین سے مراد آل محمدؐ ہوئے
لہذا آل محمدؐ پر درود اور سلام کرنا واجب ہوا۔

تفسیر درمنثور صفحہ ۱۹۹ سراج الوہاب شرح مسلم نواب صدیق حسن جلد ششم صفحہ ۴۶۶۔ قول مستحسن مولوی حسن
الزماں صفحہ ۴۰۲ پر ہے کہ آیۂ تطہیر میں صرف محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیھم السلام شامل ہیں اور کوئی نہیں ہے
مسلم باب الفضائل میں ہے کہ عائشہ نے کہا کہ آیۂ تطہیر میں صرف رسول اللہ صلعم و حضرت علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ داخل ہیں نہ کہ ازواج میں سے کوئی بھی (ینابیع المودۃ صفحہ ۸)

کتاب مناقب امام احمد بن حنبل اور صواعق محرقہ ابن حجر عسقلانی قلمی میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے
کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں جب ستارے نہ رہیں گے تو اہل آسمان بھی نہ رہیں گے۔ اسی طرح میرے
اہلبیت اہل زمین کے لئے امان ہیں جب اہلبیتؑ نہ رہینگے تب اہل زمین بھی نہ رہیں گے اس حدیث کو

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زیادات مسند میں اور حموینی نے فرائد السمطین میں اور حاکم نے مستدرک میں بعینہ اسی عبارت میں لکھا ہے۔ سورہ انفال آیہ نمبر ۳۳ "وماکان اللہ لیعذ بھم وانت فیھم" ملاحظہ کریں۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی قندوزی نقشبندی میں بسند کتاب مناقب لکھا ہے کہ زمین اہلبیت محمدؐ سے خالی نہیں رہتی۔ اگر خالی رہے تو تباہ ہو جائے۔

حموینی نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ اگر زمین پر ہم اہلبیت میں سے کوئی نہ ہو۔ تو زمین مع اہل زمین کے تباہ ہو جائے۔

ینابیع المودہ میں ہے کہ کہا امام احمد حنبل نے کہ خدا نے زمین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر حرکت دیا پس زمین تب تک قائم رہے گی جب تک اہلبیت محمدؐ اس پر قائم رہیں گے۔

فرائد السمطین حموینی میں بسند امام جعفر الصادق اور امام صادق نے بسند علی بن حسین روایت کی ہے کہ ہم ہیں مسلمانوں کے امام اور اہل جہاں پر حجت ہائے خدا اور مومنوں کے سردار اور نورانی پیشانیوں اور نورانی ہاتھوں اور نورانی پاؤں (انبیاء و اوصیاء) کے سردار اور مسلمانوں کے مولا اور اہل زمان کے لئے امان۔ نزول باراں اور ابر رحمت ہمارے باعث ہوتا ہے اور زمین سے برکات ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی زمین پر نہ رہے۔ تو زمین مع ان تمام چیزوں کے جو اس پر ہیں۔ فنا ہو جائے۔ خدا نے جب سے آدم کو پیدا کیا ہے تب سے زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہیں ہوئی خواہ حجت خدا ظاہر مشہور ہو خواہ غائب مستور اور قیامت تک حجت خدا سے ہرگز خالی نہ رہے گی۔ اگر خالی ہو جائے تو زمین پر عبادت خدا نہ ہو۔ اعمش کہتا ہے کہ میں نے حضرت صادق سے عرض کیا کہ جو حجت غائب مستور ہو۔ اس سے لوگ کیونکر نفع حاصل کرتے ہیں۔ فرمایا۔ جیسے کہ آفتاب سے نفع اٹھایا جاتا ہے جب کہ وہ بادل کے نیچے ہو۔

تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز دہلوی میں ہے۔ کہ تم لوگوں میں میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جس کسی نے اس کشتی میں پناہ لی وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے پناہ نہ لی۔ وہ غرق ہو گیا۔

تفسیر درمنثور جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱ سطر اول پر ہے کہ وہ کلمات جن کی وجہ سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی پنجتن پاک کے نام تھے یعنی محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۷۰ سطر اول پر بروایت ابن ابی شیبہ لکھا ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ اس امت محمدؐ میں ہماری مثال سفینہ نوح اور باب حطہ کی سی ہے۔ ناظرین باب حطہ وہ

دروازہ تھا جس میں سے بنی اسرائیل کو بحالت سجدہ گذرنے کا حکم ہوا تھا۔ اور انکی زبانوں پر حطہ حطہ جاری تھا
یعنی بخش دے بخش دے۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر باب یازدہم فصل سوئم فضائل اہلبیت میں ہے کہ خلیفہ مامون رشید شکار کو
جاتے ہوئے ایک مقام سے گزرا جہاں امام محمد تقیؑ معہ چند لڑکوں کے کھیل رہے تھے۔ امام کی عمر اس وقت
صرف نو سال کی تھی۔ مامون رشید کو دیکھ کر سب لڑکے بھاگ گئے۔ مگر امام محمد تقیؑ وہاں ہی کھڑے رہے۔ مامون
نے کہا اے لڑکے۔ تو کیوں نہیں بھاگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے امیر راستہ تنگ نہیں تھا جس کو تیرے لئے
فراخ کرتا۔ اور میں نے کوئی جرم بھی نہ کیا تھا۔ کہ تم سے ڈرتا۔ اور مزید برآں تم پر گمان نیک رکھتا ہوں۔ مامون
نے حیران ہو کر نام پوچھا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ میں محمدؐ تقی بن علی رضا ہوں۔ پس مامون نے سواری آگے بڑھائی
اور اپنے شکاری باز کو ایک تیتر پر چھوڑا۔ باز غائب ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد چونچ میں ایک زندہ مچھلی لایا۔ مامون
پھر امام محمد تقیؑ کے پاس آیا۔ اور پوچھا۔ اے امام۔ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے امیر۔ بتحقیق
خدا نے اپنے دریائے قدرت میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدا کی ہیں جنکو بادشاہوں کے باز شکار کر لاتے ہیں۔ اور
وہ ان مچھلیوں کے ذریعہ اہلبیت نبوی کی آزمایش کرتے ہیں۔ امام کی عقل و ذہانت و اعجاز دیکھ کر مامون نے چاہا
کہ اپنی لڑکی حضرت کے نکاح میں دیدے۔ اس پر علما کا ایک گروہ بہ سرکردگی قاضی یحییٰ بن اکثم امام محمد تقی کو مغلوب
کرنے کے ارادہ پر حضرت کے پاس لایا۔ قاضی یحییٰ نے بہت دقیق اور پیچیدہ مسائل حضرت کے پیش کئے۔ جن کو
حضرت نے نہایت خوبی سے حل فرمایا۔ اور مامون نے اپنی بیٹی ام فضل کا نکاح حضرت سے کر دیا۔

مراۃ الجنان یافعی اور تاریخ بغداد خطیب اور روض المناظر اور تاریخ ابن خلکان اور روضۃ الاحباب میں
قاضی یحییٰ کے کامل فقیہ اور عالم ہونے کو تسلیم کیا گیا ہے۔

صواعق محرقہ اور تفسیر ثعلبی میں بروایت امام صادق لکھا ہے۔ کہ سورہ آل عمران کی آیہ نمبر ۱۰۲ ”واعتصموا
بحبل اللہ جمیعا“ سے مراد ہم اہلبیت محمدؐ ہیں۔ جن سے تمسک رکھنے کا حکم ہے۔

تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۶۴ سطر ۱۴ پر ہے کہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابوجعفر سے روایت
کی ہے کہ سورہ آل عمران آیہ نمبر ۱۰۹ ”کنتم خیر امۃ“ سے مراد اہلبیت محمدؐ ہیں۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر عسقلانی فصل آیات فضائل اہلبیت میں ہے کہ ابوالحسن مغازلی نے امام محمد باقرؑ
سے روایت کی ہے۔ کہ سورہ النساء آیہ نمبر ۵۳ ”ام یحسدون الناس علیٰ ما اتٰھم اللہ من فضلہ“

میں ہم اہلبیت محمدؐ سے مراد ہے۔ ناظرین اسی سورہ کی اسی آیہ کے آگے ہے "فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب
واٰتیناھم ملکاً عظیماً"۔ اس آیت میں بقول رسول مقبول آل ابراہیم سے مراد آل محمدؐ ہے اور کتاب سے
مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد نبوت محمدؐ ہے اور ملک عظیم سے مراد امامت دوازدہ امام ہے۔
ایک حدیث میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم اہلبیت کی محبت نیکی
ہے اور ہماری دشمنی بدی ہے جو شخص ہم سے دشمنی رکھے گا۔ خدا اس کو منہ کے بل جہنم میں جھونک دے گا۔
اور یہ ارشاد سورہ انعام کی آیہ نمبر ۱۵۹ کے متعلق ہے "من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ومن جاء
بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلھا"۔

سورہ اعراف کا پہلا لفظ "المص" ہے۔ اس کی تفسیر میں امام صادق نے فرمایا کہ "المص" سے مراد
"انا اللہ المقتدر الصادق" ہے جو بنی امیہ کا زمانہ حکومت ہے یعنی الف کا ایک اور لام کے تیس اور
صاد کے نوے مجموعاً ایک سو اکسٹھ ہوئے۔ چنانچہ امام کی پیشینگوئی کے مطابق مسودہ ۱۶۱ھ میں کوفہ میں
داخل ہوا۔ اور بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

تفسیر درمنثور جلد سوئم صـ۳۱۴ پر ہے کہ ابن عساکر نے ابورافع سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ
جس طرح ہارون کو اور اس کی اولاد کو ہی بحالت جنب مسجد میں آنے کی بحکم خدا اجازت تھی۔ اسی طرح میری
امت کے تمام اشخاص میں سے صرف علی اور اولاد علی بحالت جنب داخل مسجد ہو سکتے ہیں۔ سورۂ یونس آیہ
نمبر ۸۶ "واوحینا الیٰ موسیٰ واخیہ"۔ ملاحظہ کریں۔

تفسیر درمنثور جلد چہارم صـ۵۹ سطر ۲۵ پر ہے۔ کہ ابن ابی حاتم نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ
سورہ رعد آیہ نمبر ۲۸ "الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم وحسن ماٰب" میں طوبیٰ سے مراد
ایک درخت ہے جو بہشت میں ہے جس کی جڑ علی ابن ابیطالب کے گھر میں ہے۔ اور جنت میں کوئی ایسا گھر
نہیں جس میں اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ نہ ہو۔ پھر ابن ابی حاتم نے بروایت فرقد سنجی لکھا ہے کہ خدا
نے عیسے کو وحی کی کہ تم خدا اور اس کے امی رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی تصدیق کرو۔ اور اس کی متابعت
کرو۔ وہ اونٹ پر سوار ہو گا۔ بال کے کپڑے پہنے گا۔ ہاتھ میں عصا اور سر پر تاج رکھے گا۔ اس کی آنکھیں بڑی
بڑی اور اس کے ابروں پیوستہ ہوں گی وہ صاحب کسا ہو گا اس کی نسل ایک مبارک عورت خدیجہ سے ہو گی
اس کی بیٹی فاطمہ ہو گی جس سے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہوں گے جو شہید ہوں گے جو شخص اس نبی کے زمانہ میں ہو گا

اور اس کا مددگار رہو گا۔ اس کے لئے طوبےٰ ہے۔

سورہ ابراہیم آیہ نمبر ۲۳ "الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء" کے بارہ میں آنحضرت کا ارشاد ہے کہ اس درخت کی جڑ میں ہوں اور علیؑ اس کا تنا اور آئمہ اس کی شاخیں اور ہمارا علم اس کا پھل اور شیعہ مومنین اس کے پتے ہیں۔

سورہ حجر آیہ نمبر ۷۵ "ان فی ذالک لایت للمتوسمین" کی تفسیر میں جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اصل متوسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ پھر میں ہوں اور میرے بعد آئمہ معصومین ہیں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ ظہور آخر الزمان کے وقت ہر ایک نیک اور بد خدا کی مقرر کردہ نشانیوں سے پہچانا جائے گا۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صد ۱۱۹ پر ہے کہ سورہ نحل آیہ نمبر ۴۳ "فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں فصول مہمہ میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہل ذکر ہیں۔

سورہ نحل آیہ نمبر ۸۳ "یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا واکثرہم الکافرون" سے مراد بقول معصومین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اوصیا ہیں۔

سورہ مریم آیہ نمبر ۸۷ "لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمان عہدا" کے بارہ میں آنحضرت کا ارشاد ہے کہ عہد و پیمان سے مراد دوازدہ امام کی دوستی ہے اور بروز قیامت وہی شخص دوسرے شخص کی سفارش کر سکیگا جو آئمہ سے متمسک ہو تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صد ۲۸۷ سطر ۱۱ اور مواہب لدینہ اور صواعق محرقہ میں ہے کہ ابن مردویہ اور دیلمی نے براء سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہو۔ خداوندا اپنی بارگاہ میں میرے لئے عہد و پیمان اور محبت قرار دے اور مومنین کے دل میں میری محبت کر اس وقت یہ آیہ بالا نازل ہوئی۔ ابن عباس اور حضرت علی علیہ السلام سے بھی یہی روایت منقول ہے۔

سورہ "طہ" کا پہلا لفظ "طہ" سے مراد بقول معصومین یہ ہے کہ "طہ" کے ۹ اور ہ کے ۵ عدد ہیں یعنی کل عدد ۱۴ ہوئے یعنی اس کے باطن سے چہاردہ معصوم مراد ہیں۔

صواعق محرقہ عسقلانی قلمی آیت ۸ فضائل میں سورہ طہ آیہ نمبر ۸۴ "وانی الغفار لمن تاب وامن

و عمل صالحا ثم اهتدی" کے بارہ میں لکھا ہے کہ ثابت البنانی نے یہ کہا۔ "واهتدی الی ولایة اهلبیتہ"
تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۵ سطر ۳۰ پر سورہ نور آیہ نمبر ۳۴ "اللہ نور السموات والارض
مثل نورہ کمشکوٰة الخ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حسن بصری اور ابوالحسن مغازلی شافعی سے روایت ہے کہ مشکوٰة
سے مراد حضرت فاطمہؑ اور مصباح سے حسنین اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم اور شرقی اور غربی نہ ہونے سے حضرت
فاطمہ کا یہودی یا نصرانی نہ ہونا اور "یکاد زیتہا" سے جناب فاطمہؑ کا کثرت علم اور نور علی نور سے ایک امام کے بعد دوسرا
امام اور "یہدی اللہ لنورہ" سے چہاردہ معصوم کی ولا اور محبت مراد ہے اور اسی کی موید وہ روایت ہے جسکو
علامہ جلال الدین نے لکھا ہے کہ ابن مردویہ نے انس بن مالک اور بریدہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب آنحضرت
نے اس آیہ کے بعد والی آیت "فی بیوت اذن اللہ" کی تلاوت فرمائی۔ تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا حضرت۔
اس گھر سے کون گھر مراد ہیں حضرت نے فرمایا۔ انبیاء کے گھر۔ یہ سنکر ابوبکر نے علیؑ اور فاطمہؑ کے گھر کیطرف اشارہ
کر کے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کیا یہ گھر بھی انہی گھروں میں سے ہے حضور نے فرمایا۔ ہاں
لیکن یہ گھر ان تمام گھروں سے بہتر اور افضل ہے۔ ناظرین پھر جو حرمت اس گھر کی شیخین کے ہاتھوں سے
ہوئی۔ اظہر من الشمس ہے۔ اسی تمام روایت بالا کو ثعلبی نے بھی لکھا ہے۔
سورہ عنکبوت آیہ نمبر ۴۳ "وما یعقلها الا العالمون" کی تفسیر میں بقول معصومین محمدؐ اور آل محمدؐ مراد ہیں
سورہ عنکبوت آیہ نمبر ۴۷ "وما یجحد بآیتنا الا الکافرون" اور آیہ نمبر ۴۹ "بل هو آیات بینات"
میں آیات سے مراد بقول معصومین محمدؐ اور آل محمدؐ ہیں۔
تفسیر کشاف علامہ زمخشری میں سورہ سجدہ آیہ نمبر "وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا"
کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اسی طرح تمہاری آسمانی کتاب قرآن کو ہم از سرتاپا ہدایت اور نور بنائیں گے۔ اور
تمہاری امت سے ویسے بھی آئمہ بنائیں گے جو اسی طرح ہدایت کرینگے۔ ناظرین! خدا نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسےٰ سے تشبیہ دی جس کے وجوہات یہ ہیں کہ موسےٰ کو توریت اور آنحضرت کو قرآن عطا
ہوا۔ موسیٰ کو حکم جہاد ہوا۔ موسےٰ نے ہارون کو اور آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا۔ موسےٰ
کو فرعونیوں پر اور آنحضرت کو کفار قریش پر فتح ہوئی۔ موسےٰ کے وصی یوشع بن نون (حضرت ہارون فوت ہو
گئے تھے) کیساتھ موسےٰ کی زوجہ صفورا بنت شعیب نے جنگ کیا اور آنحضرت کے وصی حضرت علی علیہ السلام
کیساتھ آنحضرت کی زوجہ عائشہ نے جنگ کیا۔ موسےٰ کے بعد انکے بارہ اوصیا تھے اور آنحضرت کے بھی بارہ

اوصیا ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

سورۂ سبا آیہ نمبر ۶ "ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک" سے مراد بقول رسول مقبول انبیاء اور چہاردہ معصوم ہیں۔

سورۂ فاطر آیہ نمبر ۲۸ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" سے بقول معصومین مراد محمدؐ اور آل محمدؐ ہیں۔

سورہ فاطر آیہ نمبر ۳۲ "ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا" سے مراد بقول رسول پاکؐ آئمہ معصومین ہیں تفسیر کشاف امام زمخشری مطبوعہ مصر جلد دوم صـ۴۶۲ سطر ۹ پر اس آیہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان سے مراد وہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین ہیں جو قیامت تک کتاب خدا کے سچے وارث اور ہادی ہونگے (اور یہ صرف آئمہ معصومین ہو سکتے ہیں) اور جن کو خدا نے "امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس" فرمایا ہے۔ شواہد التنزیل حاکم ابوالقاسم صـ۳۳ کے حوالہ سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ خدا کی حجت اور خلق خدا پر گواہ حضرت علی علیہ السلام اور اولاد حضرت علی علیہ السلام ہیں

سورہ والصافات آیہ نمبر ۱۶۳ "وما منا الا لہ مقام معلوم" سے مراد بقول معصومین محمدؐ اور آل محمدؐ ہیں تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صـ۲۹۳ سطر ۲۰ پر اس آیہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مسلم نے حذیفہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم کو (محمدؐ اور آل محمدؐ کو) لوگوں پر تین بزرگیاں حاصل ہیں یعنی ہماری صفیں فرشتوں کی سی ہوتی ہیں اور زمین ہماری سجدہ گاہ ہے۔ اور جب پانی نہ ملے تو خاک مطہر ہے۔ ناظرین! یہ آیہ بظاہر تمام نمازی مومنین پر عائد ہو سکتی ہے مگر مومنین میں فرشتوں کی سی صفیں یعنی فرشتوں کی سی محویت اور عبادت کہاں ہو سکتی ہے۔

سورہ حم السجدہ آیہ نمبر ۳۳ "ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ" سے مراد بقول معصومین چہاردہ معصوم علیہم السلام ہیں۔

تبیان اور عین المعانی میں سورہ حم السجدہ آیہ نمبر ۳۴ "ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ" کے بارہ میں لکھا ہے کہ حسنہ سے مراد اہلبیت محمدؐ کی محبت ہے اور سیئہ سے مراد اہلبیت محمدؐ کی دشمنی ہے۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ششم صـ۳۷۱ پر ہے کہ خطیب نے ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ سورہ قدر میں شب قدر سے مراد رسول اللہ اور اہلبیت ہیں۔ نیز ہزار ماہ سے مراد سلطنت بنی امیہ کا کل دوران ہے۔

ینابیع المودۃ امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطینیہ صفحہ ۱۰۳ سطر ۲ پر بروایت عمر بن اذینہ لکھا ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ آیا ایسا نہیں (یعنی ضرور ایسا ہی ہے) جو تم سب لوگ خوب جانتے ہو۔ کہ جس علم کے سبب سے آدم کا آسمان سے زمین کی طرف ھبوط ہوا اور تمام وہ علوم جن کے سبب سے تمام انبیاء کو رسول اللہ تک فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ وہ تمام علوم اہلبیت محمدؐ میں موجود ہیں

ینابیع المودۃ امام شیخ سلیمان قندوزی مطبوعہ قسطنطینیہ صفحہ ۵۲ سطر ۲۴ میں ہے کہ ایک دن امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں واقعہ مباہلہ کا تفصیلی تذکرہ فرما کر فرمایا کہ ہم اہلبیت کا خون اور گوشت آنحضرتؐ کا خون اور گوشت ہے اور ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں اور رسول اللہ ہم سے ہیں۔

عبدالرحمان بن محمد بن علی بن احمد حنفی بسطامی نے مناہج التوسل اور مباح التوسل میں لکھا ہے کہ حضرت صادق سات برس کی عمر میں غوامض اسرار اور علوم حقیقی کی باتیں کرتے تھے اور علماء کا ہجوم گھسا آپ کے دروازہ پر رہتا تھا اور آنحضرت کے مشکوٰۃ الانوار سے برگزیدہ لوگ نورانیت حاصل کرتے تھے۔

حافظ ابونعیم اور حافظ ابن عساکر اور طبرانی نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حسن و حسین علیہما السلام اور ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر سے اپنی بیعت لی اور قبول فرمائی۔ اگرچہ وہ کم سن تھے اور بالغ نہ تھے۔ ناظرین۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فعل عبث نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ان حضرات کی کمال عقل و فہم کا آنحضرت کو علم تھا۔

کنز العمال باب فضائل اہلبیت اور فردوس الاخبار کتاب صواعق محرقہ اللہ کابلی اور سیر ملا معین اور کتاب مناقب ابوبکر ابن مردویہ اور کتاب مودۃ القربےٰ سید علی ہمدانی شافعی مودۃ ہفتم میں لکھا ہے کہ اہلبیت محمدؐ کو اور لوگوں کے ساتھ قیاس نہ کرو یعنی ان کا پایہ تمام لوگوں سے بالاتر ہے۔

مولوی عبیداللہ امرتسری نے ارجح المطالب میں اور سید سمہودی نے جواہر العقدین میں اور ملا علی قاری متقی نے کنز العمال میں لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے میرے اہلبیت پر سبقت مت کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے انکو تعلیم مت دو۔ کیونکہ وہ تم تمام سے زیادہ عالم ہیں۔

تفسیر کبیر رازی مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۲۴ سطر ۲۹۔ اور ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۲۶ و صفحہ ۱۹۱ اور مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۶ اور تحفہ باب چہارم صفحہ ۱۳۰۔ اور تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۶۰ سطر ۲ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اے لوگو میں تمہارے درمیان اپنے دو خلیفے (بزرگ چیزیں) چھوڑتا ہوں قرآن اور اپنی عترت اہلبیت یہ

آپس سے ہرگز جدا نہ ہونگے حتیٰ کہ حوض کوثر پر جمع ہوں۔

مسلم جلد دوئم شرح نووی صفحہ ۲۸ پر ہے کہ زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہ آیا اہلبیت رسولؐ میں رسول اللہ کی ازدواج بھی شامل ہیں۔ زید نے جواب دیا کہ خدا کی قسم ازواج رسول شامل اہلبیت ہرگز نہیں ہو سکتیں کیونکہ ازواج طلاق دینے کے بعد اپنے ماں باپ سے ملحق ہو جاتی ہیں اور نیز اہلبیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۱ پر ہے کہ اسحاق بن اسمٰعیل نیشاپوری نے اپنی کتاب میں بروایت امام صادق علیہ السلام لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میں نور خدا سے پیدا کیا گیا ہوں۔ اور میرے اہلبیت میرے نور سے مخلوق ہیں۔ پس ناظرین ثابت ہوا کہ چہاردہ معصوم نور خدا سے مخلوق ہیں۔

سیوطی نے درمنثور میں۔ قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ میں۔ ابن مغازلی شافعی نے اپنے مناقب میں لکھا ہے۔ کہ آدم کے مخلوق ہونے سے پہلے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے انوار موجود تھے۔ حضرت آدمؑ نے خدا سے سوال کیا۔ کہ یہ کون حضرات ہیں۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ یہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

تحفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی باب یازدہم کید سیزدہم جلد دوئم صفحہ ۲۳۷ پر ہے کہ جو شخص رسول اللہ پر ایمان لے آیا۔ اور اہلبیت محمدؐ پر ایمان نہ لایا وہ مومن نہیں ہے۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ پر دم بریدہ صلوات نہ بھیجا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم کس طرح صلوات پڑھا کریں۔ فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

علامہ نطنزی نے خصائص علویہ میں تفسیر "فتلقیٰ اٰدم من ربہ کلمات" کے ذیل میں لکھا ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر یہ پیدا نہ ہوتے تو تم کو پیدا نہ کیا جاتا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مجھے ان حضرات کی زیارت سے مشرف فرمایا جائے پس پردہ ہائے حجاب اٹھائے گئے اور آدمؑ نے پانچ اشباح (اجسام انوار) دیکھے اور پوچھا کہ یہ کون حضرات ہیں۔ ارشاد باری ہوا کہ پہلا نور میرا نبی محمدؐ ہے دوسرا علی امیر المومنینؑ ابن عم پیغمبر تیسرا فاطمہ دختر محمدؐ۔ چوتھا حسنؑ اور پانچواں حسینؑ ہیں اور یہ پانچوں تیری اولاد سے ہونگے۔ یہ سنکر آدم علیہ السلام خوش ہوئے۔ اور جب انہوں نے گندم کھایا تو ان الفاظ سے دعا کی یا اللہ بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ میری توبہ قبول فرما۔ خدا نے توبہ قبول کی اور جب زمین پر آئے تو حضرت آدمؑ نے اپنی انگوٹھی میں "محمد رسول اللہ و علی امیر المومنین" کندہ کرایا۔ اور اپنی کنیت ابو محمد رکھی۔ اس روایت کو بہ اختلاف الفاظ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع فی باب جامع الدعا میں اور درمنثور میں بروایت ابن نجار و ابن عباس و جناب امیر

اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں۔ طبرانی نے معجم صغیر میں حاکم اور ابن عساکر نے اپنی اپنی مسانید میں۔ اور ابو نعیم نے۔ اور بیہقی نے دلائل النبوت میں۔ اور ابن مغازلی شافعی نے مناقب میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۸ سطر ۲۳ اور تاریخ الخلفا مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۰۷ سطر ۲۱۔ اور ینابیع المودۃ صفحہ ۱۳۶ اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ جناب فاطمہ تمام اہل جنت کی عورات کی سردار ہیں اور امام حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہلِ بہشت کے سردار ہیں۔

صواعق محرقہ مصنفہ ۹۵۰ھ علامہ ابنِ حجر صفحہ ۱۱۴ پر چند احادیث لکھی ہیں کہ امام احمد حنبل اور امام ترمذی اور ابو سعید خدری اور طبرانی اور عمر بن خطاب اور حضرت علی علیہ السلام اور جابر اور ابو ہریرہ اور اسامہ بن زید اور برا بن عازب اور ابن عدی اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ امام حسن اور حسین علیہما السلام سردار جوانان بہشت ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت علی علیہ السلام اور ابن عمر سے ابن ماجہ اور امام حاکم نے ابن عمر سے۔ طبرانی نے قرہ اور مالک بن حویرث سے اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے دونو فرزند حسن اور حسین سردار جوانان بہشت ہیں اور انکے باپ ان دونو سے بہتر ہیں۔

طبرانی نے جناب سیدہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ امام حسن علیہ السلام کو میری ہیبت اور سرداری ملی ہے۔ اور امام حسین علیہ السلام کو میری جُود اور جرأت ملی ہے۔

امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس نے حسنؑ اور حسینؑ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

بخاری کتاب الزکوۃ باب مایذکر فی الصدقہ للنبی و آلہ میں اور مسلم کتاب الزکوۃ باب تحریم الصدقہ علی النبی و علی آلہ میں ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا کخ کخ۔ اُسے پھینک ڈال۔ پھر فرمایا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا۔ کہ صدقہ ہم اہلبیت پر حرام ہے۔

ترمذی صفحہ ۶۲۲ سطر ۵ اور مشکوۃ مطبوعہ محمدی دہلی صفحہ ۵۶۸ سطر ۳ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السلام کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور جو انکا دوست ہے وہ میرا دوست ہے۔

سورہ والصافات آیہ نمبر ۱۰۶ "وفدینہ بذبح عظیم" سے مراد بقول معصومین شہادت امام حسینؑ ہے

سورہ احقاف آیہ نمبر ۱۴ "ووصینا الانسان تا من المسلمین" سے مراد بقول معصومین حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔

سورہ حاقہ آیہ نمبر ۱۶ "ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ" سے مراد بقول معصومین نوح اور ابراہیم اور موسےؑ اور عیسےؑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔

سورہ دہر آیہ نمبر ۷ "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً" باتفاق مفسرین جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ اور حضرات حسنینؑ کے شان میں ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۲۳۹ سطر ۲۹۔ اور بیضاوی وغیرہ۔

صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۶۹ سطر ۱۳ پر ہے کہ بخاری نے فی الادب المفرد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ خدا دوست رکھے اس کو جو حسینؑ کو دوست رکھے۔

صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۹ سطر ۲۲-۲۳ اور تاریخ الخلفا مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۱۸۷ سطر ۴ پر ہے کہ حسن اور حسین دونو نام اہلِ بہشت کے ناموں سے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں عرب میں نہیں رکھے گئے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۹ سطر ۲۱ پر ہے کہ بغوی اور عبد الغنی نے ایضاح میں سلمان سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہارون نے اپنے بیٹوں کا نام شبر اور شبیر رکھا تھا۔ اور میں نے بھی اپنے بیٹوں کے نام شبر اور شبیر رکھے جن معنوں میں کہ ہارون نے رکھے تھے۔

تاریخ الخلفا مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۱۸۷ سطر ۱۱ پر ہے کہ خدا نے حسنؑ اور حسینؑ دونو نام بہشت میں پوشیدہ رکھے ہوئے تھے یہاں تک کہ آنحضرت نے اپنے دونو بیٹوں کے نام رکھے۔

شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ ترمذی اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند ساوات اشرف سے سلسلہ وار یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ آنحضرت نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ کہ جو شخص ان دونو اور فاطمہؑ اور علیؑ سے مودت رکھیگا۔ بروز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

تفسیر کبیر امام رازی مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۲ سطر ۱ پر ہے کہ آیہ مباہلہ دلالت کرتی ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ آنحضرت کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت نے اہل نجران سے وعدہ کیا تھا کہ بیٹوں کو بلائیں گے پس آنحضرت نے حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا۔ اس لئے واجب ہوا کہ حسنؑ اور حسینؑ آنحضرت کے بیٹے ہوں۔ اور اسی بات کی تائید ہوتی

ہے سورہ انعام کی اس آیت سے جہاں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابراہیم کی ذریت سے یحییٰ اور عیسےٰ ہیں حالانکہ عیسےٰ صرف ماں کی طرف سے ابراہیم کی طرف منسوب ہے۔ نہ کہ باپ کی طرف سے پس ثابت ہوا کہ بیٹی کے بیٹوں کو بھی بیٹا کہا جاتا ہے۔

مدارج النبوۃ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسن اور حسین علیہم السلام میرے دو پھول ہیں۔

نور العین فی مشہد الحسین طبوعہ مصر صہ ۱۸ اور تاریخ کامل جلد چہارم صہ ۳۴ پر ہے کہ جب ابن زیاد نے شہیدوں کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ اور جب یہ لشکر مقام تکریت میں وارد ہوا۔ تو وہاں کا حاکم پیشوائی کو نکلا۔ مگر جب نصاریٰ نے سنا کہ یہ امام حسین علیہ السلام کا سر ہے۔ تو انہوں نے بغرضِ تعظیم ناقوس بجانا شروع کیا۔ اور کہا۔ خداوندا۔ اس قوم پر لعنت کر جس نے اپنے پیغمبر کے نواسے کو قتل کیا ہے۔

پھر صاحب نور العین کہتا ہے کہ یہ لشکر مقام قنسرین میں وارد ہوا۔ تو وہاں کے حاکم نے شہر کے دروازے بند کر دیئے تاکہ میرے شہر میں اہلبیت کی تشہیر اور رسوائی نہ ہو پھر یہ لشکر مدینہ نعمان کی طرف گیا۔ وہاں کے حاکم نے لشکر کی تعظیم کی اور اونٹ نحر کیا پھر کفرطاب سے ہوتے ہوئے شیراز پہنچے۔ یہاں کے باشندے اس لشکر سے لڑے اور طرفین سے چند آدمی قتل ہوئے۔ حضرت ام کلثوم نے شیراز کے حق میں دعا فرمائی۔ کہ خدایا۔ اس کے چشمہ کو شیرین کر اور غلہ میں ارزانی کر اور اس کو ظالموں کے ظلم سے محفوظ رکھ۔

پھر شیراز سے حماہ کی طرف گئے۔ وہاں بھی لڑائی ہوئی۔ اور طرفین سے آدمی قتل ہوئے۔ پھر حوبہ کی طرف گئے وہاں کے حاکم نے چار ہزار آدمی اس غرض سے بھیجا۔ کہ ان اشقیا سے شہیدوں کے سر اور اسیروں کو چھین لیں۔ مگر ان سے یہ نہ ہو سکا۔

پھر صومعۃ الراہب میں پہنچے۔ راہب نے جب امام حسین علیہ السلام کا نام دریافت کیا۔ تو غش کھا کر گر پڑا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد کہا۔ کہ راہبوں کی خبر سچ ثابت ہوئی جنہوں نے کہا تھا۔ کہ اسی مہینہ میں ایک پیغمبر یا اس کا وصی قتل ہوگا۔

اس کے بعد وہ راہب سردار لشکر کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ ایک شب کے لئے امام حسین علیہ السلام کا سر ہم کو دیدو۔ اور کل واپس کر دینگے۔ سردار نے کہا کچھ انعام دو۔ راہب نے دس ہزار درہم پر وہ سر لے لیا۔ سر مبارک کو لے کر بوسہ دیتا۔ اور کہتا۔ خدا آپ کے قاتل پر لعنت کرے۔ افسوس کہ ہم آپ کے ساتھ شہید نہ ہوئے۔ مگر جب آپ اپنے جد بزرگوار سے ملاقات کریں تو میرا سلام عرض کیجئے۔ اور فرمایئے۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور گواہی دیتے ہیں

کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کا سچا رسول ہے۔

بعد ازیں اس راہب نے سرِ انور کو مشک اور خوشبو سے معطر کیا اور سر دارِ لشکر کے حوالہ کر دیا خولی جو سردارِ لشکر کا نام ہے اسنے جب ان دس ہزار درہموں کو فوج پر تقسیم کرنا چاہا۔ تو دیکھا کہ وہ تمام پتھر کے ٹکڑے ہیں جن میں سے ہر ایک پر یہ لکھا ہے "وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" خولی نے ان سنگریزوں کو پھینکدیا اور اہلِ لشکر کو تاکید کی۔ کہ یہ راز ظاہر نہ ہو ناظرین کتاب نور العین فی مشہد الحسین کا مصنف اہل سنت کا مشہور عالم اور علامہ ابو اسحاق اسفرائنی ہے جس کی قابلیت اور تقویٰ زبان زد علمائے اہلسنت ہے۔

پھر لکھتا ہے۔ کہ جب یہ لشکر دمشق میں وارد ہوا۔ تو وہاں ایک کوٹھے پر پندرہ عورتیں بیٹھی تھیں ان میں سے ایک بوڑھی عورت نے ایک پتھر امام حسین علیہ السلام کے سر کو مارا حضرت ام کلثوم نے بددعا کی۔ تو اسی وقت وہ کوٹھا گر پڑا اور تمام عورتیں ہلاک ہو گئیں۔

بعد ازاں یہ لشکر فرادیس میں وارد ہوا جہاں امام حسین علیہ السلام کے سرِ مبارک نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا۔ اور اس مکان پر مسجد تعمیر کی گئی۔

اب تماشائیوں کا بہت ہجوم ہو گیا۔ تمام اہل حرم ننگے سر تھے اور شہیدوں کے سر نیزوں پر نصب تھے۔ بعد ازاں باب القطر میں وارد ہوئے اور یزید کے حکم سے داخل دربار ہوئے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو ایک چاندی کی طشتری میں رکھ کر یزید کے پاس لایا گیا اس پر حضرت زینب نے اس درد سے نوحہ کیا کہ حاضرین مجلس رونے لگے۔ یزید نے ہاتھ بڑھا کر سر پر سے رومال اٹھایا۔ تو سر سے ایسا نور بلند ہوا۔ کہ تمام اہل مجلس پر خوف طاری ہو گیا۔

یہ حالت دیکھ کر جالوت یہودی جو یزید کا طبیب تھا مسلمان ہو گیا۔ اور تلوار سونت کر چاہا۔ کہ یزید کو قتل کر دے مگر حاضرین دربار نے یزید کو بچا لیا۔ اور جالوت کو قتل کر دیا گیا۔

پھر ایک عورت آگے بڑھی۔ اور کہا کہ میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور پانچ فرشتے اترے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم بحکم خدا اس گھر کو (یزید کے دربار اور گھروں کو) جلا کر راکھ کر دیں گے۔ یزید نے کہا وائے ہو تم پر کہ ہماری نعمت پروردہ ہو کر ایسا کلام کرتی ہو۔ تجھے ہم قتل کرینگے اس عورت نے کہا اچھا میں کیا کام کروں۔ کہ قتل سے محفوظ رہ سکوں۔ یزید نے کہا۔ کہ منبر پر چڑھ کر حضرت علی علیہ السلام پر سب و شتم کر۔ وہ عورت منبر پر چڑھی۔ اور اس نے اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مناقب

اور فضائل بیان کرنے شروع کر دیئے۔ اور یزید اور اس کے تمام خاندان پر لعنت کی تب وہ عورت قتل کر دی گئی تھی
امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک سے اس تشہیر کے دوران میں ایک ہزار معجزات ظہور میں آئے۔ جو
کتب احادیث و تاریخ میں درج ہیں میں یہاں چند معجزات بطور نمونہ لکھتا ہوں۔

جب کبھی کسی شقی نے سر مبارک پر پتھر مارا۔ تو سر سے تازہ خون بہ نکلا۔ تمام دوران راہ میں سورہ کہف کی تلاوت فرماتا تھا کئی دفعہ گفتگو فرمائی۔ سر مبارک سے ایک نور آسمان تک ساطع تھا خود بخود اچھل کر گودی میں آگیا خوشبو سے اطراف و جوانب معطر تھے۔ کئی ماہ کے بعد بھی تازہ بتازہ تھا۔ تلاوت ختم کرنے کے بعد یہ فرماتا۔ "وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" یعنی عنقریب ظالم دیکھ لیں گے۔ کہ انکا انجام کیا ہوتا ہے۔ ایک یہودی نے سر مبارک سے عرض کیا۔ "اشفع لی عند جدک" یعنی اپنی جد سے میری شفاعت کی سفارش کیجئے۔ سر مبارک نے جواب دیا۔ میری سفارش صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ اس پر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ جب سر مبارک دربار یزید میں لایا گیا۔ تو سر مبارک نے فرمایا۔ اے ملعون۔ اگر تو دنیا کی آگ سے بچ گیا۔ تو آخرت کی آگ سے بھاگ کر کہاں جائیگا۔ اور وہ آگ قیامت کے دن تیری قیام گاہ ہے۔ یہ سنکر تمام حاضرین گھٹنوں کے بل گر پڑے اور اپنے سروں پر طمانچے مارے۔

جب یہ لشکر ملک شام کے قریب پہنچا۔ ایک راہب نے سر مبارک کو حاصل کر کے معطر کیا۔ اور عرض کی یا حضرت آپ اپنا نسب بتائیں۔ فرمایا میں فرزند محمد مصطفےٰ ہوں اور فرزند علی المرتضےٰ ہوں۔ اور فرزند فاطمۃ الزہرا ہوں جب سر مبارک کوفہ میں پہنچا۔ تو ابن زیاد نے سر مبارک کو زانوؤں پر رکھا۔ سر سے ایک قطرہ خوں ٹپکا جس کی وجہ سے اس کی ران پر زخم ہو گیا۔ اور وہ زخم زندگی تک اچھا نہ ہوا۔ ہر چند علاج کرایا گیا۔

جب سر مبارک کو یزید کی طرف لے چلے۔ تو پہلی منزل پر ایک ہاتھ نمایاں ہوا جس پر یہ شعر لکھا تھا۔

"اترجوا امۃ قتلت حسینا ۔۔۔ شفاعۃ جدہ یوم الحساب"

یعنی کیا وہ امت جس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا امید رکھ سکتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بروز قیامت ان لوگوں کی شفاعت کرینگے۔ تمام لوگ یہ واقعہ دیکھ کر بھاگ گئے۔ مگر منصور بن عمار بیان کرتا ہے۔ کہ یہی شعر آنحضرت کی بعثت سے تین سو سال پہلے ایک پتھر پر بھی لکھا تھا جو ملک روم میں ایک کلیسہ میں تھا۔ اور معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ یہ کس نے لکھا۔

مناقب ابن شہر آشوب علیہ رحمت کتاب شیعہ جلد چہارم صہ ۳۷ پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

حسن حسین علیہم السلام کو اپنی پیٹھ پر سوار کیا۔ تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کیا اچھی سواری ہے۔ حضرت نے فرمایا کیسے اچھے سوار ہیں۔

علامہ عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کم سنی میں ہی لوح محفوظ کا مطالعہ فرماتے تھے اور انکا علم لدنی تھا۔

بعض جاہل سنی کہتے ہیں کہ شہادت حسین علیہ السلام کی اصلی وجہ ارنیب بنت اسحاق ہے۔ جو غایت درجہ شکیلہ اور مالدار تھی۔ حالانکہ اس معاملہ سے امام حسین علیہ السلام کی عفت شعاری اور بلند ہمتی ظاہر ہوتی ہے واقعہ کی مجمل کیفیت یہ ہے۔

امام المحدثین ابن قتیبہ نے کتاب الامامت والسیاست ص ۱۶۳ مطبوعہ مصر میں مفصل لکھا ہے اور اس کا ضروری خلاصہ مؤلف درج کرتا ہے کہ یزید کے دل میں ارنیب بنت اسحاق کا عشق جاگزیں تھا۔ مگر کسی دوسرے سے اس کا اظہار نہ کر سکا جب ارنیب کا نکاح عبداللہ بن سلام سے ہوگیا جو قریشی تھا اور اس کے بنی اعمام سے تھا۔ تو یزید کے دل پر چوٹ لگی۔

ایک دن یزید نے معاویہ کے غلام رفیق سے کہا کہ ہمارے باپ نے ہم پر گوناگوں عنایات کیں جس کے لئے ہم اس کے شکرگذار ہیں لیکن اس نے ہمارے لئے ایک کام نہ کیا جس کی ہم کو دلی تمنا ہے۔

رفیق اسی وقت معاویہ کے پاس گیا۔ اور یزید کی گفتگو بیان کی جس پر معاویہ نے یزید کو بلوایا اور جب یزید کی زبان سے اصل واقعہ پر مطلع ہوا تو کہا گھبراؤ نہیں یہ کام بھی جلدی سر انجام ہو جائیگا۔

اس وقت عبداللہ بن سلام معاویہ کی طرف سے بصرہ کا حاکم تھا معاویہ نے اس کو خط لکھا کہ فوراً شام میں پہنچ جاؤ مجھے تم سے نہایت ضروری کام ہے۔ خط پہنچتے ہی عبداللہ بن سلام شام میں آگیا جب معاویہ کو اس کے آنے کی خبر پہنچی تو اس نے ابوہریرہ اور ابوالدردا کو بلایا اور کہا میری منشا ہے کہ میں اپنی لڑکی کا عقد عبداللہ بن سلام سے کر دوں جس کو میں ہر طرح اس امر کا اہل پاتا ہوں۔ سو تم دونو اس کے پاس میرا پیغام پہنچا دو۔ یہ دونو معاویہ کا پیغام لے کر عبداللہ بن سلام کی طرف چلے گئے۔

ادھر معاویہ نے اپنی لڑکی کو پڑھا سکھا دیا۔ کہ جب عبداللہ بن سلام تجھ سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائے تو اس کو کہلا بھیجنا کہ میں نکاح پر بڑی خوشی سے راضی ہوں۔ صرف رکاوٹ یہ ہے کہ تیرے نکاح میں پیشتر ازیں ارنیب بنت اسحاق ہے اور میری غیرت اس بات کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

جب یہ الفاظ عبداللہ بن سلام کو پہنچے۔ تو اس نے ارینب کو طلاق دیدی۔ اور پیغامِ نکاح بھیجا جس پر معاویہ کی لڑکی نے کہا کہ مَیں نے اس معاملہ میں بہت مشورہ لیا ہے۔ جن میں کوئی موافق اور کوئی مخالف ہے۔ اس لئے مزید غور کر رہی ہوں۔ اب عبداللہ بن سلام اور عوام الناس کو یقین ہو گیا۔ کہ اُس سے فریب کیا گیا ہے۔ جب زمانہ عدۃ پورا ہُوا تو معاویہ نے ابوالدردا کو عراق میں بھیجا۔ کہ وہاں جا کر ارینب سے یزید کی خواستگاری کرے۔ جب ابوالدردا وارد عراق ہُوا۔ تو ارینب سے ملاقات کرنے سے پہلے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بغرضِ زیارت حاضر ہُوا جب امام حسین علیہ السلام سے تمام ماجرا عرض کیا۔ تو امام نے فرمایا کہ یزید کی خواستگاری کیساتھ ہماری طرف سے بھی خواستگاری کر دینا۔ جب ارینب نے دونو خواستگاریاں سنیں تو امام حسین علیہ السلام کو قبول کیا۔ اور عقد ہو گیا۔ اس وقت ارینب کے پاس عبداللہ بن سلام کے چند موتیوں کے توڑے بطور امانت موجود تھے۔

معاویہ نے عبداللہ بن سلام کی گورنری چھین لی۔ اور وظیفہ بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ مفلوک الحال ہو کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور اپنے موتیوں کے توڑوں کا ذکر کیا۔ امام نے فرمایا۔ جاؤ۔ اور ارینب سے اپنی امانت اس کے ہاتھ سے لیلو۔ جب اُس نے توڑے لے لئے اور چند موتی ارینب کے سامنے رکھ کر کہا کہ مجھ سے یہ نذر قبول کیجئے مَیں تمہارے حقوق کی ادائگی سے قاصر رہا ہوں۔ اس پر دونو کی آواز گریہ بلند ہوئی۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ مَیں خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں۔ کہ میں نے ارینب کو طلاق دیا اور خدا کو علم ہے کہ مَیں نے اس سے نکاح اس کے حسن و جمال کی خاطر نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس لئے کیا تھا کہ وہ اپنے اصلی شوہر پر حلال ہو جائے۔ خداوند اس نیکی کا اجر مجھ کو عطا فرما۔ اور حضرت نے تمام مہر بھی ارینب کو بخشدیا۔ اور واپس نہ لیا۔ حالانکہ عبداللہ بن سلام نے بالاصرار واپس دینا چاہا۔ اس طریقہ سے ارینب زوجیتِ یزید سے محفوظ رہکر پھر عبداللہ بن سلام کے سلسلۂ نکاح میں آگئی۔ اور "حق بحق دار رسید" کی مثل صادق ہوئی۔

دوازدہ امام علیہم السلام

مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ پر کئی حدیثیں مرقوم ہیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ امر منقضی نہ ہوگا یعنی دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ان میں بارہ امام گزریں۔ ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۶ پر ہے کہ بعض محققین نے کہا ہے کہ وہ احادیث جو آنحضرت کے بعد بارہ اماموں کے ہونے کی خبر دیتی ہیں۔ بہت کثرت سے شہرت پا چکی ہیں۔

روضۃ الاحباب جلد ۳ صفحہ ۲۶۸ پر ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ جب آیہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کا نزول ہوا۔ تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ ہم نے خدا اور رسول کو تو جان لیا۔ فرمائیے۔ اولی الامر کون ہیں۔ جنکی اطاعت بعینہٖ خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اولی الامر میرے خلفا ہیں میرے بعد۔ ان میں سے پہلا خلیفہ علیؑ۔ پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن الحسین پھر محمدؐ ابن علیؑ ہیں۔ جو توریت میں باقر کے نام سے موسوم ہیں۔ قریب ہے کہ اے جابر تم انکو پاؤ۔ پس جس وقت اُن سے (باقر سے) ملنا تو انکو میرا سلام کہنا۔ پھر صادق جعفر بن محمدؐ ہیں۔ پھر موسےٰ ابن جعفر۔ پھر علی ابن موسےٰ۔ پھر محمدؐ ابن علی۔ پھر علی ابن محمدؐ۔ پھر حسنؑ ابن علی۔ پھر محمدؐ ابن حسن علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی حجت خدا ہیں زمین پر۔ یہ محمدؐ وہ ہیں۔ کہ غالب اور بزرگ خدا انکے ہاتھوں پر مشارق و مغارب زمین کو فتح کرے گا۔ اور یہ وہ ہیں جو اپنے شیعوں اور دوستوں سے غائب ہو جائیں گے۔ اور انکی غیبت میں ان کی امامت پر صرف وہی شخص قائم رہیگا جس کے دل کی آزمائش خدا نے کرلی ہے ساتھ ایمان کے۔ جابر کہتا ہے کہ یا حضرت امام کی غیبت میں شیعہ امام سے فائدہ اٹھائیں گے۔ فرمایا۔ ہاں قسم ہے مجھ کو اس کی جس نے مجھے رسالت پر مبعوث کیا کہ تحقیق شیعہ امام غائب کے نور سے حاصل کرینگے اور امام غائب کی ولایت سے نفع حاصل کرینگے۔ جیسے لوگ آفتاب سے نفع حاصل کرتے ہیں جبکہ آفتاب پر بادل آجاوے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۳۶۹ پر مذکورہ دوازدہ خلفا کے نام لکھے ہیں جو آنحضرت نے ایک یہودی کے جواب میں فرمائے۔ شواہد النبوت ملا جامی صفحہ ۲۱ پر بھی یہی دوازدہ خلفا کے نام لکھے ہیں۔ چنانچہ امام حسن عسکریؑ کی نسبت لکھا ہے۔ حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا۔ امام یازدہم یعنی حسن عسکریؑ گیارہویں امام ہیں۔

علامہ شیخ سلیمان بلخی اپنی کتاب کے صفحہ ۴۳۱ پر بقول رسولِ مقبولؐ تفصیل وار دوازدہ خلفا کے اسمائے گرامی لکھتا ہے۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام سے امام آخر الزمان علیہ السلام تک۔

دوازدہ خلفا کی حدیث یحییٰ ابن حسن نے کتاب عمارہ میں بیس طریق سے۔ بخاری نے تین طریق سے مسلم نے نو طریق سے۔ ابوداؤد نے تین طریق سے۔ ترمذی نے ایک طریق سے حمیدی نے تین طریق سے روایت کی ہے۔

سماک بن حرب۔ مسروق۔ ابن مسعود۔ جابر۔ سلمان فارسی۔ ابن عباس اور حضرت علیؑ اور اکثر صحابہ سے اسمائے دوازدہ خلفا مروی ہیں۔

اخبار دول آثار اول مصنفہ ابی العباس احمد بن یوسف دمشقی معروف بہ قرمانی مطبوعہ بغداد ص۱۱۷۔ تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد دوم ص۳۲۱۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر ص۱۲۴۔ وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۳۵۔ مطالب السئول کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی مطبوعہ لکھنؤ ص۲۹۲۔ نور الابصار علامہ شبلنجی مصری شافعی مطبوعہ لکھنؤ ص۱۵۱۔ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی مطبوعہ بمبئی ص۳۰۶۔ روضۃ الصفا جلد سوئم ص۲۵۔ شواہد النبوۃ ملا جامی ص۲۱۵۔ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ۔ مناقب شہر آشوب علیہ الرحمۃ۔ کشف الغمہ۔ دمعہ ساکبہ۔ حدیقۃ الشیعہ۔ ترجمہ کشف الغمہ۔ کشاف اصطلاحات الفنون جلد دوئم ص۱۱۶۹۔ تاریخ تذکرہ سبط ابن جوزی۔ روضۃ الاحباب ص۱۱۔ ہدایۃ السعداء ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی۔ ابطال الباطل فضل ابن روزبہان۔ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری در شرح حدیث اثنا عشر خلیفہ۔ کتاب مطالب عالیہ امام رازی ص۲۴۶۔ ازالۃ الخفا مقصد اول ص۶۔ الیواقیت والجواہر ص۳۸۸ وغیرہ کتب کثیرہ میں مرقوم ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے بعد بارہ خلفا ہونگے جن کا اول علیؑ اور آخر مہدیؑ ہوگا۔ اور آنحضرت نے دوازدہ خلفاء کے نام لئے پس میرا آخری بیٹا ظہور فرمائیگا۔ اور خلیفۃ الارض ہوگا۔ اور اس وقت تمام جہان ظلم اور کفر سے پاک ہوگا۔

مودۃ القربےٰ سید علی ہمدانی ذکر مودۃ عاشرہ میں امام شعبی سے بروایت عمرو بن قیس مسروق اور جریر سے بروایت اشعث لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میرے بعد میرے خلفا بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد (بارہ) ہوں گے۔

فرائد السمطین میں بحوالہ ینابیع المودۃ ص۲۶۹ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میرا وصی علی ابن ابیطالب ہے اور اس کے بعد اس کے دو وصی حسنؑ و حسینؑ ہیں اور پھر صلب حسینؑ سے نو اوصیا پیدا ہوں گے جنکا آخر محمد مہدی علیہ السلام ہے۔

سورہ آل عمران آیہ نمبر ۵۱۔ قال الحواریون نحن انصار اللہ" میں یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ جس طرح حضرت عیسےٰ کے حواری بارہ اور بنی اسرائیلؑ کے نقیب بارہ تھے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب بھی بارہ تھے۔

توریت بشارت مثلیہ ترجمہ عربی میں ہے کہ احمد مبتسم کرنے والا اور جہاد کرنیوالا اونٹ پر سوار ہوگا۔ اور شمالہ کو لٹکائیگا۔ اور قریب ہے کہ اُس سے بارہ بزرگ پیدا ہوں۔ اور میں اس کو ایک عظیم الشان امت کیواسطے

تاخیر کروں گا یعنی کچھ عرصہ کے بعد مبعوث کروں گا۔

علامہ مناوی نے فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ شریف سمہودی کہتا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں اہلبیت اطہار سے کسی ایسے شخص کا وجود لازم ہو جو قابل تمسک ہو۔ تب ہی تو رسول اللہ کا یہ فرمان درست ہو سکتا ہے۔ جس میں اس امر کی ترغیب ہے۔ کہ ان حضرات کیساتھ تمسک کرنا چاہیئے جس سے تم لوگ گمراہی سے بچو جیسا کہ قرآن کی بھی شان ہے کہ وہ ہر وقت موجود ہے اسی لئے آنحضرت نے اہلبیت کے بارہ میں فرمایا کہ وہ حضرات اہل زمین کے لئے امان ہیں۔ جب وہ تشریف لے جائیں گے۔ تو زمین بھی فنا ہو جائے گی۔ اس روایت کو احمد بن حنبل اور طبرانی نے بھی لکھا ہے۔ اور نیز ضیاء مختارہ میں بھی ہے۔

تاریخ الخلفاء ص ۱۴۳ پر بروایت ابن عمر رسول اللہ کے بارہ خلفا کے یہ نام لکھے ہیں۔ ابوبکر بن قحافہ۔ عمر بن خطاب۔ عثمان بن عفان۔ معاویہ۔ یزید۔ سفاح۔ منصور۔ جابر۔ مہدی۔ امین۔ امیر غضب بن کعب۔

فضائل جناب سیدہ علیہا السلام

بحار الانوار (شیعہ احادیث کی ضخیم کتاب ہے) مطبوعہ ایران جلد دہم ص ۴۹ پر ہے کہ محمد بن ہمام راوی ہے کہ ۲۰ جمادی الآخر کو جناب سیدہ نے وفات پائی۔ اس وقت حضرت کی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور صرف ۹۵ دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال سے بعد زندہ رہیں معصومہ کو جناب امیر علیہ السلام نے غسل دیا۔ بجز علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و زینبؑ و ام کلثوم و فضہ و اسما بنت عمیس کوئی شریک دفن نہیں ہوا۔ اور نہ ہی شریک جنازہ بعد تجہیز و تکفین بقیع میں لے گئے۔ اور روضہ رسولؐ میں لا کر دفن کر دیا گیا۔ صبح جنت البقیع میں چالیس تازہ قبریں (قدرت کے ہاتھ سے) تیار تھیں جن میں کچھ پہچان نہ ہو سکی۔

ینابیع المودۃ علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۱۷۳ سطر ۲۳ پر بروایت عائشہ لکھا ہے کہ میں نے پیغمبر صلعم کے سوائے کسی کو بھی جناب فاطمہؑ سے افضل نہ پایا۔

بخاری میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ فاطمہؑ بہشت کی تمام عورتوں کی سردار ہے۔

بخاری مطبوعہ بمبئی فضائل اصحاب النبی باب مناقب فاطمہ جلد چہارم ص ۷۵ سطر ۲۶۔ اور ترمذی جلد دوم ص ۲۴۵ سطر آخر پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا۔ اس نے مجھ کو غضبناک کیا۔

ترمذی مطبوعہ احمدی میرٹھ جلد دوئم صفحہ ۲۴۹ سطر ۱ پر ہے کہ جب جناب فاطمہؑ رسول اللہؐ کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آنحضرت آپ کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے (کیونکہ آپ گیارہ اماموں کی والدہ محترمہ ہیں) اور آپ کی پیشانی کو چوم کر اپنی جگہ پر بٹھاتے یعنی آنحضرت آپ سے فروتر مقام پر بیٹھتے۔

فتح الباری شرح بخاری ابن حجر مکی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس شخص سے فاطمہؑ کو قلق ہو یعنی جس پر فاطمہؑ ناراض ہو۔ اُس سے مجھے بھی قلق ہوتا ہے۔

صواعق محرقہ ابن حجر مقصد ثالث فضائل اہلبیت میں ہے کہ ابو سعید نے کتاب شرف النبوۃ میں اور حافظ ابن مثنیٰ نے معجم میں روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اے فاطمہؑ بہ تحقیق خدا غضبناک ہوتا ہے تیرے غضبناک ہونے سے اور راضی ہوتا ہے تیرے راضی ہونے سے۔

کنز العمال ملا علی متقی کتاب الفضائل ۔مستدرک حاکم ۔اصابہ ذکر فاطمہؑ کنز العمال باب پنجم فصل ثانی فضائل اہلبیت حرف فا ۔مفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خاں بدخشانی فصل الرابع فی الاحادیث الواردۃ فی فضلھا من الباب الرابع ذکر سیدۃ النسا فاطمہ ۔اسد الغابہ ذکر فاطمہ ۔مسند ابو یعلی ۔معجم کبیر طبرانی ۔ فضائل الصحابہ ابو نعیم ۔ریاض الزہرہ عبداللہ بن محمد مطری فی فضائل اہلبیت نبی و عترت الطاہر بہ سند (۱۳۳) احادیث شرف النبوۃ ۔ابو سعد ۔کتاب معجم ابن مثنیٰ ۔کتاب العقد النبوی والسر المصطفوی شیخ ابن عبداللہ بن عبدروس با علوی ۔کتاب المناقب ابن مغازلی ۔مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مطبوعہ فخر المطابع ذکر حضرت فاطمہ صفحہ ۵۴۳ ۔مودۃ القربےٰ سید علی ہمدانی مودۃ ثالثہ عشر ۔ذخائر العقبےٰ محب طبری باب سابع ۔فتح الباری ابن حجر کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ وغیرہ صدہا کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حضرت فاطمہؑ کے غضبناک ہونے سے خدا غضبناک ہوتا ہے۔

قسطلانی جلد ششم صفحہ ۹۰ باب مناقب فاطمہؑ میں ہے کہ "قالوا تحریم ایذا انہ صلے اللہ علیہ وسلم بکل حال وعلے کل وجہ وان تولا الایذاء مما اصلہ مباح" یعنی محدثین کا قول ہے۔ کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کی ایذا حرام ہے ہر حال اور ہر وجہ پر۔ خواہ وہ ایذا کسی ایسے امر سے ہو جو اصل میں مباح ہو۔ ناظرین۔ یہ قول ملا قسطلانی نے حدیث من اغضبھا اغضبنی ویوذینی ما اذاھا" کے تحت میں لکھا ہے۔

بخاری کتاب مناقب مسلم کتاب الفضائل ۔نسائی ۔کتاب مناقب ابوداؤد ۔ترمذی شفا قاضی

عیاض میں مرقوم ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو مجھے غضبناک کرے ۔ وہ اللہ کو غضبناک کرتا ہے ۔

جناب فاطمہؑ کا اپنا ارشاد ہے

ماذا علیٰ شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ جو شخص قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سونگھے وہ تمام عمر کسی اور خوشبو کو نہ سونگھے مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں کہ وہ دنوں پر پڑتیں تو رات ہو جاتے ۔

مدارج النبوۃ صد ۱۹۲ پر ہے کہ آنحضرت نے ایک احسن اور طیب بہشتی درخت کا پھل کھایا اور حضرت خدیجہ سے مقاربت کی اور حضرت خدیجہ جناب سیدہ سے بار دار ہوئیں ۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ششم صد ۱۴۲ پر سورہ رحمن آیہ نمبر ۱۹ "مرج البحرین یلتقین بینہما برزخ لا یبغین" کی تفسیر میں لکھا ہے ۔ کہ علامہ ابن مردویہ نے ابن عباس اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ۔ کہ دو نو دریا علیؑ اور فاطمہؑ ہیں ۔ اور برزخ یعنی حد فاصل میں ہوں اور موتی حسنؑ اور حسینؑ ہیں

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ششم صد ۳۶۱ سطر ۳۱ پر سورہ والضحےٰ آیہ نمبر ۴ "ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عسکری نے مواعظ میں اور ابن مردویہ اور ابن آل اور ابن النجار نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہؑ چکی پیس رہی تھیں اور بدن پر اونٹ کے جھول کی چادر تھی ۔ تو حضرت کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر صد ۱۴۱ سطر ۱۴ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ فاطمہؑ انسانی حور ہے ۔ جو حیض اور طمث سے پاک ہے (بتول) اسی لئے اس کا نام فاطمہؑ ہے خدا نے اس کو اور اس کے محبوں کو دوزخ کی آگ سے جدا رکھا ہے ۔

ینابیع المودۃ امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی لکھتا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ روز قیامت بطنان عرش سے منادی ندا کریگا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لو کہ سید الانبیا کی لڑکی جناب فاطمہؑ حسین علیہ السلام کا خون آلودہ کرتہ لے کر گزر جائیں پس وہ عرش کو پکڑ کر فرمائیں گی ۔ خدایا تو جبار و عادل ہے ۔ میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کر جس نے میرے فرزند کو قتل کیا پس خدا کی قسم ۔ خدا میری بیٹی کی مرضی کے موافق حکم دیگا ۔ پھر فاطمہؑ فرمائیں گی ۔ کہ خدایا جو شخص میرے حسینؑ کی مصیبت پر رویا ہے ۔ اس کے

لئے میری شفاعت قبول کریں پس خدا شفاعت منظور فرمائے گا۔

ارجح المطالب صفہ ۲۹۳ پر ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر علی پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ کا کفو و ہمسر کوئی نہ ہوتا اور صفہ ۲۹۰ پر ہے کہ میں نے فاطمہ کا عقد علی سے بحکم خدا کیا ہے اور صفہ ۲۹۹ پر ہے کہ تزویج فاطمہ پر خدا نے چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا اور طوبےٰ کو حکم دیا گیا کہ فرشتوں پر موتی اور یاقوت نچھاور کریں۔ اور صفہ ۲۹۰ پر ہے کہ میری بیٹی فاطمہ انسان کی صورت میں حور ہے۔ اور وہ حیض اور نفاس سے پاک ہے۔

ملا معین کاشفی نے معارج النبوۃ باب دوم فصل اوّل واقعہ ششم ذیل تفسیر فتلقی لکھا ہے۔ کہ آدم نے بہشت میں ایک قصر یاقوت دیکھا جس کے کنگرے زمرد اخضر کے تھے اس میں ایک قبۂ نور تھا۔ اور وہاں ایک تخت پر ایک دختر انور دیکھی جس کے سر پر تاج اور گلے میں گلوبند اور کانوں میں دو گوشوارے ایک سبز اور دوسرا سرخ دیکھے۔ آدم نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کہا یہ حضرت فاطمہ ہے اور تاج اس کا باپ محمد، گلوبند اس کا شوہر علی اور دو گوشوارے حسن اور حسین ہیں۔ پس جب آدم زمین پر آئے تو آپ نے انہی ناموں کے توسل سے دعا کی جو قبول ہوئی۔

امام مہدی علیہ السلام

صواعق محرقہ صفہ ۹۷ پر ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ اگر دنیا سے صرف ایک ہی روز باقی رہے تو بھی خداوند عالم ضرور ہماری عترت سے ایک شخص کو مبعوث کریگا جو زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے مملو ہوگی۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفہ ۹۹ پر ہے یہ کتاب شیعان علی کے رد میں لکھی گئی تھی۔ مگر کہیں کہیں حق زبان پر جاری ہو گیا ہے اکہ حدیثیں اس بارہ میں متواتر ہیں۔ اور بسبب کثرت روایات مستفیض ہیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ امام مہدی ہماری اہلبیت میں سے ہونگے (مقام انصاف ہے کہ مرزا غلام احمد کس طرح مہدی بن بیٹھا۔ حالانکہ اس کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔ اور باپ کا نام غلام مرتضے۔ غلام مرتضے ذات سے مغل کہلاتا ہے چراغ بی بی کی ذات اس کے نام سے ظاہر ہے) جو سات برس تک امامت کرینگے۔ (اور پھر بحکم خدا غائب ہو جائیں گے۔ اور وقت مقررہ پر ظہور فرمائینگے، اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے۔ انکے ساتھ حضرت عیسےٰ بھی آئیں گے۔ جو قتل دجال میں اعانت کرینگے۔ حضرت مہدی اس اُمت

محمدؐ کے امام ہوں گے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اُنکے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ناظرین! امام مہدی کا خلیفۃ الارض ہونا اور حضرت عیسےٰ کا ماموم ہونا دو امر بالبداہت ثابت کرتا ہے۔ کہ آئمہ معصومین ہی صرف نائب رسول ہو سکتے ہیں۔ اور نیز آئمہ معصومین تمام انبیائے ماسبق سے بجز رسول مقبول افضل ہیں۔

صواعق محرقہ صفحہ ۹۷ پر مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ بیہقی۔ احمد اور ترمذی کی روایات درج ہیں جنکا حاصل مطلب یہی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا۔ تو خدا ایک شخص کو مبعوث کریگا جو ہماری عترت سے ہوگا۔ اور جس کا نام ہمارے ہمنام ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام ہمارے باپ کے ہمنام ہوگا۔ اور انکے امور کی اصلاح خداوند عالم ایک رات میں کریگا۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی صفحہ ۹۶ پر ہے کہ مقاتل بن سلیمان اور دیگر مفسرین کا اتفاق ہے کہ قول خدا "وانہ لعلم للساعۃ" امام مہدی کے بارہ میں ہے اور اس بارہ میں بھی احادیث تصریح کرتی ہیں۔ کہ امام مہدی اہلبیت رسول اللہ سے ہونگے۔

علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور صباغی نے فصول المہمہ میں اور سیوطی نے درمنثور میں روایت کی ہے کہ سورہ الزخرف آیہ نمبر ۶۰ "وانہ لعلم للساعۃ" سے مراد زمانۂ آخر الزمانؑ ہے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴ پر ہے کہ ابوالقاسم محمد مہدی کی عمر انکے پدر عالی قدر کیوقت پانچ برس تھی۔ (بعض روایتوں میں نو برس بھی لکھا ہے) مگر خدا نے اسی عمر میں حضرت کو حکمت عطا کی۔ اور وہ قائم منتظر ہیں

مطالب السئول علامہ کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ شافعی مطبوعہ لکھنو صفحہ ۱۳۴ پر ہے کہ اب رہا یہ امر کہ حضرت (امام مہدی) کی عمر کیا ہوگی۔ آپ کی ولادت معتمد باللہ عباسی کے زمانۂ خلافت میں ہوئی۔ اور حضرت بوجہ خوف اعدا اس وقت تک مخفی (زندہ اور غائب) ہیں تحقیقات عمر مشکل ہے۔ کیونکہ جو شخص غائب ہو جاتا ہے اور اس کی خبر معلوم نہیں ہوتی (آنحضرت نے سینکڑوں اشخاص کو اپنے دیدار فرحت آثار اور مکالمہ سے مشرف فرمایا ہے) اس پر کسی طرح قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اور نہ مقدار عمر بتائی جاسکتی ہے اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس کی عمر ختم ہوگئی۔ کیونکہ قدرت خدا وسیع ہے اور اس کا حکم اور الطاف بندوں پر عظیم ہے۔

سورۂ توبہ آیہ نمبر ۳۳ "لیظھرہ علے الدین کلہ" کی تفسیر میں صاحب فصول مہمہ۔ بروایت سعید بن جبیر لکھتا ہے کہ اس آیت سے مراد امام مہدی علیہ السلام ہیں جو اولاد فاطمہؑ سے ہونگے۔ اور اہی کی

مویدوہ روایت ہے جو تفسیر کبیر اور در منثور میں سعید ابن منصور اور ابن منذر اور بیہقی نے اپنے اپنے سنوں میں جابر سے اور عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ یہ اس وقت ہوگا جب اسلام کے سوائے تمام روئے زمین پر کوئی مذہب نہ رہیگا۔ اور حضرت عیسٰے نزول فرمائیں گے۔ ملاخطہ ہو تفسیر در منثور جلد ۳ صـ ۲۳۱ سطر ۲۵۔ اور ۳۱۔

فصول مہمہ صباغی میں بروایت امام صادقؑ لکھا ہے۔ کہ سورہ ہود آیہ نمبر ۸۵ "بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین"۔ امام آخر الزمان کی شان میں ہے۔ اور جب آپ ظہور فرماوینگے۔ تو دیوار خانہ کعبہ پر سہارا دے کر کھڑے ہوں گے اور آپ کے پاس تین سو تیرہ (۳۱۳) خالص مومن جمع ہونگے۔ اور آپ آیہ بالا کی تلاوت فرماویں گے اور کہیں گے کہ میں بقیۂ خدا اور خلیفہ اور حجت ہوں۔ پھر لوگ حضرت کو بقیۃ اللہ سے خطاب کریں گے۔

سورۂ حجر آیہ نمبر ۳۶ "قال فانک من المنظرین" سے مراد بقول معصومین رجعت امام کا وقت ہے۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صـ ۱۹۴ سطر ۵ پر سورہ بنی اسرائیل آیہ نمبر ۷۱ "یوم ندعوا کل اناس بامامھم" کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ابن مردویہ نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اس آیہ کے حکم کے بموجب ہر ایک قوم کو بروز قیامت اپنے زمانہ کے امام اور اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلایا جائیگا۔ ناظرین! چونکہ ہر ایک زمانہ کے امام کی بھی شرط ہے۔ پس روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ امام مہدی بصورت غیبت بھی ہمارے امام ہیں۔

سورۂ کہف آیہ نمبر ۲۴ "ولبثوا فی کھفھم ثلاث مائۃ سنین" کے بارہ میں آئمہ کا ارشاد ہے کہ اصحاب کہف امام آخر الزمان کے عہد خلافت میں جاگ کر حضرت کا ساتھ دیں گے۔

سورہ مومن آیہ نمبر ۱۱ "قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین" سے مراد زمانہ رجعت ہے

سورۂ مومن آیہ نمبر ۵۱ "انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا" سے مراد بقول معصومین زمانہ رجعت ہے۔

شیخ کامل عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت وجواہر میں۔ ملا علی اکبر بن اسد اللہ مودودی نے حاشیہ نفحات الانس میں۔ علامہ زمان ملا نور الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن قوام الدین محمد الاشتی الجامی نے اپنی کتاب میں

ینابیع المودۃ مطبوعہ مصر صـ ۴۷۲ از نفحات الانس ملا جامی۔ عالم جلیل محمد بن محمد بن محمود الحافظی المعروف بہ

خواجہ پارسا نے فصل الخطاب میں (ینابیع المودۃ صـ ۳۰۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے رسالہ مناقب و احوال آئمۃ الطہار (استقصاء صـ ۱۱) عالم جلیل و مورخ کامل جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں عالم بے عدیل ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی نے کفایت الطالب میں (استقصاء صـ ۱۰۹) علامہ سبط ابن جوزی نے کتاب التذکرہ مطبوعہ ایران میں (استقصاء صـ ۱۰۹) علامہ شیخ نورالدین بن صباغ مالکی نے فصول مہمہ میں عالم عامل و محدث کامل کمال الدین بن طلحہ مفتی شافعی نے مطالب السئول میں، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کتاب مسلسلات المشہور بہ فضل مبین میں (استقصاء صـ ۱۱) شیخ و عارف کامل محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ میں۔ شیخ محدث فقیہ علامہ محمد بن ابراہیم جوینی حموینی نے فرائد السمطین میں (ینابیع المودۃ صـ ۴۲) شیخ عطار نیشاپوری نے مظہر الصفات میں (ینابیع المودۃ صـ ۴۷۳) شیخ کبیر شمس الدین تبریزی نے (ینابیع صـ ۴۷۲) عارف کامل جلال الدین رومی نے دیوان کبیر میں، سید نعمت اللہ ولی نے (ینابیع صـ ۴۷۲) سید نسیمی نے (ینابیع صـ ۴۷۲) شیخ الشیوخ سعد الدین حموی نے (ینابیع صـ ۴۷۵) شیخ حسن عراقی نے (اسعاف الراغبین صـ ۱۰۷ برحاشیہ نورالابصار گنجی مطبوعہ مصر) شیخ محترم علی خواص نے (اسعاف الراغبین صـ ۱۰۷ برحاشیہ نورالابصار) شیخ سلیمان قندوزی حنفی بلخی نے ینابیع المودۃ مطبوعہ مصر میں۔ علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صـ ۹۹ پر فاضل روزبہان نے ابطال الباطل میں۔ علامہ ابن الوردی نے اپنی تاریخ میں (نورالابصار مطبوعہ مصر صـ ۱۴۶) سید شریف سمہودی نے (شرح مواہب اللدنیہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف الازہری الزرقانی) میں لکھا ہے کہ امام مہدی بن حسن عسکری کا اس وقت خروج ہوگا جب اضمحلال شریعت شروع ہو جائے گا۔ اور حضرت اس وقت زندہ اور باقی ہیں یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ مجتمع ہوں۔

لواقح الانوار علامہ شعرانی جس کی تعریف و توصیف منتہی الکلام اور ازالۃ الخفا میں بے حد کی گئی اس میں ہے کہ شیخ حسن عراقی کہتا ہے کہ میں جامع مسجد بنی امیہ میں داخل ہوا۔ وہاں ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہوا ذکر مہدیؑ کر رہا تھا۔ اس دن سے میں بھی ملاقات امام مہدیؑ کی دعا کرتا رہا۔ سال بھر کے بعد ایک شخص نے میرے شانہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا میں ہوں مہدیؑ جس کی ملاقات کا تو طالب ہے۔ میں نے انکے دست مبارک پر بوسہ دیا۔ اور آپ میرے ہاں سات روز مہمان رہے اور مجھے پند و وعظ فرمایا اور فرمایا۔ کہ اس وقت میری عمر چھ سو بیس (۶۲۰) سال ہے۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی نے باب ۸۳ صرف اسی بیان میں لکھا ہے کہ حضرت مہدی موعود نے زمانہ غیبت کبریٰ میں کس کس سے ملاقات کی۔ یہاں مجملاً لکھتا ہوں۔

(الف) ابی عبداللہ بن صالح کہتے ہیں۔ ہم نے حضرت مہدیؑ کو حجر اسود کے پاس دیکھا جبکہ لوگ ہجوم کر رہے تھے۔ تو آپ فرماتے ہیں۔ اس طرح حکم نہیں دیا گیا ہے۔

(ب) غانم ہندی سے حضرت کی ملاقات ہوئی۔

(ج) محمد بن شاذاں کابلی نے حضرت کو دیکھا ہے۔

(د) محمد بن عثمان عمری کہتے ہیں۔ ہم نے حضرت کو خانہ کعبہ کے پاس دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں خداوندا جو تو نے وعدہ کیا ہے۔ اس کو پورا کر۔ پھر پردہ خانہ کعبہ سے آپ کو آویزاں دیکھا کہ آپ دعا اور مناجات کر رہے ہیں۔

(ﮦ) ظریف ابو نصر کہتے ہیں کہ ہم خدمت میں حضرت کی داخل ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں خاتم اوصیا ہوں اور میرے ہی سبب سے بلائے اہل ارض دفع ہوتی ہے۔

(و) عبداللہ سوری کہتے ہیں کہ ہم بستان بنی ہاشم میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہوا ہے جو اپنے منہ پر آستین رکھے ہوئے ہے پوچھا یہ کون ہے تو کہا کہ حضرت صاحب الامر ہیں اور آپ اپنے والد ماجد کی صورت پر تھے۔

(ز) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے بارہ آدمیوں کے نام لکھے ہیں۔ جو وکلا سے تھے اور ۵۳ آدمی غیر وکلا سے جنہوں نے حضرت کو دیکھا۔

(ح) حسن بن وجنا نصیبی کہتے ہیں کہ ہم ۵۳ مرتبہ حج کر چکے اور ہر دفعہ اس کی دعا کرتے تھے۔ کہ صاحب الزمان کو دیکھیں۔ ۵۴ دفعہ کے حج میں ایک جاریہ نے ہم سے کہا اے حسن اٹھ۔ ہم اس کے ساتھ مکان حضرت خدیجہ تک گئے (مکہ میں) دروازہ پر جب کھڑے ہوئے تو خود حضرت صاحب الزمان نے فرمایا۔ اے حسن! ہم تیرے ہر حج میں ساتھ تھے۔ اب مکان امام جعفر صادقؑ میں قیام کر۔ تجھے نہ کھانے کی فکر ہوگی نہ کپڑے کی اور ایک دعا تعلیم فرمائی۔ اور کہا کہ دعا کیا کر۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے اس روز سے وہیں قیام کیا۔ بوقتِ افطار کھانا اور پانی ملتا اور جاڑہ میں سرمائی لباس اور گرمی میں اس کو مناسب کپڑا ملا کرتا۔

(ط) علی بن احمد کوفی ازدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم طواف کر رہے تھے۔ کہ ایک جوان خوش جمال
طیب الرایحہ کو ہم نے ہمکلام پایا پوچھا۔ کہ آپ کون ہیں فرمایا۔ کہ میں صاحب الزمان ہوں اور وہ قائم
ہوں۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی اور لوگ
زمانہ فترہ میں نہیں رہ سکتے۔ یہ امانت ہے جس کو غیر پر ظاہر نہ کرنا اس کے بعد اپنا عصا ڈالدیا۔ دیکھا کہ
وہ پارہ طلا ہے بعض کا بیان ہے کہ وہ حضرت ایک روز ہر سال ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے خواص سے
بات چیت کرتے ہیں۔

(ی)، راشد ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ہم حج سے پھرے تو راہ گم کر گئے اور ایک ایسے وادی آباد میں پہنچے
جو نہایت سر سبز تھا اور زمین وہاں کی معطر تھی۔ ایک خیمہ دیکھا جس کے سامنے دو خادم کھڑے
تھے۔ ایک ان میں سے خیمہ میں گیا۔ اور پھر باہر نکلا۔ اور ہم کو اس خیمہ میں داخل ہونے کی اجازت دی
دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے۔ اور اس کے سر پر ایک طویل سیف معلق ہے۔ ہم نے سلام کیا۔ آپ
نے جواب دیا اور فرمایا میں وہی قائم ہوں جو آخر زمان میں ظاہر ہوگا۔ اسی سیف کے ساتھ تمام زمین کو
عدل و انصاف سے بھروں گا۔ میں زمین پر گر پڑا۔ فرمایا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ نہ کر سر
اٹھا تیرا نام راشد ہے اور تو ہمدان کا رہنے والا ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ اپنے گھر واپس جائے میں
نے کہا ہاں حضرت نے ایک صرہ عنایت کیا۔ اور اس خادم سے اشارہ کیا۔ وہ میرے ساتھ چند
قدم چلا تھا۔ کہ کہا۔ دیکھ یہ اسد آباد ہے۔ جلد جا۔ اے راشد۔ اب جو پھر کر دیکھتا ہوں۔ تو وہ
خادم غائب ہے۔ ہم اسد آباد پہنچے اس صرہ میں پچاس اشرفیاں تھیں جب تک وہ اشرفیاں ہمارے
پاس رہیں ہم ہر طرح خوش حال رہے۔

ابو نعیم انصاری بیان کرتا ہے کہ ۶ ذوالحجہ ۲۹۳ھ میں مسجد الحرام میں ایک جوان کو دیکھا جس کی تعظیم
کے لئے ہم اٹھ کھڑے ہوئے وہ بیٹھ گیا اور کہا۔ تم جانتے ہو۔ جناب امام جعفر صادق دعا میں کیا فرماتے تھے
میں نے اس دعا کو پڑھا۔ دوسرے روز اس جوان نے پوچھا۔ تم جانتے ہو۔ جناب امیر کونسی دعا پڑھتے تھے
میں نے اس دعا کو بھی پڑھا۔ پھر پوچھا کہ حضرت سجدہ شکر میں کونسی دعا پڑھا کرتے تھے۔ میں نے اس کو
بھی پڑھا۔ پھر تیسرے روز اسیوقت تشریف لائے اور پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ امام زین العابدین کونسی دعا پڑھتے
تھے اس کے بعد آپ نے محمد بن قاسم علوی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تو خیر پر ہے اے محمد بن قاسم۔ وہ

حضرت صاحب الزمان کو طلب کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے۔

ابراہیم بن مہزیارہ ہوازی کہتے ہیں کہ ہم حضرت کے اشتیاق میں مکہ اور مدینہ گئے۔ ایک روز طواف کر رہے تھے۔ کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس سے ہم نے اپنا اشتیاق ظاہر کیا۔ تو ہم کو وہاں سے طائف لے گیا۔ میدان میں ایک خیمہ پایا جس کی روشنی سے تمام میدان نورانی ہو رہا تھا۔ اس خیمہ میں حضرت سے ملاقات ہوئی اور آپ نے میرا نام لے کر مجھ سے خطاب فرمایا۔ کہ دیکھ کہ یہ مجلس امانت رہے۔ ہم وہاں تھوڑی دیر رہے۔ اور حضرت سے استفادہ کرتے رہے اس کے بعد آپ نے واپسی کی اجازت دی۔ میرے پاس پچاس ہزار درہم سے کچھ زیادہ مال تھا میں نے عرض کیا اس کو قبول فرمائیے۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور کہا۔ اے ابو اسحاق۔ اس کو اپنے زادِ راہ میں خرچ کر اور اس سے رنجیدہ نہ ہو کہ ہم نے تیرا مال قبول نہیں کیا۔ پھر دعائیں دے کر حضرت نے ہم کو رخصت کیا۔ خلق اس کو کہتے ہیں۔ نہ کہ وہ خُلق ہے جو ثلاثہ سے دوران خلافت میں اکثر اوقات معرضِ ظہور میں آیا۔

الیواقیت و الجواہر صفحہ ۳۰۸ پر ہے کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب انوار قدسیہ میں لکھا ہے۔ کہ ہمارے بعض مشائخ کا بیان ہے۔ کہ ہم نے امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کی ہے دمشق شام میں اور ہم آپ کے پاس سات روز تک رہے ہیں۔

رحلہ ابن بطوطہ جلد دوم صفحہ ۱۶۴ پر ہے کہ جب ہم چین کلاں میں وارد ہوئے تو سنا کہ وہاں ایک شیخ کبیر ہے جو دو سو سال سے زیادہ عمر کا ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ نہ بات کرتا ہے اور نہ کوئی عورت رکھتا ہے حالانکہ پوری قوت رکھتا ہے۔ اور وہ ایک غار میں رہتا ہے۔ ہم غار کی طرف گئے اور اس کو دیکھا کہ لاغر ہے۔ سرخی اس پر غالب ہے۔ آثار عبادت نمایاں ہیں۔ اور چہرہ بلا ریش ہے۔ کچھ عرصہ اس کی اور ہماری گفتگو ہوئی۔ اور وہ غار میں داخل ہو گیا۔ ہم بھی ہجوم کر کے غار میں داخل ہوئے۔ اور بہت تلاش کیا۔ مگر نشان تک نہ پایا۔ بالآخر ایک اور شخص اسی غار میں ملا۔ جس نے ہم سے کہا کہ اب چلے جاؤ۔ وہ شخص تم سے کبھی نہیں ملیگا۔ وہ اب تم سے غائب ہو چکا ہے اور حاضر بھی ہے۔ ہم نے یہ واقعہ قاضی اور شیخ الاسلام اور اوحدالدین بخاری سے بیان کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اس کی یہی عادت ہے اور جو بعد میں تم کو دوسرا شخص اسی غار میں ملا ہے۔ اور جس نے کہا ہے کہ وہ شخص اب تم کو کبھی نہیں ملیگا۔ وہ خود ہی وہی بزرگ تھا جو پہلے غائب ہوا تھا۔ مقامِ غور ہے کہ سنی لوگ ایک معمولی عابد کو غائب اور زندہ بلا خورد و نوش اور صاحب

کرامت مان لیتے ہیں۔ مگر امام مہدی علیہ السلام کو ایسا ماننے میں ہزار نخرے کرتے ہیں۔

کشاف اصطلاحات الفنون جلد اول صفحہ ۱۴۶ پر ہے کہ ابدال جہاں چاہیں (مثلاً ہندوستان سے امریکہ کو) آن واحد میں چلے جاتے ہیں اور جس انسان کی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی شکل میں کئی جگہ موجود ہو سکتے ہیں۔

تفسیر علی بن ابراہیم قمی مطبوعہ ایران میں زیر آیہ "سئل سائل بعذاب واقع" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک آگ مغرب سے نکلے گی۔ اور اس آگ کو فرشتے پیچھے سے ہانکیں گے۔ یہاں تک کہ بنی سعد بن ہمام کے گھر کے پاس پہنچ جائے گی۔ اور کسی بنی امیہ کے گھر کو بغیر جلائے نہ چھوڑے گی۔ نہ گھر کے باشندوں کو اور نہ گھر کو جس میں آل محمد کا حق ہوگا۔ اور یہی امام مہدی علیہ السلام ہونگے۔

مباہلہ نجران

نجران کے معزز نصاریٰ کی ایک جماعت بسرکردگی عاقب و عبد المسیح و ابو حارثہ بتاریخ ۲۳ ذوالحجہ آنحضرت کی خدمت میں حضرت عیسیٰ کے بارہ میں گفتگو کرنے کے لئے حاضر ہوئی۔ جب اس جماعت کو باوجود براہین قاطعہ کے بھی نور ایمان نصیب نہ ہوا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ آل عمران آیہ نمبر ۶۰ - آیہ مباہلہ لے کر نازل ہوئے۔

"فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ یعنی اے محمدؐ ان سے کہدو کہ آؤ (میدان میں) ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں۔ تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی جانوں کو بلائیں۔ تم اپنی جانوں کو بلاؤ۔ پھر مباہلہ کریں اور کاذبوں پر لعنت کریں۔

چنانچہ طرفین کے معاہدے کے بموجب آنحضرت نے ۲۴ ذوالحجہ کی صبح کو تو امام حسن علیہ السلام کا تو ہاتھ پکڑ لیا اور امام حسین علیہ السلام کو گود میں اٹھا لیا اور جناب سیدہ آنحضرت کے پیچھے ہوئیں۔ اور حضرت امیر علیہ السلام انکے پیچھے۔ جب مقام مباہلہ پر پہنچ کر پانچوں حضرات بیٹھ گئے۔ تو نصاریٰ نے خوف زدہ ہو کر اس شرط پر آنحضرت سے صلح کر لی۔ کہ ہم ہر سال آپ کی خدمت میں دو ہزار حلّے بھیجا کرینگے۔ اور ہر ایک حلّے کی قیمت دو ہزار درہم ہوگی۔ اور اگر آنحضرت سے کوئی برسرپیکار ہو جائے تو ہم تیس زرہ اور تیس

نیزے اور تیس گھوڑے عاریتاً دیا کریں گے۔

تفسیر کبیر امام رازی جلد اول صفحہ ۴۰۹ پر بروایت امام شعبی لکھا ہے کہ یحییٰ ابن یعمر فقیہ خراسان پابہ زنجیر حجاج کے دربار میں لایا گیا۔ حجاج نے کہا۔ کیا تمہارا گمان ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ ذریت رسولؐ سے ہیں یحییٰ نے کہا۔ بیشک وہ دونوں صاحبزادے ذریت رسولؐ سے ہیں۔ اور پھر یحییٰ نے "ندع ابناءنا" کو دانستہ ترک کر کے سورہ انعام سے " ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد و سلیمان تا عیسےٰ" پڑھا یحییٰ نے حجاج سے پوچھا حضرت عیسےٰ کا باپ کون تھا حالانکہ وہ بحکم قرآن ذریت نوح میں داخل ہے حجاج شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد دوئم صفحہ ۴۷۱ اور تفسیر ابو سعود بر حاشیہ تفسیر کبیر صفحہ ۶۹۲ پر ہے کہ بروز مباہلہ آنحضرت اپنے ہمراہ علےؑ و فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام کو لے گئے۔

تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۳۶ پر ہے کہ ابناءنا سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں اور نساءنا سے مراد جناب سیدہ ہیں۔ اور انفسنا سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

تفسیر نیشاپوری جلد سوئم صفحہ ۲۰۷ پر ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ جب آنحضرت باہر نکلے تو اپنی عبا کے نیچے امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ کو داخل کیا۔

جامع مسلم اور ترمذی اور ابن منذر اور بیہقی نے اپنے سنن میں سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے۔ کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلایا (اور خدا کی درگاہ میں ہاتھ اٹھائے) اور فرمایا۔ خداوندا یہی میرے اہلبیت ہیں (اور کوئی نہیں ہے) ناظرین۔ یوم مباہلہ کی صبح کو آنحضرت کے در دولت پر اصحاب رسول کا مجمع کثیر جمع تھا۔ اور امیدوں میں تھے کہ آنحضرت ہم میں سے کن کن کو منتخب فرما کر شرف ہمراہی بخشتے ہیں۔ مگر "ایں سعادت بزور بازو نیست" آخر قرعۂ بارگاہ صمدی اہلبیت ہی کے نام پر نکلا اور تمام منہ دیکھتے رہ گئے۔ اور جب نجران کے نصاریٰ سے مصالحت قرار پا چکی تو آنحضرت نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ پر قائم رہتے یعنی ہم آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کرتے اور کاذب کے لئے طالب غضب خدا ہوتے تو خدا اس نصاریٰ کی جماعت کو بندر اور سور کی شکلوں میں مسخ کر دیتا۔ اور یہ میدان مباہلہ انکے لئے آگ بنجاتا جس پر کوئی ذی روح زندہ نہ رہتا۔

تفسیر کشاف امام جار اللہ زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول صفحہ ۲۰۷ سطر ۲۳۔ اور تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۳۸ سطر ۳۴۔ اور صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۰۷ سطر ۶ بروایت

سعد بن ابی وقاص اور تفسیر کبیر امام رازی مطبوعہ مصر جلد دوئم صہ ٦٩٩ سطر ٢٠ اور تفسیر معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ بمبئی صہ ١٦٣ سطر ٢٢۔ اور تفسیر بیضاوی قاضی بیضا مطبوعہ نولکشور صہ ٤٠ سطر ١٦ بروایت عبداللہ بن عمر لکھا ہے۔ کہ آنحضرت بروز مباہلہ اپنے ساتھ علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو لے گئے۔

تفسیر غرائب القرآن امام نیشاپوری جلد اول صہ ٣٢٩ سطر ١٤ پر واقعہ مباہلہ لکھ کر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اپنی عبا کے اندر داخل فرما کر آیۂ تطہیر کی تلاوت فرمائی۔

تفسیر کشاف جلد اول صہ ٢٠٠ سطر ١٧۔ اور تفسیر بیضاوی صہ ١٤٠ سطر ٢٠۔ اور مودۃ القربیٰ امام ہمدانی میں واقعہ مباہلہ کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اگر تمام روئے زمین پر کوئی متنفس علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہتر ہوتا تو خدا اس کو مباہلہ میں مجھے لے جانے کا حکم دیتا۔ مگر چونکہ علم خدا میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سب (ارض و سماوی مخلوقات) سے افضل ہیں اس لئے مباہلہ میں انکو ہمراہ لے جانیکا حکم ہوا

خدا بنفس پیغمبرش خوانده است
دگر ز افضیلت کجا مانده است

مودۃ القربیٰ

تفسیر کشاف جلد سوئم صہ ٦٧ پر ہے کہ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کہ وہ کون قرابت مند ہیں جن کی مودت ہم پر فرض ہے آنحضرت نے فرمایا۔ وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔

تفسیر بیضاوی جلد دوئم صہ ٢٤٠ تفسیر خازن جلد چہارم صہ ٩٥ تفسیر مدارک برحاشیہ خازن صہ ٩٥ تفسیر ابن مسعود برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ہفتم صہ ٤٠٤ تفسیر طبری جلد بست و پنجم صہ ١٤ تفسیر نیشاپوری جلد بست و پنجم صہ ٣١ تفسیر زاہدی تفسیر حسینی وغیرہ میں مرقوم ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ قربیٰ جن کی مودت (اطاعت اور محبت) بحکم خدا اہل اسلام پر فرض ہے علی و فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔

تفسیر در منثور جلد ششم صہ ٧ پر تقریباً ڈیڑھ سو (١٥٠) احادیث درج ہیں جن کا تمام مطلب یہی ہے۔ کہ وہ قربیٰ جن کی مودت مسلمانوں پر فرض ہے۔ علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔

تفسیر کشاف علامہ زمخشری جلد سوئم صہ ٦٧ مطبوعہ مصر اور بخاری اور مسلم اور مسند احمد حنبل اور در منثور وغیرہ میں سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ٢٢ "مودۃ القربیٰ" میں طویل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو شخص میرے اہلبیت کی دوستی پر مرتا ہے وہ شہید اور مغفور اور تائب اور کامل الایمان اور میری سنت

پر مرتا ہے۔ اس کو نکیرین بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اس کی قبر میں بہشت کے دو دروازے
کھول دئیے جاتے ہیں۔ اس کی قبر ملائکہ کی زیارت گاہ بن جاتی ہے اور اس کو بہشت میں اس طرح لے
جاتے ہیں جس طرح دولہن کو شوہر کے گھر لے جاتے ہیں اور فرمایا کہ جو شخص میرے اہلبیت کی دشمنی پر
مرتا ہے اس کی پیشانی پر لکھدیا جاتا ہے کہ یہ رحمتِ خدا سے مایوس ہے اور کافر ہے اور وہ بہشت کی بو تک نہ
سونگھ سکیگا۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ وہ اہلبیت کون حضرات ہیں فرمایا علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام
پھر فرمایا کہ جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرے اس پر بہشت حرام ہے۔

تفسیر ثعلبی بغوی میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ آیہ "مودت فی القربےٰ" کے نزول پر ایک شخص
کے دل میں وسوسہ ہوا۔ کہ آنحضرت نے یہ تمام باتیں اپنے دل سے بنالی ہیں۔ اس پر سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۳
"ام یقولون افتریٰ علی اللہ کذباً" کا نزول ہوا۔

تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۶۷ پر سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۲ "و من یقترف حسنۃ" کی
تفسیر میں بروایت سدی لکھا ہے کہ نیکی سے مراد آل محمدؐ کی دوستی ہے۔

تفسیر ثعلبی بغوی میں سورہ الشوریٰ آیہ نمبر ۲۴ "یقبل التوبۃ عن عبادہ" کی تفسیر میں بروایت
ابن عباس لکھا ہے کہ اس آیہ کے نزول پر اس شخص کی توبہ آنحضرت نے قبول کرلی جس کے دل میں
وسوسہ ہوا تھا۔ کہ آنحضرت نے یہ تمام باتیں اپنی طرف سے بنالی ہیں۔

تفسیر درمنثور میں زیر تفسیر آیہ "فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات" اور معارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱ پر ہے
کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے توسل سے قبول ہوئی۔

مختصر حالات حضرت ابوبکر صاحب

جناب ابوبکر صاحب بن قحافہ خاندان قریش میں سے عدی تھے۔ ان کا باپ ابوقحافہ آنحضرت کے عہد
رسالت میں زندہ رہا لیکن تاہم آخر مسلمان نہ ہوا۔ ابوبکر کی زوجہ کا نام نما بنت عبدالعزےٰ تھا۔ جو ابوقحافہ
کی طرح کافرہ ہی فوت ہوئی جبکہ ابوبکر نے اس کو طلاق دیدی ہوئی تھی۔ اس کی ایک اور عورت کا نام ام بکر
تھا۔ ابوبکر دراصل عمر بن خطاب کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ یہ ایک تلوار تھا جس کا قبضہ عمر کے ہاتھ میں تھا۔ اور
جس سے اہلبیت رسولؐ کے حلق بے دریغ کاٹ دئیے گئے۔ قریباً چالیس سال کی عمر میں مسلمان ہوا۔

اور چونسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔

تاریخ بغداد مولفہ خطیب بغدادی میں ہے کہ ابوبکر کا اور شیطان کا ایمان مساوی ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ ابوبکر کا نام عبد اللہ تھا اور یہی مشہور تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس کا نام قبل از اسلام عبد الکعبہ تھا۔ اور نیز یہ بھی ہے کہ اس کا نام عتیق تھا۔ استیعاب میں ہے کہ ابوبکر کا نام عبد الکعبہ تھا۔ اور آنحضرت نے عبد اللہ رکھا۔ علامہ عینی لکھتا ہے کہ ابوبکر کی ماں (بت کے سامنے) التجا کرتی۔ اے رب عبد الکعبہ اس کی آرزوں کو پورا کر کیونکہ وہ (ابوبکر) صخر کے مشابہ ہے ابوبکر کے نانا کا نام صخر تھا۔

استیعاب صہ ۳۴۱ پر ہے کہ ابوبکر کے دو اور بھائی تھے ایک کا نام عتیق تھا۔ جب عتیق مر گیا۔ تو ابوبکر کا نام (عتیق) رکھ دیا گیا۔

علامہ ابو الفوز محمد امین بغدادی المشہور سویدی نے کتاب سبائک المذہب فی معرفت قبائل العرب صہ ۱۹ پر لکھا ہے۔ کہ قبیلہ ربیعہ کے ایک شخص نے ابوبکر کو کہا۔ خدا کی قسم تو قریش کے چرواہوں میں سے ہے شیخ ابوجعفر ابن کافی مقربی لکھتا ہے کہ ارباب میں لکھتے ہیں۔ کہ ابوبکر اپنے باپ قحافہ کو کچھ نہ دیتا تھا اور وہ عبد اللہ ابن جدعان کے دستر خوان پر مکھیاں اڑایا کرتا اور بسر اوقات کرتا۔

تاریخ طبری میں بروایت عفیف کندی لکھا ہے کہ رسول اللہ اور حضرت خدیجہ اور حضرت علی علیہ السلام خانہ کعبہ میں آکر نماز پڑھا کرتے تھے جس پر حضرت عباس عم رسول نے فرمایا۔ قسم خدا کی ہم جہاں تک جانتے ہیں تمام روئے زمین پر ان تین شخصوں (رسول اللہ حضرت خدیجہ حضرت علیؑ) کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں ہے پھر عفیف کہتا ہے کہ اگر میں اس روز اسلام لایا ہوتا۔ تو تیسرا مسلمان ہوتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ چوتھا مسلمان ہوتا بہ شرکت رسول اللہ۔

تاریخ طبری جلد دوم صہ ۲۱۵ پر ہے کہ ابوبکر کے اسلام لانے سے پہلے پچاس آدمی ایمان لا چکے تھے تاریخ خمیس جلد اول صہ ۲۳۲ پر ہے کہ جب اصحاب رسولؐ کی تعداد ۳۹ ہوئی۔ تو ابوبکر نے اصرار کیا کیا حضرت اب ظہور فرمائیں حضرت نے فرمایا ہماری تعداد کم ہے۔ مگر ابوبکر اصرار کرتا گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے ناحق مسجد میں ظہور کیا۔ ابوبکر نے خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ آنحضرت خاموش بیٹھے رہے۔ کفار کو یہاں تک غصہ آیا۔ کہ ان میں سے ایک کافر عتبہ بن ربیعہ نے اپنے پاؤں کے دونو جوتے اتارے۔ جن میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور اس بے دردی سے مارنا شروع کیا۔ کہ ابوبکر کا چہرہ ایسا سوج گیا کہ چہرے

پر ناک معلوم نہ ہوتی تھی۔

شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ صفحہ ۳۴۵ پر لکھتا ہے کہ آنحضرت نے ابوبکر اور عمر کو عمر عاص کی ماتحتی میں جنگ کے لئے بھیجا۔ مگر اس کی وجہ صرف آنحضرت ہی خوب جانتے ہیں۔ استیعاب جلد اول صفحہ ۵۴ پر ہے کہ ضمرہ بن ربیعہ کا بیان ہے۔ کہ خالد بھی ابوبکر کے ساتھ ہی ایمان لایا۔ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۳۲ پر ہے کہ ابوبکر کی خلافت کے مخالفوں میں ابوسفیان بھی تھا جس کو راضی کرنے کے لئے اس کے بیٹے معاویہ کو شام کی حکومت پر مقرر کیا گیا۔ بریدہ بن حصیب اسلمی صحابی کو یہاں تک ابوبکر کی خلافت سے مخالفت تھی۔ کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر علم گاڑ دیا۔ اور کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ تمام عمر حضرت علی علیہ السلام کیساتھ رہ کر جنگ جمل و صفین میں بھی آپکے ہمراہ رہا۔

حلیہ حضرت ابوبکر صاحب

استیعاب صفحہ ۳۴۴ پر ہے کہ ابوبکر دُبلا تھا۔ اس کا رنگ سفید تھا۔ رخسارے دبلے ہوئے اور آنکھیں دھسی ہوئی تھیں۔ مونڈھے جھکے ہوئے اور سینہ کبڑا تھا پیشانی باہر کو نکلی ہوئی اور انگلیاں پتلیاں تھیں۔ ترجمہ اسد الغابہ اڈیٹر النجم جلد پنجم صفحہ ۳۱۰ پر ہے کہ ابوبکر کا رنگ سفید اور جسم لاغر تھا۔ رخساروں پر گوشت کم تھا۔ اور چہرہ پر رگیں نمایاں تھیں۔ آنکھیں حلقوں کے اندر تھیں پیشانی بلند تھی۔ حنا اور خضاب لگایا کرتا۔

تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۴۹ پر ہے کہ علی بن محمد سے روایت ہے۔ کہ ابوبکر کا رنگ سفید زردی مائل تھا۔ احسن القامت تھا۔ جسم لاغر اور ناک بلند و پست تھا۔ گال دبے ہوئے اور آنکھیں دھسی ہوئی تھیں۔ پنڈلیاں باریک اور رانیں موٹی تھیں۔

تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۲۴۳ پر ہے کہ قیس بن حازم کہتا ہے کہ ابوبکر کا رنگ گندم گوں تھا۔ پھر دوسری روایت میں ہے کہ اس کا رنگ سیاہ اور قد لمبا تھا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ ابوسفیان نے ابوبکر کو ابوفصیل اونٹ کے بچے کا باپ کہا۔

علم و اخلاق حضرت ابوبکر صاحب

کنز العمال کتاب الایمان فصل ششم اور تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۵ اور کتاب السنۃ الکافی

میں ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر کے پاس آکر پوچھا۔ کہ کیا آپ کی رائے میں زنا خدا کی قدر سے ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ ہاں زنا خدا کی قدر سے ہے۔ سائل نے کہا جب زنا خدا کی قدر میں ہے تو میرے مقدر میں ہُوا تو پھر اس کی سزا کیوں ہوگی۔ ابوبکر نے کہا۔ اے ابن الخنۃ (یہ لفظ اہل عرب گالی کے موقعہ پر استعمال کرتے ہیں) اگر اس وقت میرے پاس کوئی آدمی موجود ہوتا۔ تو تیری ناک کاٹنے کا حکم دیتا۔

صواعق محرقہ ابن حجر باب اول فصل پنجم اور موطا امام مالک کتاب السرقہ باب ما یجب فیہ القطع فصل جامع القطع مطبوعہ دہلی مطبع احمدی ۱۲۹۲ھ صفحہ ۳۵۴۔ اور تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۶۶ فصل فیما روی عن الصدیق من الاثار الموقوفۃ الخ میں ہے کہ یمن میں سے ایک شخص جس کا ہاتھ اور پاؤں کٹا ہُوا تھا۔ ابوبکر کے پاس آیا اور شکایت کی کہ عامل یمن نے اس پر ظلم کیا ہے جب وہ رات کو تہجد کی نمازیں پڑھتا ہے۔ تو ابوبکر نے کہا۔ مجھے تیرے باپ کی قسم ہے کہ تیری رات چوروں کی رات جیسی نہیں ہے

ترمذی میں بروایت ابن عمر اور مشکوٰۃ باب الایمان والنذر اور بخاری و مسلم باب الایمان والنذر میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے اس نے کفر اور شرک کیا۔

ناظرین۔ واللہ باللہ اہلسنت نے ثلاثہ کی پاسداری میں اپنا دین و ایمان غارت کر دیا ہے۔ چنانچہ مسلم کتاب الایمان باب بیان الصلوٰۃ التی میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی کو آنحضرت نے نماز و روزہ و زکوٰۃ کی تعلیم دی۔ تو اس نے کہا۔ خدا کی قسم میں انکا پابند رہوں گا۔ تب آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اس اعرابی کے باپ کی قسم اگر یہ سچا ہے تو اس نے فلاح پائی۔

شرح ابن ابی الحدید اور فتح الباری ابن حجر عسقلانی اور استیعاب ابن عبدالبر مالکی اور تاریخ طبری اور تاریخ کامل مبرد اور کتاب سقیفہ احمد بن عبدالعزیز جوہری اور کتاب السیاست والامامت ابن قتیبہ اور کتاب اموال ابو عبیدہ اور فضائل الصحابہ خثیمہ بن سلیمان طرابلسی اور تاریخ معجم طبرانی اور کبیر طبرانی اور تاریخ ابن عساکر اور مختارہ ضیاء مقدسی اور جمع الجوامع سیوطی اور کنز العمال ملا علی متقی اور منتخب کنز العمال اور مرأۃ الزمان سبط ابن جوزی میں ہے۔ کہ ایک شخص فجاء ابوبکر کے پاس آیا اور مرتدوں سے مقاتلہ کرنے کے لئے ہتھیار مانگے۔ چنانچہ ابوبکر نے اس کو ہتھیار دیدیئے اور اس نے انہی ہتھیاروں سے راہزنی شروع کر دی۔ اور قتل و غارت کیا۔ جب ابوبکر نے فجاء کو گرفتار کیا۔ تو اسکو زندہ جلا دیا۔

قوشجی نے شرح تجرید میں لکھا ہے کہ فجاء سلمی کو جلا دینا ابوبکر کی اجتہادی غلطی تھی اور ایسی

غلطیاں مجتہدین سے ہوا کرتی ہیں۔

کتاب مستقصے علامہ زمخشری میں ہے کہ ابوبکر کے پاس دو شخص فجاء اور شجاع بن زرقا راہزنی کے جرم میں لائے گئے۔ فجاء قبیلہ بنی سلیم سے مسلمان تھا۔ اور شجاع قبیلہ بنی اسد سے مسلمان تھا۔ ابوبکر نے دونو کو زندہ جلا دیا۔

بخاری میں ہے کہ ابوبکر نے اپنے موافق اصحاب کو اپنے مخالف مسلمانوں پر جہاد کا حکم دیا۔ فتح الباری۔ تاریخ اسلام جلد دوم باب دوم ص۳۳۔ ابن خلدون۔ ابن اثیر میں ہے کہ بیشک ابوبکر نے فجاء اسلمی کو صحابہ کے سامنے جلا دیا۔ ناظرین۔ یہ فجاء اسلمی مہاجرین اور اصحاب بدر میں سے تھا۔

ازالۃ الخفا ص۳۱۔ اور ریاض النضرہ محب طبری باب فضائل ابوبکر اور تاریخ الخلفا سیوطی اور مسند امام احمد حنبل اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص مرگیا۔ اور اس کی دادی ابوبکر کے پاس آئی۔ اور میراث کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ ابوبکر نے کہا۔ تیرا حق نہ قرآن سے نکلتا ہے اور نہ سنت سے۔ اچھا اب چلی جا۔ پھر آنا میں یہ مسئلہ کسی عالم سے پوچھ لوں۔

کنز العمال کتاب الفرائض بر حاشیہ مسند احمد حنبل جلد چہارم ص۲۰۵ پر ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت کو اطلاع دی کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کی خالہ اور عمہ باقی زندہ ہیں وراثت کے بارہ میں حکم فرمایئے۔ آنحضرت نے وحی کا انتظار کیا۔ لیکن وحی نہ ہوئی۔ پھر اس نے کچھ توقف کے بعد یہی عرض کیا مگر وحی نہ ہوئی۔ اسی طرح سائل نے تین دفعہ سوال کیا۔ مگر وحی نہ ہوئی۔ بالآخر آنحضرت نے فرمایا کہ اس بارہ میں میرے پاس کوئی حکم نہیں پہنچا۔ ناظرین اس واقعہ میں ہتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ملاحظہ ہو جو محض محبت ابوبکر میں بنایا گیا ہے۔

ازالۃ الخفا بہ سند شعبی اور تفسیر کشاف سورہ نسا اور رسالہ مناقب شافعی امام رازی اور کتاب الانصار سمعانی اور کنز العمال میں ہے کہ ابوبکر سے کلالہ کی تفسیر پوچھی گئی۔ تو کہا کہ میں اپنی رائے سے بتائے دیتا ہوں۔ اگر میری رائے درست ہوئی تو خدا کی طرف سمجھنا۔ اور اگر خطا پر ہوئی تو میری اپنی رائے سے اور شیطان کی طرف سے سمجھنا۔ میری رائے ہے کہ کلالہ وہ ہے کہ جسکا نہ باپ ہو اور نہ بیٹا۔ پس جب عمر خلیفہ ہوا تو اس نے کہا کہ میں خدا سے حیا کرتا ہوں۔ کہ ابوبکر کے قول کی تردید کروں۔ اسی روایت کو بعینہ دارمی نے بھی لکھا ہے

کتاب مصابیح ابو محمد حسین بن مسعود بغوی اور بخاری کتاب الاعتصام باب مایذکر من ذم الرأی

و تکلف القیاس اور قسطلانی جلد دہم صہ ۱۶ پر ہے کہ جو لوگ اپنی رائے سے فتوے دیتے ہیں۔ وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

رسالہ مناقب شافعی امام رازی میں ہے کہ بغیر علم کے فتوے دینا اپنی رائے سے فتوے دینا ہے پھر اسی رسالہ میں ہے کہ جو شخص ہماری شرع میں اپنی رائے سے فتوے دے۔ اس کو قتل کر دو۔

کنز العمال کتاب الفرائض حرف الفا اور مستدرک حاکم میں روایت حمید لکھا ہے۔ کہ ابوبکر نے کہا کہ کاشکہ میں نے رسول اللہ سے پھوپھی اور خالہ کی میراث کے بارہ میں پوچھ لیا ہوتا۔

کنز العمال کتاب الامارہ حرف الف خلافت ابوبکر میں ہے کہ ابوبکر نے کہا کہ کاش کہ میں نے رسول اللہ سے پوچھ لیا ہوتا کہ پھوپھی کی اور بہن کی میراث کیا ہوتی ہے

استیعاب ذکر حالات عبد الرحمن بن سہل اور ترجمہ صواعق محرقہ صہ ۸۱ پر ہے کہ ابن عینیہ نے کہا کہ اس سے یحییٰ بن سعید نے اور اس سے محمد بن قاسم نے کہا۔ کہ ابوبکر کے پاس دو عورتیں آئیں۔ ایک متوفی کی جدہ یعنے دادی اور دوسری متوفی کی نانی تھی۔ ابوبکر نے متوفی کی نانی کو ترکہ کا ششم حصہ دیدیا۔ لیکن متوفی کی دادی کو کچھ نہ دیا۔ عبد الرحمان بن سہل نے ابوبکر کو کہا کہ تم نے اس عورت کو حصہ دیدیا ہے کہ اگر وہ مرجاتی تو متوفی اس کا ورثہ نہ پاتا۔ اور اس کو کچھ نہیں دیا جو اگر خود مرجاتی تو متوفی اس کا ورثہ پاتا پس ابوبکر نے جائداد کو دونوں میں تقسیم کر دیا۔

کتاب اتقان علامہ سیوطی نوع ساوس وثلثون فی معرفت غریب القرآن میں ہے کہ ابو عبید نے کتاب فضائل میں ابراہیم تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ ابوبکر سے پوچھا گیا کہ قرآنی الفاظ "فاکھۃ وابا" کا کیا مطلب ہے ابوبکر نے کہا کہ کون آسمان میرے سر پر سایہ ڈالیگا۔ اور کون زمین مجھ کو برداشت کرے گی اگر میں کتاب خدا میں وہ بات کہوں جو میں نہیں جانتا ہوں۔

کنز العمال خلافت ابوبکر کتاب الامارہ حرف ہمزہ اور ریاض النضرہ محب الدین طبری اور ازالۃ الخفا ولی اللہ ماثر جمیلہ صدیق اکبر مقصد دوم میں ہے۔ اور امام بیہقی اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے کہ میموں بن مہران کہتا ہے کہ ابوبکر کی یہ عادت تھی۔ کہ جب اس کے سامنے کوئی دعویٰ پیش ہوتا تو قرآن کو دیکھتا۔ اگر اس میں حکم نہ پاتا تو حدیث کو دیکھتا۔ اگر اس میں حکم نہ پاتا۔ تو مسلمانوں سے پوچھتا۔ اگر اسے پتہ نہ ملتا تو سرداروں اور عالموں کے اجماع پر فیصلہ دیتا۔ اور یہی معمول عمر بن خطاب کا تھا۔

کنز العمال کتاب الحدود حرف الحا فرع خامس حد لواطہ اور کتاب ذم الملاہی ابن ابی الدنیا اور کتاب مناقب الاصحاب نجم الدین ابوبکر بن محمد بن حسین السلاقی المرندی میں ہے اور ابن منذر اور ابن بشران اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ خالد بن ولید نے ابوبکر کو لکھا کہ یہاں ایک عربی مرد عورتوں کی طرح بدفعلی کرتا ہے۔ ابوبکر نے اصحاب رسولؐ کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ یعنی اس کو قرآن اور حدیث سے اس کے متعلق کوئی حکم معلوم نہیں ہو سکا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس عربی مرد کے زندہ جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ خالد کو یہ حکم لکھ دیا گیا۔

کتاب اصابہ اور تاریخ واقدی میں ہے کہ خالد بن ولید نے اثنائے جنگ میں اشعث بن قیس کو قیدی بنا کر ابوبکر کے پاس بھیج دیا۔ ابوبکر نے اس پر شرعی حد جاری کرنے کی بجائے اس کے نکاح میں اپنی ہمشیرہ ام فروہ دیدی۔ ناظرین۔ بقول ابوبکر اشعث بھی مرتدین میں سے خاندان قریش سے تھا جس کو ارتداد کے صلہ میں کنواری لڑکی ملتی ہے اور مالک بن نویرہ سے کیسا ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔

اصبغ بن حرملہ نے اس نکاح کے بارہ میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

اکان ثواب النکث احیاء نفسہ   وکان ثواب الکفر تزویجہ البکر

یعنی عہد اسلام توڑنے کا کیا اچھا ثواب ہے کہ اس کو زندگی دیگئی یعنی اس کو قتل نہ کیا گیا۔ اور اس کے کفر کا کیا اچھا ثواب ہے کہ اس کو کنواری نکاح میں دیگئی۔

طبقات ابن سعد اور کنز العمال میں ہے کہ اسلم کہتا ہے کہ مجھے عمر بن خطاب نے سنہ ۱۲ھ میں خریدا اور وہ سال وہ تھا جس میں اشعث بن قیس قیدی ہو کر آیا تھا۔ میں اس کو دیکھتا تھا۔ کہ وہ زنجیر ہائے آہنی پہنے ہوئے ابوبکر سے باتیں کرتا تھا۔ ابوبکر اس کو کہتا تھا کہ تو نے یہ کیا اور وہ کیا اور بیشک تو نے کیا۔ یہاں تک کہ جب یہ باتیں ہو چکیں تو اشعث بن قیس نے کہا۔ اے خلیفہ رسولؐ۔ مجھے اپنے جنگ کے لئے چھوڑ یعنی اب میں تمہاری طرف ہو کر تمہارے دشمنوں سے لڑا کرونگا۔ اور مجھ سے اپنی بہن کا نکاح کر دے۔ پس ابوبکر نے اس پر احسان کیا۔ اور اس کے ساتھ اپنی بہن ام فروہ کا نکاح کر دیا۔

ناظرین یہی اشعث بن قیس کا بیٹا محمد بن اشعث (ابوبکر کا بھانجا) کربلا میں لشکر یزید میں شامل تھا اس نے جناب سید الشہداء کو طعنہ دیا۔ کہ اے پسر فاطمہؑ تم کو کونسی حرمت و عزت رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے "ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا و

آل ابراھیم وآل عمران علے العالمین" تلاوت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آنحضرت آل ابراہیم سے ہیں۔ اور ہم آل محمدؐ سے ہیں۔ پھر حضرت نے لوگوں سے پوچھا کہ مجھے وہ کلمات کس نے کہے تھے۔ جواب ملا کہ محمد بن اشعث نے کہے تھے پس امام ہمام نے اپنا سر آسمان کیطرف اٹھایا اور فرمایا پروردگارا۔ محمد بن اشعث کو آج ہی ذلت کا لباس پہنا اور آج کے بعد اس کو خلعت عزت عطا نہ کر۔ اسی وقت محمد بن اشعث کو کوئی عارضہ لاحق ہوا اور وہ قضائے حاجت کے لئے ایک طرف کو گیا۔ خدا نے ایک بچھو اس پر مسلط کیا جس نے اس کو ڈنگ مارا اور وہ پاخانہ میں لوٹ لوٹ کر مرگیا۔

محمد بن اشعث کے بھائی قیس بن اشعث کندی نے امام ہمام کی شہادت کے بعد حضرت کا ریشمی قطیفہ آپ کے بدن سے اتار لیا جس کیوجہ سے وہ کوڑھی ہوگیا۔ اور ایک دن کتوں نے اس کا بدن نوچ کھایا اور وہ مرگیا اسی اشعث بن قیس کی لڑکی (ابوبکر کی بھانجی) مسماۃ جعدہ نے معاویہ کی سازش سے امام حسن علیہ السلام کو سات دفعہ زہر دیا حتیٰ کہ حضرت شہید ہوگئے۔

اسی اشعث بن قیس نے (جس نے ابوبکر سے کہا تھا کہ اب تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں سے لڑا کروں گا) معاویہ سے رشوت لی اور جناب امیر علیہ السلام کا مخالف ہوگیا۔ اور بالآخر خارجی ہو کر فوت ہوا اور اپنا وعدہ کہ دشمنان ابوبکر سے لڑوں گا۔ پورا کردیا

کنز العمال فی آداب العلم المتفرق کتاب العلم حرف العین میں ہے کہ محمد ابن سیرین سے روایت ہے کہ جب ابوبکر کے پاس کوئی تنازعہ پیش ہوتا۔ اور اس کو قرآن سے اس کا حکم نہ ملتا اور نہ حدیث سے پتہ چلتا۔ تو کہا کرتا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں۔ پس اگر درست ہوگا۔ تو خدا کی طرف سے ہوگا۔ ورنہ میری طرف سے ہوگا جس کے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ یہی روایت ابن سعد اور عبدالبر نے بھی لکھی ہے۔

تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۶۹ میں ہے کہ ایک دن ابوبکر اور عقیل بن ابی طالب میں گالی گلوچ ہوئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۵۳ اور سیرۃ ابن ہشام جزو ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۶ پر ہے۔ کہ ابوبکر کو گالیاں دینے کی عادت تھی۔

کنز العمال میں ہے کہ ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں اور ابونعیم نے کتاب حلیۃ المتقین میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ہر ایک فحش کہنے والے پر جنت حرام ہے اور اللہ تعالیٰ فحش گو کو دشمن رکھتا ہے۔ احمد بن حنبل نے مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابو یعلے نے مسند میں جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے۔ کہ

فحش گو اسلام میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ شعب الایمان بیہقی میں ہے کہ فحش گو اللہ کا دشمن ہے۔ ضیاء مقدسی نے کتاب مختارہ میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور خرائطی نے مساوی الاخلاق میں لکھا ہے کہ فحش گو دشمن خدا ہے

تفسیر در منثور جلد ششم صـ۷۶ پر عبد الرزاق اور امام احمد حنبل اور عبد بن حمید اور بخاری مترجم پارہ ۱۱ کتاب الشروط مع الناس مطبوعہ احمدی پریس لاہور صـ۶ اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن منذر کی سند پر لکھا ہے کہ صلحنامہ حدیبیہ کے دن عروہ بن مسعود ثقفی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ قبائل عرب سے جو لوگ آپ کے ہمراہ جمع ہیں میں انکے اخلاق اس قابل دیکھ رہا ہوں کہ یہ بھاگ جائیں۔ اور آپ کو چھوڑ دیں۔ اس پر ابوبکر نے اس کو گالی دی جو فحش تھی اور کہا۔ تو لات بُت کا بظر چوس۔ قسطلانی کہتا ہے۔ کہ بظر اس گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو عورت کی فرج میں اس کا ختنہ کرنے کے بعد رہتا ہے۔ وحید الزماں نے تیسیر الباری شرح بخاری جزو یازدہم صـ۱۴ پر لکھا ہے کہ ابوبکر نے کہا تھا تو لات بت کا ٹنا چوس

بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل العرب اور نسائی اور مسند احمد حنبل میں بھی عروہ اور ابوبکر والی روایت مسطور ہے۔

تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ امام احمد حنبل نے سند حسن سے ربیعہ اسلمی کی روایت لکھی ہے کہ اس نے کہا کہ میرے اور ابوبکر کے درمیان گفتگو ہوئی۔ ابوبکر نے مجھ کو ایک مکروہ کلمہ کہا اور پھر نادم ہوا۔

تاریخ الخلفا سیوطی اور ازالۃ الخفا مقصد دوم صـ۲۲ پر ہے کہ جب عمر نے مالک بن نویرہ کی قوم کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کو ابوبکر سے کہا تو ابوبکر نے کہا کہ بحالت کفر تو جبار تھا اور بحالت اسلام تو ذلیل ہے

کنز العمال کتاب الشمائل شمائل متفرقہ بر حاشیہ مسند جلد سوئم صـ۱۱ پر ہے کہ ابن نجار نے انس سے روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ کو نماز میں آنے میں توقف ہوا کیونکہ آنحضرت کی ازواج کے پاس کوئی چیز تھی جسکو آنحضرت ان میں تقسیم کر رہے تھے۔ اتنے میں ابوبکر آگیا کہنے لگا۔ یا رسول اللہ ان عورتوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ اور نماز کے لئے باہر آؤ۔

مدارج النبوۃ جلد دوم صـ۱۱۲ پر ہے کہ آنحضرت نے (غزوہ بدر کے دن) دعا میں بہت الحاح اور طول دیا۔ یہاں تک کہ آپکی ردا آپ کے کندھے سے گر پڑی۔ ابوبکر نے ردا کو اٹھا کر آنحضرت کے کندھے پر رکھ دیا اور کہا۔ یا رسول اللہ۔ اب اتنی طول طویل دعا کو ترک کرو خدا عنقریب آپ کی حاجات کو پورا کرے گا۔

تفسیر در منثور جلد اول صـ۲۲ پر ہے کہ ابوبکر کی بیٹی اسماء سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم جو آنحضرت کے

ہمراہ حج کو گئے۔ تو ہمارا اور ابوبکر کا شتر بار برداری ایک تھا۔ جو ابوبکر کے غلام کے ہاتھ میں تھا جب ہم مقام عرج
پر پہنچے۔ تو عائشہ آنحضرت کے ساتھ اور میں ابوبکر کے ساتھ بیٹھی۔ اتنے میں وہ غلام نظر پڑا۔ مگر اس کے ساتھ اونٹ
نہ تھا۔ ابوبکر نے پوچھا تو غلام نے کہا کہ وہ اونٹ رات کو گم ہو گیا ہے۔ اس پر ابوبکر نے اس کو مارنا شروع کیا۔
جس پر آنحضرت مسکراتے تھے اور کہتے تھے دیکھو اس شخص کو کہ احرام باندھا ہوا ہے اور یہ حرکت کر رہا ہے۔
(یعنی بحالت احرام جماع اور فسق اور جدل اور زدوکوب ممنوع ہے)

بخاری باب علامات النبوۃ جلد سوم صفحہ ۳۳۲ برحاشیہ فتح الباری میں ہے کہ ابوبکر کے گھر چند مہمان
آئے جبکہ وہ رسول اللہ کے پاس بیٹھا تھا جب گھر واپس آیا تو پوچھا مہمانوں کو کچھ کھلایا بھی ہے یا نہیں
زوجہ نے جواب دیا۔ کہ انہوں نے تمہارے بغیر کھانا پسند نہ کیا۔ اس پر ابوبکر نے پہلے اپنی زوجہ کو پھر اپنے بیٹے
کو اور پھر مہمانوں کو گالیاں دیں۔ مسلم میں ہے کہ عبدالرحمن بن ابوبکر نے ان مہمانوں سے کہا کہ ابوبکر بہت تیز
مزاج ہے۔ اگر نہ کھاؤ گے۔ تو ہم کو ایذا کا خوف ہے۔

وفاء الوفی صفحہ ۳۲۲ پر ہے کہ ابوہریرہ کہتا ہے کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے زمین
پر اپنا جگر رکھتے اور پیٹ پر پتھر باندھتے۔ ایک روز ہم ان لوگوں کی راہ پر آ کر بیٹھے جس راہ سے انکی آمد و رفت
تھی۔ ابوبکر کا گذر ہوا۔ تو ہم نے ایک آیۂ قرآن اس سے دریافت کیا۔ بایں غرض کہ ہم کو اپنے ہمراہ لے جائیگا
(اور کچھ کھلانے کو دیگا) مگر وہ چلا گیا۔ ازاں بعد آنحضرت تشریف لائے جنہوں نے ہم کو دودھ پلایا

تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی مطبوعہ حیدرآباد دکن صفحہ ۳ پر ہے کہ ابوبکر نے خطبہ میں کہا کہ تم لوگ احادیث
بیان کرتے ہو اور اختلاف پیدا ہوتا ہے پس تمہارے بعد آنے والے لوگوں میں اس سے زیادہ اختلاف ہوگا۔
اس لئے تم ایک بھی حدیث بیان نہ کرو۔

کنزالعمال باب مناقب ابوبکر میں ہے کہ حضرت عباس نے ابوبکر کی کسی گستاخی پر ابوبکر کو گالیاں
دیں۔

موضوعات در شان جناب ابوبکر صاحب بالقابہ

فوائد مجموعہ امام شوکانی مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۱۱۲ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ خدا بروز قیامت ابوبکر
پر خاص طور پر جلوہ گر ہوگا (۲) خدا نے اس کو رضوان اکبر عطا کیا (۳) ابوبکر نے ایک ظرف سے وضو کیا جسپر

لا الہ الا اللہ الصدیق الاکبر لکھا تھا جبکہ وضو کرانے والا جبرئیل اور رومال دینے والا میکائیل تھا (۴)
خدا نے جب ارواح کو پیدا کیا۔ تو روح ابوبکر کو تمام پر مقدم کیا جس کی مٹی جنت سے اور پانی آب حیات
سے لیا (۵) خدا نے ابوبکر کے لئے اعلیٰ علیین میں ایک قبہ یاقوت بنایا ہے (۶) ایکدفعہ جبرائیل چادر طنفسہ
اوڑھے نازل ہوئے۔ کیونکہ ابوبکر اسی طرح کی چادر اوڑھتا (۷) جب ابوبکر پیدا ہوا۔ تو خدا نے بہشت سے فرمایا
کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں تجھ میں اس شخص کو داخل نہ کرونگا جو اس مولود کو دوست نہ رکھے
(۸) خدا نے فرمایا کہ ابوبکر دین اسلام وحی کے مطابق تمہارا خلیفہ ہے۔ اس کی باتیں سنو تاکہ فلاح پاؤ اور اطاعت
کرو تاکہ رشد پاؤ (۹) جبرئیل نے کہا کہ ابوبکر زمین کی نسبت آسمان میں زیادہ مشہور ہیں۔ ملائکہ انکو حلیم قریش کہتے
ہیں۔ زندگی میں یہ تمہارا وزیر ہے اور بعد زندگی تمہارا خلیفہ۔

(۱۰) پھر فرمایا کون ہے وہ شخص مثل ابوبکر کے جس نے اس وقت ہماری تصدیق کی جبکہ سب نے
تکذیب کی اور ہم پر ایمان لایا۔ اور اپنی بیٹی ہمارے نکاح میں دی اور اپنا مال خرچ کیا۔ اور ہمارے ساتھ جہاد کیا (۱۱)
ابوبکر بروز قیامت ناقہ جنت پر سوار ہوگا جس کے اگلے پاؤں مشک اور عنبر کے اور پچھلے پاؤں زمرد کے اور
اس کی باگ موتیوں کی ہوگی اور اس ناقہ پر سندس اور استبرق کے دو سبز حلے پڑے ہونگے (۱۲) بروز قیامت
عرش پر ایک کرسی رکھی جائے گی جس پر ابوبکر بیٹھے گا (۱۳) شب معراج ہم جہاں جہاں گئے یہی لکھا پایا محمد رسول
اللہ ہیں اور ابوبکر صدیق ہیں۔

(۱۴) پھر فرمایا خدا آسمان میں کراہت کرتا ہے اس امر سے کہ ابوبکر سے زمین پر کوئی خطا سرزد ہو
(۱۵) جب ہم نے معراج میں کہا کہ ہمارا خلیفہ علی ابن ابی طالب ہے تو آسمانوں میں شور برپا ہو گیا اور ملائکہ ہر
طرف سے پکار اٹھے کہ مشیت ایزدی میں صرف یہ ہے کہ ابوبکر آپ کے بعد خلیفہ ہو (۱۶) جبرئیل نے مجھ سے کہا
کہ تمہاری امت کے ہر شخص پر سوائے ابوبکر کے حساب اعمال واجب ہے (۱۷) ابوبکر سے کہا جائیگا کہ تم داخل
جنت ہو جاؤ لیکن وہ کہے گا کہ جب تک مجھے دوست رکھنے والے تمام شخص داخل جنت نہ کئے جائیں میں داخل
نہیں ہونگا (۱۸) اگر ابوبکر کے ایمان اور تمام مخلوقات کے ایمان کو ترازو کے دو پلڑوں میں رکھا جائے تو ابوبکر کا
ایمان بھاری رہیگا (۱۹) جو کچھ خدا نے میرے دل میں ڈالا وہی کچھ میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا۔

صحاح اور غیر صحاح اکثر کتب میں مرقوم ہے کہ فرمایا آنحضرت نے "لو کنت متخذ اخلیلا
لتخذت ابا بکر" یعنی اگر میں کسی شخص کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرت نے

ابوبکر کو ناقابلِ دوستی سمجھا

حالاتِ ہجرت

تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۴۰ سطر ۱۶ پر سورہ توبہ آیہ نمبر ۳۹ "الاتنصروہ فقد نصرہ اللہ اذاخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار الخ" کی تفسیر میں ہے کہ آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بستر پر سلایا اور ابوبکر کو ساتھ لیا (یہ غلط ہے بلکہ ابوبکر راستہ میں اتفاقیہ مل گیا تھا) اور مکہ سے داہنی جانب دو کوس کے فاصلہ پر جبل ثور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے وہاں ایک گول پتھر تھا۔ جو اندر کی طرف سے خالی تھا۔ اور جس کا ایک دروازہ تھا جو قریباً ڈیڑھ بالشت لمبا چوڑا تھا اس کے اندر آنحضرت اور ابوبکر داخل ہوگئے۔ خدا نے اس کے دروازہ پر فوراً ایک خاردار جھاڑی اُگادی۔ اور اس پر کبوتر نے انڈے بھی دیدئے اور دروازہ پر مکڑی نے جالا بھی تن دیا وہاں تین دن چھپے رہے۔ اور عامر بن فہر جو اپنی گوسفندوں کو مکہ سے وہاں چرانے آیا کرتا۔ انکو دودھ پلاتا رہا۔ تین دن کے بعد حضرت علی علیہ السلام رات کو سواریاں اور راہ نما لے کر غار پر آئے اور آنحضرت اور ابوبکر مدینہ کو ہجرت کر گئے۔

مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳ پر ہے کہ ابوبکر کے پاس دو اونٹ تھے جو اس نے چار سو درہم پر خریدے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ سو درہم پر خریدے تھے اور چار ماہ چارہ کھلا کر انکو فربہ کیا تھا۔ دونوں کو آنحضرت کے پاس لے آیا کہ ان میں سے ایک کو قبول کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں فروخت کی شرط پر قبول کرتا ہوں۔ پس آنحضرت نے ایک اونٹ کے نو سو درہم ادا کئے اور یہ واقعہ عین ہجرت کے دن کا ہے۔

ناظرین! ابوبکر نے سات سو درہم منافع حاصل کیا۔

بخاری میں بروایت عائشہ لکھا ہے کہ آنحضرت نے ابوبکر کو کہا کہ جو کچھ تیرے پاس ہو باہر لے آ۔ ابوبکر نے کہا میرے پاس تو سوائے میری دو لڑکیوں عائشہ اور اسماء کے کچھ نہیں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کیا تجھے خبر ہے کہ مجھے ہجرت کا حکم ہوچکا ہے۔ ابوبکر نے کہا میں بھی ساتھ چلونگا۔ میرے پاس دو اونٹ ہیں جو خروج کے لئے مہیا کئے ہیں۔ ان میں سے ایک آپ لے لیں۔ فرمایا میں نے قیمت پر لیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ آنحضرت نے ہجرت کی رات قصوٰی نامی ناقہ تین سو درہم پر خریدا۔

ابن حجر لکھتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہم ایسے اونٹ پر سوار نہ ہونگے جو ہمارا نہ ہو۔ تو ابوبکر نے کہا یہ

اونٹ بھی آپ کا ہی ہے حضرت نے فرمایا بشرطیکہ اس قیمت پر جس قیمت پر تم نے خریدا ہے۔ ناظرین سات سو درہم کا جھوٹ ملاحظہ ہو۔

بخاری پارہ ہشتم کتاب البیوع صہ ۱۶ میں ہے کہ ابوبکر کے پاس دو اونٹنیاں تھیں ان میں سے ایک اس نے آنحضرتؐ کو دینی چاہی مگر آنحضرت نے فرمایا منظور ہے بشرطیکہ قیمتاً دو۔ حاشیہ بخاری ۱۵/۹۴ مترجمہ وحید الزمان میں ہے کہ اس اونٹ کا نام قصوےٰ تھا یا جدعا جس کی قیمت آٹھ سو درہم تھی۔

مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مطبوعہ نولکشور جلد دوئم صہ ۸۱ اور روضۃ الصفا جلد دوئم صہ ۵۶ اور سیرت النبی صہ ۱۹۸ پر ہے۔ کہ ابوبکر نے دو اونٹ چار سو درہم یا آٹھ سو درہم پر خریدے تھے۔ ان میں سے ایک آنحضرتؐ نے نو سو درہم پر خریدا۔

تاریخ خمیس صہ ۳۲۷ پر ہے کہ جب وہ وقت آیا کہ آنحضرتؐ غار سے نکلیں۔ تو راہنما دونوں کے اونٹ اور اپنا اونٹ لیکر حاضر ہوا۔ اسما بنت ابوبکر بھی ناشتہ کا دسترخوان لائیں لٹکاتے وقت معلوم ہوا کہ دسترخوان کا بند نہیں بندھا ہے۔ اسما نے اپنا آزار بند کھولا اور اس سے دسترخوان باندھا جس کی وجہ سے اسما کا نام ذات النطاقین مشہور ہوا۔ ناظرین! آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ ہم کو قیام غار کے ایام میں سوائے پھل کے کوئی چیز کھانیکو نہیں ملتی۔

بخاری میں ہے کہ انس کہتا ہے کہ ابوبکر نے کہا کہ جب ہم غار میں تھے۔ تو میں نے آنحضرت سے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنے قدموں کے نیچے دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا۔ آنحضرت نے فرمایا کیا تیرا ایسے دو شخصوں کی نسبت گمان و شک ہے کہ جنکا تیسرا اللہ ہے۔ ناظرین بھلا غار میں مصاحبت رکھنا بھی کوئی وجہ فضیلت ہو سکتی ہے خصوصاً جبکہ یارِ غار گریہ و بکا بھی اتنی فرسودہ عمری میں اس بلند آوازی سے کرے کہ آنحضرت کے گرفتار ہو جانے کا یقینی خطرہ پیدا ہو جائے اور خداوند عالم کو بھی آیۂ سکینہ کے نزول کی ضرورت لاحق ہو اگر خدانخواستہ گرفتاری عمل میں آ جاتی۔ تو آنحضرت کی جان پر آ بنتی اور ابوبکر شاداں و خیزاں کفار سے ہاتھ میں ہاتھ ملائے مکہ میں چلا جاتا۔ اور فضیلت ابوبکر میں یہ دلیل پیش کرنا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ کس قدر لغو اور بیہودگی ہے۔ کیا خدا کا ارشاد نہیں ہے جو کافر اور مسلمان کے لئے یکساں ہے "نحن اقرب الیہ من حبل الورید"۔ جب کچھ بن نہیں پڑتی۔ تو سنی لوگ یہ بڑ ہانک دیتے ہیں۔ کہ ابوبکر کے پاؤں کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اور اس کے رونے کی یہی وجہ تھی۔

بخاری مطبوعہ مصر جلد دوم صہ ۲۰۵ پر ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر بھی شب کو اسی غار میں سویا کرتا۔ اور

صبح واپس آکر قریش میں ملجاتا

تفسیر درمنثور جلد دوئم صفہ ۲۴۰ پر ہے کہ جب آنحضرت رات کو اپنے مکان سے باہر نکلے اور غار ثور کے قریب جا پہنچے۔ تو آپ کے پیچھے ابوبکر بھی آرہا تھا حضرت نے جب اس کی چال دریافت کی تو خوف ہوا کہ کوئی پکڑنے والا نہ ہو۔ اس اثنا میں ابوبکر نے کہا انسا۔ تو حضرت نے اس کو پہچان لیا اور کھڑے ہوگئے۔ یہاں تک کہ دونو غار میں داخل ہوئے۔ اُدھر قریش نے حضرت کی تلاش میں بنی لج کے قائف (کھوجی، سراغرساں) کو بھیجا وہ غار تک آکر ٹھیر گیا۔ اور دیکھا کہ غار کے دروازہ پر ایک درخت ہے اس کے نیچے اس نے پیشاب کیا۔ اور کہا یہاں سے آگے نہیں بڑھے اس وقت ابوبکر غمگین ہوا۔ اور حضرت نے فرمایا۔ لا تحزن ان اللہ معنا یعنی مت غم کر خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر صفہ ۲۴۱ پر ہے کہ بیہقی اور ابن عساکر نے جنسہ بن محیص عبری سے روایت کی ہے کہ جس شب کو آنحضرت مکہ سے بھاگے ہیں۔ ابوبکر نے حضرت کا تعاقب کیا (غالباً کفار قریش کے مشورہ سے) اور آگے پیچھے دائیں بائیں چلنے لگا۔

تاریخ خمیس جلد اول صفہ ۳۲۶ پر ہے کہ جب ابوبکر غار کی طرف چلا ہے۔ تو اس نے اپنا کل مال ساتھ لے لیا۔ جو قریباً چھ ہزار درہم تھا پس ناظرین۔ اس کے رونے کی بھی یہی وجہ ہوگی۔ کہ مال کی طمع پر کفار مجھے قتل کر دینگے۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد چہارم صفہ ۲۴۰ پر ہے کہ غار کے تین دن اور رات کے دوران میں عامر بن فہیرہ کھانا لے کر آیا کرتا جو حضرت علی علیہ السلام تیار کر کے بھیجتے حضرت علی علیہ السلام نے بحرین کے اونٹوں سے تین اونٹ خریدے۔ اور ایک راہنما مقرر کیا تیسری رات حضرت علی علیہ السلام اونٹ اور راہنما لے کر غار پر آئے۔

مسلم کتاب الاشربہ جلد دوم صفہ ۱۶۹ پر ہے کہ جب آنحضرت کو غار کی طرف جاتے ہوئے پیاس لگی۔ تو راستہ میں ایک چرواہا ملا جس نے قدح میں دودھ دوہا اور آنحضرت نے پیا۔ اور صفہ ۱۶۵ پر ہے کہ ہم نے آنحضرت کو اسی ایک قدح میں سے دودھ۔ شہد۔ پانی۔ اور نبیذ پلائی۔

ابلاغ سورۂ برات!

تفسیر درمنثور جلد سوئم صفہ ۲۰۹ سطر ۱۰۔ اور ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ مصنفہ امام شیخ سلیمان قندوزی

جلد اول باب ۰ ص ۱۰۳ سطر ۲۰ - اور خصائص نسائی مطبوعہ محمدی لاہور ص ۵۴ سطر ۹ - اور تفسیر کشاف امام زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول ص ۵۲۷ سطر ۱۱ - اور تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد چہارم ص ۵۸۳ سطر ۳۰ - اور مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی جلد مناقب ص ۴ سطر ۱۲ - اور تفسیر غرائب التنزیل امام نیشاپوری جلد دوم ص ۲۲۷ سطر ۲۱ - اور تفسیر لباب التنزیل جلد دوم ص ۲۱۴ سطر ۳ - اور تفسیر حسینی علامہ حسین بن العلی الواعظ الکاشفی مطبوعہ نولکشور ص ۲۴۷ سطر ۳ - اور تفسیر معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ بمبئی ص ۳۹۲ سطر ۱۲ پر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا جبکہ سورہ برات سے دس آیتیں پیغمبر صلعم پر نازل ہوئیں تو حضرت نے ابوبکر کو بلایا تاکہ اہل مکہ پر جاکر وہ آیتیں پڑھ آئیں اس کے بعد مجھے بلایا - اور مجھ سے فرمایا کہ فوراً ابوبکر سے راستہ ہی میں جا ملو پس جہاں بھی اس سے ملو وہ آیتیں اس سے لے لو پس ابوبکر واپس لوٹ آیا - اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے بارہ میں کوئی حکم نازل ہوا ہے فرمایا نہیں مگر جبرئیل نے مجھے آکر کہا ہے کہ تیری رسالت کو کوئی ادا نہیں کر سکتا - مگر یا تو خود آپ ادائے رسالت کریں یا جو شخص کہ تجھ میں سے ہو -

قسطلانی شرح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ برات اور فتح الباری شرح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ برات اور رسالہ فضائل جناب امیر علیہ السلام امام حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی اور ازالۃ الخفا ولی اللہ فصل ششم در بیان عمومات و تعریضیات قرآن بخلافت خاصہ از مقصد اول اور تاریخ سعید بن مسعود گاذرونی اور عمدۃ القاری شرح بخاری علامہ عینی اور تفسیر الملخص شیخ تقیۃ الدین ابو العباس احمد بن یوسف بن حسن کواشی اور نزل الابرار مرزا محمد بدخشانی قسم اول باب اول اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ امرتسری ص ۱۸۲ پر بہ سند امام احمد حنبل و امام نسائی و طبری و ابو یعلے و حاکم و خوارزمی و ابن عساکر و ابن یوسف گنجی و محب طبری و سیوطی وغیرہ اور تفسیر ثعلبی اور تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی اور کتاب درج الدرر اصیل الدین محدث اور تاریخ ابن کثیر وقائع سنہ ۹ھ اور ریاض النضرہ باب رابع مناقب علی ابن ابیطالب قسم ثانی اور جذب القلوب شیخ عبد الحق محدث اور شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق محدث کتاب المناقب باب مناقب علی ابن ابیطالب اور ترمذی مطبوعہ دہلی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ توبہ ص ۵۵ اور ابطال الباطل فضل ابن روزبہان فی جواب المطلب الرابع فی ان علیا صاحب الحوض واللواء والصراط من القسم الثالث فی الفضائل الخارجیہ اور معارج النبوت اور قرۃ العینین ولی اللہ ص ۲۷۴ - اور روضۃ الاحباب اور حبیب السیر اور مدارج النبوت اور بخاری میں تین مقامات پر کتاب تفسیر القرآن باب تفسیر قولہ تعالے واذان من اللہ ورسولہ

(۲) کتاب الصلوٰۃ باب مایستر من العورۃ (۳) کتاب الحج باب لا یطوف بالبیت عریان، اور فتح الباری شرح بخاری ابن حجر کتاب التفسیر اور جمع الجوامع ملا جلال الدین سیوطی اور کنز العمال تفسیر سورہ توبہ فصل رابع فی التفسیر من کتاب الاذکار من حرف ہمزہ اور روضۃ الصفا اور کتاب موفقیات ابن ابی الحدید جزو عاشر شرح نہج البلاغۃ وغیرہ میں بھی تبلیغ سورہ برات سے ابوبکر کی معزولی کا مفصل تذکرہ لکھا ہے۔ متلاشی حق ضرور ملاحظہ کرے۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد سوئم صفحہ ۲۰۵ پر ہے کہ جب ابوبکر سورہ برات حضرت کے حوالہ کر کے، واپس آیا تو اس کو آنحضرت پر بہت غصہ آیا۔

قرۃ العینین شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۳۴ پر ہے کہ آنحضرت نے ابوبکر اور عمر دونو کو سورہ برات دے کر بھیجا۔ ابھی وہ جا رہے تھے کہ پیچھے سے ایک سوار آیا۔ پوچھا۔ کون ہے۔ فرمایا میں ہوں علی ابن ابیطالب۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے وہ نوشتہ ان سے لے لیا۔ اور وہ دونو مدینہ کی طرف واپس آئے۔ حضرت نے انسے فرمایا کہ ہم کو حکم ہوا ہے۔ کہ تبلیغ رسالت یا خود کروں یا وہ کرے جو تم میں سے ہو۔

امامت حضرت ابوبکر صاحب

تیسیر الباری پارہ سوئم صفحہ ۱۵ تا صفحہ ۱۷ مطبع احمدی لاہور میں ہے کہ آنحضرت کے مرض الموت کے وقت ابوبکر نے امامت کرائی۔ اور جب آنحضرت خود مسجد میں تشریف لے آئے تو ابوبکر نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن آنحضرت نے اس کو وہاں ہی کھڑا رہنے کا اشارہ کیا۔ اور خود ابوبکر کی ایک طرف بیٹھ گئے۔ آنحضرت نماز پڑھاتے تھے۔ اور ابوبکر حضرت کی پیروی کرتا۔ اور دوسرے لوگ ابوبکر کی اقتدا کرتے۔ کشف المغطا مطبوعہ صدیقی لاہور صفحہ ۲۴ پر ہے۔ کہ آنحضرت نے عبدالرحمان بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی۔ ناظرین اوّل یہ بات ہے کہ یہ حدیث وضعی ہے جو ہمارے لئے حجت نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت علی علیہ السلام جنگ تبوک کے ایام میں ایک مہینہ تک امامت کراتے رہے اور آنحضرت کے حکم سے صحابہ تمام گردو نواح میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے اور امامت کرتے۔ جنگ بدر کو جاتے ہوئے آنحضرت نے معشیر بن عبدالمنذر کو حاکم مدینہ و امام نماز بنایا۔ غزوہ مصطلق کو جاتے ہوئے جعال ضمیری کو حاکم مدینہ و امام نماز بنایا۔ عبداللہ ابن ام مکتوم کو تیرہ دفعہ حاکم مدینہ و امام نماز بنایا۔ پس امامتِ نماز سے نیابت رسول ثابت نہیں ہوتی۔

سیرۃ حلبیہ جلد سوئم صفحہ ۳۵۵ پر ہے کہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ آنحضرت کا پیش نماز بن سکے۔ کیونکہ حضرت کے آگے ہونا کسی کو بھی کسی حالت میں جائز نہیں خواہ نماز ہو یا کوئی امر ہو۔ عذر ہو یا بلا عذر ہو۔ کیونکہ خدا نے اس سے منع کیا ہے اور خود آنحضرت کا ارشاد ہے کہ جو امام ہوتا ہے وہ شافع ہوتا ہے۔ تو پھر آنحضرت کا کون شافع ہو سکتا ہے

مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام اذا عرض لہ عذر۔ بخاری کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ۔ بخاری باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ من ابواب الجماعۃ۔ روضۃ الاحباب۔ شرح مسلم نووی جلد اول صفحہ ۱۷۷۔ بخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیوتم بہ۔ قسطلانی جلد دوم صفحہ ۴۲۔ استیعاب ذکر حالات ابوبکر میں ہے کہ جب آنحضرت مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضرت کے حکم سے ابوبکر امام بنا اور آنحضرت ماموم بنے۔ ناظرین اگر امام بننے سے ہی حق خلافت قائم ہو جاتا ہے تو اسامہ اور عمرو بن عاص بدرجہ اولےٰ امام ہوئے جنکے پیچھے ابوبکر اور عمر نے کئی دفعہ نماز پڑھی اور نیز جنگ میں ماتحت کئے گئے۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ آنحضرت نے بلال کو حکم دیا کہ ابوبکر سے کہدو کہ وہ نماز پڑھائے۔ استیعاب میں ہے کہ چونکہ ابوبکر نہ ملا۔ اس لئے عمر کو نماز پڑھا دینے کو کہا گیا۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ ابوبکر کو نماز پڑھانے کو کہا گیا۔ مگر اس نے عمر کو نماز پڑھانے کو کہا۔ پھر مدارج النبوۃ میں ہے کہ بلال نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کو کہا لیکن اس نے رونا شروع کر دیا۔ اور اس پر دوسرے مسلمانوں میں رونے کا شور برپا ہوا۔ آنحضرت رونے کی آواز سن کر خود مسجد میں آئے اور نماز پڑھائی۔ شمع الیقین میں ہے کہ شارح ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اس کے استاد ابو یعقوب نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کو نماز پڑھانے کے لئے کہدو کسی خاص شخص کی تعیین نہ تھی شمع الیقین میں ہے کہ احیاء العلوم امام غزالی میں بروایت امام باقر علیہ السلام لکھا ہے کہ آنحضرت نے ابوبکر کو پیش نمازی سے معزول کیا اور فرمایا کیا ہو گیا ایک گروہ کو کہ میرے حکم کے بغیر میرے اہلبیت پر حسد کرکے تقدم کرتے ہیں۔ خدا انکے شکموں میں آگ بھرے۔

شرح مسلم نووی جلد اول صفحہ ۱۷۷۔ اور شرح قسطلانی جلد دوئم صفحہ ۴۲ پر ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے زعم کیا ہے کہ ابوبکر ہی امام تھا اور نبی اکرم اس کے مقتدی تھے لیکن صواب یہ ہے کہ حضرت نبی ہی امام تھے (انہ ابوبکر)

درج الدرر اور روضۃ الاحباب اور حبیب السیر اور تاریخ خمیس میں ہے کہ آنحضرت نے بارہا ابن ام مکتوم کو امامت کے لئے مقرر فرمایا۔ شرح قسطلانی بخاری جلد دوئم صفحہ ۳۲ پر ہے کہ آنحضرت نے غزوہ تبوک میں صبح کی نماز عبدالرحمان بن عوف کے پیچھے پڑھی۔ ریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ المبشرہ اور مسلم کتاب الصلوٰۃ باب

تقدم الجماعۃ من یصلی الخ میں مغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ میں نے عبدالرحمان کو امامت سے پیچھے ہٹانا چاہا۔
مگر رسول اللہ نے منع کیا اور فرمایا کہ اس کو اسی جگہ رہنے دو طبقات ابن سعد میں ہے کہ ابوبکر نے عبدالرحمان
بن عوف کو اپنے زمانہ میں امامت نماز اور امارت حج پر مقرر کیا۔

عمدۃ القاری عینی باب بعث النبی اسامۃ کتاب المغازی میں ہے کہ ابوبکر کو آنحضرت نے صرف
تین دفعہ امیر بنا کر بھیجا ہے۔ یعنی غزوہ بنی فزارہ اور غزوہ بنی کلاب اور حج مکہ میں کسی اور دفعہ ابوبکر کا امیر
بنایا جانا ثابت نہیں۔

شرح مسلم نووی جلد اول ص۱۸۱ ذیل باب امر الائمۃ بتخفیف الصلوۃ فی تمام میں ہے کہ جس کو وسوسہ
شیطانی ہو۔ وہ امامت کے لائق نہیں ہے۔

منہاج الکرامہ ابن تیمیہ جواب مطاعن ابوبکر آخر کتاب اور کنز العمال کتاب امارت باب دوئم فصل دوئم
حرف ہمزہ اور ریاض النضرہ محب طبری خلافت ابی بکر باب اول در مناقب ابی بکر فصل سیزدہم قسم ثانی ذکر استقالہ
ابی بکر من البیعت اور شرح ابن ابی الحدید جواب مطاعن ابی بکر اور تاریخ الخلفا حال ابوبکر فصل فی مبائعۃ اور
صواعق ابن حجر باب اول فصل اول اور مسند احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۴ اور کتاب جامع ابوذر ہروی اور
کتاب موافقت ابن سمان میں ہے۔ اور نیز ابن راہویہ لکھتا ہے کہ ابوبکر نے خطبہ میں کہا کہ اے لوگو۔ آگاہ رہو کہ
میرے ساتھ ایک شیطان ہے۔ جو مجھے عارض ہے پس جب تم دیکھو کہ میں نے معصیت کی تو میرے پاس
سے اٹھ جاؤ۔ تاکہ میں تمہارے بالوں اور تمہاری کھالوں میں اثر نہ کر جاؤں۔ اور میری اس وقت اطاعت کرو
جبکہ میں راہ راست پر ہوں پس اگر میں بھٹک جاؤں۔ تو مجھے راہ راست پر لاؤ۔ ناظرین حسن بصری نے کہا کہ
یہ ایسا خطبہ تھا جو خدا کی قسم پھر کسی نے کبھی نہیں کہا

خلافت حضرت ابوبکر صاحب

کتاب فضائل باہرہ فی محاسن المصر والقاہرہ میں ابن حجر عسقلانی نے وہ خط لفظ بلفظ درج کیا ہے
جو معاویہ نے حضرت محمد بن ابوبکر کو لکھا اس خط کا صحیح ترجمہ یہ ہے خط تیرا پڑھا میں ہمیشہ تیری توقیر کرتا تھا بسبب
اس حق کے جو مجھ پر واجب ہے۔ علیؑ بیشک صاحب سوابق مبارک ہیں اور ہمیشہ رئیس اور سردار ہیں۔ یہاں تک کہ
خلیفہ اول (ابوبکر) اچھلا اور ان کے حق کو چھین لیا پس جو کام ہم لوگ کرتے ہیں۔ اگر حق ہے تو اس کام کے

شروع کرنیوالا تیرا باپ ہے۔ اور اگر خطا ہے تو تیرا باپ اس خطا کا باعث ہے۔ اب تو جو چاہتا ہے۔ اپنے باپ کے حق میں کہہ لے۔

مروج الذہب امام ابوالحسن علی بن الحسن مسعودی صفحہ برحاشیہ تاریخ کامل جلد چھ میں ایک اور خط معاویہ بنام محمد بن ابی بکر منقول ہے جس کا ضروری خلاصہ یہ ہے۔ اے محمد بن ابی بکر۔ ہم لوگ اور تیرا باپ ابوبکر حضرت علی ابن ابی طالب کی فضیلت کو پہچانتے تھے۔ ابوبکر اور عمر نے انکے حق کو چھین لیا اور انکے امر کی مخالفت پر دونوں نے اتفاق کر لیا۔ یہاں تک کہ ابوبکر اور عمر نے بصورت انکار بیعت ابوبکر حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ایک امر عظیم کا قصد کیا (حضرت علی علیہ السلام کو قتل کر دینا چاہا) یہ دونو ملکر خلافت کرنے لگے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو کسی امر خلافت میں شریک کرتے اور نہ ہی اپنے اسرار و راز ان سے بیان کرتے۔ پھر عثمان کو خلافت ملی۔ تو وہ بھی اسی مذہب پر چلا پس۔ اے محمد۔ اگر تیرا باپ سب سے پہلے یہ کارروائی نہ کرتا تو ہم ہرگز حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی مخالفت نہ کرتے۔ بلکہ خلافت انکو سونپ دیتے۔ مگر کیا کریں۔ ہم تو تیرے باپ کے طریقہ پر چل رہے ہیں۔ اب جو چاہو اپنے باپ کے حق میں کہو۔

بخاری مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ پر ہے کہ ایک عورت (نام ندارد) آئی اور عرض کیا۔ یا حضرت۔ اگر میں آپ کو نہ پاؤں یعنی جب آپ راہ سپر عالم باقی ہو جائیں تو کس کے پاس آؤں۔ آنحضرت نے فرمایا ابوبکر کے پاس آنا

ابن حجر صواعق محرقہ جلد سوم صفحہ ۳۵۹ پر لکھتا ہے کہ ابھی تک اس عورت کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

ابوبکر کی خلافت پر ایک دلیل پیش کی جاتی ہے۔ کہ اس نے آنحضرت کے ایام مرض میں امامت کرائی۔ حالانکہ یہ سراپا غلط ہے اور اگر بغرض بحث مان بھی لیا جاوے تو عبدالرحمان بن عوف کو حق خلافت بدرجہ اولے حاصل ہے جو باتفاق علمائے اہلسنت امام بنا اور رسول مقبول ماموم بنے۔ دیکھو اصابہ فی معرفتہ الصحابہ ترجمہ عبدالرحمان بن عوف۔

ازالۃ الخفا ولی اللہ فصل ششم بیان آیات قرآن و تعریفات اور کنز العمال ملا علی متقی فضائل ابوبکر ترجمہ شمائل ابوبکر کتاب الفضائل باب الفاء میں بروایت حضرت سلمان لکھا ہے کہ مجھ سے عمر بن خطاب نے پوچھا کہ آیا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ سلمان نے فرمایا کہ اگر تو مسلمان کی زمین میں سے ایک درہم یا اس سے کمتر یا زیادہ غصب کرے اور پھر اس کو وہاں رکھے جہاں اس کے رکھے جانے کا حق نہیں ہے۔ تو تو بادشاہ ہے

کتاب الامامت و السیاست میں ہے کہ ابوبکر نے حضرت عباس سے کہا کہ ہم (ابوبکر اور عمر) آپ کو کچھ دے

دیتے ہیں۔ اور آپ مطالبۂ حق سے باز رہیں حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ کہ اگر ہمارا حق ہے۔ تو ہم خاموش کیوں رہیں اور اگر ہمارا حق نہیں ہے تو تم دیتے کیوں ہو۔

کتاب الامامت والسیاست ص۲۱ پر ہے کہ ابوبکر نے مرتے دفعہ کہا، کاش رسول اللہ سے ہم دریافت کر لیتے کہ حضرت کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔ تاکہ پھر کوئی نزاع نہ کرتا اور کاش پوچھ لیتے کہ اس میں انصار کا بھی حق ہے یا نہیں۔ عمر کی حسرت ابوبکر کی حسرت سے بڑھ چڑھ کر ہے جیسا کہ الفاروق حصہ دوئم ص۲۳۳ پر ہے کہ عمر کہا کرتا۔ کاش رسول اللہ تین چیزوں کی حقیقت بتا جاتے اور مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی۔ خلافت۔ کلالہ۔ ربا۔ نیز عمر نے بوقت مرگ بڑی حسرت سے کہا کہ اگر خالد بن ولید زندہ ہوتا۔ تو میں اپنے بعد اس کو خلیفہ بناتا۔

کتاب الامامت والسیاست ص۱۸ پر ہے کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم نے انصار سے قرابت رسول کی دلیل پر خلافت کو حاصل کیا۔ اور ہم اہلبیت سے اب یہی خلافت از راہِ غصب لیتے ہو یعنی قرابتِ رسولؐ کے لحاظ سے بھی میں تم سے زیادہ حقدارِ خلافت ہوں۔ اسی کتاب الامامت ص۲۶ پر ہے کہ جناب فاطمہؑ نے اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑی ہو کر فرمایا ہم جہاں تک جانتے ہیں۔ تم سے بدتر کوئی قوم نہ ہوگی۔ جس نے آنحضرت کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ دیا اور جا کر باخود ہا خلافت کا فیصلہ کر لیا جس میں کسی طرح ہمارے حقوق کی رعایت نہیں کی گئی۔

شرح نہج البلاغۃ علامہ ابن ابی الحدید میں ہے کہ خلافت ابوبکر کے قائلین نے جب شیعوں کا استدلال احادیث سے دیکھا۔ تو مقابلہ میں انہوں نے بھی ابوبکر کے لئے احادیث وضع کیں۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں جو یہ حدیث مشہور تھی کہ رسول اللہ نے آپ کو اپنا بھائی مقرر کیا۔ تو ابوبکر کے لئے یہ حدیث بنائی گئی کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اگر ہم کسی کو اپنا خلیل بناتے تو ابوبکر کو بناتے۔ مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب آیہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کا نزول ہوا۔ تو ابوبکر اپنے دامن میں پتھر کنکر بھر لیتا اور جب آنحضرت کے سامنے بیٹھتا تو اپنے منہ کو پتھر کنکروں سے ٹھونس لیتا کیا اچھا ہوتا۔ اگر کوئی شخص اس کے نتھنے بھی بند کر دیتا۔

کتاب زین الفتی ابومحمد احمد بن علی العاصمی میں ہے کہ جب ابوبکر خلافتِ رسول پر جلوہ افروز ہو چکا تو قیصر نے یکصد علمائے نصاریٰ کو منتخب کیا کہ خلیفۂ رسولؐ کے پاس جاویں اور وہ مسائل پوچھیں جو انبیا سے پوچھے جاتے ہیں۔ اگر وہ خلیفۂ رسول ہوا۔ تو ضرور جواب دیگا۔ ورنہ وہ دھینگا مشتی اور ریشہ دوانیوں سے خلیفہ بن بیٹھا ہے چنانچہ جب ابوبکر سے وہ سوالات کئے گئے تو ابوبکر کبھی معاذ بن جبل کی طرف دیکھتا اور کبھی ابن مسعود کی طرف۔ اس پر راس جالوت نے عبرانی میں کہا کہ یہ شخص یعنی رسول اللہ پیغمبر نہ تھے۔ نہیں تو انکا خلیفہ کچھ تو باعلم ہوتا۔ حضرت سلمان

فارسی نے کہا۔ بلاؤ اس شخص (حضرت علی علیہ السلام) کو جو اہل تورات کو احکام تورات کے مطابق اور اہل انجیل کو احکام انجیل کے مطابق اور اہل زبور کو احکام زبور کے مطابق جواب دے جناب امیر علیہ السلام نے قدم رنجہ فرمایا اور چٹکیوں میں کل مسائل حل کر دئے جس پر وہ معترض (سرگروہ اعتراض کنندگان) بلا اختیار اسلام لے آیا اور کہا میں توحید اور رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ وصی رسول اللہ ہیں۔ اور دوسرے مسلمانوں نے حضرت علی علیہ السلام کو مفرج الکرب کا خطاب دیا۔ اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ۔

کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ صفحہ ۱۹ پر ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو (جبراً) ابوبکر کے پاس لایا گیا تو حضرت نے فرمایا میں بندۂ خدا اور برادر رسول ہوں جب آپ سے بیعت ابوبکر کے لئے کہا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا میں زیادہ مستحق ہوں کہ میری بیعت کی جاوے میں ہرگز بیعت نہ کروں گا تم لوگوں نے انصار سے خلافت کو قرابت رسول کی دلیل پر حاصل کیا ہے (اسی دلیل پر) تم لوگ ہم اہلبیت سے خلافت غصب کر رہے ہو۔ کیا تم نے انصار سے اپنے اس گمان کو بیان نہیں کیا کہ تم لوگ اس وجہ سے مستحق خلافت ہو کہ رسول اللہ تم لوگوں میں سے تھے۔ تو انصار نے تمہارے اس دعوے کو قبول کیا اور خلافت کو تمہارے حوالہ کر دیا۔ اب اس حجت کو جب ہم تم پر پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے زندگی اور موت دونوں میں ہم اولے ہیں۔ تو تم ہی انصاف کرو۔ اگر تم لوگ مومن ہو۔ ورنہ اپنے ظلم کی جگہ دیکھ لینا جس کو تم جانتے ہو۔ عمر نے کہا جب تک ابوبکر کی بیعت نہ کرو گے ہم تم کو نہیں چھوڑینگے۔ حضرت نے فرمایا اے عمر آج دودھ دے اس کے لئے کہ تیرا بھی حصہ ہے اور اس کے امر کو مضبوط کر کل وہ تجھے واپس دے گا پھر حضرت نے کہا اے عمر ہم تیرے قول کو ہرگز قبول نہ کرینگے۔ اور نہ ابوبکر کی بیعت کرینگے

کنز العمال فضائل ابوبکر از قسم افعال ترجمہ شمائل ابوبکر کتاب الفضائل باب الفا میں لکھا۔ کہ ایک اعرابی ابوبکر کے پاس آیا اور پوچھا۔ کیا تو خلیفہ رسول ہے۔ ابوبکر نے کہا نہیں تو اعرابی نے پوچھا۔ کہ پھر تو کیا ہے۔ ابوبکر نے کہا میں تو آنحضرت کے بعد خالفہ ہوں یعنی بیٹھنے والا۔ نیز خالفہ سے مراد وہ شخص بھی ہے جس میں کوئی خیر و برکت نہ ہو اور جس سے لوگ دین و دنیا میں بے نیاز نہ ہو سکیں ملاحظہ ہو مجمع بحار الانوار علامہ شیخ محمد طاہر مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۳۰ سطر ۴ اور شرح عینی مطبوعہ مصر جلد ہفتم صفحہ ۵۵ اور نہایہ ابن اثیر جزری مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵ سطر ۲۴ اور انوار اللمعہ مولوی وحید الزمان صفحہ ۹۹۔

کتاب مواقف مقصد ثالث فی ما یثبت بہ الامامۃ میں ہے جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ (ابوبکر کو) امامت اختیار اور بیعت سے حاصل ہوئی تھی۔ نہ کہ بروئے قرآن و حدیث۔ تو جاننا چاہئے کہ اس میں سب اصحاب کے اجماع کی حاجت

نہیں۔ کیونکہ اس پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل قائم نہیں ہوتی۔ بلکہ امامت کے مقرر ہونے کے لئے اہل حل وعقد میں سے ایک یا دو شخصوں کا بیعت کر لینا کافی ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ صحابہ سے باوجود اس مضبوطی کے جو وہ دین میں رکھتے تھے۔ ایسی بیعت ہی کو کافی سمجھا ہے۔ جیسا کہ عمر نے بیعت کر کے ابوبکر کی خلافت مقرر کی۔ اور عبد الرحمان بن عوف نے بیعت کر کے عثمان کی خلافت مقرر کی۔ کل امت کا اکٹھا ہونا۔ تو ایک طرف رہا۔ انہوں نے ان لوگوں کے اکٹھا ہونے کو بھی ضروری نہ سمجھا جو کہ مدینہ میں تھے اور کسی شخص نے بھی انکے اس فعل پر اعتراض نہ کیا (غلط ہے سینکڑوں اصحاب رسول معترض ہوئے۔ اور مرتے دم تک ثلاثہ کی بیعت نہ کی) اور اسی بات پر آجتک کئی زمانے گذر چکے ہیں۔

کتاب الامامت والسیاسۃ علامہ ابن قتیبہ میں ہے کہ ابوبکر کا غلام قنفذ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا آپ کو خلیفۂ رسول بلاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم لوگوں نے آنحضرت پر جھوٹ باندھنے میں بہت جلدی کی۔

تفریح الاحباب فی مناقب الاصحاب فصل خلافت ابوبکر صہ ۴۹ پر مسند امام احمد بن حنبل اور دلائل النبوت امام بیہقی سے حدیث لکھی ہے کہ عمر بن سفیان سے روایت ہے کہ اس خلافت کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کوئی عہد اور حکم نہیں فرمایا تھا لیکن ہم نے اپنی رائے سے ابوبکر کو خلیفہ بنایا پس ابوبکر اس پر قائم ہو گیا۔ اور مرتے دم تک مضبوطی سے قائم رہا پھر ابوبکر نے اپنی رائے سے عمر کو خلیفہ بنایا پس وہ بھی اس پر قائم ہو گیا یہاں تک کہ دین اپنی جگہ پر قائم رہا (غلط ہے بدعات شیخین شمار سے باہر ہیں) پھر اقوام (عثمان معاویہ وغیرہ) نے دنیا طلب کی پس ان میں بہت سے ایسے کام ہوئے کہ جن کے بارے میں اللہ فیصلہ کرے گا۔

کنز العمال جلد سوم صہ ۱۲۵ پر ہے کہ رافع بن ابی رافع کہتا ہے کہ جب ابوبکر کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تو ہم نے کہا کہ یہ تو ہمارا وہی صاحب ہے جو ہم کو حکم دیا کرتا کہ کبھی دو آدمی پر بھی حکومت نہ کرنا۔ اسی خیال سے ہم نے گھر سے سفر کیا۔ اور وارد مدینہ ہوئے۔ ابوبکر سے ملاقات کر کے ہم نے کہا۔ ہم کو پہچانتے ہو۔ ابوبکر نے کہا۔ ہاں۔ تب ہم نے کہا یہ بھی تم کو یاد ہے کہ تم ہم کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ دو آدمیوں پر بھی حکومت نہ کرنا۔ پھر تم کو کیا ہو گیا کہ ساری امت کے حاکم بن بیٹھے۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ رسول اللہ نے انتقال کیا۔ اور لوگ کفر کے ساتھ تازہ عہد تھے لہذا ہم کو (یعنی مجھے اور عمر کو) یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ اور اختلاف نہ پیدا ہو۔ اس لئے ہم اس میں داخل ہوئے حالانکہ ہم اس امر سے کراہت رکھتے تھے۔

تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۲۰ پر ہے کہ خالد بن سعید بن عاص آنحضرت کی طرف سے یمن کا عامل تھا۔ اس نے دو ماہ تک ابوبکر کی بیعت نہ کی۔ جب یہ مدینہ میں آیا۔ تو اس نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ اے فرزندان عبد مناف۔ کیا تم لوگ بالکل مغلوب ہو گئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تو اس کو خلافت سمجھتا ہے یا زبردستی اس نے عرض کیا۔ کہ تم لوگوں سے کوئی شخص اولے بہ خلافت نہیں ہے جو اس امر پر زبردستی لی جائے۔

روضتہ الاحباب میں ہے کہ جب معاویہ نے جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے لشکر پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا۔ تو عمرو بن عاص نے کہا۔ اے معاویہ۔ تو حضرت علی علیہ السلام جیسے شخص پر پانی بند کرتا ہے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر تمام زمانہ حضرت علی علیہ السلام کے خلاف ہو گیا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ کاش اس وقت میرے ہمراہ چالیس آدمی ہوتے۔ تو میں اپنے حق کے مطالبہ پر کھڑا ہو جاتا۔

تفریح الاحباب امام احمد بن حنبل صفحہ ۱۹۱ پر بروایت عبداللہ بن مسعود لکھا ہے کہ عمر بن خطاب کو لوگوں پر یہ فضیلت ہے کہ اس کی رائے سے ابوبکر خلیفہ ہوا۔ اور عمر پہلا شخص ہے جس نے ابوبکر کی بیعت کی۔

کتاب تمہید ابوالشکور سلمی صفحہ ۱۶۹ پر ہے کہ خلافت کے لئے کسی شخص کے حق میں نص نہ تھی۔ اگر ہوتی۔ تو اصحاب رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اتنی جلدی آنحضرت کے دفن ہونے سے پہلے آنحضرت کے حکم کی اور وصیت کی مخالفت نہ کرتے یعنی سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلیفہ سازی نہ کرتے۔

مسند امام احمد حنبل جلد اول صفحہ ۱۰ پر ہے کہ ابوبکر کو لوگوں نے خلیفۃ اللہ کے لقب سے پکارا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میں خلیفۂ رسول اللہ ہوں۔ اور میں اس پر راضی ہوں۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر شروع مقصد خامس از باب حادی عشر در فضائل اہلسنت تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی خلافت ابی بکر فصل فی نبذ من حلمہ و تواضعہ۔ کنز العمال کتاب الامارت والخلافت حرف الالف ریاض النضرہ محب طبری باب اول قسم ثانی فصل دوازدہم ذکر تواضع ابوبکر میں لکھا ہے کہ امام حسن علیہ السلام ابوبکر کی طرف آئے جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر تھا۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر میرے باپ کے بیٹھنے کی جگہ پر سے اتر جا۔ ابوبکر نے کہا۔ خدا کی قسم۔ صاحبزادے تو نے سچ کہا ہے۔ کہ یہ منبر تیرے باپ کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ میرے باپ کی نہیں ہے۔ اس کے بعد ابوبکر نے امام حسن علیہ السلام کو پکڑ کر گود میں بٹھا لیا اور رونے لگ پڑا۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ واللہ حسن نے میرے سکھانے سے یہ

بات نہیں کہی ہے ۔بلکہ خود بخود ایسا کہا ہے اس پر ابوبکر نے کہا اے علیؑ آپ نے سچ فرمایا ہے ۔خدا کی قسم میں نے بھی تو آپ کو تہمت نہیں دی ناظرین اس روایت میں ابوبکر کا قسم کھانا قابل غور امر ہے ۔یہی روایت کتاب المناقب ابن شہر آشوب اور فضائل السمعانی اور تاریخ خطیب میں بھی مذکور ہے۔

ابوبکر انباری نے بھی روایت بالا کو بیان کیا ہے انساب سمعانی میں ابوبکر انباری کی بے مثل قابلیت اور عظیم المرتبہ عالم کو تسلیم کیا گیا ہے ۳۲۸ھ میں فوت ہو گیا۔

شرح المشکوٰۃ الشیخ عبدالحق دہلوی کتاب الزکوٰۃ باب من لا یحل لہ الصدقہ میں ہے کہ امام چھوٹی عمر میں صاحب عقل تھے اور بہ تحقیق یہ دونوں امام یعنی امام حسن اور امام حسین علیہم السلام نہایت چھوٹی عمر میں تھے جبکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی احادیث ضبط کی ہوئی تھیں ۔اور آنحضرت کی وفات کے وقت امام حسن کی عمر آٹھ سال کی تھی ۔کیونکہ آپ ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے تھے۔

خفاجی نے ریحانۃ الالبا میں ابن حجر مکی کو صاحب فضل و کمال تسلیم کیا ہے ۔شیخ عبدالحق نے ماثبت بالسنتہ میں اس کو شیخ الفقہاء والمحدثین لکھا ہے اور کشف الظنون میں اس کو امام اور حافظ کا لقب دیا گیا ہے ۹۷۴ھ میں فوت ہوا۔

علامہ یافعی نے اپنی تاریخ میں ۴۰۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ سید رضی (علیہ الرحمۃ) نے نو سال سے تھوڑی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا نیز لکھا ہے کہ ابو الفتح نحوی کہتا ہے ۔کہ شریف رضی ابو الحسن موسوی کی عمر ابھی دس سال نہیں ہوئی تھی ۔کہ ابن سیرافی کے پاس حلقۂ شاگرداں میں بیٹھا تھا ۔ابن سیرافی تعلیم کے طور پر اعراب کا ذکر کر رہا تھا ۔تو کہنے لگا جب ہم کہتے ہیں رایت عمرؔ تو عمر کے نصب کی کیا علامت ہے ۔سید رضی نے فرمایا بغض علیؑ ۔تمام اہل مجلس دنگ ہو گئے۔

درر کامنہ عسقلانی ۔نفحات الانس جامی ۔تاریخ ابن رافع ۔طبقات فقہائے شافعیہ ۔طبقات السنوی ۔طبقات الخواص یمنی میں ہے کہ امام یافعی گیارہ سال کی عمر میں بالغ ہو گیا تھا اور علم و فضل میں مشہور زمانہ تھا اس کے اوصاف مثل آفتاب نمایاں بیان سے مستغنی ہیں ۔اس کی تصانیف مفیدہ مختلف فنون میں ہیں ۔اس کو رسول اللہ کی زیارت بھی ہوئی ۔اور آنحضرت نے اس کی شفاعت کا وعدہ فرمایا۔

منہج المقال اور کئی ایک کتب رجال میں مرقوم ہے کہ عبدالکریم بن طاؤس العلوی نے صرف چالیس دن استاد سے تعلیم حاصل کی ۔اور اس کی عمر چار سال کی تھی جبکہ اس نے مستقل طور پر کتابت کا فن حاصل کر لیا ۔او۔

اس کو استاد کی ضرورت نہ رہی۔

لوامع الانوار فی طبقات الاخیار امام عبدالوہاب شعرانی اور شرح بخاری کرمانی میں ہے کہ ابو محمد سفیان ابن عیینہ نے جو علمائے اخیار میں سے ہے چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا۔ اور سات برس کی عمر میں حدیث کی کتابیں تالیف کیں۔

صاحب منتہی الکلام نے مسلک اول میں امام عبدالوہاب شعرانی کی قابلیت پر فخر و مباہات کیا ہے۔

رسالہ انتباہ فی سلاسل الاولیا شاہ ولی اللہ میں ہے کہ شعرانی عارف باللہ اور صاحب تصانیف تھا۔ مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر کو جبکہ وہ چار سال سے کم عمر کا تھا۔ غزوۂ خندق کے دن کا مفصل واقعہ ضبط تھا۔

شرح مسلم نووی میں ہے کہ غزوۂ خندق ۴ھ میں ہوا جبکہ عبداللہ بن زبیر کی عمر چار برس سے کم تھی۔ اور اس کا واقعہ غزوۂ خندق کو ضبط میں رکھنا۔ ان جمہور محدثین کی تردید کرتا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ پانچ برس کی عمر سے پہلے کسی بچہ سے حدیث سننی صحیح نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ خواہ بچہ چار برس کا ہو۔ یا اس سے کم ہو اگر اس کو تمیز حاصل ہے۔ تو اس سے حدیث سننی صحیح ہے۔ اور اس حدیث میں ابن زبیر کی منقبت ہے۔

ابو یحییٰ انصاری نے فتح الباقی شرح الفیتہ العراقی میں۔ ابراہیم لقانی مالکی نے کتاب قضاء الوطر من نزہتہ النظر فی توضیح نخبتہ الفکر فی مصطلح اہل الاثر میں۔ ملا علی قاری نے کتاب شرح الشرح النخبتہ الفکر میں۔ اور جلال الدین سیوطی نے تدریب شرح تقریب میں۔ ابن الصلاح نے علوم حدیث میں۔ ابن نقی نے مدینتہ العلوم میں عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں خطیب بغدادی نے کفایہ میں لکھا ہے۔ کہ خطیب کہتا ہے۔ کہ میں نے پانچ برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ اور مجھے چار برس کی عمر میں ابوبکر ابن المقری کے سامنے پیش کیا گیا بعض نے کہا۔ کہ یہ ابھی بہت چھوٹا ہے۔ کہ حدیث سن سکے۔ ابن المقری نے مجھے کہا۔ پڑھ سورہ کافرون۔ میں نے پڑھ دی پھر کہا پڑھ سورہ تکویر۔ میں نے پڑھ دی۔ پھر کہا پڑھ سورہ المرسلات میں نے وہ بھی پڑھ دی۔ اور کوئی غلطی نہ کی۔ ابن مقری نے کہا۔ اس بچہ سے حدیث سنا کرو میں عہد کرتا ہوں۔ کہ جو حدیث یہ بیان کرے گا۔ اس کا میں ذمہ وار ہوں۔

ابن الصلاح نے کتاب علوم حدیث میں لکھا ہے کہ بہ تحقیق ہمیں ابراہیم بن سعید جوہری سے پونچا ہے کہ اس نے کہا میں نے ایک چار رسالہ لڑکے کو دیکھا جس کو گود میں اٹھا کر مامون رشید کے پاس لائے۔ بہ تحقیق اس نے

قرآن کی قرأت کی اور مسائل میں اجتہاد کرتا تھا اس میں صرف یہ بات تھی کہ جب اسے بھوک لگتی تو رو پڑتا۔

خطیب نے کتابیہ میں۔ محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ ابن جماعۃ الکنانی نے کتاب منہل روی فی اصول
حدیث النبی میں۔ ملا علی قاری نے شرح الشرح نخبۃ الفکر میں بسند شرح بخاری کازرونی۔ عینی نے عمدۃ القاری
میں اور ارنیقی نے مدینۃ العلوم میں بعینہ واقع بالا درج کیا ہے۔

مسل بن عبد اللہ قستری شیخ الاسلام زکریا انصاری نے احکام الدلالہ علی تحریر الرسالہ اور یافعی نے
مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ سہل کہتا ہے۔ کہ میں تین سال کا تھا جبکہ میں رات کو جاگا کرتا اور عبادت خدا کرتا۔

شیخ الاسلام ابو یحییٰ ذکریا انصاری شافعی نے فتح الباقی شرح الفیتہ العراقی میں لکھا ہے کہ قاضی
ابو عمر ہاشمی نے پانچ برس کی عمر میں سنن ابوداؤد کو پڑھا۔ لوگ اس سے حدیث سننے کے عادی تھے اور اس
سے حدیثیں سنکر ضبط کیا کرتے۔

علامہ ابن القیم نے زاد المعاد میں اور امام احمد بن حنبل نے مسند میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ فی معرفۃ
الصحابہ میں لکھا ہے کہ ام سلمہ کہتی ہے کہ جب میرا شوہر ابو سلمہ مر گیا اور میری عدت گذر چکی۔ تو رسول اللہ نے
مجھے پیغام نکاح دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں بال بچہ دار عورت ہوں۔ اور نیز میرا کوئی ولی اس وقت موجود نہیں
ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر کو کہا اٹھ اور رسول اللہ کے ساتھ میرا عقد کر دے پس اس نے
عقد کر دیا۔ ناظرین! یہ نکاح ماہ شوال ۴ھ میں ہوا۔ اور عمر بن ابو سلمہ کی عمر اس نکاح کے وقت تین سال یا تین سال
سے کم تھی۔ کیونکہ وہ رسول اللہ کی وفات کیوقت ۹ سال کا تھا۔

روضۃ الاحباب۔ تاریخ سبط ابن جوزی۔ تاریخ خمیس۔ مواہب لدنیہ۔ تحصیل الکمال۔ شیخ عبد الحق دہلوی
اور کتاب الاعلام بسیرۃ النبی میں لکھا ہے۔ کہ یہ نکاح ماہ شوال ۴ھ میں ہوا۔

استیعاب میں عمر بن ابو سلمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ ۲ھ میں ملک حبشہ میں پیدا ہوا۔ اور تاریخ
خمیس میں ام سلمہ کے اولاد کے ذکر میں لکھا ہے۔ کہ عمر وفات رسول کیوقت ۹ سال کا تھا۔ اور وہ ۲ھ میں
پیدا ہوا تھا۔ اور اسد الغابہ میں عمر بن ابو سلمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ وفات رسول کیوقت ۹ سال کا تھا۔

علامہ ابن القیم امام واقدی سے نقل کرتا ہے کہ رسول اللہ نے ام سلمہ سے نکاح کا پیغام اس کے بیٹے
عمر بن ابو سلمہ کو دیا پس اس نے ام سلمہ کا نکاح رسول اللہ سے کر دیا حالانکہ وہ اس وقت خورد سال بچہ تھا۔

فاضل شعرانی نے مختصر فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ کتاب فتوحات مکیہ مصنفہ شیخ محی الدین ابن

عربی کا خلاصہ ہے ، کہ شیخ محی الدین کہتا ہے ۔ کہ میں نے اپنی بیٹی کو جبکہ ابھی شیر خوار تھی ۔ اور اس کی عمر ایک سال کے قریب تھی ۔ کہا ۔ تو کیا کہتی ہے اس شخص کے بارہ میں جو اپنی عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو پس میری بیٹی نے جواب دیا ۔ کہ اس مرد پر غسل واجب ہے ۔ پھر شیخ محی الدین لکھتا ہے کہ میں نے ایسے بچہ کو دیکھا ۔ کہ جس نے ماں کے پیٹ میں ماں کا نام لے کر اسے جواب دیا ۔ اور اس کی ماں نے چھینک لی تو حاضرین نے اس بچہ کی آواز اس کی ماں کے شکم سے سنی ۔ علی بن برہان الدین نے روایت بالا انسان العیون میں بھی لکھی ہے ۔ ناظرین اگر یہ لکھا جائے کہ علمائے اہلسنت اور اصحاب رسول نے ایسی بے سر و پا باتیں کیوں بنائی ہیں ۔ تو ایک علیحدہ کتاب بن جاتی ہے ۔ مشتے نمونہ از خروارے عرض کرتا ہوں کہ اصحاب ثلاثہ کے والدین کافر تھے اس لئے رسول اللہ اور حضرت علی علیہ السلام اور ابراہیم کے والدین کافر قرار دیئے ۔ ثلاثہ بت پرست تھے ۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف بتوں کی حمد و ثنا اور شیطان کی دراندازی منسوب کی گئی ۔ عمر تمام عمر کھڑے کھڑے پیشاب کرتا رہا یہی الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیا گیا ۔ عمر نے شراب مرتے دم تک ترک نہ کی ۔ یہی بات رسول اللہ اور حضرت علی علیہ السلام کے ذمہ لگائی گئی ۔ عمر بحالت جنب نماز پڑھ لیا کرتا تھا ۔ یہی قباحت آنحضرت سے منسوب کیا گیا ۔ ابوبکر پر شیطان غالب ہو جاتا تھا ۔ یہی گناہ کا مجرم آنحضرت کو ٹھہرایا گیا ثلاثہ صدق و صفا سے قطعاً عاری تھے ۔ اسی سبب سے تین جھوٹ ابراہیم کی طرف منسوب کیئے گئے ۔ عمر وغیرہ بحالت روزہ جماع کر لیا کرتا ہے ۔ یہی برائی بروایت عائشہ آنحضرت کے ذمہ لگائی گئی ۔ آنحضرت نے محبت کیوجہ سے جو جو عاشقانہ حرکات اپنے اہلبیت سے کیئے اس سے بڑھ چڑھ کر فدایانہ امور عائشہ کی طرف منسوب کیئے گئے ۔ ثلاثہ نے تمام عمر ختنہ نہیں کرایا تھا یہی فضیحت حضرت ابراہیم کے سر تھوپی گئی ۔ حضرت علی علیہ السلام ماں کے پیٹ میں آنحضرت کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے تھے ۔ اسی طرح شیخ محی الدین علامۂ اہلسنت نے ایک عام لڑکی کو اپنی ماں کے پیٹ میں باتیں کرتے سنا ۔ آئمہ معصومین نہایت خورد سالی میں کامل فقیہ اور رموز قرآن و احادیث سے کما حقہ واقف تھے ۔ ویسے ہی علمائے اہلسنت یہ خارق عادات باتیں عامۂ مسلمین کے بچوں میں ظاہر کر رہے ہیں عائشہ و حفصہ کی پردہ پوشی کی آڑ میں زینب دختر رسول اللہ کو کافر بنایا جاتا ہے ۔ آنحضرت کو مبعوث ہونے سے پہلے عام بازاری لوگوں کی طرح گنہ گار کہا جاتا ہے ۔ بلکہ دوران ظہار نبوت میں بھی گنہگار بنایا جاتا ہے سب سے بڑھ کر غضب تو یہاں تک ڈھایا جاتا ہے ، کہ رسول اللہ صرف دوران نزول وحی میں طیب و طاہر ہو سکتے ہیں ۔ بعد از الفراغ وحی ان سے گنہ کا سرزد ہونا ممکن ہے ۔ ان لوگوں نے گستاخی اور

حق پوشی کی حد ہی کر دی جب یہاں تک کہہ دیا کہ وحی میں بھی ایک دفعہ شیطان نے دراندازی کر دی۔ چلو۔
پیغمبری بقول علمائے اہلسنت ایک من گھڑت ڈھکوسلا ہے۔

تفسیر کشاف اور کتاب مواقف وائل مقصد اول موقف سادس اور تفسیر لباب فی علوم الکتاب عمر
بن عادل حنبلی اور تفسیر ابن حیان میں ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت عطا کی
اور اس کی عقل کو کامل کیا۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں امام فخر الدین رازی سے اور شارح عمدۃ النسفی نے لکھا ہے کہ رسول
اللہ اپنی پیدائش کے دن بھی نبوت کی صفت سے متصف تھے بلکہ بروئے حدیث آنحضرت اس وقت بھی نبی
تھے جبکہ ابھی آدم روح اور جسم کی حالت میں تھا۔

بخاری مطبوعہ مصر جلد چہارم صہ ۱۱۱۔ اور مسند احمد حنبل جلد اول صہ ۵۵۔ اور تاریخ کامل جلد دوئم صہ ۱۲۴۔ اور
مجمع بحار گجراتی جلد سوئم صہ ۹۲۔ اور تاریخ الخلفا امام سیوطی مطبوعہ سرکاری لاہور صہ ۶۳ سطر ۸۔ اور تنقیع بخاری بدر دین
زرکشی اور مفتاح کنز الدرایہ زرکشی اور مسند احمد بن خالد اور ملل والنحل امام شہرستانی مطبوعہ بولاق مصر صہ ۷ سطر ۱۳۔ اور
کتاب عزیز الالفاظ بخاری عیسیٰ بن سہیل اور تاریخ طبری اور بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ہشتم کتاب المحاربین صہ ۸ سطر ۲
پر ہے۔ کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ عمر مر گیا تو ہم فلاں شخص (حضرت علی علیہ السلام)
کی بیعت کرینگے۔ خبردار کوئی اس دھوکہ میں نہ رہے۔ کیونکہ ابوبکر کی بیعت بے سوچے سمجھے واقعہ ہوئی تھی۔

کنز العمال میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے خدا
سے تین دفعہ سوال کیا۔ کہ تجھ کو سردار یعنی خلیفہ بنائے مگر خدا نے انکار کیا اور ابوبکر کی خلافت پر راضی ہو گیا۔ ابو طالب
عشاری نے فضائل الصدیق میں اور خطیب نے اور ابن جوزی نے واہیات میں اور ابن عساکر نے اور میزان میں
لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔

محاضرات راغب اصفہانی باب مناقب علی اور کتاب مناقب ابن مردویہ اور کتاب موفقیات زبیر بن بکار
میں ہے کہ عبداللہ بن عباس نے دوران سفر میں عمر بن خطاب کو کہا کہ تم اور تمہارے دوست ابوبکر نے جھپٹا مارا
اور خلافت ہم لوگوں سے چھین لی۔

مروج الذہب مسعودی برحاشیہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد پنجم صہ ۱۶۶ پر ہے کہ حضرت نے مقداد کو کھڑے ہو
کر فرمایا۔ کہ جو ایذا اہلبیت رسول کو بعد وفات رسول دی گئی ہے کوئی شخص ایسی ایذا میں مبتلا نہیں ہوا۔ عبدالرحمان

بن عوف یہ سنکر جل بھن گیا۔ پھر مقداد نے کہا کہ خدا کی قسم اگر مجھ کو مددگار ملجاتے۔ تو مَیں قریش سے ویسا ہی جنگ کرتا جیسا کہ رسول اللہ کے ہمراہ میں نے جہاد کیا۔

منہ العالمین امام غزالی مطبوعہ بمبئی مقالہ رابعہ صنا سطر اول پر ہے کہ ابوبکر نے منبر رسول پر کہا۔ کہ اے لوگو میری بیعت کا حلقہ اپنی گردنوں سے نکال ڈالو کیونکہ مَیں تم میں سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں ہوں۔ صواعق محرقہ ابن حجر میں ہے کہ ابوبکر نے جو یہ کہا تھا کہ میری بیعت توڑ دو۔ یہ محض اس لئے کہا تھا۔ کہ رسول اللہ نے اس قوم کے امام پر لعنت کی ہے جس سے اس کی قوم کراہت کرے۔

سر العالمین امام غزالی اور ابطال الباطل فضل ابن روزبہان اور تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی اور تاریخ خمیس ذکر بیعت ابوبکر من المواطن الحادی العشر اور جامع الاصول کتاب الخلافت والامارۃ من حرف الخاء باب ثانی بعد ذکر حدیث سقیفہ اور ریاض النضرہ محب طبری باب اول قسم ثانی فصل سیزدہم ص ۱۰۴ میں بھی ابوبکر کے اقالہ بیعت کا واقعہ لکھا ہے۔

جامع الاصول کتاب مادہ حرف ہمزہ اور بخاری مطبوعہ مصر جلد سوئم ص ۳۵ ۔ اور مسلم مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد دوئم ص ۹۱ اور مفہم شرح مسلم قرطبی شرح کان لعلی من الناس وجہ حیوۃ فاطمہ اور کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲ اور تاریخ المختصر فی اخبار البشر ملک المؤید عماد الدین اسمعیل ابوالفدا مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۵۶ پر ہے کہ لوگوں نے جناب فاطمہؑ کی وفات پر حضرت علیؑ کی قدر کرنا چھوڑ دی۔

تاریخ طبری حالات سقیفہ و بیعت ابوبکر میں لکھا ہے کہ علیؑ اور زبیر نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا۔ زبیر نے تلوار نکال لی۔ اور کہا کہ مَیں اس کو نیام میں نہیں کروں گا جب تک حضرت علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی جاوے لیکن عمر نے کہا کہ اس سے تلوار چھین لو اور پتھر پر مار کر توڑ ڈالو۔ پھر عمر نے کہا کہ خواہ تم دونو بیعت ابوبکر سے ناخوش اور نارضامند ہو لیکن پھر بھی بیعت کرو۔ پس انہوں نے بیعت کر لی (حضرت علیؑ نے ہرگز ہرگز بیعت نہیں کی)۔

امام طبری نے کتاب احتجاج میں اور انساب سمعانی ترجمہ عباد بن یعقوب رواجنی نسخہ قلمی ص ۳۷۳ ۔ اور شیعہ عالم فضل ابن شاذان نے کتاب ایضاح میں علمائے اہلسنت یعنی سفیان بن عینیہ اور حسن بن صالح بن حی اور ابوبکر بن عیاش اور شریک بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر نے عمر کے ساتھ مشورہ کر کے خالد بن ولید کو بلایا۔ اور کہا کہ جونہی کہ مَیں نماز فجر سے فارغ ہو کر سلام کہوں۔ تم علی بن ابی طالب کو قتل کر دو پس نماز پڑھتے ہوئے ابوبکر کے دل میں حضرت علی علیہ السلام کی سطوت کا خیال آیا۔ اور اس کام کے انجام کو سوچکر متفکر ہوا۔ کہ اگر یہ کام

کرے تو انجام کیا ہوگا پس اس ڈر سے سلام کے موقعہ پر سلام نہ کیا۔ اور سوچ میں پڑا رہا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ بھول گیا ہے آفتاب نکلنے کے قریب ہوگیا۔ پھر تین دفعہ کہا "لا تفعل ما امرتك" یعنی وہ کام نہ کرنا جسکا تم کو حکم دیا گیا تھا پس جناب امیر علیہ السلام نے خالد کی طرف دیکھا۔ کہ وہ شمشیر باندھے ہوئے آپ کے پہلو میں بیٹھا ہے حضرت نے اس سے فرمایا کہ تجھے ابوبکر نے کس کام کا حکم دیا تھا۔ خالد نے کہا حکم یہ تھا کہ آپ کو قتل کردوں۔ حضرت نے فرمایا پھر تو یہ کام کردیتا خالد نے کہا۔ واللہ اگر منع نہ کیا جاتا تو ضرور قتل کردیتا۔

ناظرین اہلسنت کو خاندان نبوت سے یہاں تک عداوت ہے کہ اسی روایت کی بنا پر علمائے اہلسنت فتوے دیتے ہیں۔ کہ نماز میں سلام سے پہلے بات کرلی جائے۔ تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور "لا تفعل ما امرتك" کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔ مگر عوام کو نہیں بتلاتے۔ کہ اس کلمۂ ابوبکر کی علت غائی کیا ہے۔

عبدالکریم سمعانی نے کتاب سمعانی میں لکھا ہے۔ کہ عباد بن یعقوب رواجنی کہتا ہے۔ کہ ابوبکر نے جو خالد سے کہا تھا۔ کہ اب وہ کام نہ کرنا جس کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں نے اس حدیث کے معنی شریف عمر بن ابراہیم حسینی سے کوفہ میں پوچھے۔ اس نے جواب دیا کہ ابوبکر نے خالد کو حکم دیا تھا کہ وہ علیؑ کو قتل کردے بعد ازیں ابوبکر متفکر ہوا اور خالد کو منع کردیا۔ ناظرین عباد بن یعقوب رواجنی کے علم و فضل کا پایہ توثیق علما میں ملاحظہ کریں۔ متفرقات میں ہے۔

کتاب استیعاب عبدالبر مجمع البحار نجرانی جلد سوم صفحہ ۹۳ اور کتاب اصابہ ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ عمر بن خطاب نے سعد بن عبادہ کو بیعت ابوبکر سے انکار کرنے کی وجہ سے شہر بدر کردیا وہ شام کی طرف چلا گیا۔ اور کسی نے اس کو باغ میں سے تیر مارا اور وہ مرگیا قسطلانی کتاب مناقب باب مناقب سعد بن عبادہ میں ہے کہ وہ ایک غسل کی جگہ پر مردہ پایا گیا۔ روضۃ الصفا میں ہے کہ وہ ایک بڑے آدمی کی ترغیب اور سازش سے قتل کیا گیا تاریخ بلاذری میں ہے کہ عمر بن خطاب نے خالد بن مسلمہ کو اشارہ کیا۔ اور وہ تیر سے قتل کیا گیا۔

مسند احمد حنبل جلد ششم صفحہ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ انصار کے اس خاندان سے (خاندان سعد بن عبادہ) محبت رکھنی ایمان ہے۔ اور بغض رکھنا نفاق ہے۔ اور نیز مسند احمد حنبل میں ہے کہ سعد بن عبادہ اور تمام انصار بیعت ابوبکر کے مخالف تھے۔ پھر امام احمد بن حنبل نے محمد بن عبدالرحمان بن سعد بن زرارہ سے اور اس نے قیس بن سعد سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت نے ہم سے ہمارے گھر میں ملاقات کی اور کہا۔ تم پر خدا کی رحمت ہو اور سلامتی ہو۔ پھر آنحضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ کہ خدایا سعد بن عبادہ کی اولاد پر اپنی رحمت اور صلوات بھیج

قسطلانی کتاب مناقب باب مناقب سعد بن عبادہ میں ہے کہ سعد بن عبادہ سردار اور رئیس اور صاحب جود و سخا تھا۔ جو عہد خلافت عمر میں سنہ ۱۴ھ یا سنہ ۱۵ھ میں فوت ہوا۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ سعد بن عبادہ ایک غسل کی جگہ پر مردہ پایا گیا۔ اور اس کا جسم سبز ہو چکا تھا۔ (بوجہ زہر) ابن سیرین کہتا ہے کہ وہ کھڑا ہو کر پیشاب کیا کرتا تھا۔ اس لئے اس کو جنات نے قتل کر دیا ہوگا (مگر جنات نے عمر کو قتل نہ کیا جس کا تمام عمر یہی طریقہ رہا اور جس کی دلی خواہش تھی۔ کہ تمام امت رسول اس کی تقلید کرے۔ کیونکہ وہ کہا کرتا تھا کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے سے حدث واقع ہوتا ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے ..... سیمنٹ رہتی ہے۔ خیر عمر نے بحق خود یہی اصلح خیال کیا ہوگا۔)

نہایت العقول مسئلۃ العاشرہ من اصل العشرین آخر کتاب میں ہے کہ جو یہ قول ہے کہ انہوں نے خلافت ابوبکر میں نزاع کی ہم کہتے ہیں کہ اس بارہ میں جو نزاع تھی۔ وہ سعد بن عبادہ کی موت پر دور ہو گئی۔ اور ہم اسی اجماع کیساتھ تمسک رکھتے ہیں۔

اسد الغابہ ابن اثیر بہ ترجمہ عبداللہ بن عثمان بن ابوبکر حرف عین اور شرح مسلم ملا عبدالعلی مسئلہ قبل اجماع الاکثر مع ندرۃ المخالف اجماع میں ہے کہ سعد بن عبادہ نے مرتے دم تک ابوبکر کی بیعت نہ کی۔

کتاب الامامت و السیاست ابن قتیبہ صفحہ ۱۶ پر ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا (جب ابوبکر نے اس سے بیعت لینی چاہی) کہ خدا کی قسم۔ اگر ہم میں کھڑے ہونے کی طاقت ہوتی۔ (اس وقت یہ بیمار ہے) تو تم ہماری شیرانہ آواز کو سنتے اور تم لوگ نکال دیئے جاتے (خلافت سے) اور پھر اسی قوم میں جاتے جس میں تم تابع تھے نہ کہ متبوع اور گمنام تھے نہ کہ عزیز (طاقتور)

پھر سعد نے کہا خدا کی قسم ہم تمہاری بیعت نہیں کرینگے جب تک ہم اپنے ترکش کے تمام تیر تم پر نہ چلالیں اور تمہارے خون سے اپنے نیزوں اور تیروں کو رنگین نہ کر لیں۔ ہم تمہاری بیعت مرتے دم تک نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کریں۔

سعد بن عبادہ نہ ان (ابکر و عمر وغیرہ) کے ساتھ نماز پڑھتے اور نہ انکے مجمع میں شامل ہوتے اور نہ ہی حج میں انکے ساتھ آتے یہاں تک کہ ابوبکر مر گیا۔ تو سعد مدینہ سے شام کو چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔

قاضی بیضاوی نے سیپارہ اول تفسیر آیہ "فلما انباھم باسمائھم" میں لکھا ہے کہ جاننا چاہیے کہ یہ آیات انسان کی شرافت اور علم کی بزرگی اور بندگان پر اس کی فضیلت ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور

علم خلافت کی شرط ہے بلکہ عمدہ شرط ہے۔

حیات القلوب جلد دوئم صفحہ ۵۲۹ پر جو کتاب شیعہ ہے لکھا ہے کہ اسماء بنت عمیس راوی ہے۔ کہ جب آنحضرت نے بروز خم غدیر حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین بہ حکم خدا بنایا۔ تو ابوبکر کے مکان میں (اسما بنت عمیس اس وقت ابوبکر کے نکاح میں ہے اور اسی گھر میں موجود ہے) مندرجہ ذیل لوگ جمع ہوئے۔

"ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ عبدالرحمان بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو عبیدہ جراح۔ معاویہ بن ابوسفیان۔ عمرو بن عاص (یہ نو آدمی قریش ہیں) ابو موسیٰ اشعری۔ مغیرہ بن شیبہ۔ اوس بن حدثان۔ ابوہریرہ۔ ابوطلحہ انصاری"۔

ان لوگوں نے باہم معاہدہ کیا جو سعید بن عاص اموی نے لکھا اور جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ عہدنامہ ہے جس پر اشراف و روسائے امت محمدیہ نے اتفاق کیا ہے۔ جنکی مدح و ثنا خداوند عالم نے قرآن میں کی ہے۔ اس عہد نامہ پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یاد رکھو کہ آنحضرت نے اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا بلکہ یہ امر ہم مسلمانوں کی رائے اور مشورہ پر چھوڑ دیا ہے۔ آنحضرت نے نہ چاہا کہ خلافت ایک ہی خاندان میں دست بدست پھرتی رہے اور انکی وراثت قرار پائے۔ اور دوسرے مسلمان اس سے محروم ہو جائیں۔ نیز یاد رکھو کہ جب ایک خلیفہ مرنے لگے تو وہ بھی خلافت کو پہلے کی طرح انتخاب مسلمین پر چھوڑ دے اور جو شخص یہ کہے کہ خلافت بروئے قرابت رسول و نص پیغمبر اس کا حق ہے اس کو فوراً قتل کر دو۔ اور اس کا قتل کر دینا ثواب عظیم کا باعث ہے اور رسول اللہ نے بھی اس شخص کا قتل مباح قرار دیا ہے۔ فقط۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ۔ مرقومہ یکم محرم سنہ ۱۰ ھ۔

فدک

قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمۃ نے احقاق الحق میں معجم البلدان یاقوت حموی سے جو اہلسنت کے ہاں معتبر ترین تواریخ ہے نقل کیا ہے کہ فدک قریہ ہے حجاز سے۔ مدینہ سے دو دن کے فاصلہ پر ہے یا تین دن کے فاصلہ پر۔ خداوند عالم نے سنہ ۷ ھ میں رسول اللہ پر صلح کی رو سے فے کر دیا تھا جو خالص رسول اللہ کی ملکیت تھا۔ اس میں پانی کے بہت سے چشمے جاری تھے اور کھجوروں کے کثیر التعداد درخت تھے۔ اور یہی وہ ملک ہے جس کی نسبت جناب سیدہ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ نے اس کو میرے حق میں ہبہ کر دیا ہوا ہے وغیرہ۔

فتح الباری جلد ششم صفحہ ۱۴۰ پر ہے کہ فدک ایک شہر ہے جو مدینہ سے تین منزلوں کے فاصلہ پر ہے۔ فدک رسول اللہ کی ذاتی ملکیت تھا۔ اور اس میں کسی کا دخل نہ تھا۔

شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران جلد دوم قریب نصف حصہ پر ہے کہ بہ تحقیق رسول اللہ جب خیبر سے فراغت پا چکے۔ تو اہل فدک کے دلوں میں خدا نے رعب ڈال دیا پس انہوں نے اپنے تمام نمائندوں کو پیغمبر کی خدمت میں بھیجا۔ اور نصف فدک پر مصالحت کر لی پس انکے نمائندے خیبر ہی میں یا راستہ میں یا قیام مدینہ کے بعد آنحضرت کی خدمت میں پہنچے۔ اور آنحضرت نے یہ فیصلہ منظور کر لیا پس یہ فدک خاصۃً و خالصۃً صرف پیغمبر ہی کا حق تھا۔ بلا اشتراک غیرے، کیونکہ وہ فدک لشکر کی چڑھائی اور اونٹ گھوڑے دوڑانے کے بغیر (یہود بنی نضیر سے) دستیاب ہوا تھا۔

فتوح البلدان علامہ بلاذری صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔ کہ نصف فدک خاصۃً و خالصۃً پیغمبر کا مال تھا۔

بخاری کے باب الخمس اور باب المغازی اور باب المیراث میں بہ تفصیل لکھا ہے کہ عمر نے "وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب" پڑھ کر کہا کہ یہ فدک خالص پیغمبر کا حق ہے۔

معارج النبوۃ علامہ معین کاشفی مطبوعہ نولکشور رکن چہارم صفحہ ۲۲۱ سطر ۲ پر ہے کہ آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو فدک کے مسخر کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر فدک کو یہود بنی نضیر نے بلا مقاتلہ جناب امیر علیہ السلام کے حوالہ کر کے صلح کر لی۔ اس پر حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ خدا فرماتا ہے۔ حق خویشاں ادا کردو۔ آنحضرت نے فرمایا میرے خویش کون ہیں۔ جبرئیل نے عرض کیا۔ جناب فاطمہ ہیں علاقہ فدک انکو دیدیں۔ آنحضرت نے جناب سیدہ کو بلایا اور انکے حق میں علاقہ فدک کے عطیہ کی تحریر کر دی یہی تحریر رسول اللہ کی تھی جو سیدہ نے ابوبکر کے روبرو مطالبہ فدک پیش کی اور فرمایا کہ یہ نوشتہ رسول ہے جو آنحضرت نے میرے اور حضرات حسنین کے حق میں لکھا تھا۔ اور ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۱۹ و صفحہ ۱۲۰ پر ہے کہ جب آیہ و آت ذا القربیٰ حقہ نازل ہوئی۔ تو آنحضرت نے فدک جناب سیدہ کو بخشدیا +

ہبہ فدک

روضۃ الصفا جلد دوئم صفحہ ۷۷۳ سطر ۷ مطبوعہ نولکشور پر ہے کہ سورہ روم آیہ نمبر ۳۷ کے رو سے آنحضرت

نے بحکم خدا علاقہ فدک جناب فاطمہؑ کو ہبہ کر دیا۔ اور ہبہ نامہ تحریر کر دیا۔

قسطلانی صـ ۱۵۵ شمائل ترمذی صـ ۳۲ سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صـ ۳۷۶۔ اور کتاب الامامت و السیاست وغیرہ متعدد کتب میں مرقوم ہے۔ کہ فدک جناب سیدہؑ کے حق میں عطیۂ رسول اللہ تھا جناب سیدہؑ نے ابوبکر سے طلب فدک کیا۔ اور ابوبکر کے انکار پر سیدہؑ نادم آخر ابوبکر سے متکلم نہ ہوئیں۔ اور غضبناک رہیں۔

دعوٰئے ہبہ فدک

مندرجہ ذیل کتب اہلسنت میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے اپنے والد گرامی حضرت رسول اکرم صلعم کے ہبہ کردہ فدک کا دعوٰئے ابوبکر پر کیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام اور حضرت ام ایمن نے (اور بعض کتابوں میں ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور ام کلثوم نے بھی) ہبہ نامہ کی تصدیق میں گواہیاں دیں لیکن اس پر بھی جناب خلیفہ جی نے دعوٰی خارج کر دیا۔ حالانکہ ابوبکر کو یہ معلوم تھا کہ جناب فاطمہ سیدۃ النساء العالمیاں ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہے علی مع الحق والحق مع علی۔ علی حق کیساتھ ہے۔ اور حق علی کیساتھ ہے۔ اور حسنین کو رسول اکرم نے سرداران وجوانان اہل بہشت فرمایا ہے۔ اور ام ایمن کے بارے میں تو خود ابوبکر نے شہادت دی۔ کہ حضور انور نے اسے جنتی فرمایا ہے۔ کما فی شرح المواقف حالانکہ اور لوگوں کے مقدمات میں ایک گواہ پیش کرنے پر بھی مدعی کے حق میں فیصلہ دیا گیا۔ جیسا کہ آپ کو مندرجہ ذیل واقعات سے معلوم ہوگا۔

ملل والنحل شہرستانی۔ کتاب مغنی قاضی القضاۃ۔ وفاء الوفا سید نور الدین سمہودی باب ششم فصل ثانی در صدقات۔ خلاصۃ الوفا انتخاب وفاء الوفا باب ششم فصل ثانی در صدقات۔ جواہر العقدین سید نور دین سمہودی۔ شرح نہج البلاغت ابن ابی الحدید۔ فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا ربع آخر کتاب فضائل ابوبکر۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون مطبوعہ مصر جلد سوم صـ ۳۹۹۔ کتاب موافقہ ابن السمان حاشیہ صلاح الدین رومی بر شرح عقائد النسفی مصنفہ تفتازانی۔ صواعق محرقہ باب اول مطاعن ابوبکر۔ براہین قاطعہ کمال الدین بن فخر الدین جہرمی۔ شرح مواقف صـ ۳۵ سطر ۱۶۔ نہایت العقول امام فخر الدین رازی۔ ریاض النضرہ محب طبری ذکر اعتقاد آثار النبوۃ واتباع ایاہا من الفصل الثانی عشر من الباب الاول من القسم الثانی۔ ریاض النضرہ فیما روی عن اہلبیت وفضل الشیخین وثنائہم علیہما من الباب

من القسم الاول تفسیر کبیر آیہ ما افاء اللہ علےٰ رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل و لارکاب۔ کتاب الاکتفا ابراہیم بن عبداللہ یمنی شافعی۔ کتاب محلی ابن حزم اندلسی حبیب السیر غیاث الدین روضۃ الصفا ملا محمد ابن خاوند شاہ۔ معارج النبوۃ تصانیف عمر بن شیبہ۔ کتاب صواقع مطاعن ابوبکر۔ مجد مورخ۔ ابوبکر جوہری معجم البلدان یاقوت حموی مقصد اقصےٰ وغیرہ۔

شرح ابن ابی الحدید جلد دوئم کے قریب نصف میں لکھا ہے کہ جناب سیدہ نے ابوبکر سے کہا کہ حضرت ام ایمن اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ آنحضرت نے یہ فدک مجھے عطا کیا ہوا ہے۔ جواب میں ابوبکر نے کہا بہ تحقیق اے فاطمہ۔ یہ فدک رسول اللہ کا مال نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کا مال تھا۔ کہ پیغمبر اس کو فی سبیل اللہ خرچ کیا کرتے پس جبکہ آنحضرت کا انتقال ہوا تو میں اس کا متولی قرار پایا جیسا کہ پیغمبر متولی تھا۔ سیدہ نے فرمایا اے ابوبکر خدا کی قسم میں مدت العمر کبھی تم سے کلام نہ کرونگی۔ ابوبکر نے کہا۔ خدا کی قسم میں بھی تم سے تمام عمر علیحدگی اختیار کروں گا۔ سیدہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں تمہارے حق میں بددعا کیا کروں گی۔ ابوبکر نے کہا۔ خدا کی قسم میں بھی تمہارے حق میں بددعا کیا کروں گا۔ پس سیدہ نے وقت وفات یہ وصیت کی۔ کہ ابوبکر انکے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو چنانچہ معصومہ کو رات کے وقت ابوبکر (اور عمر) کی اطلاع کے بغیر دفن کر دیا گیا۔

کنز العمال کتاب الشہادت فصل ثالث میں ہے کہ جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اور اس نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا کرتے تھے۔

تاریخ شرح توضیح رکن ثانی فصل فی الانقطاع میں بروایت حضرت علی علیہ السلام لکھا ہے کہ بہ تحقیق رسول خدا نے ایک گواہ کی شہادت اور قسم پر فیصلہ کیا اور اس سے روایت ہے کہ بہ تحقیق رسول اللہ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان ایک گواہ کی شہادت اور قسم پر فیصلہ کر دیتے تھے۔

موطا امام مالک کتاب الاقضیہ باب القضا بالیمین مع الشہادہ صفحہ ۳۰ پر ہے کہ مالک کہتا ہے۔ کہ ایک گواہ کی شہادت اور قسم پر فیصلہ کرنے کی سنت قائم ہو چکی ہے صاحب حق کا ایک گواہ ہو اور وہ گواہ حلف اٹھالے تو صاحب حق اپنے حق کا مستحق ہو جاتا ہے۔

قسطلانی شرح بخاری کتاب الشہادات جلد چہارم صفحہ ۳۲۵ پر ہے کہ مسلم و کتب سنن و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہ میں احادیث مذکور ہیں کہ آنحضرت نے ایک گواہ اور حلف پر فیصلے صادر کئے۔

ربیع الابرار علامہ زمخشری۔ باب الثانی والثلثون فی الاسما والکنی میں خزیمہ کے د

شہادتین ہونے کی وجہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک یہودی نے آنحضرت سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کیا میں تجھے ادا نہیں کر چکا ہوں۔ یہودی نے ثبوت طلب کیا۔ آنحضرت نے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کون میرے حق میں گواہی دیتا ہے۔ خزیمہ نے کہا حضرت میں گواہی دیتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ تو کس طرح اس امر کی گواہی دیتا ہے۔ حالانکہ تو اس وقت موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی تو اس امر سے آگاہ ہے خزیمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ ہم وحی آسمانی میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو ہم کس طرح اس امر میں آپ کی تصدیق نہ کریں۔ کہ آپ نے یہودی کو قرض ادا کر دیا ہوا ہے پس آنحضرت نے اس کی شہادت کو نافذ فرمایا۔ اور اس کا نام ذوالشہادتین رکھا گیا یعنی اس کی شہادت دو مردوں کی شہادت کے برابر ہے۔

سنن ابوداؤد کتاب القضا باب ۲ اذا علم الحاکم صدق الشھادۃ الواحد یجوزلہ ان یقضی بہ جلد ثانی مطبوعہ دہلی و تفسیر نیشاپوری میں بھی واقعہ ذوالشہادتین ویسا ہی لکھا ہے۔

بخاری باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ھبتہ وصدقتہ میں ہے کہ ابراہیم بن موسے نے حدیث بیان کی ہشام بن یوسف نے حدیث بیان کی کہ ابن جریج نے انہیں خبر دی۔ اس نے کہا۔ مجھے عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی۔ کہ صہیب غلام ابن جدعان کے بیٹوں نے دو گھروں اور ایک حجرہ کا دعوے کیا۔ کہ رسول اللہ نے یہ صہیب کو بخشدئے ہوئے ہیں پس مروان نے (جس کو معاویہ نے قاضی مقرر کیا ہوا تھا) کہا۔ کہ اس بارہ میں کون تمہارے حق میں گواہی دیتا ہے۔ انہوں نے کہا عمر بن خطاب کا بیٹا۔ مروان نے اس کو بلایا۔ اور اس نے گواہی دی۔ کہ رسول اللہ نے صہیب کو دونو گھر اور حجرہ بخش دئے ہوئے ہیں۔ پس مروان نے اس شہادت پر اُنکے حق میں فیصلہ دے دیا۔

خیر جاری شرح بخاری ملا یعقوب لاہوری فقضے مروان شہادتہ لھم میں بھی واقعہ بالا دربارہ فیصلہ مروان بحق اولاد صہیب غلام اختصاراً لکھا ہے مطلب وہی ہے۔

کنزالعمال کتاب الامارہ فرع اول۔ طبقات کبریٰ ابن سعد بخاری باب من تکفل عن میت دینا اور کتاب الخمیس باب اقطع النبی من البحرین۔ کتاب المغازی اور کتاب الشہادات۔ تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی فصل فیما وقع فی خلافتہ من خلافت ابی بکر۔ مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۳۰۷۔ مسلم کتاب الفضائل باب فی سخاء صلے اللہ علیہ وسلم۔ شرح مسلم نودی جلد دوم صہ ۲۵۴۔ شرح بخاری قسطلانی جلد ۴ صہ ۲۲ میں ہے کہ جب رسول اللہ فوت ہوئے۔ اور بحرین کا مال آیا۔ تو ابوبکر نے کہا جس کی کوئی

شے رسول اللہ کے ذمہ ہو یا جس سے رسول اللہ کا کوئی وعدہ ہو۔ وہ آئے اور لے لے پس جابر صحابی دعویدار ہوُا۔ اور کہا۔ بہ تحقیق رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ کہ اگر بحرین کا مال میرے پاس آیا۔ تو میں تجھے اس قدر اور اس قدر دوں گا حضرت کی مراد اس سے میرے (دونوں) ہاتھوں کی ہتھیلیاں تھیں پس ابوبکر نے کہا۔ اٹھ اور اپنے ہاتھ سے پکڑ لے پس جابر نے پکڑے تو پانچسو درہم ایک دفعہ کی گرفت میں آئے پس ابوبکر نے کہا۔ جابر کو ایک ہزار درہم گن دو۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی فی کس دس دس درہم دیدیئے۔

شرح بخاری کرمانی کتاب الکفالہ باب من تکفل عزمیت دنیا میں ہے کہ ابوبکر نے آنحضرت کے وعدہ کی ذمہ واری اس لئے لی۔ کہ آنحضرت کے وعدہ کی ایفا ضروری تھی۔ کیونکہ یہ امر عمدہ اور بزرگ اخلاق میں سے ہے۔ اور نبی کی شان "انك لعلی خلق عظیم" ہے اور یہ امر کہ ابوبکر نے صرف جابر کے کہنے پر جابر کو سچا قرار دیا (اور اس سے کوئی شہادت نہ لی۔) اس کی وجہ قول رسول ہے۔ کہ جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے پس اس کو چاہئے کہ اپنی جگہ دوزخ میں مہیا کرے اور یہ وعید ہے اس لئے یہ گمان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ایسے وعید کے ہوتے ہوئے جابر جیسا آدمی آنحضرت کے ذمہ جھوٹی بات منسوب کرنے کا اقدام کرے۔ طحاوی میں بالکل لفظ بلفظ یہی جابر کا واقعہ لکھا ہے۔

فتح الباری شرح بخاری ابن حجر کتاب الکفالہ میں اس حدیث بالا کی شرح میں لکھا ہے کہ اصحاب میں سے جو عادل ہو۔ اس اکیلے کی خبر مقبول ہے۔ خواہ اس خبر سے وہ اپنی ذات کے لئے فائدہ حاصل کرے۔ کیونکہ ابوبکر نے جابر سے گواہ نہ مانگے۔ جو اس کے دعوے کو سچا ثابت کریں۔

عینی لکھتا ہے کہ ابوبکر نے جابر سے اس لئے کوئی گواہ نہیں مانگا تھا۔ کہ جابر کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے رُو سے عادل تھا۔ کتاب اللہ کی رُو سے تو اس لئے عادل تھا کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ تم بہترین امت ہو۔ اور ہم نے تم کو امتِ وسطیٰ بنایا ہے اور سنتِ رسولؐ کے رُو سے اس واسطے عادل تھا۔ کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص مجھ پہ جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسا ظن کسی مسلمان پر بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ایک صحابی کی نسبت ایسا گمان کیا جاوے۔

علامہ ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب میں حالات ثابت ابن قیس میں لکھا ہے۔ کہ جب ثابت ابن قیس جنگِ یمامہ میں مارا گیا۔ تو اس کے بدن پر ایک نفیس زرہ تھی۔ ایک مسلمان نے وہ زرہ لے لی۔ ایک دوسرے شخص نے خواب میں دیکھا۔ کہ ثابت ابن قیس اس کو کہتا ہے۔ کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اس کو

ہرگز وسوسہ یا خیال خام نہ سمجھنا۔ کہ جب کل میں مارا گیا۔ تو ایک شخص جس کا گھر آبادی کے ایک کنارہ پر ہے میری زرہ لے گیا ہے۔ اور اس نے زرہ پر پتھر کا ایک مٹکا اوندھا کر کے رکھا ہوا ہے پس جب تو خالد سے ملے۔ تو کہیو کہ کسی کو بھیجکر زرہ منگوا لے۔ اور جب تو مدینہ میں خلیفہ ابوبکر کے پاس پہنچے۔ تو میری طرف سے کہیو کہ میں نے اس قدر قرض دینا ہے۔ اور میرے فلاں فلاں غلام ہیں پس وہ شخص آیا اور خالد کے پاس گیا۔ اس نے وہ زرہ منگوا لی۔ پھر اس شخص نے جا کر ابوبکر کو وہ خواب سنایا۔ ابوبکر نے خواب کے مطابق عملدرآمد کر دیا۔

ابن عبدالبر اس تمام واقعہ کو لکھ کر کہتا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہوا کہ کسی اور شخص نے بھی ثابت بن قیس کی طرح خواب میں وصیت کی ہو اور اس پر عملدرآمد ہوا ہو۔

میراث حضرت رسول اللہ صلعم

مسند امام احمد حنبل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۱۰ و صفحہ ۱۶۔ ینابیع المودۃ علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۱۹۔ بخاری امام بخاری مطبوعہ بمبئی ربع کتاب الخمس صفحہ ۱ و کتاب الفرائض جلد ۷ صفحہ ۲۰۔ مسلم امام مسلم مطبوعہ نولکشور جلد دوئم صفحہ ۹۱۔ تاریخ خمیس علامہ دیار بکری مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۱۹۳۔ سنن امام ابوداؤد مطبوعہ نولکشور جلد سوئم صفحہ ۵۵۔ براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ مترجمہ کمال الدین مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۲۳۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۲۔ معارج النبوۃ علامہ ملا معین کاشفی مطبوعہ نولکشور رکن چہارم باب سوئم صفحہ ۲۲۱۔ شرح مواقف علامہ ابوالعلی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۷۳۵۔ شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران جلد دوم قریب نصف۔ کتاب السیاست والامامت امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا بنت حضرت سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ رسول اللہ کے بعد جناب ابوبکر سے فدک مانگا۔ لیکن خلیفہ جی نے یہ کہکر دینے سے انکار کیا۔ کہ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ انکا کوئی وارث ہوتا ہے۔ اس پر حضرت فاطمہ ابوبکر صاحب پر غضبناک ہو گئیں۔ اور تا دم مرگ اس سے کلام نہ کیا۔ اور بخاری میں ہے کہ ابوبکر صاحب کو جنازہ پر آنے کا اذن بھی نہ دیا۔

بخاری مطبوعہ بمبئی فضائل اصحاب النبی باب مناقب فاطمہ جلد چہارم صفحہ ۷۵۔ بخاری مطبوعہ بمبئی باب مناقب قرابہ رسول صفحہ ۱۷۔ مشکوٰۃ مطبوعہ محمدی دہلی باب مناقب اہلبیت صفحہ ۵۴۸ پر بروایت مسور بن مخرمہ لکھا

ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ فاطمہ علیہا السلام میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو رنجیدہ اور غضبناک کیا اس نے مجھ کو غضبناک کیا۔

مسلم مطبوعہ نول کشور صہ ۹۱ سطر ۲ پر بروایت عمر بن خطاب لکھا ہے۔ کہ جب کہ رسولؐ نے وفات فرمائی ابوبکر نے کہا۔ کہ میں رسول اللہ کا ولی ہوں پس تم دونو حضرت علیؑ و حضرت عباسؓ (میرے پاس آئے۔ اے عباس) تم تو اپنی میراث بھتیجے کے مال سے طلب کرنے لگے اور یہ (علیؑ) اپنی زوجہ کا حق میراث پدری سے طلب کرنے لگا پس ابوبکر نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے "نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ"۔ اس پر تم دونو نے ابوبکر کو کاذب۔ غادر۔ خائن۔ اور آثم جانا۔

اب میں (عمر) بعد وفات ابوبکر آنحضرت کا ولی ہوں پس تم دونو نے مجھے بھی کاذب۔ غادر، خائن اور آثم سمجھا۔

کنز العمال باب الامارت حرف ہمزہ خلافت ابوبکر اور مسند امام احمد بن حنبل مطبوعہ بمبئی صہ ۱۶ سطر ۲۵ پر ہے کہ محمد بن عروہ نے ابی سلمہ سے نقل کیا ہے۔ کہ جناب سیدہ نے ابوبکر سے فرمایا جب تم مرجاؤ گے تو تمہارے ترکہ کا وارث کون ہوگا۔ ابوبکر نے کہا میرا بیٹا اور اہل میرے وارث ہونگے معصومہ نے فرمایا۔ کہ یہ عجیب ہے تو تو اپنے باپ کا وارث ہو اور میں اپنے باپ کی میراث نہ پاؤں۔ ابوبکر نے کہا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

مسند امام احمد حنبل جلد اول صہ ۹ اور براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ مطبوعہ محمدی لاہور صہ ۲۳ سطر ۱۰ پر ہے کہ ابوبکر نے جناب سیدہ کو حدیث "لا نرث ولا نورث" سنا کر کہا "قسم بخدا بطریقے کہ رسول عمل میکرد عمل خواہم کرد" یعنی میں وہی طریقہ عمل اختیار کروں گا جو آنحضرت کا طریقۂ عمل رہا ہے۔ ناظرین۔ کیا خوب سنت رسول پر عمل ہو رہا ہے۔

الفاروق شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی مطبوعہ مفید عام آگرہ صہ ۳۵۳ سطر ۶ حصہ دوئم میں ہے اسی سلسلہ میں باغ فدک کا معاملہ بھی ہے جو مدت تک معرکتہ الآرائے رہا ہے ایک فرقہ (شیعہ حضرات) کا خیال ہے کہ یہ باغ خاص آنحضرت کی جائداد تھا کیونکہ اس پر چڑھائی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ وہاں کے لوگوں نے خود آنحضرت کے سپرد کر دیا تھا۔ اور وہ اس وجہ سے اس آیت کے تحت میں داخل ہے۔ کہ اے لوگو! جو کچھ خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے دلوایا جن پر تم اونٹ یا گھوڑے دوڑا کر نہیں گئے تھے۔ خدا نے اپنے پیغمبر کو جس پر چاہتا

ہے مسلط کر دیتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے جب وہ (فدک) آنحضرت کی مملوکہ خاص ٹھہری تو اس میں وراثت کا عام قاعدہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے جاری ہوگا۔ اور آنحضرت کے ورثا اس کے مستحق ہونگے لیکن عمر نے (اور ابوبکر نے بالمشورہ) باوجود حضرت علیؑ کے طلب و تقاضا کے آل نبیؐ کو اس سے محروم رکھا۔

نہایہ امام ابن اثیر جزری باب اللام والمیم لعب لمۃ میں ہے۔ کہ معصومہ نے فدک کے بارہ میں ابوبکر پر عتاب کیا۔

لسان المیزان ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ ایک دن واعظ البلخی نے (جو عسقلانی کا ممدوح ہے اور حافظ یوسف شیرازی کا استاد ہے) اپنی مجلس میں کہا کہ ایک دن سیدہ رو رہی تھیں تو جناب امیر نے فرمایا یا فاطمۃ الزہرہ۔ آپ کیوں گریہ کرتے ہیں۔ اور میرے سامنے رنج وملال کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا میں نے آپ سے فدک چھین لیا ہے۔ کیا میں نے آپ کے حق کو غصب کیا۔ اور کیا میں نے آپ کو وہ اور وہ اذیت دی ہے۔

مسند احمد۔ کنز العمال۔ ریاض النضرہ۔ فصل الخطاب میں ہے۔ کہ ابوبکر نے کہا۔ کہ وراثت رسول پہلے رسول کا حق تھا۔ اب اس کے جانشین کا حق ہے۔

تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی میں ہے۔ کہ ابوبکر نے فدک خاص اپنی ذات کے لئے مقرر کر دیا تھا

صواعق محرقہ ابن حجر باب اول فصل پنجم شبہ چہارم۔ اور تاریخ الخلفا علامہ سیوطی فصل فی ماوقع فی خلافت ابی بکر میں ہے کہ اصحاب نے آنحضرت کی میراث کے بارہ میں اختلاف کیا (سیدہ کے طلب فدک و وراثت پر) پس اس بارہ میں کسی کو کوئی واقفیت ہوتی نہ پائی گئی۔ تو ابوبکر نے "لا نرث ولا نورث" پڑھ دیا۔

کتاب الاکتفا ابراہیم بن عبداللہ یمنی بروایت عائشہ۔ غیلانیات ابوبکر شافعی۔ تاریخ ابن عساکر اور تاریخ الخلفا ۵۰ پر بروایت عائشہ لکھا ہے کہ (سیدہ کے طلب فدک و وراثت پر) اصحاب میں میراث آنحضرت کے بارہ میں اختلاف ہوا۔ اور کسی کے پاس بھی اس کے متعلق واقفیت نہ پائی گئی۔ تو ابوبکر نے "لا نرث ولا نورث" پڑھ دیا۔

بخاری کتاب الاحکام باب شہادت تکون عند الحاکم ..... الخ میں ہے کہ علمائے حجاز (امام مالک وغیرہ) کہتے ہیں کہ حاکم اپنے علم کی بنا پر فیصلہ صادر نہ کرے۔ وہ امر خواہ اس کی حکومت کے دوران میں اسکو معلوم ہوا ہو۔ یا دوران حکومت سے پہلے۔ اور اگر جھگڑا کرنے والوں میں سے ایک فریق اس حاکم کے پاس کچہری

میں دوسرے فریق کے کسی حق کا اقرار کرے۔ تو اہل حجاز میں سے بعض کا قول ہے۔ کہ اس اقرار پر بھی فیصلہ صادر نہ کرے۔ جب تک دو گواہوں کو بلا کر انکے سامنے اس کے اقرار پر گواہی موجود نہ کرلے۔

فتح الباری شرح بخاری ابن حجر میں ہے کہ بخاری نے جو کہا ہے۔ کہ اہل حجاز نے کہا ہے۔ کہ حاکم اپنے علم کی بنا پر فیصلہ نہ کرے۔ وہ علم خواہ اس کو اس کی حکومت کے دوران میں حاصل ہوا ہو خواہ اس سے پہلے یہ امام مالک کا قول ہے۔ ابو علی کرامیسی کہتا ہے کہ حاکم اپنے علم کی بنا پر بخوف تہمت فیصلہ صادر نہ کرے کیونکہ وہ اپنے ذمہ تہمت آجانے کے خوف سے بے خطر نہیں ہوگا۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ ابوبکر نے عائشہ کو صوبہ بحرین کی زمین بخشدی۔ صواعق محرقہ ابن حجر باب اول فصل پنجم میں ہے کہ ابوبکر اور عمر عائشہ کو دس ہزار درہم سالانہ وظیفہ دیا کرتے تھے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ عمر نے عائشہ کا وظیفہ بارہ ہزار کر دیا۔ ناظرین! آنحضرت نے اپنے بعد نو ازواج چھوڑی تھیں پس بقاعدہ تقسیم عائشہ کو آٹھویں حصہ کا نواں حصہ ۱/۷۲ ملنا چاہیئے تھا۔ مگر عائشہ کے بارہ میں یہ قاعدہ نہ برتا گیا۔ نیز واضح ہو کہ حفصہ کو بھی دس ہزار درہم سالانہ بیت المال سے ملا کرتا تھا۔ برخلاف اس کے اہلبیتؑ رسول فاقہ کشی کرتے رہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام یہودیوں کے باغ میں مزدوری کر کے اہل و عیال کا پیٹ پالتے رہے اہلسنت کی حرکت مذبوحی ملاحظہ ہو سیوطی نے بیہقی سے روایت کی ہے اور مدارج النبوت قسم چہارم میں ہے کہ چونکہ زندوں کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ اور ہمارا نبی زندہ ہے اس لئے فاطمہؑ کا میراث میں حصہ نہ تھا۔ ناظرین۔ اس دلیل پر کسی نبی کی میراث کا مالک کسی نبی یا وصی کو نہ ہونا چاہیئے تھا۔ جو خلاف قرآن ہے۔ اور نیز شہداکی جائداد کا بھی داخل بیت المال ہونا ضروری نہ تھا۔ بلکہ سب سے بڑھ کر یہ امر ہے کہ خلافت ہی فی نفسہ ناجائز ہوتی کیونکہ نبی بعد موت زندہ ہے اور نبی ہے۔ اس لئے نبوت اور خلافت ایک ہی وقت جمع نہیں ہو سکتی

شرح ابن ابی الحدید میں ابن ابی الحدید کہتا ہے۔ کہ میں نے علی ابن علے الفارقی شافعی مدرس مدرسہ عربیہ بغداد سے پوچھا کہ آیا جناب فاطمہؑ فدک کے دعوے میں سچی تھیں۔ اگرچہ وہ شخص بہت معزز اور خود دار اور متین تھا۔ تاہم مسکرایا اور کہا کہ اگر ابوبکر فدک کو واپس کر دیتا۔ تو سمجھا جاتا کہ فاطمہؑ اپنے دعاوی میں سچی ہے تو پھر وہ اپنے خاوند کے لئے خلافت کا دعوے کر دیتی۔ اور ابوبکر کو ترکِ خلافت پر مجبور ہونا پڑتا کیونکہ وہ اس کو دعوے فدک میں صادق قرار دے چکا ہوتا۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اس کی یہ گفتگو صحیح تھی۔

ناظرین۔ ابوبکر نے سنت رسول پر چلنے کی کئی بار قسم کھائی تھی۔ مگر جس بے دردی اور بے باکی سے سنت رسول کو ابوبکر وغیرہ نے پاؤں تلے روندا ہے وہ صاف ظاہر ہے۔ موطا امام مالک۔ کتاب الاقضیہ فصل الحنث علی منبر النبی مطبوعہ احمدی دہلی صفحہ ۳۱۰ پر ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو کوئی میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ناظرین بقول رسول مقبول منبر رسول پر جھوٹی قسم کھانے کی سزا جہنم ہے۔ تو پھر وہ لوگ جو منبر رسول پر جبراً بیٹھ گئے۔ احکام شریعت میں بدعات کیں وصایائے رسول کی مخالفت کی قتل اہلبیت پر آمادہ ہوئے خانۂ اہلبیت کو جلا دیا۔ اور ازاں قبیل قبیح ترین امورات کے مرتکب ہوئے۔ ان کی سزا خدا کے حوالے ہے۔

تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۲۵ پر ہے کہ حضرت سلیمان نے حضرت داؤد کے اموال اور املاک ورثہ میں پائے۔

تاریخ ابو اسحاق ثعلبی صفحہ ۲۸۴ پر ہے کہ حضرت سلیمان نے حضرت داؤد سے مالی اور ملکی وراثت پائی۔

تفسیر غرایب التنزیل نیشاپوری جلد سوئم صفحہ ۱۳۳ پر سورہ نمل کی آیہ "وورث سلیمان داؤد" کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ وراثت سے مراد مال ہے۔

بیضاوی نے سورہ صاد کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے ایکہزار گھوڑے اپنے باپ دادا کی ورثہ سے حاصل کئے۔ نیز کشاف تفسیر سورہ صاد۔ ربیع الابرار علامہ زمخشری باب ثانی وتسعون تفسیر بحر المعانی تفسیر مدارک تفسیر معالم التنزیل بغوی حیواۃ الحیوان دمیری وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت سلیمان نے اپنے باپ حضرت داؤد سے ایکہزار گھوڑے بطور ورثہ حاصل کئے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۶۵۴ پر ہے کہ حضرت سلیمان وارث ہوئے حضرت داؤد کی نبوت اور علم اور ملک (مال) کے۔

سورۂ مریم آیہ ۴ میں ہے کہ حضرت زکریا نے دعا کی۔ کہ خدایا۔ مجھے اپنی رحمت سے ایک جانشین عطا فرما جو میرا وارث ہو (اموال و نبوت کا) اور آل یعقوب میں سے بھی لوگوں کا وارث ہو۔

شرح تجرید علامہ قوشجی صفحہ ۳۸۳ پر ہے کہ اگرچہ حدیث "لا نرث ولا نورث" خبر واحد اور موجب ظن ہے تاہم چونکہ ابوبکر نے آنحضرت سے خود سنا تھا اس لئے قطعی الدلالت ہے۔ اس کے متعلق صاحب دراسات لکھتا ہے۔ کہ ابوبکر کے خود سننے کے باوجود بھی جبکہ خبر واحد ہی رہی۔ تو خطا بجانب ابوبکر ہے۔ اور صواب بجانب سیدہ۔

سورہ نساء رکوع ۲ میں ہے "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" یعنی اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارہ میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہو ناظرین یہ حکم پیغمبر اور امت کے لئے یکساں ہے۔

پارہ ۵ سورہ نساء رکوع ۵ میں ہے "ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون" یعنی ہم نے ہر ایک (نبی اور عوام) کے لئے وارث ٹھیرا دیئے ہیں اس ترکہ میں سے جو والدین اور رشتہ داران چھوڑ مریں

سورہ نساء میں ہے "للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا" یعنی ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔ مردوں کا حصہ ہے اور ایسا ہی عورتوں کا بھی حصہ ہے۔

سورہ نساء آیہ ۱۳ میں ہے۔ کہ "ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین" یعنی جس نے (ترکہ کی تقسیم میں) خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی اور اس کی حدوں سے گذر گیا۔ تو بس خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور یہ اس کے لئے بڑی رسوائی کا عذاب ہے

شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد اور سیدہ کے دعوے وراثت کے پیچھے کسی نے بھی حدیث "لانرث ولانورث" کو روایت نہیں کیا ہے۔ سوائے ابوبکر کے یا مالک بن اوس بن حدثان نے روایت کیا ہے۔

شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ ابوبکر نے خطبہ میں کہا۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ کی اسلاح اور سواری کا جانور اور عمامہ دیدیا ہے۔ مگر یہ اشیاء "لانرث ولانورث" میں داخل ہیں۔ انسان العیون جلد سوم صفحہ ۶ اور تاریخ سبط جوزی میں ہے کہ ابوبکر نے سیدہ کو فدک دیدینے کا پروانہ لکھدیا جو عمر نے پھاڑ دیا۔

مسلم اور بخاری (کتاب الایمان باب علامات منافق) میں بروایت عبداللہ بن عمر لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ چار خصلتیں ایسی ہیں۔ کہ جس میں وہ ہوں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان سے ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جبتک وہ اس کو ترک نہ کرے (۱) جب امانت دیجاوے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب عہد کرے تو بیوفائی کرے (۴) جب خصومت کرے تو فحش و فجور کرے۔ پھر بخاری میں روایت ابوہریرہ لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ خواہ وہ روزہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو۔ اور گمان کرتا ہو۔ کہ وہ مسلمان ہے (۱) جھوٹ بولنے والا (۲) وعدہ کے خلاف

کرنیوالا (۳) امانت میں خیانت کرنیوالا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الجہاد باب الفی فصل ثالث۔ قسطلانی شرح بخاری شرح باب فرض الخمس جلد پنجم صفحہ ۱۵۵۔ شرح موطا ملا علی قاری باب البنی ہل یورث کتاب الفرائض۔ مفاتیح شرح مصابیح شمس الدین محمد بن مظفر الدین خلخالی باب بعد باب المکولات۔ فتح الباری شرح بخاری اول کتاب خمس باب فرض الخمس میں ہے۔ کہ عثمان نے اپنے عہد خلافت میں فدک اپنے سالے مروان کو بخشدیا۔

رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق میں ہے۔ کہ مستدرک میں بروایت عبدالرحمان بن عوف لکھا ہے۔ کہ جب کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا تو اس کو نبی کے پاس بغرض دعا لایا جاتا لیکن جب مروان بن حکم آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ یہ بچہ ملعون ابن ملعون ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ آنحضرت کا لعنت کرنا مروان کے باپ حکم پر اور اس کی اولاد پر احادیث میں وارد ہے جس کو طبرانی وغیرہ نے بھی لکھا ہے۔ کنز العمال میں ہے کہ مروان نے کہا کہ (نعوذ باللہ) اہلبیت محمد ملعون ہیں۔ اس پر امام حسن علیہ السلام نے غضبناک ہو کر فرمایا خدا کی قسم۔ تجھ پر خدا نے اپنے رسولؐ کی زبانی لعنت کی۔ جبکہ تو ابھی اپنے باپ کی پشت میں تھا۔ اس کنز العمال والی حدیث کو ابن سعد اور ابو العلیٰ اور ابن عساکر نے بھی لکھا ہے۔

کتاب نہج البلاغہ میں ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ۔ ہاں۔ فدک ہر ایک شخص سے جس پر آسمان نے سایہ کیا ہے۔ علیحدہ اور خالص ہمارے قبضہ میں تھا پس چند اشخاص (ابوبکر اور عمر اور عثمان) کے دلوں نے اس پر بخل کیا۔ اور بعض دوسرے اجناب (سیدہ) کے دل میں اس بات سے ملال ہوا۔ پس اللہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

کنز العمال میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میں تم سے پہلے جانیوالا ہوں۔ پس تم دیکھتے رہو۔ کہ تم میرے بعد ثقلین سے کیا سلوک کرتے ہو۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ ثقلین کون کون ہیں۔ فرمایا۔ قرآن اور میرے اہلبیت۔ یہ دونو چیزیں آپس سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں۔ میں نے اپنے رب سے ان دونو کے حق میں دعا مانگی ہے۔ پس تم ان دونو چیزوں پر مقدم نہ ہو اور نہ ان دونو کو تعلیم دو۔ کیونکہ یہ دونو تم سے زیادہ عالم ہیں۔

جواہر العقد بن سید نور الدین سمہودی نے حدیث ثقلین بیان کرنے کے بعد مستدرک سے نقل کیا ہے۔ کہ ان دونو پر تقدیم اختیار نہ کرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے نہ ان کا شان گھٹاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ انکو تعلیم دو یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔

یہی مضمون بالا کتاب المولات ابن عقدہ میں بھی مرقوم ہے۔

تاریخ طبری جلد ۲ بروایت ابن عباس ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں ہوں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ کا بھائی اور صدیق اکبر جو کوئی اور صدیق ہونے کا دعوے کرے وہ کاذب ہے۔

مرزا محمد بدخشانی نے مفتاح النجا میں۔ مسند ابو العلی مختارہ ضیا مقدسی۔ معجم کبیر طبرانی۔ معجم اوسط طبرانی حلیہ ابو نعیم۔ مناقب ابن مردویہ وغیرہ سے اور شیخ عبدالحق نے رجال مشکوٰۃ میں مستدرک حاکم۔ معجم طبرانی۔ کامل ابن عدی۔ جمع الجوامع سیوطی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حق اور قرآن ساتھ علیؑ کے ہیں۔

شرح ابن ابی الحدید اور مستدرک حاکم میں ہے کہ جب زینب (آنحضرت کی سوتیلی لڑکی) کا خاوند ابو العاص بطور قیدی آنحضرت کے پاس آیا۔ اور زینب نے اس کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو اس کو بوقت شادی خدیجہ نے جہیز میں دیا تھا۔ تو آنحضرت نے ابو العاص کو بغیر فدیہ چھوڑ دیا۔ اور ہار بھی واپس کر دیا۔ ناظرین۔ ابوبکر اور عمر نے جناب فاطمہؑ کی توقیر و حرمت ابو العاص کافر سے بھی کم سمجھی۔

سیرت حلبیہ جلد سوئم صفحہ ۳۹۱ پر ہے۔ کہ سبط ابن جوزی نے لکھا ہے۔ کہ ابوبکر نے معصومہ کو نوشتہ لکھ دیا اتنے میں عمر آیا۔ اور ابوبکر سے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا۔ کہ یہ فاطمہؑ کے لئے نوشتہ ہے کہ وہ اپنے باپ کی میراث پائیں۔ عمر نے کہا پھر مسلمانوں کو کہاں سے دو گے حالانکہ عرب تم سے برسر جنگ ہیں۔ یہ کہہ کر عمر نے وہ نوشتہ لیا۔ اور چاک کر دیا۔

کنز العمال جلد دوئم صفحہ ۱۸۹ پر ہے۔ کہ ابوبکر نے اپنے داماد زبیر کے لئے عطیہ زمین کا ایک نوشتہ لکھا اتنے میں عمر آگیا۔ تو ابوبکر نے اس نوشتہ کو فرش کے نیچے چھپا دیا جب عمر چلا گیا۔ تو اس پر عملدرآمد کیا۔ کنز العمال صفحہ ۱۹۱ پر ہے۔ کہ آنحضرت نے بلال کو وادی عقیق کی زمین بطور عطیہ دیدی جو اس کے قبضہ میں آنحضرت اور ابوبکر کے زمانہ میں رہی جب عمر خلیفہ ہوا۔ تو اس نے اس تمام زمین پر جبراً قبضہ کر لیا۔ اور بہت تھوڑا سا حصہ بلال کے لئے چھوڑ دیا حالانکہ بلال بہت چیخا چلایا۔ کہ یہ زمین میرے حق میں آنحضرت کی عطا کردہ ہے۔

علامہ سیوطی لکھتا ہے۔ کہ عمر بن خطاب کے داماد نے عمر کو کہا۔ کہ مجھے کچھ بیت المال سے دو۔ عمر نے اس کو جھڑک سے کہا۔ کہ تو چاہتا ہے کہ میں ایک خائن بادشاہ بنکر مروں لیکن پھر اس کو اپنے اصل مال سے دس ہزار درہم دیدیئے۔ ناظرین کیسی پولیسی ہے کہ عطیہ اپنے مال سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ مگر دراصل بیت المال سے ہے۔ اس کا ثبوت چھیاسی ہزار کا قرضہ بیت المال کا ہے۔ جو بوقت مرگ عمر کی گردن پر واجب الادا تھا۔

شرح ابن ابی الحدید بحوالہ تاریخ طبری جلد دوئم صفحہ ۹۶ پر ہے۔ کہ عمر بن خطاب کا ایک باغ ملک حجاز میں تھا جس کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار دینار یعنی دو لاکھ روپیہ تھی۔ اس آمدنی کو عمر اپنی ذاتی ضرورتوں اور اپنے خاندان بنی عدی میں خرچ کرتا۔

تاریخ خمیس جلد دوئم صفحہ ۳۱۱ پر ہے کہ ابو بکر کے داماد طلحہ کی روزانہ آمدنی ایک ہزار درہم تھی۔ اور مرتے وقت دو لاکھ دینار اور بیس لاکھ درہم چھوڑے اور ابن جوزی کہتا ہے۔ کہ طلحہ نے اپنے بعد تین سو اونٹ بار سونا چھوڑا۔ تاریخ کامل جلد سوم صفحہ ۲۰۲ پر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر ہمارے پاس چار درہم بھی ہوتے جس سے ہم ایک چادر خرید لیتے۔ تو ہم اپنی تلوار کو نہ بیچتے۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۶ پر ہے کہ عمر نے کہا کہ ہم وادی میں اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتے اور ایک موٹے گاڑھے کا کرتہ پہنتے۔ مگر آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی نہیں ہے۔ اور صفحہ ۱۹۹ پر ہے کہ عمر کا کوڑا اتفاقاً ایک شخص کے دامن کو جا لگا۔ تو عمر نے اس کو چھ سو درہم انعام دے دیا۔

بخاری پارہ بارہواں کتاب الجہاد والسیر صفحہ ۸ ۔ اور ازالۃ الخفا مقصد دوئم صفحہ ۱۹۵ پر ہے کہ زبیر بن عوام کی جائیداد پانچ کروڑ دو لاکھ (روپیہ) تھی بوقت مرگ اس نے چار عورتیں چھوڑیں جن میں سے ہر ایک کے حصہ میں کل جائداد کے ۱/۸ حصہ میں سے بارہ بارہ لاکھ (روپیہ) ملا۔ کیوں نہ ملے خلیفہ اول کے داماد شریف تھے۔ بخاری کتاب الجہاد والسیر پارہ بارہواں صفحہ ۹ پر ہے کہ زبیر نے اپنے بعد ایک زمین غابہ۔ گیارہ گھر مدینہ میں۔ دو گھر بصرہ میں۔ ایک گھر کوفہ میں۔ ایک گھر مصر میں چھوڑے غابہ زمین کو اس نے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ پر خریدا تھا۔

تاریخ اسلام جلد سوئم صفحہ ۱۲۰ پر ہے۔ کہ افریقہ کے پچیس لاکھ دینار کا خمس عثمان نے مروان کو پانچ لاکھ پر دے دیا۔ اور پھر اس میں سے بھی ایک لاکھ دینار مروان کو واپس کر دیا۔

فتح الباری شرح بخاری ابن حجر کتاب مغازی باب غزوہ خیبر میں ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ کی زندگی حضرت علی علیہ السلام کی عزت کا موجب تھی لیکن جب سیدہ فوت ہو گئیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام بیعت ابو بکر نہ کرنے پر قائم رہے۔ تو لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی توقیر کم کر دی۔

تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۷ پر ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے جب فدک کو واپس کیا تو کہا۔ تم سب گواہ رہنا کہ میں نے فدک کو اسی حالت میں واپس کیا ہے جس حالت میں عہد رسول اللہ میں تھا۔ ناظرین چونکہ عمر بن

عبدالعزیز نے فدک واپس کیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرنے کی رسم کو حکماً بند کیا۔ اس لئے اعدائے اہلبیت نے اس کا بدلہ یوں لیا۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۶ پر ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے غلام سے پوچھا کہ تم نے مجھ کو زہر کیوں دیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے ایک ہزار اشرفی کا وعدہ کیا گیا ہے اور نیز آزاد کر دیا جاؤنگا

سنن ابوداؤد مطبوعہ نولکشور لکھنؤ جلد دوم صفحہ ۵ پر ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا۔ تو فدک کی آمدنی سالانہ چالیس ہزار دینار تھی۔ یعنی لاکھ روپیہ بحساب انگریزی سکہ مروجہ۔

خمس

فتح القدیر۔ شرح مقاصد۔ شرح السنت بغوی۔ زاد المعاد ابن قیم۔ سنن ابوداؤد۔ مسند دارمی اور در منثور میں ہے۔ کہ عمر بن خطاب نے اہلبیت کا حصہ خمس بند کر دیا۔

سنن ابوداؤد کتاب الخراج والفی والامارہ میں ہے کہ آنحضرت خمس کو صرف بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں تقسیم کیا کرتے تھے اور بنی عبدشمس جن میں سے عثمان تھا اور بنی نوفل جن میں سے جبیر تھا۔ ان دونوں خاندانوں کو کچھ نہ دیتے تھے۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ ابوبکر اہل بدر کو چھ چھ ہزار درہم سالانہ دیتا اور امہات المومنین میں سے ہر ایک کو سوائے تین ازواج رسول کے دس دس ہزار درہم سالانہ دیتا۔ کنز العمال کتاب الامارہ میں ہے عمر نے ازواج نبی میں سے ہر ایک کا وظیفہ بارہ بارہ ہزار درہم سالانہ کر دیا سوائے صفیہ اور جویریہ کے جنکو چھ چھ ہزار دینا چاہا لیکن انکے ناراض ہونے پر انکا وظیفہ بھی بارہ بارہ ہزار کر دیا۔ استیعاب میں ہے کہ عمر نے معاویہ کو گورنر شام مقرر کر کے اس کا وظیفہ ہزار دینار یعنی بحساب انگریزی سکہ پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا۔

کنز العمال ملا علی متقی حرف الف کتاب الامارہ خلافت ابوبکر۔ ریاض النضرہ محب طبری باب اول فصل نہم مناقب ابوبکر۔ فصل الخطاب محمد پارسا فضائل ابوبکر بعد نصف کتاب لکھا ہے۔ کہ جناب سیدہ نے علاوہ فدک اور وراثت دعوئے حصہ خمس بھی کیا لیکن ابوبکر نے انکار کر دیا۔

جمع بین الصحیحین حمیدی اور کتاب الخروج قاضی ابویوسف شاگرد ابوحنیفہ اور قرۃ العینین ولی اللہ اور تفسیر فقیہ ابواللیث اور نسائی اور در منثور اور فصول الحواشی لاصول الشاشی اور شرح مسلم عبدالعلی اور فتح القدیر ابن ہمام طحاوی اور عنایہ شرح ہدایہ اور تفسیر مدارک اور تفسیر کشاف اور تفسیر شاہی میں ہے۔ کہ آنحضرت

کے عہد میں خمس کے پانچ حصے ہوتے تھے لیکن ابوبکر اور عمر نے اس کے تین حصے کر دیئے یعنی رسول اللہ کا حصہ اور ذوی القربےٰ یعنے اہلبیت کا حصہ ساقط کر دیا۔

فتح القدیر اور شرح مقاصد اور شرح السنت بغوی اور زاد المعاد ابن قیم اور سنن ابوداؤد اور مسند دارمی اور درمنثور میں ہے کہ عمر بن خطاب نے اہلبیت کا حصہ خمس بند کر دیا۔ سنن ابوداؤد مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۴۶ پر بروایت جبیر لکھا ہے۔ کہ ابوبکر بھی خمس کو اسی طرح تقسیم کرتا جس طرح آنحضرت تقسیم کیا کرتے۔ مگر آنحضرت کے قربی (اہلبیت) کو ان کا حق نہ دیتا۔

مصائب جناب سیدہ معصومہ علیہ السلام

ترجمہ جذب القلوب مطبوعہ نول کشور صفحہ ۱۷۵ اور منہاج النبوۃ اردو ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوئم صفحہ ۸۴۴ پر ہے۔ کہ قبہ عباس سے قبلہ کی طرف مائل بہ مشرق جس مسجد میں جناب فاطمہؑ رویا کرتیں اس کا نام بیت الحزن پڑ گیا تھا۔ سوانحعمری رسول کریم حافظ حکیم نذیر احمد مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۱ پر ہے۔ کہ مدینہ کے باب البقیع سے قریب ہی حضرت عباسؑ اور امام حسنؑ کا مقبرہ ہے۔ اس قبہ کے برابر جناب فاطمہؑ کا بیت الحزن ہے۔

مولوی صدر الدین احمد نے کتاب روایح المصطفٰے مطبع احمدی کانپور صفحہ ۳۶ و صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد بہت واقعات گزرے مثلاً معاملہ فدک اسقاط حمل سیدہ۔ عمر کا احراق خانہ فاطمہؑ کی دھمکی دینا۔ فاطمہ کا انصار کی موجودگی میں نالہ و شیون کرنا (بوجہ اس دھمکی کے) جن کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے معصومہ کا وصیت فرمانا کہ فلاں فلاں میرے جنازہ میں شریک ہوں یہ تمام امور اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ معصومہ کو ملول کیا گیا۔ دوسرے لوگ جو چاہیں اس کی تاویلیں کریں۔ الغرض ہم صحابہ کے مشاجرات (مخالفت بعن طعن) سے قلم روکتے ہیں۔ سیدہ نے وفات رسولؐ کے بعد ایک مکان جنت البقیع میں اختیار کر لیا تھا۔ اور اس کو بیت الحزن (ماتم کدہ) بنا کر اکثر ایام وہیں بسر کرتیں

تاریخ آل امجاد مولوی عبد المجید مطبع الضاوی دہلی صفحہ ۱ پر ہے کہ وفات رسولؐ کے بعد معصومہ کے شدت گریہ کیوجہ سے ہمسائے سو نہیں سکتے تھے اس سبب سے وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تمام دن رویا کرتیں اس لئے اس جگہ کا نام بیت الحزن پڑ گیا۔ اکسیر التواریخ جلد دوئم صفحہ ۲۷ پر ہے کہ پس معصومہ کیواسطے ایک گھر بقیع میں بنایا گیا جس کا نام بیت الاحزان رکھا گیا

مدارج النبوۃ ص۵۱۲ پر ہے کہ بعد از گذشتن آنحضرت ہرگز فاطمہؑ را کسے خندان نہ دید یعنی آنحضرت کی شہادت کے بعد کسی نے جناب فاطمہؑ کو ہنستے نہیں دیکھا۔

بروایت احمد بن عبد العزیز جوہری لکھا ہے کہ جناب سیدہ دربار ابوبکر میں تشریف لے گئیں۔ اور فدک کے مطالبہ کے بعد فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا جس میں اپنا حسب و نسب اور اپنی مظلومیت اور شیخین کے مظالم کا دل کھول کر تذکرہ فرمایا جب خطبہ ختم ہوا۔ ابوبکر نے حاضرین دربار کو خطبہ سے متاثر پایا۔ تو فوراً منبر پر گیا اور یہ کہا۔ اے لوگو یہ کیا بات ہے کہ تم ہر ایک حق اور باطل پر کان لگا لیتے ہو۔ وہ (حضرت علیؑ) ایک لومڑی ہے جس کی گواہ اس کی دُم (جناب فاطمہؑ) ہے۔ وہ (حضرت علیؑ) فتنہ خوابیدہ (خلافت) کو جگانا چاہتا ہے۔ اور عورتوں سے امداد چاہتا ہے۔ مانند ام طحال ایسے کہ جس کے اکثر دوست زناکار ہیں پھر ابوبکر نے انصار سے کہا کہ میں نے تمہارے احمقوں (حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ) کا کلام سنا اور خوب جانچا۔

ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میں نے یہ کلمات یعنی خطبہ ابوبکر ابوبکر کے نقیب ابوجعفر یحییٰ بن ابی زید بصری کے سامنے پڑھے تو اس نے کہا۔ کہ ابوبکر کا مطلب ان کلمات سے حضرت علیؑ تھے۔

کتاب سقیفہ ابوبکر احمد بن عبد العزیز جوہری میں ہے کہ جب ابوبکر نے جناب فاطمہؑ سے فدک چھین لینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تو جناب فاطمہؑ مع چند خدمتگار اور رشتہ دار عورتوں کے ابوبکر کے پاس تشریف لے گئیں جب کہ اس نے مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ جمع کیا ہوا تھا جناب فاطمہؑ کے سر پر مقنع بندھا تھا۔ اور ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جو آپ کے پاؤں میں پیچیدہ ہوتی آتی تھی اس وقت جناب فاطمہؑ کی رفتار اور جناب رسول پاک کی رفتار میں کوئی فرق نہ تھا جناب فاطمہ اور حاضرین دربار کے درمیان پردہ تانا گیا جناب فاطمہؑ نے ایسا جانسوز نالہ اور بکا فرمایا۔ کہ تمام گروہ میں گریہ و زاری کا خروش برپا ہوا۔ کچھ عرصہ صبر کرنے کے بعد آپ نے ذیل کا خطبہ فرمایا جس کا اختصار مولف درج کرتا ہے۔

خداوند عالم کی لاانتہا نعمات کا اور احسانات کا شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے اپنی رحمت سے مخلوقات پر اپنا رسول بھیجا۔ اور اس کو ارضی و سماوی علوم سے کماحقہٗ بہرور فرمایا۔ اس نے اپنے منصب رسالت کو باحسن الوجوہ پورا کیا۔ اور وہ تمام مخلوقات سے برگزیدہ ہے۔

جناب رسول پاک کا تمام مسلمانوں کے لئے اس کی آل اور قرآن کے اوامر و نواہی پر چلنے کا تاکیدی حکم صادر ہو چکا ہے ہماری اطاعت ملت کا نظام ہے اور تفرقہ سے امان ہے۔ ہمارے حق کا قصاص

خون سے لینا مغفرت کا ذریعہ ہے۔ پاکدامنوں کو تہمت لگانے سے پرہیز کرنا لعنت سے بچانے والا ہے۔ یتیموں کا مال کھانا اور ان کا سرمایہ ہضم کر جانا ظلم کا اجارہ ہے پس ڈرو تم اللہ سے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور اس کے احکام کی اطاعت کرو

لوگو! میں فاطمہ بنت محمد ہوں۔ اپنے قول میں حدِ عدل سے تجاوز نہیں کرتی ہوں۔ تمہارے درمیان میرا باپ بھیجا گیا جس نے تم پر احسانات کئے اور شیطانوں کی زبانیں گنگ کر دیں۔ اور ہماری طفیل جنکے حق میں آیۂ تطہیر کا نزول ہوا اسلام کامل ہوا۔ اگر تم رسولِ پاک کے نسب کو یاد کرو تو وہ میرے باپ ہیں نہ کہ تمہارے۔ اور میں انکی بیٹی ہوں۔ نہ کہ تمہاری بیٹیاں۔ میرے چچا زاد حضرت علیؑ ان کے بھائی ہیں۔ نہ کہ تم لوگوں کے۔

جب کبھی گمراہی کی شاخ نکلتی اور منہ کھولتی تو مشرک بھی اپنا منہ کھولتے جناب رسالتمآب اپنے بھائی علی ابن ابیطالب کو انکے حلق میں جھونک دیتے وہ جنگ سے منہ نہ پھراتے جب تک انکے سرکش کانوں کو اپنے قدمِ شجاعت کے نیچے کچل نہ ڈالتے۔ اور انکی آتشِ فتنہ کے دہوئیں اپنی تلوار سے نہ اڑا دیتے۔ وہ اللہ کی ذات کے لئے اپنے تئیں مصیبت اور رنج میں ڈال دیتے۔ رسولِ خدا کا ساتھ مصیبت کے دن نہ چھوڑتے۔ وہ اولیاء اللہ کے سردار خیر خواہ خلق اور مجاہد ہیں۔ تم لوگ ایسے وقتوں میں تن آسانی سے کام لیتے اور منتظر رہتے۔ کہ ہماری نسبت کوئی منحوس اور خطرناک خبر سنو جب کبھی جنگ پیش آتی تو تم پہلو تہی کرتے اور قتال کے وقت دشمن کی طرف پیٹھ کر کے بھاگ جاتے۔

رسولِ پاک کے انتقال پر تمہارے سینوں میں نفاق کے خار ظاہر ہوئے۔ اور تمہارے اسلام کا ظاہری لباس بوسیدہ ہو گیا۔ ڈرے ہوئے اور دبکے ہوئے لوگوں نے سر اونچا کیا اور گمنام اور ذلیل آدمی ظاہر ہو گئے۔ کفر کے اونٹوں نے چلانا اور میدانوں میں دوڑنا شروع کیا شیطان نے اپنے سینگ اس جگہ سے بلند کئے جہاں وہ اپنے سر کو چھپائے بیٹھا تھا۔ تم نے شیطان کی آواز کو سنا اور قبول کیا۔ تم نے اہلِ حق کی مخالفت کی اور اس اونٹ کو داغ دے کر اپنی ملکیت بنا لیا۔ جو تمہارا نہ تھا جبکہ ابھی رسولِ خدا کی نعشِ اطہر قبر میں بھی نہ سونپی گئی تھی۔

تم نے بہانہ کیا یہ کام فتنہ کے خوف سے کیا گیا ہے تاکہ یاد رکھو کہ فتنہ وہ ہے جس میں تم پڑے ہو شیطان تم کو گمراہ کئے جا رہا ہے۔ تم نے قرآن پاک کے ظاہر اور باہر احکام کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ تم نے اپنے دوزخ کی

آگ میں پڑنے سے دریغ نہ کیا۔ تم نے اپنی باطل خلافت کو محکم کر لینے میں دیر نہ کی۔ اب ہم اس شخص کی طرح صابر ہیں جس کا وجود تیر و تفنگ سے چکنا چور ہو۔ تم نے فدک کو خلافِ حکم خدا و رسول مجھ سے چھین لیا۔ وہ کیسا ہولناک وقت ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ حاکم ہوگا۔ اور رسولؐ پاک حق رسی کے ضامن ہونگے۔ عنقریب تم جان لوگے۔ کہ عذاب ابدی میں گرفتار ہونا کس قدر شاق ہے۔

جناب فاطمہؑ نے رسول پاک کی قبر کی طرف منہ کیا اور فرمایا والد بزرگوار۔ آپ کے انتقال کے بعد سخت فتنہ اور آشوب نے منہ دکھایا۔ آپ کے جدا ہونے پر دنیا اور اہل دنیا ہم سے جدا ہو گئے۔

پھر آپ انصار سے مخاطب ہوئیں۔ اور فرمایا۔ لوگو میری حق رسی میں کیوں سستی کی جاتی ہے اور مجھ پر سے ازالۂ مظالم میں کیوں غفلت کرتے ہو میری حرمت کو نگاہ میں رکھو۔ ہمارے لئے دنیا تیرہ و تار ہو گئی۔ اور ہم ہیچ کارہ اور مہمل کر دیئے گئے۔ یہ وہ بلا تھی جو قرآن پاک نے صبح و شام تم کو پکار پکار کر سنائی

اے فرزندان۔ کیا میرے باپ کی میراث مجھ سے چھین کر ہضم کر لی جائے۔ اور تم دیکھتے رہو۔ تم میری دعوت کو اجابت نہ کر کے ظلموں کو پوشیدہ کرتے ہو۔ تم تعداد اور سامان حرب رکھتے ہو۔ اور تمہارے پاس نیزے اور ڈھالیں ہیں۔ تم وہ گروہ ہو جنہوں نے کفار کو نیزوں کی نوکوں پر پرویا۔

تم کو ہماری اطاعت کا حکم ہے جن کی برکت سے آسیائے اسلام گردش میں آئی۔ خیراتِ ایام جاری ہوئی۔ اور دین محکم ہوا۔ ایمان کی طرف پیشقدمی کر کے تم پھر پیچھے ہٹ گئے ہو۔ انکے مقابلے میں نہیں کھڑے ہوتے ہو جو عہد کے بعد ایمان سے پھر گئے ہیں۔ اور دین میں طعن کرتے ہیں۔ کفر کے اماموں سے قتال کرو۔ جنکو ایمان سے کچھ حصہ نہیں ہے۔

میں دیکھتی ہوں۔ تم نے تن آسانی کی طرف قیام کیا ہے۔ راحت کی طرف میلان کیا ہے جو تم نے لیا تھا۔ اس کو باہر نکال پھینکا ہے اور جو کچھ حلق میں اوتارا تھا اس کو قے کر دیا ہے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے اتمام حجت کے لئے کہا ہے۔ تمہاری بزدلی اور ضعفِ ایمان کو جانتی ہوں۔ لیکن یہ دلی جوش اور رنج کا اظہار سینہ کے جمع شدہ درد و الم تھے۔

اب قیامت میں تمہارا کوئی عذر باقی نہیں رہ سکتا۔ لے لو میرے حق کو اور ذخیرہ کر لو اس کو۔ جو تمہاری پشتوں کو زخمی کرنے والا اور پاؤں کو مجروح کرنے والا ہے۔ اور جس کی شرم و ننگ باقی رہے گی۔ جب تک کہ یہ جہان قائم رہے گا۔ اور جس کا صلہ خدا تعالیٰ کی روشن آگ ہے جو ان لوگوں کے لئے بند

کر کے رکھی گئی ہے۔ میں اس کی بیٹی ہوں جو تم کو آنے والے عذاب شدید سے ڈرانیوالا تھا۔ پس تم جان لو اور ہم جانتے ہیں اور تم منتظر رہو۔ اور ہم منتظر ہیں۔

"با آلِ نبی ہر کہ در افتاد بر افتاد"

خلافت حضرت ابوبکر کے کارنامے

مرآۃ الزمان ابواب الخلفا باب اول وقائع سنہ ۱۱ھ قصہ بطاح اور صواعق محرقہ باب اول فصل پنجم شبہ پنجم اور کتاب استیعاب میں ہے کہ ابوبکر کے حکم سے خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن مخذومی نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ علامہ قوشجی بھی یہی امر لکھتا ہے۔

سہیل نے عمر ابن خطاب سے روایت کیا ہے۔ کہ عمر نے ابوبکر سے کہا۔ کہ خالد کی تلوار میں اندھا دھند جلدی ہے پس تو خالد کو قتل کر۔ کیونکہ اس نے مالک بن نویرہ کو (بے قصور) قتل کیا اور اس کا سر چولھے کے طور پر دیگ کے نیچے رکھا۔ یہاں تک کہ دیگ پک گئی۔

فوات الوفیات میں ہے کہ خالد کو مالک بن نویرہ کی عورت کا عشق اور لالچ دامنگیر تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ یہ بات صراحت سے ظاہر ہے کہ یہی عشق قتلِ مالک کا باعث ہوا ہے۔ ناظرین، مالک بن نویرہ عہدِ رسول اللہ میں آنحضرت کی طرف سے صدقات وصول کرنے کے لئے عامل مقرر تھا۔ دیندار اور راسخ الاعتقاد مومن تھا۔ آنحضرت کی وفات پر ابوبکر کے خلیفہ ہو جانے کی وجہ سے اس نے اپنی قوم کو فہمائش کی کہ جب تک حضرت علیؑ زیب دہ اورنگِ نیابت نہ ہوں۔ اپنے صدقات کو روک لو۔ صرف اسی بنا پر ابوبکر نے خالد کو سردار لشکر بنا کر بھیجا جس نے اہل یمامہ کے مومنین کو بیدریغ قتل کیا۔ انکے اہل وعیال کو تہ تیغ کیا۔ عورتوں کو اسیر کیا۔ گھربار لوٹ لیا۔ بعض کو جلایا۔ بعض کو پہاڑوں پر سے گرایا۔ بعض کو کنوؤں میں پھینکا گویا ابوبکر کے اغوا سے اس نے یزیدی کارناموں کے لئے سنگِ بنیاد رکھدیا۔ حالانکہ قتل وغارت سے پیشتر خالد اور لشکرِ خالد نے اہل یمامہ کی مسجدوں سے اذانیں سنیں اور انکو نمازیں پڑھتے دیکھا۔ خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور اسی رات اس کی زوجہ سے بالجبر زنا کیا۔ لوٹ مار کے مال میں سے جو حصہ عمر بن خطاب کو دیا گیا۔ اس نے وہ حصہ علیحدہ امانتاً رکھ چھوڑا۔ اور اپنے عہدِ خلافت میں دیسے کا ویسا اصل مالکوں کو واپس دیدیا اسی مالِ غنیمت میں سے ایک عورت خولہ بنتِ جعفر حضرت علی علیہ السلام کو دی گئی جس سے حضرت نے

نکاح کیا۔ اور کنیز کے طور پر نہ رکھا حالانکہ دوسرے تمام مسلمانوں نے اپنے اپنے حصہ کی عورتوں کو کنیز کی صورت میں بغیر نکاح رکھا اسی خولہ کے بطن سے حنفیہ پیدا ہوئے۔ جب خالد زوجہ مالک کو مدینہ میں لایا تو عمر نے ابوبکر سے بالاصرار کہا کہ خالد قتل مومن اور زنا بالجبر کا مرتکب ہوا ہے۔ اس کو سنگسار کر مگر ابوبکر نے یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ میں خدا کی تلوار کو نیام میں نہیں کرنا چاہتا۔

مراۃ الزماں علامہ سبط ابن جوزی ذکر عزل خالد بن ولید عن الشام اور تاریخ کبیر طبری جلد پنجم اور تاریخ ابن خلکان باب ثانی فی ذکر عمر من ابواب الخلفائی وقائع السنۃ الثالثۃ عشر اور کنز العمال ملا علی متقی بہ تبویب جمع الجوامع سیوطی کتاب الامارۃ و الخلافۃ خلافت ابوبکر اور مراۃ الزماں فی تاریخ الاعیان باب اول من ابواب ذکر الخلفا وقائع ۱۱ھ خلافت ابوبکر اور انسان العیون علی بن برہان الدین حلبی اور تاریخ کامل ابن اثیر اور فوات الوفیات محمد بن شاکر بن احمد کتبی اور اسد الغابہ ابن اثیر جزری اور استیعاب ابن عبد البر اور روضۃ الاحباب جمال الدین محدث ذکر قتل مالک بن نویرہ جلد دوم خلافت ابوبکر وغیرہ میں ہے کہ خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور اس کی زوجہ لیلیٰ بنت سنان کو مدینہ میں لے آیا عمر اور جناب امیرؑ اور سعد ابن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ نے ابوبکر سے خالد پر شرعی حد لگانے کو کہا۔ مگر ابوبکر نے کہا۔ کہ میں خدا کی تلوار کو نیام میں نہیں کروں گا۔ ناظرین تفسیر کشاف میں ہے کہ خالد کا باپ ولید ایک دولتمند شخص تھا جس کے دس بیٹے تھے۔ وہ بیٹوں سے کہا کرتا۔ کہ تم میں سے جو کوئی محمدؐ پر ایمان لائے گا میں اس کو جائداد سے عاق کر دونگا خود بھی آنحضرت سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ اگر آپ ہمارے بتوں کی مذمت چھوڑ دیں۔ تو میں اپنی تمام دولت آپ کے حوالہ کر دیتا ہوں۔ یہ ولید ولد الزنا تھا جس کو مغیرہ نے اس کی پیدایش سے اٹھارہ سال بعد اپنا بیٹا بنایا تھا۔ قرآن کی سورہ ن والقلم کی آیہ بھی اسی ولید کے حق میں ہے کہ اے محمدؐ نہ کہا مان تو ہر ایک قسم کھانے والے ذلیل۔ عیب جو۔ چغلخور۔ بخیل۔ ظالم۔ تندمزاج اور ولد الحرام کا۔

تفسیر مدارک تفسیر سورہ نون تحت آیہ "لا تطع کل حلاف" میں ہے کہ اس آیہ مبارکہ کے نزول پر ولید بہت گھبرایا اور تلوار سونت کر اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا۔ سچ بتا کہ میں کس کا بیٹا ہوں۔ اس کی ماں نے جواب دیا۔ اے بیٹا۔ تیرا باپ نامرد تھا۔ اور تیرے چچا زاد بھائیوں کی آنکھیں ہماری جائداد پر لگی ہوئی تھیں میں نے ایک چرواہے سے بدفعلی کرائی اور تو پیدا ہوا۔ نیز واضح ہو کہ خالد سیف اللہ کی دادی مسماۃ ام ولید فاحشہ عورت تھی۔

تاریخ خمیس ص۳۲۴ پر ہے۔ کہ عمر بن خطاب آنحضرت کو قتل کرنے کے ارادہ پر حضرت کے درِ دولت پر آیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے عمر مسلمان ہو جاؤ۔ ورنہ تمہارے حق میں بھی ولید کی طرح آیہ قرآنی کا نزول ہوگا عمر مسلمان ہو گیا۔

مسند احمد حنبل جلد اول ص۱۱ پر بروایت ابوہریرہ اور مشکوٰۃ فصل سوئم کتاب الزکوٰۃ اور بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ مجھے لوگوں سے حکم قتال ہوا۔ تا آنکہ وہ "لا الہ الا اللہ" کہہ دیں۔ جب انہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہدیا۔ تو انکی جانیں اور مال محفوظ ہو گئے۔ سوائے اس کے کہ انکے ذمہ کوئی حق ہو جس کا حساب خدا پر ہے۔ ابوہریرہ کہتا ہے جب لوگ مرتد ہوئے تو عمر نے ابوبکر سے کہا کہ کیا تو ان سے قتال کرے گا جو بقول رسول اللہ مسلمان ہیں۔ ابوبکر نے کہا میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے مقابلہ میں نماز کی کچھ پرواہ نہیں کروں گا (یعنی حکم رسولؐ کوئی چیز نہیں ہے۔)

تفسیر در منثور سیوطی جز ششم سورہ نساء میں ہے کہ عبدالرزاق اور عدنی اور ابن منذر اور حاکم نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔ کہ عمر نے کہا کہ اگر میں آنحضرت سے تین باتیں پوچھ لیتا۔ تو مجھے سرخ بالوں والے اونٹ سے زیادہ عزیز ہوتیں۔ اول یہ کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہو۔ دوسری یہ کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں سے قتال جائز ہے یا نہیں تیسری یہ کہ کلالہ سے کیا مراد ہے۔

تاریخ خمیس جلد دوئم ص۲۲۸ و ص۲۳۱ پر ہے۔ کہ ابوبکر نے خالد کو حکم دیا۔ کہ اگر تم اہل یمامہ پر فتح و قدرت پاؤ نوجوان کو قتل کرو۔ آگ میں زندہ جلاؤ۔ بھاگنے والوں کا تعاقب کرو۔ قیدیوں کو تلواروں کی نوکوں پر چڑھاؤ۔ غارت کرو۔ اور مقتولوں کے سروں کے چولھے بناؤ۔

سید مرتضےٰ علیہ الرحمۃ نے ابو مخنف لوط بن یحییٰ کی روایت سے حضرت علی علیہ السلام کا ایک خط نقل کیا ہے۔ جو حضرت نے جنگ جمل میں اہل کوفہ کو بھیجا تھا۔ کہ بھاگتے ہوئے لوگوں کا تعاقب نہ کرنا۔ زخمیوں پر شدت نہ کرنا۔ کسی کا پردہ ننگا نہ کرنا۔ کسی کی سرداری کی ہتک نہ کرنا۔ اور کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہونا۔

استیعاب جلد دوئم ص۶ پر ہے کہ آنحضرت کا حکم تھا۔ کہ بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔ زخمی اور قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔ اور آنحضرت کا یہی دستور العمل تمام اسلامی جنگوں میں قائم رہا۔

بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ۔ اور مسلم کتاب الایمان باب ذکر بیان ان النبی لما

بعث معاذا الی الیمن امران یدعوالناس بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ میں روایت ابن عباس لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔ تو حکم دیا کہ جب تو اہل کتاب کے پاس پہنچے تو انکو لا الہ الا اللہ" کی دعوت دے جب وہ اس کو قبول کریں تو انکو نماز سے آگاہ کر۔ پھر صدقہ یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید کر۔ اگر وہ انکو مان لیں۔ تو انکے اموال سے پرہیز کر کہ مظلوم کی فریاد اور خدا کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے۔

کتاب مغنی قاضی القضاۃ عبدالجبار معتزلی میں ابوعلی سے روایت لکھی ہے۔ کہ مالک کا ارتداد اس وقت ظاہر ہوگیا جب اس نے آنحضرت کے بارہ میں خالد سے گفتگو کرتے ہوئے "صاحبک" کہدیا یعنی تیرے صاحب کا ایسا حکم ہے۔

بخاری کتاب الحج باب کسوۃ الکعبہ میں ہے کہ جب عمر بن خطاب نے کعبہ کے سونا چاندی پر اپنا قبضہ کرنا چاہا۔ تو ابووائل نے کہا۔ کہ اے عمر تیرے دونو صاحبوں یعنی آنحضرت اور ابوبکر نے یہ کام نہیں کیا۔

ربیع الابرار علامہ زمخشری باب ۸۱۔ اور کنز العمال ملا علی متقی کتاب المواعظ والرقائق والحکم حرف میم در خطبہ علی و مواعظ میں ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اگر تجھے بھلا معلوم ہو کہ تو اپنے دو صاحبوں یعنی آنحضرت اور ابوبکر سے ملے تو اپنی امیدوں کو کم کر اور سیر ہو کر نہ کھا اور تہ بند کو نیچا کر اور قمیص کو اونچا کر اور اپنی جوتی آپ گانٹھ۔

کنز العمال مذکورہ کے اسی حوالہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے عثمان کو فرمایا کہ اگر تجھے بھلا معلوم ہو کہ تو اپنے دونو صاحبوں یعنی ابوبکر اور عمر سے ملے تو اپنی امیدوں کو گھٹا اور سیر ہو کر نہ کھا اور تہ بند کو نیچا کر وغیرہ۔ ابن عساکر کہتا ہے کہ حضرت علیؑ کی مراد "صاحبیک" سے آنحضرت اور ابوبکر تھی۔

کنز العمال میں ہے کہ ابوبکر نے یمامہ پر فوج کشی کے بارہ میں اصحاب رسول سے مشورہ کیا۔ عمر نے کہا کہ ان سے نماز قبول کرلے اور زکوٰۃ چھوڑ دے اور قتال سے باز رہ۔ حضرت علی اور دیگر تمام مہاجرین و انصار نے عمر کی رائے کی تائید کی۔ شرح ابن ابی الحدید میں تاریخ طبری سے نقل کیا گیا ہے کہ جب اہل عرب یعنی اہل یمامہ نے کہا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہم پر واجب نہیں ہے۔ تو تمام مسلمانوں نے انکی اس بات کو قبول کر لینے پر اجماع کیا۔ مگر ابوبکر نے انکار کر دیا۔ ناظرین۔ اجماع کی ذلت اور نامعقولیت ملاحظہ ہو۔

روضۃ الصفا میں ہے کہ عمر ابن خطاب نے یمامہ کے تمام قیدیوں کو جب وہ خلیفہ ہوا۔ اپنے اپنے وطنوں کو واپس بھیجدیا۔

محلی علامہ ابن حزم میں ہے کہ اہل ردہ دو قسم کے تھے مسلمان اور کافر۔ کافر توبہ کر سکتے تھے اور اسلام لا سکتے تھے۔ اور مسلمانوں سے کفر ظاہر ہی نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے ابوبکر کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ یعنی زکوٰۃ کی ادائےگی سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ابوبکر کو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا۔ جس کی وجہ سے وہ قتل کئے گئے۔ شافعی اور حنفی کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ وہ مرتد نہ تھے۔

سبط ابن جوزی حمایت ابوبکر میں لکھتا ہے کہ ابوبکر نے خالد کی سرزنش کی اور حکم دیا۔ کہ مالک کی عورت کو طلاق دے دو۔

مروج الذہب ص۱۰۱ پر ہے کہ ابوبکر کے خلیفہ بننے کے دس روز بعد عرب مرتد ہو گئے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف۔ اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے اور ہماری حفاظت میں ہے۔

تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد دوئم ص۱۲۳ ذکر ردہ بنی عامر و بنی ہوازن و بنی سلیم میں ہے۔ کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کے بارہ میں چار فریق ہو گئے۔ حضرت علی و عمر بن خطاب و ابو عبیدہ جراح و عثمان و سعد بن ابی وقاص وغیرہ کی یہ رائے تھی۔ کہ ان سے قتال نہ کیا جائے۔ انکو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ مگر ابوبکر نے حکم قتال دیدیا اور بعد حصول فتح مغلوبین کو قتل کیا گیا اور زندہ جلایا گیا۔ ناظرین! اب اجماع کہاں گیا۔

تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم اور ریاض النضرہ اور فتح الباری میں ہے کہ ان قبائل کے لوگوں کو قتل کیا گیا بعض کے ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ زندہ جلایا پتھروں سے کچلا پہاڑوں سے گرایا۔ اور کنوؤں میں دھکیلا۔

مولوی بدیع الزمان شاگرد مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی و تلمیذ مولوی سید نذیر حسین محدث دہلوی نے فتح المبین علی رد مذہب المقلدین ص۲۳۶ پر لکھا ہے۔ کہ بعد حصول فتح انکے اموال اور غلاموں وغیرہ پر قبضہ کیا گیا۔ اور بغیر عدہ و نکاح کے انکی ازواج اور ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں پر تصرف کر لیا گیا جن سے اکثر عورتیں صاحب اولاد ہوئیں۔ اور بے شمار ولد الزنا پیدا ہوئے۔

تاریخ کبیر طبری جزو خامس میں ہے کہ عمر بن خطاب نے خالد کو کہا کہ تو نے ایک مسلمان مرد (مالک بن نویرہ) کو قتل کیا۔ اور پھر اس کی وجہ سے زنا کیا۔ واللہ میں تجھے سنگسار کروں گا۔

مدارج النبوۃ جلد دوئم ص۶۲۴ پر ہے کہ جب آنحضرت نے حضرت علیؑ کو یمن کی طرف بھیجا۔ تو فرمایا۔ کہ

اے علیؑ۔ اگر تیرے ہاتھ پر ایک شخص بھی اسلام لے آئے تو یہ بات ان تمام اشیاء سے بہتر ہے جن پر آفتاب نے طلوع و غروب کیا ہو۔ بخاری کتاب الفتن میں ہے کہ گالی دینا مسلمان کا فسق ہے اور قتال کفر ہے۔

تاریخ اسلام جلد دوئم صفحہ ۳۳۔ الفاروق شبلی مطبوعہ آگرہ جلد اول صفحہ ۱۶۵۔ تاریخ اعثم کوفی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳۴ تاریخ طبری مطبوعہ نولکشور جلد چہارم صفحہ ۲۶۴۔ بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم صفحہ ۲۹۔ سکسیسرز آف محمد واشنگٹن ارونگ صفحہ ۵۲ پر ابوبکر کا خالد کو بھیجنا اور اس کا مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اس کی زوجہ سے بالجبر زنا کرنا اور حضرت علی علیہ السلام اور عمر کا ابوبکر سے کہنا کہ خالد پر حد شرعی جاری کرو اور ابوبکر کا انکار کرنا۔ اور عمر کا اپنے عہد میں خالد کو سپہ سالاری سے معزول کرنے کا تذکرہ درج ہے۔

اصابہ جلد ششم صفحہ ۳۶ پر ہے کہ مالک بن نویرہ کو رسول اللہ نے صدقات وصول کرنے پر مامور فرمایا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ نے وفات پائی اور وہ متردد ہوا کیونکہ وہ ابوبکر کو خلیفہ غاصب سمجھتا تھا، اور اس نے صدقات کے جمع کردہ اونٹ اپنی قوم کو واپس کر دیئے۔

تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوئم صفحہ ۲۲ پر ہے کہ جب ابوبکر نے اس قوم سے جنگ کرنا چاہا تو تمام صحابہ رسول نے اس کی مخالفت کی اور عمر نے کہا کہ تم اس قوم سے لڑنا چاہتے ہو جو "لا الہ الا اللہ" کہتی ہے اور اس کا خون اور مال بقول رسول مقبول محفوظ ہے۔

تاریخ خمیس صفحہ ۲۳۲ پر ہے کہ اسیروں میں عنیہ بن حصین اور قرہ بھی تھے۔ جنکو اہل مدینہ کے لڑکے ڈنڈے مارتے اور کہتے۔ اے دشمنان خدا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ وہ کہتے خدا کی قسم ہم کبھی بھی ایمان نہیں لائے۔ مگر ابوبکر نے ان دونوں کو معاف کر دیا۔ اور امان نامہ لکھ دیا۔ مگر مالک کو صرف اس خیال کی وجہ سے قتل کرایا کہ یہ محب اہلبیت ہے)

شرح عسقلانی ابن حجر جلد ششم صفحہ ۳۷ پر ہے کہ جب خالد نے مالک بن نویرہ کی زوجہ کو دیکھ لیا جو نہایت حسین و جمیل تھی اور مالک نے بھی دیکھا۔ کہ خالد نے اس کو دیکھ لیا ہے۔ تو مالک نے کہا۔ اب ہم ضرور قتل کر دیئے جائیں گے۔

وفیات الاعیان قاضی شمس الدین ابن خلکان جلد دوم صفحہ ۱۷۳ پر ہے کہ جب خالد نے مالک کو قتل کرنا چاہا تو مالک نے کہا تم مجھے ابوبکر کے پاس بھیجدو۔ وہ جو چاہے حکم دے۔ کیونکہ جن لوگوں کے قصور مجھ سے بڑھکر تھے انکو ابوبکر کے پاس تم نے بھیجدیا ہے۔ خالد نے کہا۔ خدا مجھے نہ بخشے اگر میں تم کو قتل نہ کروں۔ مالک نے اپنی

تو جب ام متمم کی طرف دیکھا اور کہا میرا قتل اس عورت کی وجہ سے ہونیوالا ہے خالد نے کہا نہیں بلکہ تو اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ مالک نے کہا کہ ہم تو اسلام پر قائم ہیں۔ مگر خالد نے ضرار بن ازور کو حکم دیا۔ اور مالک قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے سر کو دیگ کے نیچے رکھکر کھانا پکایا گیا۔ اور خالد نے ام متمم پر قبضہ کر لیا۔

شرح تجرید علامہ قوشجی میں ہے کہ مالک بن نویرہ مسلمان تھا اور خالد نے اس کو صرف اس غرض سے قتل کر دیا۔ کہ اس کی زن کی وجہ سے اپنی خواہش پوری کرے۔ جو نہایت جمیلہ تھی اور پھر بعد قتل مالک خالد نے اسی شب کو ام متمم سے نکاح کیا۔ (بغیر گزرنے عدت) اور ہم بستری کی۔

ریاض النضرہ محب الدین طبری صنا پر ہے۔ کہ جب خالد نے ابوبکر کے حکم سے بنی سلیم پر چڑھائی کی۔ اور بعض مسلمانوں، کو آگ میں زندہ جلا دیا۔ تو عمر نے ابوبکر کو کہا کہ تم نے ایسے شخص کو چھوڑ رکھا ہے جو لوگوں کو خدا کے عذاب سے معذب کرتا ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا۔ واللہ میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کرونگا۔ جو خدا نے کھینچی ہے۔ خدا ہی اس کو نیام میں کرے تو کرے۔

تاریخ خمیس جلد دوم صنا۲۳ پر ہے کہ جب قوم بنی اسد قتل کی گئی اور قیدی بنائی گئی تو خالد نے عام حکم دے دیا جس کو کھانا پکانا ہو یا پانی گرم کرنا ہو۔ وہ دیگچی کا چولھا سروں سے بنائے۔ پھر لکڑیوں کے انبار میں آگ لگا کر زندہ قیدی پھینک دئے گئے۔ چنانچہ حامیہ بن ربیع صحابی بھی جو رسول اللہ کی طرف سے صدقات کا عامل تھا۔ زندہ جلا دیا گیا۔ اور ایک عورت ام طلیحہ قیدی یہ کہہ کر آگ میں خود بخود کود پڑی۔ کہ اے موت تو کس قدر خوشگوار ہے پھر زمین میں بڑے بڑے گڑھے کھودے گئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کیوں بنائے ہیں۔ اس پر خالد نے ابوبکر کا حکم نامہ نکال کر پڑھ دیا۔ کہ جب تم ظفریاب ہو چکو تو سب کو آگ میں جلا دو۔

روضۃ الاحباب و اشعات سنہ ۱۱ھ۔ کنز العمال کتاب غزوات حرف عین بعث اسامہ۔ بخاری پارہ چودہواں کتاب المناقب صنا۔ فتح الباری شرح بخاری کتاب المغزوات باب بعث النبی اسامہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ۔ کتاب مغازی امام واقدی۔ ترجمہ النبوت در آخر کتاب ابن سعد۔ سیرۃ الصغری ابن اسحاق۔ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق۔ ملل و نحل شہرستانی صنا۔ فتح الباری ابن حجر باب مناقب زید بن حارثہ۔ شرح بخاری قسطلانی۔ تہذیب التہذیب امام ذہبی وغیرہ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت نے تمام مہاجرین و انصار کو جن میں ابوبکر اور عمر اور عثمان بھی شامل تھے۔ حکم دیا کہ وہ اسامہ بن زید کی ماتحتی میں رومیوں کے

ساتھ جنگ کرنے کو جائیں۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو حکم تھا کہ وہ اس جنگ میں نہ جائے۔

روضۃ الاحباب و افعات ۱۱ھ کی عبارت کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں کہ ۲۶ صفر پیر کے دن آنحضرت نے حکم دیا کہ تمام مہاجرین و انصار اسامہ بن زید کی ماتحتی میں رومیوں سے جنگ کرنے کو چلے جائیں۔ اور آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے جھنڈا باندھا اور حکم رخصت دیا۔ مہاجرین اور انصار میں ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، سعد بن وقاص، ابوعبیدہ جراح، سعد بن زید، قتادہ بن نعمان، سلمہ بن سلم وغیرہ بھی تھے۔ جب اہل لشکر میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں، کہ ہم کو ایک غلام زادہ کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ تو آنحضرت نے بر سر منبر فرط غضب میں بعد حمد خدا فرمایا۔ حالانکہ حضرت کو اس وقت تپ اور درد سر لاحق تھا۔ اور سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ کہ آج تم لوگ اسامہ کی سرداری پر طعن کرتے ہو۔ اور پہلے تم نے اسامہ کے باپ زید پر بھی طعن کیا تھا جب میں نے تم کو اس کے ماتحت غزوہ موتہ میں بھیجا تھا خدا کی قسم اسامہ تم پر امیر ہونے کے لائق ہے۔ اور جس طرح مجھے زید محبوب تھا۔ اسی طرح مجھے اسامہ محبوب ہے۔ مجھے ان دونو پر نیکیوں کا گمان ہے (پس تم اس کی ماتحتی میں فی الفور جاؤ)

ملل و نحل مطبوعہ جرمن صا۱۱ ذکر اختلافات اصحاب ابکار الافکار آمدی فصل چہارم قاعدہ ہفتم فصل حکم مخالف حق از اہل قبلہ۔ شرح مواقف آخر حصہ کتاب۔ رسالہ عقائد ملا یعقوب تمنبانی خاتمہ۔ کتاب ذکر مطاعن۔ شرح ابن ابی الحدید جلد ششم در بیان شرح قول لما انتہت الیہ ابناء السقیفہ۔ تاریخ مظفری علامہ ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم۔ مرأۃ الاسرار عبدالرحمان بن عبدالرسول بن قاسم میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا (تاکیداً اور بار بار) کہ جو کوئی اسامہ کی ماتحتی میں جانے سے تخلف کرے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔

مفہم شرح مسلم باب کبائر کتاب ایمان میں ہے۔ کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب گناہ کبیرہ ہیں جن پر اللہ نے مہر کر دی ہو۔ نار جہنم یا غضب یا لعنت یا عذاب سے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ابوبکر نے عمر بن خطاب کو اسامہ کی ماتحتی میں جہاد کے لئے بھیجا۔ تو لوگوں نے عمر کو واپس کر دیا۔ اور کہا کہ تم جا کر ابوبکر سے کہو کہ وہ ہم پر کسی بزرگ کو امیر لشکر بنائے۔ جب عمر نے ابوبکر کو یہ پیغام دیا۔ تو ابوبکر نے اچھل کر عمر کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہا۔ اے ابن خطاب رسول اللہ تو اسامہ کو امیر مقرر کریں۔ اور تو کہتا ہے۔ کہ میں اس سے امارت چھین لوں۔

تاریخ طبری جلد دوئم صفحہ ۲۲۳ پر ہے کہ عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا۔ کہ مشرکین نے جو آنحضرت کو سب سے زیادہ ایذا دی۔ اس کو بیان کرو۔ عبداللہ بن عمر نے کہا۔ آنحضرت ایک دن کعبہ کے پاس تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت کے گلوئے مبارک میں آپ کی ردا کو زور سے لپیٹا۔ اور سخت فشار دیا۔

پھر لکھتا ہے کہ ابوبکر نے (یہ حالت دیکھ کر) کھڑے کھڑے رونا شروع کر دیا۔ اور کہتا تھا۔ کیا تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے خدا ہمارا رب ہے۔ بعد ازاں وہ لوگ چلے گئے۔ ناظرین یہ ہے جرأت و غیرت بکری۔ آنحضرت کی آنکھیں پھوٹی جا رہی ہیں۔ اور ابوبکر نے نہ ہاتھ سے کفار کو روکا۔ نہ تلوار چلائی اور نہ ہی ان کو سخت سست کہا۔ کیا تو یہ کیا۔ کہ رونا شروع کر دیا۔ غالباً اسی لئے تو۔ آپ رقیق القلبی میں مشہور آفاق ہیں۔

تاریخ خمیس صفحہ ۳۲۰ پر ہے کہ اس وقت (جب آنحضرت کی یہ حالت کفار کے ہاتھوں سے ہو رہی تھی) جناب سیدہ تشریف لائیں۔ اور اس ملعون کو حضرت سے جدا کیا۔ ناظرین اس وقت جناب سیدہ کی عمر صرف پانچسال تھی۔ اور نیز جناب سیدہ نے باآواز بلند کفار کو سخت سست بھی کہا تھا۔

خاتمہ حضرت ابوبکر

موطا امام مالک مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۸۴ پر ہے کہ جب آنحضرت نے جنگ احد کے شہدا کے حق میں دعائے مغفرت مانگی۔ تو ابوبکر اور عمر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمارے حق میں بھی دعائے مغفرت کیجئے۔ حضرت نے فرمایا تمہارے دلوں میں پوشیدہ شرک ہے۔ جو چیونٹی کی طرح رینگ رہا ہے۔

بخاری ابواب فضائل اصحاب نبی میں ہے کہ عائشہ نے کہا کہ جب آنحضرت فوت ہوئے تو ابوبکر مقام سنح میں (جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر) تھا۔ اور عمر کہتا تھا کہ خدا کی قسم۔ آنحضرت فوت نہیں ہوئے۔ تاریخ صغیر بخاری اور کنز العمال میں ہے کہ آنحضرت فوت ہو گئے۔ تو ابوبکر مقام سنح سے آیا۔ ابن روزبہان لکھتا ہے کہ عمر کو وفات رسول اللہ سے انکار کرنے سے مقصود یہ تھا۔ کہ اگر آنحضرت کی وفات کی خبر ابوبکر کے سنح سے واپس آنے سے پہلے پھیل گئی تو امر خلافت میں پھوٹ کا باعث ہوگا۔ در منثور سیوطی میں ہے۔ کہ آنحضرت کی وفات کے بعد ابوبکر گھوڑے پر سوار ہو کر مقام سنح سے واپس آیا۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ ابوبکر بیمار اس طرح ہوا کہ پیر کے دن جو سردی کا دن تھا

اس نے غسل کیا جس کی وجہ سے وہ پندرہ یوم بیمار رہ کر مر گیا۔ اور ان پندرہ دنوں میں گھر سے باہر نہ نکلا۔

تاریخ امام طبری مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۵۲ اور منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۱۷۱۔ اور تاریخ کامل مبرد اور کتاب سقیفہ احمد بن عبدالعزیز جوہری۔ اور شرح ابن ابی الحدید بہ سند مبرد و جوہری۔ اور کتاب السیاست والامامت ابن قتیبہ۔ اور کتاب الاموال ابو عبیدہ اور کتاب فضائل الصحابہ خثیمہ بن سلیمان طرابلسی اور معجم کبیر طبرانی اور تاریخ ابن عساکر اور کتاب مختارہ ضیا مقدسی اور جمع الجوامع جلال الدین سیوطی اور کنز العمال ملا علی متقی اور مراۃ الزمان سبط ابن جوزی وغیرہ میں ہے۔ کہ ابوبکر نے مرتی دفعہ کہا کہ کاش کہ میں نے خانۂ فاطمہؑ کی پردہ دری نہ کی ہوتی۔ اور اس سے باز آگیا ہوتا خواہ وہ جنگ کے لئے بند کیا گیا ہوتا۔

کنز العمال ملا علی متقی حرف ہمزہ کتاب الامارہ خلافت ابوبکر اور منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے۔ کہ ابوبکر نے مرتی دفعہ کہا کہ میں کسی امر پر اندوہناک اور غمزدہ نہیں ہوں سوائے تین کاموں کے جو میں نے کئے۔ اور کاش کہ میں نے نہ کئے ہوتے اور تین کاموں کے جو میں نے نہیں کئے۔ اور کاش کہ میں نے کئے ہوتے۔ اور تین باتوں کے جو کاش کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لی ہوتیں۔

پس وہ تین کام جو کاش کہ میں نے نہ کئے ہوتے یہ ہیں (۱) کاش کہ میں نے خانۂ فاطمہؑ کی پردہ دری نہ کی ہوتی۔ اور اس سے باز آگیا ہوتا خواہ وہ جنگ کے لئے بند کیا گیا ہوتا۔ (۲) سقیفہ بن ساعدہ کے دن میں امر خلافت کو ان دو آدمیوں یعنی ابو عبیدہ جراح یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کے گلے میں ڈال دیتا۔ اور وہ خلیفہ بنجاتا۔ اور میں اس کا وزیر ہو جاتا (۳) کاش کہ جب میں نے خالد کو مرتدوں کی طرف بھیجا۔ تو خود میں مقام ذی القصہ (ایک مقام کا نام ہے) میں ٹھہرتا تاکہ اگر مسلمان غالب ہوتے تو بہتر ورنہ میں جستجو یا مدد کے درپے ہوتا۔

اور وہ تین کام جو کاش کہ میں نے کئے ہوتے (۱) کاش کہ جب میرے پاس اشعث قید کر کے لایا گیا۔ تو میں اس کو قتل کر دیتا کیونکہ مجھے خیال ہے۔ کہ اس نے کوئی امر شر نہیں دیکھا جس کا وہ مددگار نہ ہو گیا ہو (۲) کاش کہ جب فجاءہ میرے پاس لایا گیا۔ تو میں اس کو آگ میں نہ جلاتا یا تو اس کو آسانی سے قتل کر دیتا۔ یا اس کو آزاد اور رہا کر دیتا (۳) کاش کہ جس وقت میں نے خالد کو شام کی طرف بھیجا۔ اس وقت اس کو عراق کی طرف بھیجتا۔ پس میں نے اپنے ہاتھ دائیں بائیں خدا کے راستہ میں پھیلائے ہوتے۔

اور وہ تین کام جو کاش کہ میں نے رسول اللہ سے پوچھے ہوتے (۱) کاش کہ میں نے رسول اللہ سے خلافت کے بارہ میں پوچھا ہوتا۔ تاکہ میں خلافت کے بارہ میں اُن سے تنازعہ نہ کیا ہوتا جو خلافت کے اہل تھے (۲) کاش کہ میں نے رسول اللہ سے پوچھا ہوتا۔ کہ آیا انصار کا بھی کوئی حق خلافت میں ہے؟ (۳) کاش کہ میں نے عمہ کی میراث اور بہن کی لڑکی کی میراث کا مسئلہ پوچھا ہوتا کیونکہ مجھے اپنے آپ میں اس کی حاجت ہے

شعب الایمان بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور کنز العمال کتاب الفضائل باب ابوبکر میں ہے کہ ضحاک نے کہا کہ ابوبکر نے ایک درخت پر ایک پرندہ دیکھا تو کہا مبارک ہو تجھے اے پرندے۔ خدا کی قسم میں دل سے خواہش رکھتا ہوں۔ کہ میں تیری مانند درخت پر بیٹھتا۔ اور اس کے پھل کھاتا پھرتا۔ کیونکہ نہ تجھ سے حساب لیا جاتا ہے۔ اور نہ تیرے واسطے عذاب ہے۔ خدا کی قسم میں دل سے چاہتا ہوں کہ میں کسی راستے کے کنارہ پر درخت ہوتا کہ مجھ پر اونٹ گذرتا۔ اور پکڑ کر اپنے منہ میں داخل کرتا اور کھاتا پھرتا پھر مجھے چبا کر ہضم کر جاتا۔ پھر مجھے پاخانہ کی صورت میں ہگ دیتا۔ لیکن میں آدمی نہ ہوتا۔ یہی روایت تفریح الاحباب میں بھی ہے۔

کنز العمال میں ہے کہ ابوبکر نے کہا کہ کاش کہ میں کسی مومن کے پہلو کا بال ہوتا کہ اس وسیلے سے بخشا جاتا۔

کنز العمال میں ہے کہ ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے۔ کہ ابوبکر نے ایک چڑیا کو دیکھ کر کہا۔ کہ تو میوے کھاتی اور درختوں میں اُڑتی پھرتی ہے۔ نہ تیرا حساب ہونا ہے اور نہ تجھ کو عذاب ہوگا۔ کاش کہ میں گوسفند ہوتا اور میرا مالک مجھے موٹا تازہ کرتا اور مجھے ذبح کرتا۔ میرا کچھ حصہ آگ میں بریاں کر کے بھونتے اور کچھ حصہ کے ٹکڑے کر کے خشک کر چھوڑتے۔ لوگ کھا جاتے۔ پھر مجھے گوہ کی صورت میں گھوری پر پھینک دیتے۔ مگر میں انسان نہ بنایا جاتا۔ یہی روایت کتاب وصل ابن فتحویہ میں بھی مرقوم ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے۔ کہ ابوبکر نے کہا کاش کہ میں سبز چارہ ہوتا کہ مجھے مویشی کھا جاتے۔

احیاء العلوم امام غزالی میں ہے کہ ابوبکر نے کہا۔ کہ اے پرندے کاش کہ میں تیری طرح پرند ہوتا۔ اور انسان نہ بنایا جاتا۔

تنفیس کرالبلسی اور زہرۃ البنی اور مواعظ الکرامی میں ہے۔ کہ ابوبکر نے مرنے کے وقت کہا۔ کاش کہ میں پرندہ ہوتا اور جنگلوں میں درختوں پر بیٹھتا اور انکے میوے کھاتا۔ اور نہروں کا پانی پیتا۔ مگر میں خلافت کو اختیار نہ کرتا۔ اور لوگوں کے امور اپنے ذمہ نہ لیتا۔ اس وقت عمر آیا۔ تو ابوبکر نے کہا۔ یہ ہے جس نے مجھے ان امور میں ڈالا تھا۔

تاریخ طبری جلد چہارم صـ۵۱ پر ہے۔ کہ ابوبکر نے پاخانہ سے سر نکالا جب کہ اس کی زوجہ اسما بنت عمیس

جس کے ہاتھ رنگین تھے اس کو تھامے ہوئے تھی اور کہا کیا تم لوگ اس شخص کی خلافت پر راضی نہیں ہو جس کو ہم خلیفہ بناتے ہیں قسم خدا کی ہم نے نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اور ہم نے اپنے کسی اہل قرابت کو خلیفہ نہیں بنایا۔ بلکہ ہم نے عمر کو خلیفہ بنایا ہے جس پر تمام نے کہا۔ کہ ہم نے سنا اور مانا۔ ناظرین۔ ابوبکر کو خلافت ایک ادارہ میں ملی جہاں رذیلے اور بدمعاش لوگ بھنگ چرس چنڈو اور شراب پیتے اور عمر کو خلافت پاخانہ میں ملی۔

منتخب کنزالعمال جلد ۴ و کم ص۱۰۰ اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوئم ص۲۱۲ پر ہے کہ جب ابوبکر نے عمر کو اپنا خلیفہ بنا دیا تو حضرت علی اور طلحہ نے ابوبکر کو کہا۔ کہ تم خدا کو کیا جواب دو گے۔ کہ تم ایسے سخت اور تند خو شخص کو بنا چکے ہو۔

زاد المعاد ابن القیم ص۱۴۴ پر ہے کہ ابوبکر اور عمر پر نماز جنازہ (خلاف حکم رسول) مسجد میں پڑھی گئی (اور کسی صحابی نے چون و چرا تک نہ کی)

وفاء الوفا ص۳۰۹ پر ہے کہ ابن زبالہ کہتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک چوکیدار مقرر کیا تھا۔ کہ کسی کو نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھنے دے (سنت رسول کے اتباع کے خیال سے) کثیر بن زید کہتا ہے۔ کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کا چوکیدار دیکھا تھا۔ عروہ بن زبیر نے چوکیداروں سے پوچھا۔ تم لوگ (مسجد میں) نماز جنازہ پڑھنے پر لوگوں کو زدو کوب کرتے ہو حالانکہ ابوبکر اور عمر پر نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھی گئی تھی۔

وفاء الوفا ص۳۱۰ پر ہے کہ علامہ شیخ شہاب الدین مالکی نے وصیت کی کہ مجھ پر نماز جنازہ مسجد سے باہر پڑھی جائے کیونکہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے لازم آتا ہے کہ مردہ کے پاؤں آنحضرت کے سر مبارک کی طرف ہوں جو بالکل خلاف ادب ہے۔

متفرقات

سیرت الرسول باب ششم ص۱۵ پر ہے کہ ابوبکر کا داماد زبیر ذات سے قصائی تھا (حیوۃ الحیوان علامہ دمیری میں ہے کہ زبیر بن العوام قصاب تھا) یہی زبیر ناظرین زبیر اور اسما بنت ابوبکر کا نکاح متعہ ہوا تھا (مروج الذہب مسعودی) جس کی وجہ سے عبداللہ پیدا ہوا جب عبداللہ جوان ہوا۔ تو اس نے زبیر کو کہا۔ کہ اب آپ میری ماں سے جماع نہ کیا کریں۔ کہ یہ بات میری شان کے خلاف ہے۔ اس پر زبیر نے اسما کو طلاق دیدی (تاریخ کامل جلد ۴ ص۱۴۱)

قاسم طیب طاہر خدیجہ ابوطالب فاطمہ بنت اسد زینب و رقیہ و ام کلثوم ابراہیم ابن رسول اللہ حمزہ جعفر طیار کی اموات پر ابوبکر نے مراسم تعزیت میں سے کوئی رسم ادا نہ کی۔

ابوبکر و عمر و عثمان کی اموات پر حضرت علیؑ نے کوئی رسم تعزیت بجا نہ کی۔ نہ جنازہ پڑھا۔ اور نہ پس ماندگان کو پرسا دیا۔ اور نہ کھانا بھیجا۔ عمر کی نماز جنازہ اس کے غلام صہیب نے پڑھائی تھی۔ فہوس افلح اس شرف سے محروم رہا۔

حضرات اہلبیت میں سے کسی ایک نے بھی ثلاثہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی بیعت کی۔

مخدرات اہلبیت میں سے کسی ایک نے بھی ثلاثہ کی لواحق عورتوں کو ثلاثہ کی اموات پر نہ پرسا دیا اور نہ کھانا بھیجا۔ حالانکہ انصار کی عورتوں سے یہ عوض معاوضہ قائم تھا۔

مدارج النبوۃ جلد دوئم صہ ۳۴۲ پر ہے کہ ابوبکر نے آنحضرت کی قبر کو جو پہلے مسطح تھی ماہی پشت بنا دیا۔ کتاب الامامت والسیاست صہ ۲۰ پر ہے کہ انصار نے معصومہ کو کہا۔ کہ اگر آپ کے شوہر حضرت علیؑ ابوبکر کے خلیفہ بننے سے پہلے آئے ہوتے تو ہم کسی کو انکا مقابل نہ سمجھتے معصومہ نے فرمایا۔ کیا وہ بھی رسول اللہ کو بلا کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کے لئے نزاع کرتے۔ بیشک ابوالحسن نے وہی کیا جو مناسب تھا اور اس قوم نے وہ کام کیا جس کا مواخذہ خدا کے حوالے ہے۔

اصابہ جلد سوئم صہ ۲۳۲ پر ہے کہ قیس بن حازم کہتا ہے۔ کہ ہم نے عمر بن خطاب کو دیکھا۔ کہ اس کے ہاتھ میں شاخ خرما کا ایک ڈنڈا تھا۔ اور وہ لوگوں کو بٹھا رہا تھا اور کہتا تھا کہ خلیفہ رسول (ابوبکر) کی وصیت سنو۔ اتنے میں ابوبکر کا غلام شدید داخل ہوا۔ عمر کو پہلے ہی معلوم تھا کہ شدید آ رہا تھا۔ اور اس نے ابوبکر کا فرمان سنایا۔ کہ جس شخص کا نام اس بند لفافہ میں ہے۔ سب لوگ اس کی اطاعت کریں۔

مدارج النبوۃ شاہ عبدالحق دہلوی جلد دوئم صہ ۵۴ پر ہے۔ کہ جب ابوبکر نے خطبہ پڑھا۔ تو کفار نے اس کے سر اور داڑھی کو کھینچا۔ اور بال نوچ ڈالے اور منہ پر اتنی جوتیاں ماریں کہ بیہوش ہو گیا۔

تاریخ الخلفاء صہ ۵۵ پر ہے کہ ابوبکر اپنی خلافت کے دوسرے روز چادریں لیکر بازار میں بیچنے چلا گیا۔ جیسے عام شہروں اور گاؤں میں جوگیوں کا پیشہ ہے۔ تو عمر نے کہا اب تم خلیفہ ہو۔ تجارت کرنے کیوں جاتے ہو۔ چلو ابو عبیدہ سے وظیفہ مقرر کرا دیں۔ ابو عبیدہ نے کھانے کے لئے نصف بکری کا گوشت روزانہ اور جاڑہ اور گرمی کے کپڑے مقرر کر دیئے۔ اور دو ہزار نقد ماہانہ یا سالانہ مقرر ہو گیا۔ اس پر ابوبکر نے کہا ہم عیالدار ہیں اور رقم

بڑھاؤ اس پر پانچسو بڑھا دیا گیا۔ ناظرین۔ مکہ میں ابوبکر کا بزازہ ابھی تک زیارت گاہ سُنیاں ہے۔ جہاں یہ بیٹھکر گاڑھا وغیرہ بیچا کرتا تھا۔

الفاروق شبلی ص۲۲۵۔ اور ریاض النضرہ محب الدین طبری اور کنز العمال میں ہے کہ ابوبکر نے پانچسو احادیث کے مجموعہ کو جلا دیا۔

عبداللہ عمادی نے رسالہ البیان میں لکھا ہے۔ کہ جن لوگوں نے اول اول اسلام میں کتابت کی۔ ان میں سے ابوبکر تھا جس نے ایک کتاب لکھی جس میں چارسو سے زیادہ حادیث جمع تھیں چنانچہ ہمارے شیخ المشائخ امام ذہبی نے اس بات کو سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لیکن ابوبکر نے پھر یہ مجموعہ احادیث کو اس خوف سے چاک کر ڈالا۔ اور محو کر دیا۔ کہ اس میں کوئی غلطی نہ ہو یہی معاملہ کشف الظلام میں البیان ۴۱ جلد ششم ص۱۰ سے نقل کیا گیا ہے۔

کنز العمال کتاب فضائل علی اور شرح مشکوۃ ملا علی قاری کتاب مناقب مناقب علی فصل ثانی اور جمع الجوامع سیوطی اور معجم کبیر طبرانی میں ہے اور حافظ ابن مردویہ نے مناقب علی میں بروایت انس لکھا ہے۔ کہ جس روز غزوہ طائف کا دن تھا اس روز حضرت علی آنحضرت سے دیر تک باتیں کرتے رہے پھر چلے گئے پس ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ آپ کی رازگوئی تو آج بہت لمبی ہو گئی۔ رسول اللہ نے جواب دیا۔ کہ میں نے علیؑ سے رازگوئی نہیں کی۔ بلکہ اس سے خدا نے رازگوئی کی ہے۔

حالات حضرت عمر صاحب ودیگر کیفیات

عمر بن خطاب خاندان قریش میں سے عدی تھا۔ یہ ساڑھے دس برس بادشاہ رہا۔ اس کی بیٹی حفصہ آنحضرت کے نکاح میں تھی تریسٹھ سال کی عمر میں قتل کر دیا گیا۔

مسند امام ابو حنیفہ مرویہ حصفکی کتاب الفضائل میں ہے۔ کہ عمر بن خطاب کو پہلے ابن حنتمہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ واضح ہو کہ عمر کو ابا حفصہ بھی کہا جاتا تھا۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم میں ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط سے نکاح کیا

استیعاب میں ہے کہ ام کلثوم بنت جرول کا مع زوجہ عمر اور اس کا بیٹا زید ایک ہی وقت فوت ہوئے ناظرین ان دونوں پر نماز جنازہ امام حسنؑ کے حکم سے عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ امام حسن کی شہادت معاویہ کی زندگی

میں واقع ہوئی۔ ام کلثوم بنت علی اسیران کربلا میں موجود تھیں پس ام کلثوم زوجۂ عمر کوئی اور ام کلثوم ہے۔

تاریخ خمیس صفحہ ۲۵۱ پر ہے۔ کہ عمر کی ایک اور زوجہ کا نام بھی ام کلثوم بنت عاصم تھا۔

اصابہ صفحہ ۳۴۳ پر ہے کہ عمر کے عقد میں ام کلثوم بنت جردل خزاعی تھی۔ تاریخ طبری اور تفسیر کبیر میں ہے کہ عمر کے عقد میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھی۔ تاریخ خمیس جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۱ پر ہے کہ عمر کے عقد میں ام کلثوم بنت عاصم بن ثابت تھی پس ناظرین عمر کے عقد میں صرف یہی تین ام کلثوم تھیں۔

معارف ابن قتیبہ صفحہ ۵۹ و تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۲۳ پر ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے عائشہ کی معرفت نکاح کرنا چاہا۔

ازالۃ العین مولوی حیدر علی حنفی صفحہ ۹۲۷ پر ہے کہ زید اور اس کی ماں ام کلثوم جو زوجۂ عمر تھیں معاویہ کے عہد میں ایک ہی دن میں فوت ہوئے ناظرین! یہ مسلمہ امر ہے کہ جس ام کلثوم سے عمر نے نکاح کی درخواست کی اس کی عمر اس وقت بیس برس تھی اور یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ اس وقت ام کلثوم بنت علی کی عمر پانچ سال تھی۔

کتاب معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ صفحہ ۷۱ پر ہے کہ حضرت علی کی تمام بیٹیاں اولاد عقیل و اولاد عباس سے بیاہی گئیں سوائے ام الحسن کے جس کا نکاح حضرت علی علیہ السلام کے بھانجے جعد بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا اور سوائے فاطمہ کے جس کا نکاح سعید بن اسود سے ہوا جو بنی الحرث بن اسد سے تھا۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں کو پہلے ہی سے اپنے بھتیجوں سے منسوب کر دیا تھا جب عمر نے حضرت سے نکاح ام کلثوم کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹوں کو اپنے بھتیجوں کے لئے محبوس کر رکھا ہے۔

تاریخ کامل جلد دوئم صفحہ ۱۶۱ پر ہے کہ ابوبکر نے بحالت اسلام حبیبہ بنت خارجہ سے نکاح کیا جس سے ابوبکر کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئی۔ تاریخ طبری صفحہ ۵۰ پر ہے کہ ابوبکر کی موت کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام ام کلثوم رکھا گیا۔ تاریخ طبری جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷ پر ہے کہ عمر نے ابوبکر کی لڑکی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہا۔ عائشہ نے قبول کر لیا مگر ام کلثوم نے کہا میں ایسے خشن العیش اور عورتوں پر شدت کرنیوالے شخص سے عقد کرنا نہیں چاہتی۔ ناظرین! حضرت زینب بنت علی کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیار سے اور حضرت ام کلثوم بنت علی کا نکاح محمد بن جعفر طیار سے ہوا تھا اور یہ دونوں بہنیں واقعۂ کربلا میں موجود تھیں۔

تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۲۱ پر ہے۔ کہ عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے نکاح کرنے کیلئے عائشہ کو پیغام بھیجا۔

مگر ام کلثوم نے کہا میں ایسے خشن العیش اور عورتوں پر شدید شخص سے نکاح کرنا نہیں چاہتی۔ ناظرین! عمر کا ام کلثوم کے لئے عائشہ کو پیغام بھیجنا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ یہ ام کلثوم بنت ابوبکر ہے۔ ورنہ بصورت دیگر حضرت علی علیہ السلام کو پیغام بھیجا جاتا۔

تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷ پر ہے کہ عمر بن خطاب کہتا ہے کہ میں جب کبھی گھر سے کہیں باہر جانے لگتا۔ تو میری عورتیں مجھ سے کہتیں تم تو فلاں خاندان کی عورتوں کو گھورنے چلے ہو۔ تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۲۳ پر ہے کہ عمر نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے بھی نکاح کرنا چاہا۔ مگر ام ابان نے انکار کر دیا اور کہا۔ کہ دروازہ بند کرتا ہے اور خیر کو روکتا ہے منہ بناتے آتا ہے اور منہ چڑھاتے نکلتا ہے۔

بخاری پارہ تیرھواں کتاب بدء الخلق مطبوعہ احمدی پریس لاہور صفحہ ۳۰ اور بخاری پارہ چودھواں کتاب المناقب صفحہ ۶۶ پر ہے کہ ایک دن آنحضرت کی موجودگی میں قریش کی عورتوں نے عمر کو کہا کہ تم غلیظ الطبع اور اکھڑ آدمی ہو۔ طبقات ابن سعد بحوالہ حاشیہ مترجم بخاری پ۹ کتاب فی الخصومات صفحہ ۶۶ پر ہے۔ کہ عمر نے ابوبکر کی بہن ام فروہ کو نوحہ کرنے پر درے لگوائے

تاریخ اعثم کوفی میں ہے کہ ایک شخص فیروز عرف ابولولو کنیت شجاع الدین مدینہ میں رہتا تھا اس نے عمر کو ضرب لگائی جس کی وجہ سے عمر ۲۶ ذوالحجہ کو زخمی ہوا۔ اور ۲۷ ذوالحجہ کو مر گیا۔ ناظرین یہ فیروز عمر بن خطاب کے دوست مغیرہ کے غلام تھے۔ انہوں نے عمر کو اس لئے ہلاک کیا۔ کہ عمر نے اس کے کسی مقدمہ میں اس کے خلاف فیصلہ صادر کیا تھا۔

بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم جلد اول میں بروایت ابو موسے اشعری لکھا ہے۔ کہ ایک روز آنحضرت کے بعض اصحاب نے آنحضرت سے بہت بے ادب سوال کئے۔ جس کی وجہ سے حضرت بہت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا اچھا جو چاہو۔ پوچھو پس ایک صحابی نے پوچھا میرا باپ کون ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ حذافہ۔ دوسرے اصحاب نے پوچھا میرا باپ کون ہے تو فرمایا سالم شیبہ کا غلام۔ اس پر عمر نے آنحضرت کے چہرہ سے آثار غضب دیکھ کر کہا ہم خدا کی درگاہ میں ایسے سوالات سے معافی چاہتے ہیں (عمر کے معافی مانگنے کی کوئی خاص وجہ معلوم ہوتی ہے)۔

معالم التنزیل بغوی اور لمعات شرح مشکوٰۃ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے۔

ترمذی جلد دوئم کتاب التفسیر سورۃ مائدہ صفحہ ۱۳۵ پر بروایت انس بن مالک لکھا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت

سے پوچھا۔ کہ میرا باپ کون ہے اس پر آیت نازل ہوئی۔ کہ اے ایمان والو۔ ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جن کا اظہار تم پر ناگوار ہو۔

سید محمد المخاطب بہ سلطان العلما لکھنوی نے فاضل رشید شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی شوکت عمریہ کے رد میں ضربت حیدریہ لکھی اُس کے صفحہ ۳۳۳ پر ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو تو حاشیہ علی القاموس والقانون میں علامہ جلال الدین سیوطی سے نقل کی گئی ہے۔ کہ زمانۂ جاہلیت میں بہت لوگ مخنث تھے۔ ان میں ہمارے سردار ثانی بھی ہیں اور بیشک زمانۂ جاہلیت میں مرض ابنہ بہت لوگوں کو تھا جیسے کہ ابوجہل وغیرہ اور رافضی کہتے ہیں۔ کہ ثانی کو بھی یہی مرض تھا۔ تو وہ جانتے نہیں کہ انکو ایسا مرض تھا۔ کہ جس کی دوا ماء الرجال کے سوائے اور کچھ نہ تھی۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۶۴ پر ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے ایک دن ایک انصار کے لڑکے کو عمر فاروق بلانے کے واسطے ظہر کے وقت بھیجا۔ پس وہ لڑکا عمر کے گھر میں داخل ہوا۔ اور عمر کو اس نے ایسی حالت میں دیکھا۔ کہ عمر کو ایسی حالت کا دیکھا جانا ناگوار ہوا۔

تاج العروس قاموس لغت عزمول میں ہے۔ کہ عبداللہ ابن عمر نے کہا۔ کہ میں نے حمام میں لوگوں کے بڑے بڑے آلہ تناسل دیکھے۔ تو میں نے کہا کہ مجھے یہاں سے نکالو۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۸۳ پر ہے۔ کہ عمرو بن عاص نے کہا۔ خدا اس دن پر لعنت کرے۔ جس دن مجھے عمر بن خطاب کا محکوم ہونا پڑے۔ خدا کی قسم میں نے خود عمر اور اس کے باپ خطاب کو دیکھا ہے۔ کہ ان دونو باپ بیٹے کے اوپر ایک قطران کی چادر ہوتی تھی جو ان دونو کو صرف گھٹنوں تک ڈھانکتی تھی۔ اور دونو کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا دھرا رہتا حالانکہ میرا باپ (خواہ مخواہ بنایا ہوا باپ) عاص بن وائل قیمتی لباس پہنا کرتا تھا۔ ناظرین۔ بعد قبول اسلام عمر بن خطاب دلالی بھی کیا کرتا تھا۔

شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ عمر بن خطاب دوسرے لوگوں کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔

کتاب نہایت مطلب حنبلی میں ہے۔ کہ عمر گدھے ہنکایا کرتا تھا۔

مجمع الامثال میدانی نیشاپوری نے ایک مشہور مثل لکھی ہے کہ فلاں شخص دبر کو زرد رنگنے والے سے بھی زیادہ مخنث ہے اس مثل کی تحقیق اور شرح میں لکھا ہے کہ یہ مثل ان صحابہ انصار کی اصطلاح ہے۔ جو بنی مخزوم کے مہاجرین پر طعن کیا کرتے تھے۔ ابن جعدبہ نے انکا ذکر کیا ہے۔ کہ انصار کی مراد اس سے ابوجہل بن ہشام

ہے۔ جو عمر بن خطاب کا حقیقی ماموں ہے اور جو بنی مخزوم سے تھا۔ چونکہ اس کی دُبر پر برص کے دھبے تھے اس لئے
وہ اپنی مقعد کو زعفران سے رنگتا تھا۔ تاکہ جب اس کی دُبر دِکھی ہو۔ تو کسی کو کراہت نہ ہو۔
میدانی نیشاپوری وہ علامہ ہے جس سے بہت سے علماء اور شبلی نعمانی نے الفاروق میں سند لی ہے
اور ابن جعدہ احادیث صحاح کا مشہور راوی ہے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوئم صفحہ ۱۴۵ اور تاریخ مختصر خطیب بغدادی اور موطا امام مالک میں ہے۔ وابن انس بن مالک
لکھا ہے کہ عمر بن خطاب کے لئے ایک صاع کھجوریں لائی جاتی تھیں۔ اور وہ اس کی گھٹلیوں تک کھا جاتا تھا
(ایک صاع موجودہ انگریزی وزن کے حساب سے دو سیر پندرہ چھٹانک یعنی قریباً تین سیر ہوتا ہے)

آنحضرت کا ارشاد ہے۔ کہ جعظری اور جواظ اور عتل زنیم کو بہشت سے محروم رکھا جائے گا۔ آنحضرت
نے فرمایا کہ جعظری وہ شخص ہے جو سخت گو اور تند خو اور سنگدل ہو۔ جواظ وہ ہے جو بہت مال جمع کرے۔ اور اس
کے جائز خرچ میں بخل کرے۔ عتل زنیم وہ ہے جو بہت کھانے والا ہو۔ اور ظالم ہو۔ اور ولد الحرام ہو۔
طبرانی میں ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ولد الحرام میں بھلائی نہیں ہے۔ وفیات الاعیان میں ہے۔ کہ
آنحضرت نے فرمایا کہ ولد الحرام ہم سے نہیں ہے۔ کشاف میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ولد الحرام اور اس کا بیٹا
اور پوتا داخل جنت نہیں ہونگے۔ تلخیص الصحاح جلد چہارم صفحہ ۱۹۶ پر ہے کہ بعض غریب اہل عرب اپنی ازدواج اور
اولاد (لڑکیوں) کو رہن رکھا کرتے تھے۔

معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۹۵ پر ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ جو سوال کرو میں جواب دونگا
اس پر عبداللہ بن حذافہ نے پوچھا میرا باپ کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا حذافہ بن قیس جب عبداللہ اس امر کو
تحقیق کرنے کے لئے اپنی ماں کے پاس گیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ اے عبداللہ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ جو ایسے
سوال پوچھتے ہو۔ ہم اُس وقت زمانہ جاہلیت میں تھے۔

اخبار وکیل امرتسر ماہ جون سنہ ۱۹۱۶ء کے ہفتہ وار پرچہ میں اور بعد ازاں اخبار اثنا عشری دہلی کے یکم
جولائی سنہ ۱۹۱۶ء کے ہفتہ وار پرچہ میں چودہری لورام کوثری کی مندرجہ ذیل نظم شائع ہوئی تھی۔

یعنی کیا جو کوچ سپاہ تہام نے	دیروشلم کی راہ کو اب تک یہ یاد ہے
چھوڑی نکیل اونٹ کی فوراً غلام نے	منزل جو نصف طے ہوئی آقا نے بس کہا
پکڑی مہار عادل عالی مقام نے	اُترا غلام چڑھا جناب عمر نیچے آ گئے

یوں چڑھنے اور اترنے کیا طے یہ سب سفر ۔۔۔ حتیٰ کہ پہنچے بیت مقدس کے سامنے
چڑھنے کی باری اس دفعہ افلح کی تھی ضرور ۔۔۔ پیدل عمر تھے ناز کیا گرد گام نے
یوروشلم میں فوجِ ظفر موج جب گئی ۔۔۔ پوچھا خلیفہ کون ہے یہ اہل شام نے
سب نے کہا کہ آتے ہیں پیچھے امیر ملک ۔۔۔ یہ سن کے انتظار کیا خاص و عام نے
مضطر عمر تھا اور تھا افلح چڑھا ہوا ۔۔۔ اس حال میں حضور کو دیکھا تمام نے
ہر چند تھے تھکے ہوئے لیکن پیادہ تھے ۔۔۔ چھوڑا نہ عدل ہاتھ سے ذی احتشام نے
چمڑے کا پیرہن تھا کہ پیوند تھے ہزار ۔۔۔ عش عش کیا خلیفہ پہ اک اژدہام نے
فاروق نامدار نے اس وقت یوں کہا ۔۔۔ ہم کو یہی سکھایا ہے خیر الانام نے
یہ دیکھا عمل جو دلوں میں اثر ہوا ۔۔۔ کلمہ پڑھا نبی کا گروہِ عوام نے
بہتر یہی عمل ہے ہدایت عمل سے کر ۔۔۔ جیسے کیا تھا شیخ عدالت مرام نے
ہم کوثری کہیں گے تجھے قادر الکلام ۔۔۔ سو سو اثر دکھائے تیرے اک کلام نے

کتاب مثالب کلبی میں ہے۔ جو اہلسنت کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ کہ صحاکہ ہاشم بن عبد مناف کی حبشن لونڈی تھی۔ پہلے نفیل بن ہاشم نے اور پھر عبد العزیٰ ابن ریاح نے ہم بستری کی جس سے عمر بن خطاب کی جد نفیل پیدا ہوا۔ علامہ ابن الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ میں بحوالہ کتاب مفاخرات ابو عثمان لکھتا ہے۔ کہ عمر بن خطاب نے سنا کہ ناقلان اشعار اور راویان اخبار بعض لوگوں کے نسب پر اعتراض کرتے ہیں عمر نے بالائے ممبر چڑھ کر کہا کہ بزرگوں کے عیوب کے ذکر سے باز آؤ۔ ابو الحسن مدائنی نے کتاب امہات الخلفا میں لکھا ہے۔ کہ جب اس بات کا ذکر امام صادق سے ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ عمر ڈرتا تھا۔ کہ کہیں عبد العزیٰ اور صحاکہ کا تذکرہ نہ چھڑ جائے مثالب کلبی میں ہے۔ کہ زید بن عمر بن نفیل کی ماں جحد ابنت خالد فہمیہ ہے۔ جو اس کے دادا نفیل کی عورت تھی۔ اور جس سے خطاب پیدا ہوا پس خطاب اور زید ماں کی طرف سے بھائی بھائی ہیں۔ اور باپ کی طرف سے چچا اور بھتیجا ہیں۔ کتاب المعارف ابن قتیبہ میں ہے کہ خطاب بن نفیل کی ماں قبیلۂ فہم سے ہے۔ جو نفیل کی زوجہ تھی نفیل کی وفات پر اس کے بیٹے عمر نے اپنی ماں سے جماع کیا اور زید پیدا ہوا۔ گویا زید کی ماں اور خطاب کی ماں ایک ہی ہے۔ تاریخ ابن کثیر شامی میں ہے۔ کہ عمر بن خطاب کا باپ خطاب ایک زید کا چچا بھی ہے اور بھائی بھی۔ کیونکہ خطاب کے بھائی عمر بن نفیل نے اپنے باپ نفیل کی موت پر اپنی ماں یعنی نفیل

کی زوجہ سے عقد کیا جس سے زید پیدا ہوا۔
درمنثور جلد ۴ صفحہ ۳۳۵ پر ہے کہ ایک دفعہ اصحاب رسولؐ نے آنحضرت کو سوال کرتے کرتے یہاں تک
دق کیا۔ کہ آنحضرت بھی کشفِ حالات پر مجبور ہو گئے چنانچہ ایک شخص کا باپ کوئی اور شخص مشہور تھا۔ اس نے پوچھا
میرے باپ کا کیا نام ہے حضرت نے اصلی نام بتا دیا (یہ شخص ولد الزنا تھا) اس پر عمر بن خطاب کھڑا ہو گیا۔ اور
کہا۔ یا حضرت۔ ہم راضی ہوئے خدا کے رب ہونے پر۔ آپ کے رسولؐ ہونے پر اور قرآن کے امام ہونے پر۔ یہ کہہ
کر عمر نے آنحضرت کے پاؤں پر بوسہ دیا۔
قاموس صفحہ ۳۸۸ پر ہے کہ عمر زمانۂ جاہلیت میں دلال تھا۔ شرح مقاصد علامہ تفتازانی جلد دوئم صفحہ ۲۹۶ پر ہے
کہ جب ابوبکر اور عمر کی موجودگی میں جناب امیر جماعتِ صحابہ میں تشریف لائے اور پھر اٹھ کر جانے لگے تو ابوبکر و
عمر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مبارک ہو تم کو وہ امر جس نے ہم کو رنج دیا اور تم کو خوشی ہوئی +

فضائلِ حضرت عمر صاحب

جذب القلوب محقق دہلوی صفحہ ۱۵۹ پر ہے کہ جب آنحضرت نے بحکمِ خدا تمام اصحاب کے دروازے سوائے
حضرت علی علیہ السلام کے دروازہ کے بند کرنے کا حکم دیا۔ عمر نے آنحضرت سے کہا کہ یا حضرت مجھ کو اتنا چھوٹا
سوراخ رکھ لینے دیں جس سے میں آنحضرت کا جمال آپ کی تشریف آوری پر دیکھ سکوں۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں۔
بلکہ سوئی کے ناکہ کے برابر کی اجازت نہیں ہے۔
الفاروق شبلی نعمانی جلد دوئم صفحہ ۲۷۳ پر ہے کہ یہ امر صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہودیوں کے ہاں جس
دن توریت کا درس ہوتا عمر اکثر شریک ہوا کرتا۔ عمر کا خود بیان ہے کہ میں یہودیوں کے درس کے دن انکے یہاں جایا
کرتا تھا جس پر یہودی کہا کرتے کہ تمہارے ہم مذہبوں میں سے ہم تم کو زیادہ عزیز جانتے ہیں۔ کیونکہ تم ہمارے
پاس آتے جاتے ہو۔ ناظرین۔ یہ وہی عمر ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یعنی۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد بن
ابی وقاص۔ عبد الرحمان بن عوف۔ ابو عبیدہ جراح۔ علی۔ سعید بن زید۔ یہ روایت عشرہ مبشرہ نہ تو بخاری میں ہے
اور نہ ہی مسلم میں البتہ ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔ لغبتہ الرائد نواب صدیق حسن خاں صفحہ ۹۹ پر ہے۔ کہ یہ
بشارت (حدیث عشرہ مبشرہ) ان لوگوں کے لئے قطعی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ عائشہ۔ حمزہ
عباس۔ سلمان۔ صہیب۔ عمار بن یاسر وغیرہ بھی مبشر بہ جنت ہیں وغیرہ وغیرہ +

کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۷۹ پر ہے کہ ابی بن کعب نے عمر بن خطاب کو کہا۔ ہم تو خدمت رسول میں رہ کر قرآن سیکھا کرتے اور تم بازار وں میں تالیاں بجاتے یا خرید و فروخت کرتے۔ ہم رسول اللہ کے پاس بیٹھتا در قرآن پڑھتے۔ اور تم دروازہ پر کھڑے رہتے۔ ہمارا کام قرآن سیکھنا تھا۔ اور تمہارا کام بازار میں خرید و فروخت کرنا۔ الفاروق صفحہ ۲۸۱ پر ہے کہ عمر بن خطاب نصارٰی کے ظروف کے پانی سے وضو کر لیتے۔ اور عام حکم دیتے۔ کہ عیسائی جو چیز بناتے ہیں اس کو کھالیا کرو۔

بخاری بر حاشیہ فتح الباری صفحہ ۶۵ پر ہے۔ کہ آنحضرت نے مسجد میں چٹائیوں کا ایک حجرہ بنایا تھا جس میں حضرت نے چند رات نماز (نماز سنت یا نافلہ) پڑھی اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ ایک رات حضرت کی آواز نہ سنائی دی۔ تو لوگ آوازیں دینے لگے۔ کہ حضرت باہر نکلیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ ہم تمہاری کارروائی کو دیکھ رہے ہیں خوف ہے کہ تم پر واجب نہ کر دی جائے۔ اگر یہ نماز واجب کر دی گئی تو پھر تم سے ایک شخص بھی نہیں پڑھے گا۔ ایہا الناس اپنے اپنے گھروں کو جاؤ اور وہیں پڑھا کرو۔ کیونکہ بہترین نماز وہی ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔ سوائے نماز واجبی کے (جو مسجد میں ادا ہو) مقام غور ہے کہ آنحضرت تو سوائے نماز فریضہ باقی نمازوں کو گھر پر پڑھنے کا حکم دیں۔ اور سنی لوگ ماہ رمضان میں فوجی قواعد سے بھی زیادہ سختی جھیلیں۔

عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد صفحہ ۲۰۳ پر ہے کہ معاویہ نے کہا کہ مسلمانوں میں جو اختلاف (مذہبی تفرقہ اور خونریزیاں) پیدا ہوا وہ صرف عمر بن خطاب کے شورے سے ہوا جس نے اپنی موت کے بعد چھ آدمیوں کو خلافت کے لئے مقرر کیا جس کی وجہ سے ہر ایک قبیلہ کے لوگوں کو خلافت کی خواہش پیدا ہو گئی۔ اگر عمر بھی ابوبکر کی طرح خلیفہ کر جاتا۔ تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔

اغاثۃ اللہفان ابن القیم صفحہ ۲۲ پر ہے کہ آنحضرت نے عمر کو ایک حلہ ریشمی عنایت کیا جب عمر اس کو پہنا آیا تو آنحضرت نے فرمایا ہم نے یہ حلہ اس لئے نہیں دیا تھا۔ کہ تم پہنو۔ عمر نے وہی حلہ اپنے مشرک بھائی کو دیدیا۔ گویا عمر کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں کہ مرد کے لئے ریشم پہننا شرعاً ممنوع ہے۔

ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوم صفحہ ۴۰ پر ہے کہ در تہذیب و تربیت حضرت فاروق (عمر بن خطاب) چندیں دفعہ عنف شدید از آں حضرت ظاہر شدہ چنانچہ در قرات نسخہ تورات او را واقع شد یعنی آنحضرت کو عمر کے اخلاق و عادات درست کرنے میں کئی بار لعن طعن سے کام لینا پڑا جیسا کہ عمر کے تورات پڑھنے کے وقت بھی لعن طعن ہوئی مظاہر حق جلد اول کتاب الایمان مطبوعہ نول کشور صفحہ ۸۳ و صفحہ ۸۴ اور الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۷۳ اور ازالۃ الخفا

صنے ۲۲ پر ہے کہ عمر تورات لے آیا اور آنحضرت کے سامنے اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ آنحضرت کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ تو ابوبکر نے کہا اے عمر۔ تیرے ماتم میں تیری ماں روئے۔ کیا تو آنحضرت کا چہرہ نہیں دیکھتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ ابن عباس صحابہ (عمر وغیرہ کو) کو فہمائش کیا کرتے۔ کہ تم لوگ اہل کتاب (نصاریٰ اور یہود) سے اپنے دین کی باتیں کیوں پوچھتے ہو۔ کیا قرآن میں یہ امور نہیں ہیں۔

ازالۃ الخفاء صنے ۱۹۷ پر ہے کہ عمر بن خطاب خود بیان کرتا ہے۔ کہ میں کتاب یہود لکھوا کر آنحضرت کے پاس لایا حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا کہ یہ کتاب ہے جو میں نے لکھوائی ہے۔ تاکہ ہمارا علم بڑھے حضرت یہ سنکر اس قدر غضبناک ہوئے۔ کہ حضرت کے دونو رخسارے سرخ ہو گئے اور ندا دی کہ سب لوگ جمع ہو جائیں جب انصار نے سنا تو کہا حضرت کو غصہ آیا ہتھیار لگا کر چلو۔ اور سب نے منبر کے گرد حلقہ باندھ لیا اور حضرت نے فرمایا۔ ایہا الناس خدا نے ہم کو جوامع کلم اور خواتیم کلم (قرآن اقدس) عطا کیا ہے اور میں پاک اور صاف دین لایا ہوں۔ تم حیران اور گمراہ نہ ہو (یہ خطاب صرف عمر کی طرف ہے) اور ایسے لوگ (عمر وغیرہ) تم کو (دوسرے اصحاب کو) گمراہ نہ کریں۔ جو خود متحیر (متذلزل بالایمان) ہیں۔ اس پر عمر نے کھڑے ہو کر کہا میں راضی ہوا خدا کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور آپ کے رسول ہونے پر۔ آنحضرت منبر پر سے نیچے تشریف لے آئے۔

ترمذی میں ہے کہ آنحضرت نے عمر کے حق میں فرمایا۔ کہ بہ تحقیق خدا نے حق عمر کی زبان اور دل پر بنایا ہے۔ ناظرین! اور لطیفہ بتاتا ہوں۔ ابن عساکر نے سالم بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ابو موسےٰ کو عمر بن خطاب کی خبر معلوم ہوئی۔ دیر ہو گئی تو وہ ایک عورت کے پاس آیا جس کے پیٹ میں شیطان بولتا تھا (یعنی یہ عورت اس شیطان کے ذریعہ اپنی زبان سے لوگوں کو غیب کی خبریں بتایا کرتی تھی اور یہی اس کا پیشہ اور ذریعہ معاش تھا) اور پوچھا کہ بتاؤ اس وقت عمر کہاں ہے اس عورت نے جب اس کے پیٹ میں شیطان آگیا جواب دیا کہ اس وقت عمر چادر کا تہ بند باندھکر صدقہ کے اونٹ تقسیم کر رہا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ شیطان اس کو دیکھ کر منہ کے بل گر پڑتا ہے اور ایک فرشتہ اس کی آنکھوں کے درمیان ہے اور حضرت جبرئیل اس کی زبان سے بولتا ہے

اس سے دلچسپ تر لطیفے سناتا ہوں کہ بخاری اور ترمذی اور مسلم میں ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ میرے ماں باپ سعد بن ابی وقاص پر قربان ہوں۔ کہ وہ ایسا ہے اور ایسا ہے اور آنحضرت نے اس کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ ترمذی نے جابر سے روایت لکھی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ سعد میرا ماموں ہے اور کوئی شخص اس جیسا بزرگ ماموں تو دکھائے کیونکہ آنحضرت کی اور سعد کی والدہ بنی زہرہ سے تھیں ترمذی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے

جو شخص چاہے کہ دنیا پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو طلحہ کو دیکھ لے۔ بخاری میں ہے کہ طلحہ نے اپنے اوپر بہشت واجب کر لی ہے۔ مدارج النبوۃ میں ہے کہ آنحضرت نے عمرو بن عاص کے حق میں فرمایا۔ "اللھم صل علی عمرو بن عاص"

ناظرین! اس عمرو بن عاص کی ماں سماۃ نابغہ فاحشہ عورت تھی اور یہ ۸ھ میں مسلمان ہوا تھا۔

مولوی عبد العلی نے شرح مثنوی مولوی روم میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب معصوم تھا یعنی پیدائش سے موت تک ایسا طیب و طاہر تھا کہ اس سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کا سرزد ہونا ناممکن تھا۔ ناظرین۔ مولوی رومی کی سیاہ دلی اور خارجیت کے لئے اس کی اپنی مثنوی کا مندرجہ ذیل شعر کافی ہے۔

کور کورانہ مرو در کربلا
تانیفتی چوں حسین اندر بلا

تاریخ طبری صفحہ ۲۴۴ پر ہے کہ آنحضرت کے بعد جس شخص نے سب سے پہلے قرآن کو پکار کر پڑھا وہ عبد اللہ بن مسعود ہے۔ واضح ہو کہ عبد اللہ بن مسعود کا نہ کوئی قبیلہ تھا اور نہ کوئی قوم تھی جو آڑے وقتوں اس کی حمایت پر آمادہ ہو جاتی۔ ثلاثہ باوجود قوم و قبیلہ رکھنے کے بغلوں میں منہ دبائے رکھتے تھے۔ مولف کا دعوےٰ ہے کہ ثلاثہ کو ان کی تمام عمر میں جہاد میں کوئی زخم نہیں آیا۔ بجز اس زخم کے جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوا ہو۔

تاریخ خمیس صفحہ ۲۲۵ پر ہے کہ جس نے سب سے پہلے مکہ میں ظاہر بظاہر قرآن پڑھا۔ وہ عبد اللہ ابن مسعود تھے جن کے پاس حضرت کے چند اصحاب جمع ہوئے اور کہا کہ قریش نے آج تک قرآن کو بالاعلان نہیں سنا ہے اس کو کون سنا سکتا ہے۔ ابن مسعود نے کہا میں سنا سکتا ہوں۔ صحابہ نے کہا کہ ہم کو خوف ہے کہ تم کو ایذا دیں۔ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے جس کا قوم اور قبیلہ ہو تاکہ اگر وہ ایذا دیں۔ تو وہ روک سکیں۔ ابن مسعود نے کہا۔ خدا میری مدد کرے گا۔ چنانچہ دوسرے روز دوپہر کے وقت مقام ابراہیم میں قریش چھپ کر اپنے اپنے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابن مسعود نے بلند آواز سے سورہ رحمان کو پڑھنا شروع کیا۔ پھر انکے مجمع کی طرف منہ کر کے تلاوت کی جس پر ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ جو محمد لائے ہیں۔ یہ شخص اسی کی تلاوت کر رہا ہے۔ اس پر ان لوگوں نے عبد اللہ بن مسعود کو کچھ زد و کوب کیا جس کا نشان اس کے چہرہ پر پڑا۔ پھر وہ اپنے مجمع میں چلے گئے اصحاب نے کہا ہم کو اسی بات کا خوف تھا۔ ناظرین۔ عبد اللہ بن مسعود کو اتنی خفیف ضرب تھی۔ کہ اس نے اس ضرب کی کچھ پرواہ نہ کی۔

واضح ہو کہ یہ وہی عبد اللہ ابن مسعود ہیں جن سے عثمان نے قرآن طلب کیا تھا اور آپ کے انکار کرنے پر عثمان نے آپ کو اتنا پٹوایا۔ کہ جان بحق ہوئے۔

تاریخ طبری صـ ۲۲۵ پر ہے کہ حکیم بن حزام بن خویلد اپنے غلام کے ساتھ (جب آنحضرت عمر بن خطاب کی شوخیوں کیوجہ سے شعب ابوطالب میں نہایت بیکسانہ محصور ہیں) کچھ خوراک لے کر حضرت خدیجہ کی خدمت میں جا رہا تھا۔ ابوجہل راستہ میں ملا۔ اس نے روکا اور کہا چلو مکہ میں ہم تم کو رسوا کرتے ہیں۔ کہ تم بنی ہاشم کے لئے کھانا لے جاتے ہو۔ حکیم نے کہا۔ مجھے چھوڑ دو ابوجہل نے نہ مانا۔ گالی گلوچ کی نوبت آئی۔ ابوالبختری نے اونٹ کی ہڈی اٹھا کر ابوجہل کو رسید کی جس سے وہ زخمی ہو گیا۔

تاریخ خمیس صـ ۳۴۰ پر ہے کہ آنحضرت صلعم کی یہ حالت دیکھ کر ابولہب بھی آنحضرت کی حمایت و اعانت پر آمادہ ہوا

تاریخ خمیس صـ ۳۳۴ پر قول عایشہ درج ہے کہ اسلام ایسی چیز نہیں ہے کہ کسی سے اس کی عزت ہو یعنی اسلام کی عزت افزائی خود دست قدرت میں ہے۔ اس میں بجز عمر کا کوئی واسطہ نہیں۔

الفاروق شبلی جلد دوم صـ ۲۳۳ پر قول عمر لکھا ہے۔ کہ کاش مجھے کلالہ۔ دادا کی میراث اور ربا کی شرح معلوم ہو جاتی۔

تفسیر قرآن محدث عماد الدین بن کثیر جلد دوئم صـ ۲۳۳ پر صحیح حدیثوں کے حوالہ سے مذکورہ قول عمر کو وضاحت سے لکھا ہے۔

کنز العمال جلد ۶ صـ ۲۰ پر ہے کہ عمر نے عمرو بن مرہ سے کہا کہ اگر آنحضرت تین امور کو بیان کر گئے ہوتے تو ہم کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتیں۔ ایک خلافت۔ دوسرے کلالہ تیسرے ربا۔

کنز العمال جلد ۶ صـ ۲۰ پر بروایت مسروق لکھا ہے۔ کہ ہم نے عمر سے پوچھا اس اپنے قریبی کے بارہ میں جو وارث کلالہ ہوا تھا عمر نے کہا کلالہ کلالہ (کلالہ کے معنی سوچ رہا ہے) اور مسروق کی داڑھی پکڑ لی (عمر نے خیال کیا کہ مسروق میرا مضحکہ اڑا رہا ہے) اور کہا قسم بخدا اگر میں اس کو جانوں تو دنیا کی تمام اشیا سے محبوب خیال کروں میں نے آنحضرت سے اس کو پوچھا تھا۔ تو حضرت نے فرمایا تھا کیا تو نے آیہ صیف نہیں سنا ہے۔ حضرت نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔

کنز العمال جلد ۶ صـ ۲۰ پر ہے کہ (عمر کہا کرتا) خدا (آیات قرآن) اس لئے بیان کرتا ہے کہ لوگ گمراہ نہ ہوں لیکن خداوندا۔ تو نے جس کے لئے کلالہ کو بیان کیا بیان کر دیا۔ ہم پر تو یہ امر ظاہر نہیں ہوا

تفسیر ثعلبی میں ہے۔ کہ محمد بن سیرین کہتا ہے۔ کہ جب یہ آیہ نازل ہوا۔ تو آنحضرت نے حذیفہ کو سکھایا اور حذیفہ نے عمر کو سکھایا جب عمر خلیفہ ہوا تو حذیفہ سے (مسئلہ کلالہ) پوچھا۔ کہ شاید کچھ تفسیر کر دے۔ حذیفہ

نے کہا۔ قسم بخدا، تو احمق ہے اگر تیرا یہ گمان ہو کہ ہم تیری حکومت کے خوف سے اس مسئلہ کو زیادہ وضاحت سے بیان کریں۔ (ہم نہیں کرینگے) ہم نے اسی روز تم کو یہ مسئلہ سمجھا دیا جب آنحضرت نے ہم کو بتایا۔ عمر نے کہا خداوندا۔ اگر تو نے بیان کیا ہے۔ تو ہم پر ظاہر نہیں ہوا، اور ہم نہیں سمجھے۔

کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۵ پر بروایت سعید بن المسیب (یہ راوی خصوصاً عمر کے ثقہ راویوں میں سے ہے) بھی امر بالا مرقوم ہے۔

ناظرین۔ اب آپ لوگ خود فیصلہ کریں کہ جو شخص مسائل قرآن سے آگاہ نہ ہو اس کے لئے حسبنا کتاب اللہ کہنا کہاں تک زیبا ہے اور ایسا شخص قرآنی رموز و غوامض پر کہاں تک دسترس رکھ سکتا ہے۔

تفسیر طبری جلد اول صفحہ ۱۰ پر ہے کہ ایک شخص نے عمر کے پاس قرآن پڑھا۔ تو عمر سخت برہم ہوا (یعنی عمر کے خیال میں وہ قرآن غلط پڑھ رہا تھا) اس شخص نے کہا کہ ہم نے خود آنحضرتؐ کے سامنے پڑھا اور حضرت متغیر نہ ہوئے (یعنی آپ نے اس کو درست تسلیم کیا) پس وہ شخص اور عمر لڑتے جھگڑتے آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب اس شخص نے دوبارہ پڑھ کر سنایا، ہاں یہ درست ہے۔ عمر کے دل میں شک پیدا ہوا جس کو آنحضرت نے عمر کے چہرہ سے پہچان لیا پس آنحضرت نے عمر کے سینہ (کوئی چیز یا ہاتھ) مارا اور فرمایا۔ اے عمر دور کر اس شیطان کو۔ حضرت نے یہی کلمہ تین دفعہ فرمایا۔ اور پھر فرمایا۔ اے عمر قرآن سب صحیح اب ہے جب تک عذاب کو رحمت اور رحمت کو عذاب نہ بنائے۔

تاریخ ابن عساکر اور تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۱۳۶ سطر ۸۔ اور تفریح الاحباب مناقب عمر میں ہے کہ ابن عباس نے عمر کے مرنے سے ایک سال بعد اور عبد اللہ بن عمرو عاص نے بارہ سال بعد عمر کو خواب میں دیکھا۔ تو عمر نے کہا کہ وہ اب تک حساب اعمال میں مبتلا رہا ہے۔ طبقات ابن سعد میں عمر بن خطاب کے پوتے سے روایت ہے کہ عمر کی وفات سے بیس سال بعد عمر خواب میں دیکھا گیا۔ کہ ماتھے کا پسینہ پونچھ رہا ہے دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اب تک حساب اعمال میں مبتلا رہا ہوں۔ ناظرین۔ یہ تینوں روایات تفریح الاحباب فی مناقب الاصحاب اور تاریخ الخلفا سیوطی میں بھی بجنسہ موجود ہیں۔

استیعاب مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد دوئم صفحہ ۴۷۴ اور مسند امام احمد حنبل اور کنز العمال کتاب فضائل صحابہ اور رجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق اور شرح فرائض سراجی سید شریف اور ازالۃ الخفا میں ہے کہ ایک منکوحہ عورت نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی۔ عمر نے اس کو بحالت حمل سنگسار کرنے کا حکم دے دیا لیکن حضرت علیؑ

نے دن پایا۔ اے عمر سنگساری کو اس وقت تک دیری میں ڈال دے جب تک وضع حمل ہولے۔ عمر نے کہا۔ لولا علی لھلک عمر یعنے حضرت علیؑ موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

تفسیر در منثور جلد اول صفحہ ۲۰ پر ہے کہ شیطان کی اور عمر کی تین بار کشتی ہوئی اور ہر بار عمر غالب رہا

ریاض النضرہ صفحہ ۲۰۹ پر ہے کہ جب آنحضرت کی موجودگی میں عائشہ اور سودہ نے ایک دوسرے کے منہ پر کھانا مل دیا۔ تو عمر کے آنے کی اطلاع ملی۔ آنحضرت نے عمر کی ہیبت سے مرعوب ہو کر دونو ازواج کو فوراً منہ دہونے کا حکم دیا۔

شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران صفحہ ۱۶۸ پر ہے کہ عمر کو جب کبھی اپنے اہل و عیال میں سے کسی پر غصہ آتا تو جب تک وہ اپنے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹ کر زخمی نہ کر لیتا غصہ فرو نہ ہوتا۔ پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ ابن عمر کی کنیز عمر کے پاس آئی اور ابن عمر کی شکایت کی عمر نے ابن عمر کے ہاتھ کو بحالت غصہ دانتوں میں چبایا۔

کنز العمال جلد چہارم صفحہ ۲۲۲ پر بروایت شرید ثقفی لکھا ہے۔ کہ عمر نے بحالت جنابت لوگوں کو نماز پڑھائی جب یاد آگیا تو خود تو نماز کا اعادہ کیا۔ مگر دوسروں کو نہ کہا کہ اعادہ کرو۔ پھر بروایت خالد بن جلاج لکھا ہے کہ ایک دن عمر نمازِ ظہر پڑھا رہا تھا کہ پیچھے ہٹ گیا۔ اور ایک اور شخص کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا۔ پھر جب نمازِ عصر پڑھانے لگا تو منبر کا بازو پکڑ کے کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ جب میں نماز عصر کے لئے وضو کر چکا۔ تو میں نے اپنی گھر والیوں میں سے ایک کو دیکھا۔ اور مجھ سے رہا نہ گیا جب نماز میں مشغول ہوا تو کچھ رطوبت محسوس کی اس لئے اب میں تجدید وضو و نماز کرتا ہوں۔

کنز العمال جلد چہارم صفحہ ۲۱۳ پر بروایت عبد اللہ بن حنظلہ لکھا ہے کہ عمر نے نماز مغرب پڑھائی۔ تو پہلی رکعت میں کچھ نہ پڑھا اور نماز ختم کر دی۔ پھر ابو سلمہ بن عبد الرحمان کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ نماز مغرب پڑھائی تو کسی رکعت میں بھی کچھ نہ پڑھا۔ لوگوں نے پوچھا تو کہا۔ کہو رکوع اور سجود کیسے تھے۔ انہوں نے کہا وہ تو بہت عمدہ تھے اس پر کہا۔ تو پھر کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر بروایت ابراہیم نخعی لکھا ہے کہ عمر نے نماز پڑھائی اور کچھ نہ پڑھا جب نماز تمام کی تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے کچھ پڑھا نہیں جواب دیا۔ کہ میں نے (بطور معجزہ) ایک قافلہ ملک شام کو لے جانے کے لئے تیار کیا اس کو منزل بہ منزل وہاں پہنچایا۔ اور اب اس کی خرید و فروخت سے فارغ ہوا ہوں پس تجدید نماز کی گئی۔ پھر بروایت عکرمہ لکھا ہے کہ عمر نے نمازِ عشا میں کچھ نہ پڑھا۔ اور نماز تمام کر کے اپنے گھر چلا گیا عبد الرحمان بن عوف اس کے مکان پر گیا اور کیفیتِ نماز سنائی۔ تو عمر نے کہا۔ کہ

میں اس وقت ایک قافلہ کے ہمراہ مدینہ کو گیا تھا (بطور معجزہ) پھر تجدید نماز کی گئی

کنز العمال کتاب الصوم صفحہ ۳۲۷ پر بروایت اسلم ہے کہ عمر نے ماہِ رمضان میں روزہ رکھا۔ آسمان ابر آلود ہوگیا۔ تو روزہ افطار کر دیا۔ پھر آفتاب نکل آیا۔ ایک مصاحب نے پوچھا تو کہا یہ معاملہ آسان ہے دیکھو پرواہ نہیں (ا) ہم نے وقت کے معلوم کرنے میں کوشش کر لی تھی۔ پھر بروایت حنظلہ لکھا ہے کہ ایک دن عمر اور اس کے اصحاب نے ماہِ رمضان کا روزہ افطار کر لیا۔ تو موذن نے گلدستۂ اذان پر چڑھکر بلند آواز سے کہا۔ لوگو۔ ابھی آفتاب دکھائی دے رہا ہے عمر نے کہا اچھا قضا کر لو۔ پھر بروایت زید بن وہب لکھا ہے کہ ماہِ رمضان میں ابر محیط آسمان ہوگیا۔ تو عمر اور اس کے اصحاب نے روزہ افطار کر لیا پھر سورج نکل آیا۔ تمام اصحاب نے کہا کہ اچھا قضا کر لینگے لیکن عمر نے کہا واللہ ہم تو کبھی قضا نہ کریں گے۔ ہم نے کوئی گناہ تو نہیں کیا۔ پھر بروایت یحییٰ بن سعید ابن سعد لکھا ہے کہ عمر کی زوجہ عاتکہ عمر کے سر پر بوسہ دیا کرتی جبکہ وہ روزہ سے ہوتا۔ پھر بروایت یحییٰ بن سعید بن ابی بکر بن محمد بن عمر بن حزم لکھا ہے۔ کہ اس سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے کہا کہ عمر کی زوجہ عاتکہ عمر کا سر چومتی جبکہ وہ روزہ سے ہوتا۔ پھر بروایت ابن عمر لکھا ہے کہ عمر نے کہا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا اور انکے چہرہ پر غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کیا تم روزہ میں بوسہ بازی نہیں کیا کرتے ہو میں نے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔

کنز العمال جلد چہارم صفحہ ۲۲۲ پر بروایت مطیع بن الاسود لکھا ہے کہ عمر نے نماز صبح پڑھائی۔ نماز تمام کرنے کے بعد یاد آگیا۔ کہ میں تو احتلام سے تھا۔ پھر اعادہ نماز کیا۔

فتح الباری صفحہ ۲۰۹ پر بھی بروایت زید بن وہب لکھا ہے۔ کہ جب عمر روزہ افطار کر چکا اور آفتاب نکل آیا۔ تو عمر نے کہا کہ ہم ہرگز اس روزہ کی قضا نہ کریں گے اور نہ ہم نے گناہ کیا ہے۔

موطا زرقانی صفحہ ۹۳ پر ہے کہ عمر کی زوجہ عاتکہ بنت زید عمر کے سر کو چومتی جبکہ عمر روزہ سے ہوتا۔ پھر صفحہ ۹۴ پر ہے کہ بحالتِ روزہ بوسہ لینا سنتِ رسول ہے اور موجب قربت ہے۔ پھر صفحہ ۹۵ پر ہے۔ کہ عبداللہ بن عمر لوگوں کو کہتا کہ بحالتِ صوم ہرگز بوسہ نہ لیا کرو خواہ منہ کا ہو یا رخسارہ کا یا کسی اور جگہ کا۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ روزہ دار کو بوسہ روا نہیں۔ کیونکہ اس میں جماع یا انزال کا خوف ہے۔ پھر لکھا ہے کہ عائشہ نے تو تمام انواع شہوت کو بحالتِ روزہ جائز کر دیا یعنی بوسہ و مباشرت و مجامعت پس بقول عائشہ رسول کی اقتدا یہی ہے کہ بحالتِ روزہ سب کچھ کیا جائے ناظرین۔ شاید اسی بنا پر بابر کو بھی دور کی سوجھی تھی۔ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔

تلخیص الصحاح جلد چہارم صفحہ ۱۴۴ پر بروایت ابو سعید خدری لکھا ہے کہ صفوان بن موطل کی زوجہ نے آنحضرت سے شکایت اس وقت کی جبکہ صفوان بھی آنحضرت کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ یا حضرت میرا شوہر مجھے مارتا ہے۔ جب میں نماز پڑھتی ہوں اور اگر روزہ رکھتی ہوں۔ تو مجھ سے جماع کر کے روزہ توڑ دیتا ہے۔ اور وہ طلوع آفتاب کے بعد نماز پڑھتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ عمر نے نماز مغرب میں بحرین کی آمدنی کا حساب کر لیا۔ اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ دوسرا شخص عمر کو ارکان نماز بتاتا جاتا تھا اور امامت کراتا تھا۔

مدارج النبوۃ صفحہ ۱۲۰ پر ہے کہ چوبیس مقتول کفار کو جو جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ بحکم رسول ایک ناپاک کنوئیں میں پھینکدیا گیا۔ تین دن کے بعد آنحضرت پھر اسی کنوئیں پر تشریف لائے اور فرمایا۔ اے فلانے اور فلانے اب تم دیکھ رہے ہو کہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا کیسا ناگوار امر ہے۔ عمر نے کہا۔ یا حضرت۔ اب تو انکے جسم بلا روح ہیں۔ ان سے مخاطبہ لاحاصل ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ قسم ہے مجھے اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ یہ لوگ تم سے زیادہ سننے والے ہیں۔ اور یہ سن رہے ہیں جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ لیکن وہ جواب دینے پر قادر نہیں ہیں۔

اس امر حقیقت کے باوجود بھی شیخ عبد الحق لکھتا ہے کہ شیخ ابن الہمام شرح ہدایہ میں لکھتا ہے۔ کہ اکثر حنفیہ مشائخ کا عقیدہ ہے کہ میت نہیں سنتی ہے۔ آنحضرتؐ تو خدا کی قسم سے ارشاد فرماویں کہ میت سنتی ہے مگر مشائخ حنفیہ بالعموم اور وہابی بالخصوص آنحضرت کے ارشاد کی تکذیب کریں۔

وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ جلد دوم صفحہ ۲ پر ہے کہ ابن عبد البر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے سلمان فارسی کو ایک یہودی سے اس شرط پر خریدا کہ اس قدر رقم ادا کی جائے اور اس قدر درخت لگائے جائیں۔ اور جب تک وہ درخت بارور نہ ہوں سلمان وہاں کام کرے۔ آنحضرت نے اپنے ہاتھوں سے کل درخت نصب کئے جو تمام کے تمام بارور ہوئے۔ عمر بن خطاب نے ایک درخت لگایا جو بارور نہ ہوا۔ حضرت نے پوچھا۔ اس درخت کو کس نے لگایا تھا۔ لوگوں نے کہا عمر نے لگایا تھا۔ حضرت نے وہ درخت اکھیڑ دیا۔ اور اس کی جگہ خود درخت لگایا۔ جو اسی سال پھل لایا۔ ناظرین۔ یہ امر سعد اور نحس کے حق ہونے کا ثبوت ہے۔

ترمذی کتاب الفضائل فضائل عمر مطبوعہ نول کشور صفحہ ۴۵۶ پر ہے کہ سلمہ بن شبیب نے المقری سے اس نے حیوۃ بن شریح سے اس نے بکر بن عمرو سے اس نے مشرح بن ہاعان سے اس نے عقبہ بن عامر سے

روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اگر میرے بعد نبوت ہوتی۔ تو عمر کو ملتی۔

امام ذہبی نے کتاب مغنی میں لکھا ہے کہ مشرح بن ہاعان ضعیف الحدیث ہے ذہبی نے کتاب میزان میں لکھا ہے کہ مشرح نے منکر احادیث بیان کی ہیں۔ جن کی متابعت نہیں کی گئی (منکر حدیث سے وہ حدیث مراد ہے جس کا مضمون متن سوائے اس راوی کے کسی اور جہت سے معروف نہ ہوا) پھر ذہبی نے لکھا ہے کہ مشرح اس وقت حجاج کے ہمراہ تھا جب اس نے کعبہ کو گرا دینے کے لئے کعبہ پر منجنیق لگائی۔ ابن جوزی نے کتاب الموضوعات میں لکھا ہے کہ اسمٰعیل بن احمد نے اس سے ابن مسعدہ نے اس سے حمزہ نے اس سے ابن عدی نے اس سے علی بن حسن بن قدید نے۔ اس سے زکریا بن یحییٰ الوقار نے اس سے بشر بن بکر نے اس سے ابن ہرم نے اس سے حمزہ بن حبیب نے اس سے غضیف بن حارث نے۔ اور اس سے بلال بن رباح نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تم میں میں رسول بنا کر نہ بھیجا جاتا۔ تو عمر رسول بنا کر بھیجا جاتا۔

نیز اسی کتاب الموضوعات میں ہے کہ ابن عدی نے کہا کہ اس سے عمر بن حسن بن نصر حلبی نے اس سے مصعب بن سعد ابو خیثمہ نے اس سے عبد اللہ بن واقد نے اس سے حیات بن شریح نے اس سے بکر بن عمر نے اس سے مشرح بن ہاعان نے اور اس سے عقبہ بن عامر نے حدیث بیان کی۔ کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر میں تم میں مبعوث برسالت نہ ہوتا تو عمر ہوتا۔ مصنف کہتا ہے۔ کہ یہ دونو احادیث صحیح نہیں ہیں۔ پہلی تو اس لئے کہ اس کا راوی زکریا بن یحییٰ بڑے بھاری جھوٹ بولنے والوں میں سے تھا ابن عدی نے کہا ہے کہ وہ وضعی احادیث بنایا کرتا تھا۔ اور دوسری حدیث اس لئے صحیح نہیں ہے کہ امام احمد حنبل اور یحییٰ نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن واقد کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اور نسائی نے کہا ہے۔ کہ وہ متروک الحدیث ہے اور کہا ہے کہ ابن حبان نے منقلب کیا ہے اور مشرح کے اس کے صحائف کو پس باطل ہوا اس سے احتجاج کرنا۔ انتہیٰ

فیض القدیر شرح جامع صغیر میں ہے کہ امام احمد حنبل نے مسند میں اور ترمذی نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں عقبہ بن عامر سے اور طبرانی نے عصمہ بن مالک سے حدیث لکھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا۔ تو عمر ہوتا۔ بیہقی کہتا ہے کہ اس حدیث کے سلسلہ میں فضل بن مختار آتا ہے۔ اور وہ ضعیف ہے۔ اور دیلمی نے جو یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ اگر میں رسول نہ ہوتا۔ تو عمر ہوتا۔ یہ حدیث منکر ہے

کنز العمال تبویب جمع الجوامع سیوطی فضائل عمر بن خطاب من قسم الافعال میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا۔ تو عمر ہوتا۔ نقل کیا ہے اسے خطیب نے رواۃ مالک سے۔ اور یہ روایت ابن عساکر

نے ابن عمر سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔ ابن عدی کہتا ہے کہ یہ حدیث غریب (غیر صحیح) ہے۔ ابن عساکر نے کہا ہے کہ بلال ابن رباح غیر محفوظ ہے۔ ابن جوزی نے ان دونوں کو موضوعات میں درج کیا ہے۔

کنز العمال فضائل عمر بن خطاب من قسم الاول میں ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ خطیب نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے۔

کتاب الفرقان ابن تیمیہ صفحہ ۵۹ پر ہے کہ ترمذی وغیرہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

نوٹ۔ عمر کے نبی بننے کی روایات خود اپنے الفاظ سے موضوع معلوم ہوتی ہیں کیونکہ نبوت کے لئے عصمت شرط ہے۔ اور حضرت عمر چالیس سال تک بت پرست رہتے تھے اس لئے ایسا شخص کیسے نبی ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر ابو جہل نبی ہو سکتا ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ (ابو الصفا)

ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ خدا نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو قرار دیا۔ اور ابن عمر نے کہا کہ کوئی امر ایسا نہیں ہوا۔ کہ جس میں اختلاف ہوا ہو۔ اور عمر نے کوئی بات کہی ہو مگر قرآن اس کے مطابق نازل ہوا جو عمر نے کہا تھا۔

تفسیر در منثور جلد سوئم صفحہ ۲۰۲ پر ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ عمر بن خطاب کی رائے سے اختلاف کرنے کی وجہ سے قریب تھا۔ کہ ہم پر عذاب خدا نازل ہوتا۔ اور اگر نازل ہوتا۔ تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا۔

اتقان جلد اول صفحہ ۳۵ پر ہے کہ ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ عمر رائے سوچتا تھا۔ تو قرآن اس کی رائے کے مطابق نازل ہوا کرتا۔ اور ابی حاتم نے انس سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ مجھ سے خدا نے چار باتوں میں موافقت کی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آیہ "لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین"۔ کا نزول ہوا۔ تو میں نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین"۔ پس بعینہ میرے لفظوں میں آیہ کا نزول ہوا

اتقان جزو اول صفحہ ۳۶ پر ہے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلے سے روایت ہے کہ ایک یہودی عمر بن خطاب سے ملا اور کہا کہ کیا وہ جبرئیل جو تمہارے رسول کو تعلیم دیتا ہے۔ ہمارا دشمن ہے اس پر عمر نے کہا "من کان عدو اللہ وملائکتہ ورسلہ وجبرئیل ومیکائیل فان اللہ عدو للکافرین"۔ پس یہی کلام قرآن میں نازل ہوا۔

اتقان جزو اول صفحہ ۲۵ پر ہے کہ بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے کہا "واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی" پس یہی کلام نازل ہوا پھر میرے کہنے پر رسول اللہ کی ازواج کے بارہ میں آیہ حجاب کا نزول ہوا پھر میں نے کہا "عسے ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیراً منکن" پس یہی کلام نازل ہوا۔

نوٹ :- یہ سنیوں کا غلو ہے کہ انہوں نے جوش محبت عمری میں انکو خدا کا ہم پلہ بنا دیا خدا تو فرماتا ہے کہ تم میرے کلام قرآن کی مثل نہیں لا سکتے لیکن سنی کہتے ہیں کہ عمر خطاب میں اس کا مثل لائے نہیں نہیں بلکہ خدا نے ہی انکی نقل کی توبہ۔ (اخوان الصفا)

بخاری کتاب التفسیر باب قولہ استغفر لھم اولا تستغفر لھم میں ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ عبداللہ ابن ابی منافق مرگیا۔ تو عبداللہ کے بیٹے نے آنحضرتؐ سے عبداللہ کو کفن دینے کے لئے حضرت کا کرتہ مانگا حضرت نے اپنا کرتہ دے دیا جس میں وہ کفنایا گیا۔ اور پھر آنحضرتؐ سے نماز جنازہ کی درخواست کی جو مقبول ہوئی۔ اور آنحضرتؐ نے نماز جنازہ شروع کی اس پر عمر نے حضرت کا کپڑا گھسیٹا اور کہا کیا آپ ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں جن کی نماز کے بارہ میں خدا نے ممانعت کی ہوئی ہے حضرت نے فرمایا۔ مجھے خدا نے منع نہیں کیا ہے بلکہ اختیار دیا ہوا ہے خواہ پڑھاؤں یا نہ پڑھاؤں جس پر یہ آیہ قرآنی کا عمر کی رائے کے مطابق نزول ہوا۔ کہ اے پیغمبر ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھ۔ بلکہ وہ مر جائیں۔ تو انکی قبر پہ بھی کھڑا نہ ہو۔ یہی حدیث بخاری کتاب اللباس باب لبس القمیص میں بھی ہے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوئم صفحہ ۱۱۱ پر ہے۔ کہ ایک شخص نے عمر سے استفتا کیا۔ کہ ہماری ایک جاریہ ہے۔ اور اس کی ایک بیٹی ہے۔ ان دونو نے میرا دل لبھا لیا ہے۔ کیا ہم دونو سے مقاربت کریں۔ عمر نے کہا کہ ایک آیہ سے حلت اور ایک آیہ سے حرمت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ہم ایسے فعل کے قریب نہیں جاتے۔

فتح الباری شرح کتاب الفرائض باب میراث الجد مع الاب والاخوۃ میں ہے کہ ابن عمر نے کہا۔ کہ میں نے عمر بن خطاب کے مسئلہ جد کے سو فیصلے یاد کئے ہیں کہ ہر ایک ان میں ایک دوسرے سے متناقض ہے امام ابن حزم نے کتاب محلی میں بروایت نافع لکھا ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ سب سے جہنم پر جرأت کرنیوالا وہ ہے جو مسئلہ جد میں جرأت کرے۔ پھر اسی کتاب میں بروایت حمید بن ہلال لکھا ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے اس فریضہ کی بابت پوچھا جس میں جد ہو تو اس نے کہا کہ تم اس کو پوچھ کر کیا لوگے۔ پھر بروایت

سعید بن جبیر لکھا ہے۔ کہ جس کو دروازہ جہنم کشادہ کرنا پسند ہو۔ اس کو چاہیئے کہ مسئلہ جد اور اخوہ کا حکم لگائے کنز العمال میں بروایت سعید بن مسیب لکھا ہے۔ کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ سے پوچھا کہ مسئلہ جد کا کیا حکم ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے عمرؓ تم مر جاؤ گے قبل اس کے کہ تم اس مسئلہ کو جانو۔ سعید بن مسیب کہتا ہے۔ کہ پس عمرؓ مر گیا قبل اس کے کہ اس مسئلہ کو جانتا۔ اسی روایت کو بیہقی اور عبد الرزاق اور ابو الشیخ نے لکھا ہے۔

علامہ سیوطی نے جزیل المواہب میں بسند بیہقی لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں پس ان میں سے جس کسی کو اختیار کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔ اور انکا اختلاف باعث رحمت ہے

تفسیر بیضاوی جلد اول ص۵۵ سطر ۲۱ تفسیر جلالین بر حاشیہ بیضاوی مطبوعہ مصر میں ہے۔ کہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا۔ کہ ماہ رمضان میں شام سے عشا تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت تھی۔ عمر بن خطاب نے نماز عشا کے بعد جماع کیا۔ اور صبح کو رسول اللہؐ کے پاس شرمائے ہوئے آیا۔ بعد ازیں معلوم ہوا کہ اس فعل میں عمرؓ کے اور بھی ساتھی ہیں۔ پس سب نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ اس پر سورہ البقر کی آیہ نمبر ۱۸۶ "احل لکم لیلۃ الصیام" کا نزول ہوا۔

شجاعت عمریہ

تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد سوم ص۱۷ سطر ۹ پر ہے کہ جنگ احد کے دن تمام اصحاب رسول آنحضرتؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے (ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ) آنحضرتؐ کے پاس صرف حضرت علیؑ اور ابو دجانہ اور سماۃ نسیبہ اور اس کا شوہر اور نسیبہ کے دو بیٹے عبد اللہؓ اور عمارہ رہ گئے اسی جنگ میں امیر حمزہؓ شہید ہوئے۔ غرض یہ لوگ بھی شہید ہو گئے۔ اور سماۃ نسیبہ بھی زخمی ہوئی۔ تو آنحضرتؐ کے پاس صرف حضرت علیؑ رہ گئے اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ یا حضرت ہمدردی اس کو کہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیوں نہ ہو۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں جبرئیلؑ نے کہا میں آپ دونوں سے ہوں اس وقت غیب سے یہ آواز آئی "لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی"۔

تاریخ خمیس میں ہے۔ کہ جب جنگ احد میں تمام مہاجر اور انصار آنحضرتؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو انس بن نضر (عم انس بن مالک) کا گذر عمر بن خطاب اور طلحہ پر ہوا جو ایک جماعت مہاجرین و انصار کے ساتھ ہاتھ

پر ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ کہا کیا کریں۔ رسول اللہ تو مارے گئے۔ انس نے کہا پھر زندہ رہ کر تم کیا کرو گے چلو ہم بھی اسی راہ پر مریں جس پر آنحضرتؐ نے وفات فرمائی۔ مگر ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا۔ خود انس لڑنے گیا اور مارا گیا۔

تفسیر درمنثور صـ۸ پر ہے کہ جب صحابہ نے رسولؐ کی مخالفت کی اور عصیان کیا۔ تو آنحضرت کو نو آدمیوں میں روز جنگ احد چھوڑ دیا جن میں سات انصار تھے اور دو مہاجر اور دسویں آنحضرتؐ خود تھے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم ماثر عمر صـ۱۴۹ مناقب المرتضوی ترجمہ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صـ۱۲ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ خیبر کے دن عمر بن خطاب اور چند لوگوں کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ کچھ قتال کے بعد عمر اور اس کے ساتھی شکست کھا کر چلے آئے۔ دراں حالیکہ وہ عمر کو اور عمر انکو نامرد کہتا تھا۔

تاریخ خمیس صـ۱۱۳ تفسیر حسینی جلد اول صـ۲۳۴ اور روضۃ الصفا جلد دوم صـ۲۵۴ پر ہے کہ جنگ حنین کے روز تمام مہاجرین اور انصار معہ ابوبکر و عمر و عثمان بھاگ گئے جبکہ آنحضرت کے پاس صرف چار آدمی رہ گئے بنی ہاشم سے حضرت علیؑ اور حضرت عباس اور ابوسفیان ابن حارث بن عبدالمطلب غیر بنی ہاشم سے عبداللہ بن مسعود۔ ناظرین۔ یہ جنگ ۸ھ میں ہوئی اور ۱۱ھ کو آنحضرت وفات فرما گئے۔

ملا علی قاری لکھتا ہے کہ ابو قتادہ نے کہا کہ ہم حنین کے سال میں آنحضرت کے ساتھ نکلے پس جب مٹ بھیڑ ہوئی۔ تو مسلمانوں کو سختی درپیش آئی۔ اس حدیث کی شرح میں لکھتا ہے کہ تورپشتی کہتا ہے کہ ابوقتادہ صحابی نے اصحاب کے لئے شکست اور فرار کا لفظ کہنا پسند نہ کیا۔ اس لئے سختی کے لفظ سے اس کی طرف کنایہ کیا۔

بخاری کتاب المغازی باب یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم میں ہے کہ ایک شخص نے براء ابن عازب سے پوچھا کہ آیا تم حنین کے دن رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تو براء نے کہا لیکن رسول اللہ تو نہیں بھاگتے تھے

بخاری میں ہے کہ ابوقتادہ نے کہا۔ کہ بروز حنین مسلمان بھاگ گئے۔ اور میں بھی انکے ساتھ بھاگ گیا پس ناگاہ میں نے بھاگنے والوں میں عمر بن خطاب کو دیکھا میں نے کہا۔ لوگ کیوں بھاگ نکلے ہیں عمر نے کہا کہ خدا کا امر یونہی تھا۔

حبیب السیر وقتل نعسان شتم اور روضۃ الاحباب اور تاریخ ابن کثیر شامی اور انسان العیون اور سیرۃ حافظ۔ دمیاطی اور تاریخ گاذرونی اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جب آنحضرت کا لشکر مکہ سے باہر نکلا تو ابوبکر

کی نظر اس کثرت و شوکت پر پڑی اور کہنے لگا کہ ہم آج مغلوب ہونگے۔ ایسے سخن صادر ہونے کی وجہ سے آنحضرت کے لشکر نے حنین میں پہلی شکست کھائی۔

تاریخ خمیس اور کتاب استیعاب اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ بروز حنین آنحضرت کے پاس صرف چار اشخاص رہ گئے تین اشخاص بنی ہاشم سے علیؑ عباس و ابوسفیان بن حارث تھے۔ اور ایک شخص انکے سوائے عبداللہ بن مسعود تھا۔ علی اور عباس آنحضرت کی حفاظت سامنے سے کرتے اور ابوسفیان بن حارث جانور کی باگ پکڑے تھا۔ اور عبداللہ بائیں طرف سے حفاظت کرتا تھا۔

فتح الباری کتاب الغزوات میں ہے کہ جب بروز حنین لوگ بھاگ گئے۔ تو رسول اللہ انکو کہتے تھے۔ میں نبی ہوں اور میں جھوٹا نہیں ہوں۔ اور میں ابن عبدالمطلب ہوں۔ مگر سوائے چار اشخاص کے حضرت کے پاس کوئی نہ رہا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم سات آدمیوں نے (بروز حنین) آنحضرت کی نصرت کی اور بھاگنے والے بھاگ گئے اور پراگندہ ہوگئے

درمنثور میں بحوالہ مسلم ہے کہ حضرت نے ابوبکر کو جنگ خندق میں خبر کفار لانے کے لئے کہا۔ اس نے استغفر اللہ ورسولہ۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا تو جاتا۔ ابوبکر نے پھر استغفار کی۔

روضۃ الاحباب جنگ خندق صفحہ ۳۴۳ پر ہے کہ آنحضرت نے جنگ خندق کے دن فرمایا۔ کہ حضرت علی کی ایک ضرب کا ثواب میری تمام امت کے اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے (کیونکہ اس دن سے شجر اسلام کو روز افزوں شادابی اور نشوونما حاصل ہونی شروع ہوئی)

علامہ محمد بن جریر الطبری اپنی تاریخ میں جو سنیوں کے نزدیک اصح التواریخ ہے صفحہ ۱۸۷ پر لکھتا ہے کہ غزوہ احد کے دن ابوبکر نیستان کی طرف چلا گیا اور وہاں چھپا رہا۔

بخاری میں ایک حدیث درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے کہا۔ کہ میں تم سے خانہ کعبہ کی عزت کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا عثمان بن عفان جنگ احد سے بھاگ گیا تھا عبداللہ بن عمر نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آیا عثمان جنگ بدر سے بھی غائب ہوگیا تھا۔ اور پھر اس میں حاضر نہیں ہوا۔ عبداللہ نے کہا کہ ہاں غائب ہوگیا تھا۔ اور پھر حاضر بھی نہیں ہوا۔

کنز العمال میں تاریخ ابن عساکر سے بروایت واقدی لکھا ہے کہ جنگ احد کے دن آنحضرت کے پاس

چودہ اصحاب رہ گئے۔ مہاجرین میں سے ابوبکر و عبدالرحمٰن بن عوف و علی ابن ابی طالب و سعد بن ابی وقاص و طلحہ بن عبیداللہ و ابو عبیدہ بن جراح و زبیر بن العوام۔ اور انصار میں سے ابن المنذر و ابودجانہ و عاصم بن ثابت و حرث بن الصمۃ و سہل بن حنیف و ابی بن حضیر و سعد بن معاذ۔

پھر کنز العمال میں ابن عساکر سے نقل کیا گیا ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں نبی کے پاس صرف چار اشخاص رہ گئے جن میں سے ایک عبداللہ بن مسعود تھا۔

روضۃ الصفا میں ہے کہ جنگ احد میں تمام اصحاب رسول بھاگ گئے اور آنحضرت کی خدمت میں سوائے علی ابن ابی طالب و ابودجانہ و سہیل بن حنیف کوئی نہ رہا۔ اس وقت آنحضرت پر زخموں کیوجہ سے غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو آنکھ کھولی۔ اور علیؑ سے پوچھا کہ لوگوں نے کیا کیا۔ علیؑ نے عرض کیا کہ لوگ عہد اور بیعت توڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ اس جمعیت کی مہم کو جو میرا قصد کرتے ہیں۔ مجھ سے ہٹا علیؑ نے کفار پر حملہ کیا اور انکو بھگا دیا۔ اور آنحضرت کی خدمت میں واپس آئے تو دیکھا کہ ایک جمعیت پھر آنحضرت کا قصد کر رہی ہے پس علیؑ نے ان پر بھی حملہ کیا اور انکو بھگا دیا۔

روضۃ الصفا میں ہے کہ زید بن وہب نے عبداللہ بن مسعود سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ جنگ احد کے دن سوائے علیؑ و ابودجانہ و سہل بن حنیف کے اور کوئی شخص رسول اللہ کے پاس نہ تھا۔ اس نے جواب دیا کہ پہلے تمام مسلمان بھاگ گئے تھے۔ سوائے علیؑ کے اور کوئی بھی شخص آنحضرت کے پاس نہ رہا تھا لیکن ایک ساعت کے بعد عاصم و ابودجانہ و سہیل و طلحہ بن عبیداللہ آ گئے۔ اور انہوں نے آنحضرت کی خدمت میں کمر باندھی زید کہتا ہے۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ ابوبکر و عمر کہاں تھے۔ اس نے کہا وہ بھی ایک گوشہ میں چلے گئے تھے عثمان کا حال پوچھا تو جواب دیا کہ وہ بھی ایک طرف کو چلا گیا تھا۔ اور جنگ کے بعد تیسرے روز واپس آیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ بہ تحقیق تو اس واقعہ میں کہیں بہت دور چلا گیا تھا بعض روایات میں ہے کہ عثمان اپنے دو یاروں (سعد اور عقبہ) کے ساتھ میدان جنگ سے باہر نکل گیا اور یہ تینوں راستہ بھول گئے۔ اس لئے تین دن کے بعد آنحضرت کی خدمت میں آئے تو آنحضرت نے فرمایا تم بہت دور چلے گئے تھے۔

مدارج النبوۃ جلد ثانی صفحہ ۱۴۸ پر جلی الفاظ میں عنوان پر یہ لکھا ہے "گریختن حضرت عثمان بروز جنگ احد" بخاری میں ہے کہ عثمان جنگ بدر سے غائب رہا۔ اور بیعت الرضوان میں شامل نہ ہوا اور جنگ احد سے بھاگ گیا۔

مدارج النبوت جلد دوئم ص۱۵۲ اور معارج النبوۃ فصل دوئم باب ششم اور روضۃ الاحباب میں ہے
کہ جب مسلمان بھاگ گئے اور آنحضرت کو (بروز احد) تنہا چھوڑ گئے تو حضرت غضبناک ہوگئے اور آپکی پیشانی
سے پسینہ ٹپکنے لگا اس حالت میں آنحضرت نے دیکھا۔ کہ علیؑ آپ کے پہلو میں کھڑے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا اے
علیؑ۔ تو بھی دوسرے بھائیوں کے ساتھ کیوں ملحق نہیں ہوگیا۔ علی نے عرض کیا مجھ سے ایمان لانے کے بعد کافر
نہیں ہوا جاتا اور مجھ پر آپ کی پیروی لازم ہے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم ص۱۲ تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص۳۰۱ روضۃ الصفا جلد ۲ ص۹۱ تاریخ خمیس اور حبیب السیر
میں ہے کہ عمر۔ بکر و عثمان احد میں بھاگے۔

کنز العمال میں ہے کہ عائشہ نے کہا کہ جب کبھی ابوبکر کے سامنے جنگ احد کا ذکر آتا۔ تو وہ رو پڑتا اور کہتا
کہ وہ دن تمام طلحہ کا تھا پھر کہتا کہ میں پہلا شخص تھا جو احد کے دن (بھاگ کر) پہلے واپس آیا۔

تاریخ خمیس میں ہے کہ ابی حاتم نے کہا کہ ابوبکر نے کہا کہ احد کے دن جب لوگ رسول اللہ کے پاس پلٹ
آئے تو میں ان میں سے پہلا تھا جو رسول اللہ کی خدمت میں گیا۔ ازالۃ الخفا ولی اللہ میں ہے کہ حاکم نے عائشہ
سے حدیث اخراج کی ہے کہ ابوبکر نے کہا کہ جب بروز احد لوگ رسول اللہ کو چھوڑ کر چلے آئے تو میں پہلا شخص
تھا جو واپس آیا۔ اور میں نے دور سے دیکھا۔ تو اتنے میں مجھے پیچھے سے کسی نے بلایا۔ وہ شخص رسول اللہ کے
پاس جانا چاہتا تھا میں نے دیکھا تو وہ ابو عبیدہ تھا۔

درمنثور جلد دوئم ص۸۸ تفسیر آل عمران اور کنز العمال کتاب سوئم باب ہفتم فصل چہارم فی التفسیر ذیل
التفسیر من الانعال تفسیر آل عمران اور کنز العمال برحاشیہ مسند احمد حنبل جلد اول ص۴۲۹ اور ازالۃ الخفا ولی
اللہ فصل ششم سورہ نسا میں ہے کہ عمر بن خطاب نے بروز جمعہ خطبہ پڑھا اور سورہ آل عمران پڑھی اور خطبہ پڑھتے
ہوئے اس کا اس سورہ کو پڑھنا تعجب میں ڈالتا تھا پس جب یہ آیہ "الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان"
پر پہنچا تو عمر نے کہا کہ جب احد کا دن تھا۔ تو ہم بھاگ گئے تھے پس میں بھاگتا گیا۔ یہاں تک کہ میں
پہاڑ پر چڑھ گیا بہ تحقیق میں دراں قلانچیں بھرتا اور چھلانگیں مارتا تھا۔ کہ گویا میں بکری تھا۔ اور لوگ
کہتے تھے کہ محمدؐ قتل ہوگیا ہے میں نے کہا میں یہ بات سننا پسند نہیں کرتا میں یہ بات کہنے والے کو قتل کردونگا
یہاں تک ہم سب (بھاگنے والے) پہاڑ پر جمع ہوئے۔ تو اس آیہ کا نزول ہوا۔

درمنثور ص۸۸ پر ہے کہ ابن جریر سے روایت ہے کہ جب (بروز احد) اصحاب رسول بھاگ گئے تو

ایک کہنے والے نے کہا کہ محمد شہید ہو گئے پس تم لوگ اپنے پہلے دین کی طرف رجوع کرلو اس وقت اس آیہ کا نزول ہوا۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ جب اصحاب رسول (بروز احد) جنگ سے بھاگ گئے۔ تو خدا نے نازل کیا کہ مسلمانو۔ تم اس وقت کو یاد کرو جب تم بھاگتے ہوئے پہاڑ پر چڑھتے جاتے تھے اور رسول اللہ تمہارے پیچھے تم کو بلا رہے تھے اور تم مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول اللہ کا چہرہ زخمی ہو گیا اور آپ کا خود (لوہے کی ٹوپی) ٹوٹ گیا۔

کنز العمال غزوہ احد صفحہ ۱۱۲ برحاشیہ مسند جلد چہارم میں تاریخ ابن عساکر سے لکھا ہے کہ جب شیطان نے ندا دی۔ کہ محمد قتل ہو گیا ہے۔ تو تمام مسلمان بھاگ گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور رسول اللہ کی سلامتی کی خوش خبری جس شخص نے پہلے پہنچائی۔ وہ کعب بن مالک تھا۔

تفسیر کبیر جلد سوئم صفحہ ۹۰ پر ہے کہ ہمارے نزدیک (علمائے اہلسنت کے نزدیک) خیر اور شر اللہ کی طرف سے ہے اس لئے اصحاب (ابکر وعمر وعثمان) پر جنگ سے بھاگ جانے کا طعن نہیں ہو سکتا۔ اور تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۱۱ پر ہے کہ عمر بھاگنے والوں میں سے تھا۔ لیکن وہ پہلے بھاگنے والوں میں سے نہ تھا اور وہ بھاگ کر بہت فاصلہ پر نہ گیا تھا۔ بلکہ پہاڑ پر چڑھ کر ٹھیر رہا۔ جب تک کہ آنحضرت پہاڑ پر نہ گئے اور عثمان بھی انہی میں سے تھا اور وہ بھی سعد اور عقبہ کے ساتھ ہو کر بھاگ گیا تھا عثمان وسعد وعقبہ بھاگتے ہوئے بہت دور نکل گئے تھے۔ پھر تیسرے دن واپس آئے۔ تو انکو آنحضرت نے فرمایا۔ یہ تحقیق تم تو بہت دور بھاگ گئے تھے

تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۳۰ پر ہے کہ مراد اس آیہ سے یہ ہے۔ کہ ضرور خدا تمیز کرا دے گا منافق کو مخلص سے چنانچہ اس نے احد کے دن مومن کو منافق سے ظاہر کر دیا۔ اور منافق رسول اللہ کو چھوڑ گئے تفسیر درمنثور میں ہے کہ جب آنحضرت کے قتل ہو جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ تو ان لوگوں نے جو پتھر پر (میدان جنگ سے بھاگ کر) بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ کاش اس وقت کوئی ہمارا پیغام ابوسفیان کے پاس بغرض پناہ لے جائے۔

معارج النبوت صفحہ ۱۹۶ پر ہے کہ شجرۃ الرضوان کے نیچے آنحضرت نے عمر بن خطاب کو خطاب کر کے فرمایا۔ کیا تم وہ دن بھول گئے ہو جب تم جنگ احد میں بھاگ گئے تھے اور میں تم کو بلا رہا تھا اور تم جنگ احزاب سے بھی بھاگ گئے۔

روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ٢٠٩ اور تاریخ حبیب السیر جلد ثانی صفحہ ؁ پر جنگ وادی الرمل کا واقعہ تفصیل سے درج ہے جس کا ضروری خلاصہ یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے بعد ایک اعرابی نے آنحضرت کو اطلاع دی کہ کفار وادی الرمل میں بغرض حملہ جمع ہیں۔ اس پر آنحضرت نے پہلے ابوبکر کو پھر عمر بن خطاب کو اور پھر عمرو بن عاص کو سردار لشکر بنا کر بھیجا۔ یہ تینوں شخص کچھ حصہ لشکر تلف کرا کے شکست یافتہ واپس آ گئے۔ بالآخر آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو سردار لشکر بنایا۔ اور ابوبکر و عمر و عمرو عاص کو آپ کے ماتحت کر کے بغرض حملہ بھیجا حضرت علی علیہ السلام نے وادی الرمل کو فتح کیا اور واپس تشریف لائے۔ آنحضرت حضرت علیؑ کے استقبال کو چند قدم آگے بڑھے۔ جبکہ حضرت علی علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے۔ حضرت علیؑ نے ادب کے خیال سے گھوڑے پر سے اترنا چاہا۔ مگر آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ۔ بدستور سوار رہو خدا اور رسول تم سے راضی ہوئے۔ اے علیؑ۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ لوگ تم کو وہ نہ سمجھیں جو عیسائی حضرت عیسےٰ کو سمجھتے ہیں۔ تو البتہ آج تمہارے حق میں وہ باتیں کہتا کہ تو جس گروہ کے پاس سے گزرتا۔ تیرے قدموں کے نیچے کی خاک اٹھاتے۔ ناظرین۔ اس جنگ کو جنگ ذات السلاسل بھی کہتے ہیں۔ اور یہ کفار قبیلہ بنی سلیم سے تھے اور اسی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کی شان میں سورہ والعادیات کا نزول ہوا۔

جمع الجوامع سیوطی حرف الف میں حذیفہ سے روایت ہے اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ میں ہے۔ کہ حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو کوئی دس آدمیوں پر یا دس سے لے کر چالیس آدمیوں پر کسی شخص کو امیر بنائے اور جانتا ہو کہ ان ماتحت آدمیوں میں کوئی ایسا شخص ہے جو اس امیر سے افضل ہے۔ تو اس نے اللہ کی اور رسول کی اور تمام قوم کی خیانت کی۔

حبیب السیر جلد دوئم صفحہ ؁۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ١٦٤ پر ہے کہ ذات السلاسل میں ابوبکر و عمر۔ عمرو عاص کے ماتحت بھیجے گئے۔

فتح الباری کتاب المغازی غزوہ ذات السلاسل اور روضۃ الاحباب بیان غزوہ ذات السلاسل میں ہے۔ کہ آنحضرت نے اس غزوہ میں ابوبکر اور عمر کو عمرو بن عاص کے ماتحتی میں بھیجا۔ عمرو بن عاص نے حکم دیا کہ کوئی شخص آگ نہ جلائے۔ عمر بن خطاب نے انکار کیا۔ اس پر ابوبکر نے اس کو کہا۔ اے عمر۔ انکار سے باز آؤ کیونکہ رسول اللہ نے اس کو ہم پر سردار مقرر کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کو جنگ کا علم ہے۔

ناظرین۔ جنگ تبوک سے واپس ہوتے ہوئے لشکر رسولؐ نے ایک مقام پر قیام کیا۔ چودہ اشخاص

یعنی۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ عبدالرحمان بن عوف۔ ابوموسےٰ اشعری۔ مغیرہ بن شیبہ۔ ابوہریرہ۔ اوس بن حدثان ابوطلحہ انصاری۔ سعید بن ابی وقاص۔ معاویہ بن ابوسفیان۔ ابوعبیدہ جراح اور عمروعاص نے مشورہ کیا۔ کہ آج رات اندھیری ہے۔ ہم تمام پہاڑی پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور جب آنحضرت نیچے سے اونٹ پر سوار گزریں۔ ہم اوپر سے ایک بھاری پتھر پھسلادیں۔ آنحضرت کا اونٹ بھڑک کر آنحضرت کو وادی کی تہہ میں گرادیگا اور وہ جاں بحق ہوجائیں گے۔ خداوندعالم نے آنحضرت کو اس مشورہ اور اہل مشورہ سے آگاہ کردیا۔ کہ فلاں فلاں چودہ اشخاص فلاں پتھر کے نیچے چھپے ہیں۔ آنحضرت نے حذیفہ بن الیمان کو اُن چودہ منافقین کے نام بتادئے اور حکم دیا کہ تم فلاں مقام پر ان تمام کو پاؤگے چنانچہ حذیفہ وہاں گیا اور ان تمام کو وہاں چھپا ہؤا پایا۔ جہاں سے وہ پراگندہ ہوگئے۔ اسی راز کو نہ بتانے کی وجہ سے حذیفہ کو امین الاسرار کہا جاتا ہے۔ اسی طرح واقعہ غدیر کے دن بھی آنحضرت کو شہید کردینے کا مصمم ارادہ کیا گیا۔ مگر خداوندعالم نے محفوظ رکھا عمر بن خطاب حضرت حذیفہ سے پوچھا کرتا تھا۔ کہ اے حذیفہ۔ سچ بتا۔ کیا میرا نام بھی ان چودہ منافقین میں ہے۔ حذیفہ کہا کرتا۔ تو خود اچھی طرح جانتا ہے

کنزالعمال میں ہے کہ ابن ابی شیبہ نے کتاب مصنف میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ انس کہتا ہے کہ جب رسول اللہ کو ابوسفیان کی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ تو آنحضرت نے مشورہ لیا پس ابوبکر نے کلام کیا۔ تو آنحضرت نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر عمر نے گفتگو کی تو آنحضرت نے اس کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ پس سعد بن عبادہ نے کہا۔ یارسول اللہ آنحضرت کا جو ارادہ ہو ہم حاضر ہیں۔ اور خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حضور ہمیں حکم دیں کہ ہم سمندر کی تہہ میں جائیں تو ہم جائینگے اور اگر ہمیں حکم ہو کہ ہم برک عماد (حبشہ کا ایک شہر ہے) تک جاویں تو ہم جائینگے پس آنحضرت نے حکم دیا تو کوچ کیا گیا۔ یہاں تک کہ بدر کے مقام پر اترے۔ ناظرین۔ جب جنگ کا موقعہ آیا تو ابوبکر و عمر کا کسی کافر سے لڑنا تو درکنار رہا معمولی ہاتھاپائی بھی کہیں مذکور نہیں تو عثمان نے تو کوچ کرنا ہی گوارا نہ کیا اور گھر میں ہی بیٹھا رہا۔ البتہ بقول اہلسنت اس جنگ میں رسول اللہ کے لئے ایک عریشہ (بیٹھنے کا اونچا سایہ دار مقام) بنایا گیا تھا جس پر ابوبکر بیٹھ کر جنگ کا نظارہ دیکھتا رہا۔

معارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ سعد بن معاذ کے مشورہ سے اس جنگ میں عریشہ بنایا گیا اور اس عریشہ پر سوائے ابوبکر کے آنحضرت کے پاس کوئی شخص نہ تھا۔

معارج النبوت میں ہے کہ سعد بن معاذ نے آنحضرت سے عرض کیا کہ ہم آپ کے لئے ایک عریشہ بناتے ہیں اور آپ کی سواری آپ کے لئے تیار رکھتے ہیں اور خود جنگ میں مشغول ہوتے ہیں۔ اگر ہم دشمنوں پر غالب آگئے تو ہماری یہی مراد ہے اور اگر پناہ بخدا معاملہ دگرگوں ہوا۔ تو آپ سواری پر بیٹھ کر ہمارے ان احباب کے پاس تشریف لے جائیں۔ جو مدینہ میں رہ گئے ہیں۔

بخاری کتاب المغازی صفحہ ۱۲ پارہ ۱۶ پر ہے کہ جنگ بدر کے دن ابوبکر عریشہ پر آنحضرت کے ساتھ بیٹھا تھا

روضۃ الاحباب اور تاریخ اسلام اور روضۃ الصفا جلد دوئم صفحہ ۱۰۹ میں ہے کہ غزوہ احزاب کے دن رسول اللہ نے تین دفعہ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی عمر بن عبدود کے مقابلہ کو جاؤ۔ مگر تینوں دفعہ علیؑ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے۔ تیسری دفعہ عمر بن عبدود نے نہایت سخت جملہ کہا کہ کیا تم میں کوئی مرد نہیں ہے۔ ناظرین رسول اللہ نے ابوبکر اور عمر کا نام لے کر ان کو مقابلہ میں جانے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے عمر بن عبدود کی قوت اور بہادری کی تعریف کر کے دوسروں کو بھی بزدل بنا دیا

روضۃ الصفا میں ہے کہ جب آنحضرت نے اصحاب سے عمر بن عبدود کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ تو انہوں نے سر نیچے کر لئے اور ہراساں کھڑے رہے ناظرین اس وقت عمر نے کہا۔ یا حضرت یہ عمرابن عبدود بہت بہادر ہے۔ ایک دفعہ ڈاکوؤں سے اس کا مقابلہ ہوا تھا۔ اس کے پاس ڈھال موجود نہ تھی۔ تو اس نے اونٹ کا بچہ پکڑ کر بطور ڈھال استعمال کیا۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں بروایت عروہ لکھا ہے کہ خندق کا روز یعنی غزوہ احزاب مسلمانوں کے لئے ایسا سختی کا دن تھا کہ ویسا پہلے کبھی دیکھا نہیں گیا۔ اور بوقت صف بندی ابوبکر آنحضرت کے پاس بیٹھا تھا۔ پھر بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو کہتے سنا کہ عمر بن عبدود گھوڑے کو جولان دیتا ہوا خندق سے گذر آیا۔ اور کہتا تھا کوئی ہے جو مجھ سے لڑنے کو نکلے پس آنحضرت کے تمام اصحاب ساکت ہو گئے۔ تب رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ آیا کوئی اس سے جنگ کرے گا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا مجھے اجازت دیجئے کہ میں دو نیکیوں کے درمیان ہوں۔ یعنی اگر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور اگر اس نے مجھے قتل کیا تو میں جنت میں جاؤں گا پس آنحضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ اس سے مقابلہ کرنے کو تم نکلو۔ یہی روایت روضۃ الاحباب اور شرح ابن ابی الحدید میں مرقوم ہے۔

بیاض احمدیہ اور روضۃ الصفا جلد دوئم صفحہ ۱۰۹ میں ہے کہ عمر بن عبدود آیا اور گھوڑا دوڑاتا پھرتا تھا

یہاں تک کہ خندق گذر آیا اور کہتا تھا۔ آیا کوئی ہے جو میرے مقابلہ کو نکلے۔ تمام اصحاب رسول دم بخود تھے۔ ابن عبدود نے کہا۔ کہاں ہے وہ جنت جس کی نسبت تمہارا زعم تھا کہ تم میں سے جو مقتول ہوگا وہ اس میں داخل ہوگا پس اصحاب رسول میں سے کوئی اس کے مقابلہ کو نہ نکلا۔ ابوبکر اور عمر بھی نہ نکلے حالانکہ اس نے ایسی ایسی باتوں سے انکو تین دفعہ طعنہ دیا۔ مگر علیؑ ابن ابی طالبؑ نکلے۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ عین ایمان عین کفر کے مقابلہ کو جاتا ہے۔ مولوی عبید اللہ نے اپنی سوانح ارجح المطالب میں مطالب السئول سے نقل کیا ہے کہ جب عمر بن عبدود "ھل من مبارز" کے نعرے لگانے لگا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ آنحضرت نے منع کر دیا۔ عمر بن عبدود پکار پکار کر طعنہ زنی کرنے لگا کہ کہاں ہے وہ تمہاری جنت جس کی نسبت تمہارا زعم ہے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا۔ وہ اس میں داخل ہوگا۔ پھر کیوں تم میں سے کوئی بھی میرے مقابلہ کو نہیں آتا جناب علیؑ یہ سنکر آنحضرت کی خدمت میں آئے اور مقابلہ کی اجازت چاہی۔ آنحضرت نے اجازت عطا فرمائی اور اپنا عمامہ اپنے سر سے اتار کر حضرت علی علیہ السلام کے سر پر باندھا اور فرمایا کہ اسی شان سے چلے جاؤ۔ جب جناب مشکلکشا اس کے سامنے گئے تو وہ یہ رجز کہہ رہا تھا تحقیق میں "ہل من مبارز" کے نعرے لگا لگا کر تھک گیا جبکہ بہادر نامردی کرتے تھے اور میں دلیروں کے مقام میں تھا۔

مستطرف باب چالیس فصل دوئم جلد اول صـ ۲۵۵ پر ہے کہ شجاع وہ ہے جو صف سے نکلکر خود وسط میدان میں جا کھڑا ہو اور کہے "ہل من مبارز" نہ یہ کہ کافر کہے "ہل من مبارز" اور شجاع وہ ہے کہ اس کے دل پر دہشت نہ آئے اور نہ اس پر حیرت چھائے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ جن سات آدمیوں نے آنحضرت کی نصرت کی وہ علی و عباس و فضل ابن عباس و ابوسفیان بن حارث و جعفر و ربیعہ بن حارث و اسامہ بن زید تھے اور آٹھواں ایمن بن عبید تھا۔

لطیفہ۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ چونکہ حضرت علی علیہ السلام کو آنحضرت نے فرما دیا ہوا تھا۔ کہ تمہاری شہادت عبدالرحمن بن ملجم کے ہاتھ سے ہوگی اور ابوبکر کو اپنی موت کا علم نہ تھا اس لئے ابوبکر کی ادنیٰ دلیری بھی حضرت علی علیہ السلام کی اکمال بہادری پر ترجیح رکھتی ہے۔ ناظرین۔ ابوبکر اور عمر کو بھی تو آنحضرت نے فرما دیا تھا کہ تم میرے بعد بدعات کثیرہ کرو گے اور حقوق اہلبیتؑ کو پائمال کر دو گے۔ پھر وہ جنگ سے کیوں فرار کر گئے حالانکہ انکو آنحضرت کی پیشینگوئی پر اگر مسلمان ہوتے تو پورا یقین چاہیئے تھا۔

اسماء الرجال مشکوٰۃ میں ہے کہ کسی نے حذیفہ سے پوچھا۔ کہ تم کو منافقین کے نام کس طرح معلوم

ہوئے۔ حالانکہ ابوبکر اور عمر تک تو نہیں جانتے۔ حذیفہ نے کہا کہ شب عقبہ ہم رسول اللہ کی سواری کے پیچھے جاتے تھے۔ حضرت کو نیند آگئی تو ہم نے چند آدمیوں کو یہ کہتے سنا کہ ہم آنحضرت کو اونٹ سے گرا دیں۔ کہ حضرت کی گردن ٹوٹ جائے تو انکے ہاتھ سے خلاصی پائیں۔ حذیفہ کہتا ہے کہ انکی یہ بات سنکر میں درمیان آگیا۔ اور آواز کو بلند کیا (یعنی میں ان سے جھگڑا اور لڑا) اس شور کی وجہ سے حضرت بیدار ہو گئے۔ پوچھا کون ہے۔ میں نے عرض کیا میں ہوں حذیفہ۔ پھر پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ میں نے سب کے نام بتائے۔ حضرت نے فرمایا یہ سب منافق ہیں۔ کسی کو انکے نام نہ بتانا۔ نافع سے منقول ہے کہ وہ بارہ آدمی تھے۔

استیعاب جلد دوئم ذکر حذیفہ اور احیاء العلوم امام غزالی جلد چہارم مطبوعہ مصر ص۱۰۴ اور معارج النبوۃ جلد دوئم ص۳۰۲ میں ہے کہ عمر حذیفہ سے پوچھا کرتا۔ کہ وہ منافقین کون کون ہیں۔ پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ عمر حذیفہ سے کہتا۔ اے حذیفہ۔ کیا میں بھی ان منافقین میں سے ہوں۔

سیرت حلبیہ جلد سوئم ص۱۴۲ پر ہے کہ مشورہ کیا کہ آنحضرت کو عقبہ (کی نشیب زمین) میں گرا دیں۔ جو تبوک اور مدینہ کے درمیان واقعہ ہے۔ پھر ص۱۴۳ پر ہے کہ آنحضرت نے (جبرئیل سے منافقوں کے نام اور ارادہ سے اطلاع پا کر) عمار یاسر کو حکم دیا کہ وہ ناقہ کی مہار پکڑے اور حضرت حذیفہ کو حکم دیا کہ وہ پیچھے سے ہنکاتے چلیں۔ جب عقبہ سے صحیح و سالم نکل آئے تو اسید بن حضیر صحابی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم ان منافقوں کو قتل کریں۔ آنحضرت نے اجازت نہ دی

میزان الاعتدال ص۳۲۶ اور اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق ص۱۴۷ پر ہے کہ عمر اکثر حذیفہ سے حدیث عقبہ کو دریافت کیا کرتا اور پوچھا کرتا کہ آیا تم مجھ میں علامات نفاق پاتے ہو۔

تفسیر درمنثور ص۸۸ اور کنز العمال کتاب سوئم باب ہفتم فصل چہارم سورہ آل عمران میں ہے کہ عمر نے کہا کہ میں جنگ احد کے دن بھاگ کر پہاڑی پر چڑھ گیا۔ اور وہاں میں پہاڑی بکری کی طرح اچکتا تھا۔

تفضیل الشیخین شاہ ولی اللہ اور منہاج الکرامہ منہج ثانی جواب دلیل ہفتم اور اربعین فخر رازی اور حبیب السیر میں ہے کہ ابوبکر اور عمر جنگ خیبر میں شکست یاب ہوئے اور پھر حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ پر خیبر کا قلعہ فتح ہوا۔

تاریخ خمیس ص۳۳۱ پر ہے کہ عمر نے کہا یا حضرت ہم اپنا دین کیوں چھپائیں۔ جبکہ ہم حق پر ہیں۔ اور وہ باطل پر۔ حضرت نے فرمایا ابھی ہم کم ہیں۔ تم دیکھ چکے ہو جو مصیبت ہم پر (ابوبکر کے مار کی وجہ سے)

ابھی ابھی پہنچی ہے اور نیز اسی کتاب میں ہے کہ جب عمرؓ اسلام لایا تو کفار نے مشورہ کیا (خلاف حکم رسول عمر کی ناہنجار شوخیوں کی وجہ سے) کہ آنحضرتؐ کو قتل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت ابوطالبؑ سب کو شعب ابوطالب میں لے گئے اور وہاں تین برس تک محصور رہے۔ واضح ہو کہ اس زمانۂ محصوری میں ابوبکر اور عمر آنحضرت کے ساتھ نہ گئے۔ بلکہ مکہ میں ہی رہے۔ بخاری جلد چہارم صفحہ ۹۲ پر ہے کہ عمر نے کہا۔ یا حضرت آپ ہم کو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ مگر اپنے نفس سے نہیں تو حضرت نے فرمایا۔ قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک ہم کو اپنی جان سے زیادہ دوست نہ رکھے۔

اسد الغابہ صفحہ ۲۶۶ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اگر صدقہ نہیں دو گے اور جہاد نہیں کرو گے۔ تو داخل جنت کیونکر ہو سکو گے۔

معالم التنزیل سورۂ توبہ آیہ یحذر المنافقون کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت ہے کہ خدا نے قرآن میں سترہ ۱۷ منافقوں کے نام اور انکے باپ کے نام نازل فرمائے تھے۔

بخاری باب لیس لک من امر شیٔ کتاب التفسیر القرآن سورہ آل عمران مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۱۰ پر ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ نماز فجر کی آخری رکعت سے سر اٹھاتے۔ تو فرمایا کرتے "اللھم لعن فلانا و فلانا و فلانا"۔

تجہیز و تکفین حضرت رسول اللہ صلعم

مولوی شبلی نے الفاروق حصہ اول صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے۔ کہ یہ سچ ہے کہ ابوبکر و عمر وغیرہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے اور یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے سقیفہ میں پہنچکر خلافت کے لئے انصار سے معرکہ آرائی کی۔ اور اس طرح ان کوششوں میں رہے کہ گویا ان پر کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا۔ نیز یہ بھی سچ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار سے بلکہ بنی ہاشم اور حضرت علی علیہ السلام سے بزور منوانا چاہا۔

شرح فقہ ملا علی قاری صفحہ ۱۳۳ پر ہے کہ اہلسنت اور معتزلہ کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ کا بنانا لوگوں پر موقوف ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص امام وقت کی پہچان کے بغیر مرجائے۔ وہ جاہل مرتا ہے۔ اس لئے اصحاب رسول نے خلیفہ سازی کے کام کو دفن رسولؐ پر مقدم کیا۔

کنز العمال اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ سعید بن یربوع سے منقول ہے کہ ایک روز جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے۔ اور آپ غمناک اور حزین تھے۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کو میں آج غمگین دیکھتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ مجھے اس واقعہ نے غمناک کر رکھا ہے۔ جس نے تم کو غمناک نہیں کیا۔ (وفاتِ آنحضرت صلعم)۔

مودۃ القربےٰ میں ہے کہ رسول اللہ کے غسل میں سوائے گھر والوں کے کوئی شریک نہ تھا یہی روایت احمد حنبل اور ابوعمرہ اور دیلمی نے بھی لکھی ہے۔

عقیلی لکھتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ کیا تم میں سے میرے سوائے کوئی ایسا ہے جو سب سے بعد رسول اللہ سے جدا ہوا ہو جس وقت اس نے آنحضرت کو قبر میں اتارا ہو۔

کنز العمال کتاب الشمائل باب غسل نبی میں ہے کہ حاکم نے مستدرک میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آنحضرت کا کفن و دفن صرف چار اشخاص یعنی علی اور عباس اور فضل ابن عباس اور صالح (جو آنحضرت کا غلام تھا) نے کیا۔ ان کے سوائے کوئی شخص شامل نہ تھا۔

مجمع البحار گجراتی صہ ۲۱۵ جلد اول میں ہے کہ نہایہ ابن کثیر میں ہے کہ آنحضرت کا کفن و دفن علی اور عباس نے کیا بعض روایات میں ہے کہ اوس بن خولی اور اسامہ بن زید اور چند بنی ہاشم بھی شامل تھے بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت کا غلام شقران اور اسامہ بوقتِ غسل نبی دروازہ پر تعینات تھے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ آنحضرت کو علی و عباس و عقیل ابن ابی طالب و اوس بن خولی و اسامہ بن زید نے غسل دیا۔ مسند احمد حنبل میں ہے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت کے غسل میں علی اور عباس اور عباس کے دو بیٹے فضل اور قثم اور اسامہ اور صالح شریک تھے۔ پھر اوس بن خولی کو شریکِ غسل ہونے کی اجازت دی گئی۔ پھر عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت کو چھاتی سے سہارا دیا۔ عباس اور فضل اور قثم حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو کر آنحضرت کا پہلو اٹھاتے تھے اور اسامہ اور صالح پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام غسل دیتے تھے۔ آنحضرت کو آب خالص اور آپ سدر سے غسل دے کر خشک کیا گیا۔ اور تین کپڑوں میں کفنایا گیا جن میں دو کپڑے سفید اور ایک یمنی چادر تھی۔ پھر عباس نے ابوعبیدہ جراح اور ابوطلحہ سہل انصاری کو بلوا بھیجا۔ کہ آنحضرت کے لئے قبر کھودیں معلوم ہوا کہ ابوعبیدہ جراح کہیں چلا گیا ہے (سقیفہ میں) ابوطلحہ مل گیا جس نے قبر کھودی۔ عباس نے (حالت یاس و تنہائی میں) فرمایا۔ خداوندا۔ تو ہی اپنے

رسول کے لئے زمین کو شگافتہ کرے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں بروایت سعید بن مسیب لکھا ہے کہ آنحضرت کے کفن و دفن میں صرف چار (۴) آدمی حضرت علیؑ و عباسؓ و فضل و صالح شریک تھے۔

کنز العمال کتاب الشمائل باب دفن نبی میں بروایت حضرت صادق علیہ السلام لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرت کو غسل دیا۔ اور عباس پانی ڈالتا رہا اور اسامہ اور شقران دربانی کرتے رہے۔ نماز جنازہ حضرت علیؑ اور عباسؓ نے ایک صف میں پڑھی۔ عباس نے پانچ تکبیریں کہیں اور آنحضرت کو دفن کر دیا یہی حدیث ابن معروف نے بروایت عبد الصمد لکھی ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت کو میں نے اور عباس اور عقیل اور اسامہ اور اوس بن خولی انصاری نے قبر میں اتارا اور ہمیں نے کفن دیا۔

بخاری اور مسند احمد حنبل جلد اول صفحہ ۵۵ اور قسطلانی جلد دہم مطبوعہ نول کشور صفحہ ۲ اور مجمع البحار ملا محمد طاہر گجراتی جلد سوئم صفحہ ۹۳ اور شرح کرمانی اور شرح عینی اور شرح برمادی اور نہایۃ العقول امام رازی میں ہے کہ عمر نے کہا کہ خدا کی قسم جس کام کو چھوڑ کر (آنحضرت کی تجہیز و تکفین) ہم حاضر ہوئے تھے۔ (یعنی سقیفہ میں جمع ہوئے تھے) اس کام کو ہم نے ابوبکر کی بیعت سے ضروری نہ جانا۔ ہم کو خطرہ تھا کہ اگر ہم اس گروہ سے الگ رہے اور بیعت (بیعت ابوبکر) نہ ہوئی تو لوگ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنا لیں گے اور خواہ ہم انکی بات اپنی مرضی کے خلاف مان لیں اور خواہ انکی مخالفت کریں اور فساد ہو جائے۔

بخاری کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین اور کشف المغطاءت صفحہ ۵۱ میں ہے کہ عائشہ سے روایت ہے کہ میں ابوبکر کے پاس گئی۔ تو اس نے مجھ سے پوچھا تم نے رسول اللہ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا۔ میں نے جواب دیا کہ سفید رنگ کے تین سحولی کپڑوں میں (سحول ایک گاؤں ہے جو کپڑا بننے میں مشہور تھا) کہ ان میں قمیص اور عمامہ نہ تھا پھر ابوبکر نے پوچھا۔ رسول اللہ کی وفات کس دن ہوئی۔ میں نے کہا کہ دوشنبہ کے روز۔

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابوبکر نے یہ ذکر عائشہ سے صیغۂ استفہام میں کیا تھا۔ تا کہ اس کا علم غلط ہو۔ البتہ یہ درست ہے کہ ابوبکر آنحضرت کی تجہیز و تکفین میں حاضر نہ تھا۔

تاریخ صغیر بخاری صفحہ ۲۲ پر ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ جب آنحضرت فوت ہوئے اس وقت ابوبکر مقام سخ میں تھا۔ یہ ایک مقام ہے۔ جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے جہاں ابوبکر کا گھر تھا۔

کنز العمال جلد سوئم صفحہ ۱۴۰۔ ارجح المطالب باب چہارم صفحہ ۲۴۰۔ تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۷۲۔ تاریخ صغیر بخاری صفحہ ۶۲۔ بخاری پارہ ششم۔ کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین صفحہ ۴۔ مترجم بخاری پارہ چودہواں کتاب المناقب حالات سقیفہ صفحہ ۷۶ پر ہے کہ ابوبکر آنحضرت کی نعش اطہر کو بلا دفن و کفن چھوڑ کر عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ جراح کے ساتھ سقیفہ کو چلا گیا۔

تفریح الاحباب میں ہے کہ جس رات ابوبکر اور عمر فوت ہوئے اسی رات کو دفن کر دیئے گئے۔ مسند احمد حنبل میں بروایت عائشہ لکھا ہے کہ جب ابوبکر کا وقت وفات ہوا تو ابوبکر نے پوچھا۔ آج کون دن ہے۔ لوگوں نے کہا پیر کا دن ہے کہا۔ اگر میں آج رات مر جاؤں تو کل صبح تک مجھے رکھ چھوڑنا۔ کیونکہ مجھے دنوں اور راتوں سے یہ بات زیادہ پسند ہے۔ کہ میں رسول اللہ سے اقرب ہوں۔ یعنی آنحضرت کا جنازہ تین دن بلا دفن پڑا رہا۔ اور میری نعش بھی بلا دفن رکھ چھوڑنا۔

تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے کہ عروہ اور قاسم نے اخراج کیا ہے کہ ابوبکر نے عائشہ کو وصیت کی کہ مجھ کو رسول اللہ کے پہلو میں دفن کیا جائے چنانچہ اس کو پہلوئے رسول میں دفن کر دیا گیا۔

روضۃ الصفا جلد دوئم صفحہ ۲۱۱ پر ہے کہ آنحضرت نے انتقال فرمایا جبکہ حضرت جناب امیر علیہ السلام کے سینہ پر تکیہ کئے ہوئے تھے اور سر مبارک انکے کندھے پر تھا۔ مدارج النبوۃ جلد دوئم صفحہ ۵۵۵ پر ہے کہ آنحضرت جناب امیر علیہ السلام سے گفتگو فرما رہے تھے کہ حالت غیر ہو گئی اور حضرت کا آب دہن جناب امیرؑ کے سینہ پر گرا۔ تب عورتوں نے پس پردہ سے بے صبری کا اظہار کیا یعنی نوحہ و بکا کیا۔

شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران صفحہ ۳۴ پر ہے کہ بعض کا قول ہے کہ آنحضرت سوار کو فوت ہوئے اور جمعرات کو دفن ہوئے۔ کیونکہ قوم بیعت کا امر طے کرنے میں مصروف تھی۔ صواعق محرقہ مطبوعہ مصر مقدمہ ثانیہ صفحہ ۶۔ ۹۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۷۱ اور بغیۃ الرائد نواب مولوی صدیق حسن صفحہ ۹۲ اور فتح الباری جلد سوئم صفحہ ۲۶۵ پر ہے کہ تو جان کہ تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہے۔ کہ بعد نبوت امام کا نصب کرنا واجب ہے اور ایسا اہم واجب ہے۔ کہ نصب امام میں مصروف ہونے کی وجہ سے صحابہ آنحضرت کے دفن و کفن میں شریک نہیں ہوئے۔

تاریخ طبری وفات ابوبکر میں ہے کہ ابوبکر نے عمر کو کہا کہ جب میں مر جاؤں تو خبردار۔ میرے غم میں مشغول نہ ہونا۔ غم کیسا۔ عمر کی تو عین خوشی کا موجب ہے۔ جیسا کہ تو خود دیکھ چکا ہے۔ کہ میں رسول اللہ کے غم میں مشغول نہیں ہوا تھا۔

مجمع البحار گجراتی جلد سوئم میں ہے کہ اگر بیعت لینا چھوڑ دیا جاتا تو بڑا فساد ہوتا بخلاف دفن رسولؐ کے جس کے متکفل علی وعباس وغیرہ تھے علامہ کرمانی نے انہی الفاظ میں اپنی رائے لکھی ہے

بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷ پر ہے کہ دفن رسول میں شریک ہونے سے امر خلافت مقدم تھا۔ نہایت العقول امام رازی جلد اول ص ۳۴۸ پر ہے کہ صحابہ رسول نے سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف جلدی کی اور چھوڑ دیا سب سے بڑے کام کو اور وہ دفن رسول تھا۔

تاریخ طبری جلد سوئم ص ۱۹۸ پر ہے کہ جب آنحضرت نے وفات پائی تو ابوبکر غائب تھا تین روز کے بعد آیا اور اس عرصہ میں کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ حضرت کا چہرہ کھول کر دیکھے یہاں تک کہ حضرت کا پیٹ پھول گیا۔ (نعوذ باللہ) ابوبکر نے چہرہ کھولا اور حضرت کی دونو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں (مگر ابوبکر فدا نہ ہوا)

سیرۃ حلبیہ ص ۳۸۲ پر ہے کہ سالم بن عبید نے جاکر ابوبکر کو وفات رسول کی اطلاع دی۔ پھر لکھا ہے کہ حفصہ نے اپنے باپ عمر کو۔ مگر انہیں سے کوئی نہ آیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ نے انتقال کیا۔

استیعاب جلد دوئم ص ۶۶۶ پر ہے کہ ابو ذویب کہتا ہے کہ ہم جو مسجد میں آئے تو مسجد کو خالی پایا اس وقت حضرت کے مکان سے رونے کی آواز بلند تھی (مسلمانو! اہلبیت محمدؐ تو وفات محمدؐ پر اس بلند آوازی سے گریہ فرمائیں کہ بیرون خانہ آواز جائے اور تم لوگ کہو کہ رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے حالانکہ جب کوئی تمہارا قریبی مرتا ہے تو تم روتے بھی ہو اور تمہاری عورتیں دونو ہاتھوں سے سینہ اور ماتھا کوٹتی ہیں اور سر گنجا کر لیتی ہیں۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور) اور آنحضرت لٹائے ہوئے تھے۔ صرف آپ کے اہل و عیال پاس تھے۔ پوچھا۔ اور مسلمان کہاں ہیں۔ کہا سقیفہ کو چلے گئے ہیں وہاں جاکر ابوبکر اور عمر اور ابو عبیدہ اور سالم اور ایک جماعت قریش کو پایا۔

کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد سوئم ص ۱۴۰ پر اور کتاب الاکتفا ابراہیم بن عبداللہ یمنی شافعی میں ہے کہ عروہ ابن الزبیر کہتا ہے کہ ابوبکر اور عمر دفن رسول اللہ میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ اس وقت وہ دونو انصار کے سقیفہ میں تھے پس آنحضرت دفن کر دئے گئے قبل اس کے کہ وہ دونو واپس آئیں۔ نیز اسی روایت کو ابن ابی شیبہ نے بھی لکھا ہے۔

سیرۃ حلبیہ ص ۳۹۵ پر ہے کہ آنحضرت نے دو شنبہ یعنی سوموار کی دوپہر کو انتقال فرمایا۔ وہ دن تمام و

شب سہ شنبہ یعنی منگل کی رات اور روز سہ شنبہ یعنی منگل کا تمام دن اور شب چہار شنبہ یعنی بدھ کی رات یونہی بلا دفن پڑے رہے کیونکہ سب کے سب سوائے حضرت علی۔ عباس۔ فضل ابن عباس صالح غلام آنحضرت بیعت ابوبکر میں مشغول تھے یہاں تک کہ بیعت پوری ہوئی۔ ناظرین آنحضرت سوموار کی دوپہر کو فوت ہوئے اور بدھ کی رات تک دفن نہیں ہوئے تو جمعرات کو کسی وقت دفن کئے گئے ہیں اس حساب سے آنحضرت کی نعش مبارک پورے تین دن اور تین رات بلا دفن پڑی رہی۔

زاد المعاد ابن القیم جلد اول صفحہ ۱۴۲ پر ہے کہ ابوبکر اور عمر پر نماز جنازہ مسجد کے اندر پڑھی گئی اور تمام مہاجرین اور انصار اس میں شریک تھے۔ زاد المعاد ابن القیم جلد اول صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ ابوداؤد سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص نماز جنازہ مسجد میں پڑھے اس کو کچھ بھی نہیں یعنی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ پھر صفحہ ۱۴۳ پر ہے۔ کہ آنحضرت کی سنت تھی کہ نماز جنازہ بیرون مسجد پڑھا کرتے سوائے کسی عذر کے۔

تاریخ خمیس جلد دوئم صفحہ ۲۶۴ پر ہے کہ ابوبکر پر عمر نے نماز جنازہ مسجد رسول اللہ میں درمیان قبر و منبر پڑھی اور اسی سریر پر اٹھایا گیا جس پر رسول اللہ اٹھائے گئے تھے۔ اور عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ اور عبدالرحمان بن ابی بکر قبر میں اُترے اور رات ہی کو وقت دفن ہوئے یعنی ابوبکر دو شنبہ کی شب کو فوت ہوا اور اسی دوشنبہ کی شب کو دفن کر دیا گیا۔ مگر آنحضرت کی نعش تین شب و روز بلا دفن پڑی رہی۔

حضرت عمر صاحب بعد از حضرت رسول اللہ صلعم

کنز العمال میں بروایت عمر بن خطاب لکھا ہے کہ جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو عمر نے کہا کہ حضرت کی روح کو اسی طرح آسمان پر لے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ کی روح کو لے گئے تھے۔ پھر عمر نے خطبہ دینا شروع کر دیا اور مخالفین کو ڈرانے لگے۔ اور کہتے تھے کہ آنحضرت جب تک منافقوں کے ہاتھ اور زبان قطع نہ کر لیں گے انتقال نہ فرمائیں گے۔ عمر کی اس وقت یہ حالت تھی کہ لب جھاگ سے بھرے ہوئے تھے۔

حضرت عباس نے فرمایا کہ آنحضرت نے انتقال فرمایا تم لوگ آنحضرت کو دفن کرو حضرت کی شان اس سے ارفع ہے کہ دو دفعہ انتقال فرماویں اور عمر بن مکتوم آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افئن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کی تلاوت کر رہے تھے یعنی محمد ایک رسول ہیں جن کے قبل بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ تو کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل ہوں تو تم سب مرتد ہو جاؤ گے۔

حضرت عباسؓ اور عمر بن مکتوم اسی طرح عمر بن خطاب کو فہمائش کر رہے تھے کہ ابوبکر اپنی سواری پر سوار موضع سنخ سے آ گیا پھر وہ جلدی سے مسجد کیطرف آیا اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے منبر کے پاس جا پہنچا عمر نے ابوبکر کو دیکھا اور بیٹھ گیا اس کے بعد ابوبکر نے بھی وہی آیۂ قرآنی پڑھی جو عمر بن مکتوم پڑھ رہا تھا جس پر عمر نے کہا ہم تو آج تک جانتے بھی نہ تھے کہ یہ آیت قرآن میں موجود ہے

تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ ابونعیم نے کتاب حلیہ میں ابو صالح سے روایت لکھی ہے کہ جب ابوبکر کے زمانہ میں یمن کے لوگ آئے اور انہوں نے قرآن سنا۔ تو انہوں نے رونا شروع کر دیا اس پر ابوبکر نے کہا پہلے ہماری بھی یہی حالت تھی پھر ہمارے دل سخت پتھر ہو گئے۔

خلفاء ثلاثہ

تاریخ الخلفا صفحہ ۲۳ پر ہے کہ خلفا تین ہیں۔ پہلا ابوبکر اہل ردہ کے قتل میں۔ دوسرا عمر بن عبدالعزیز ردِ مظالم میں تیسرا متوکل سنت کے زندہ کرنے اور اہل تجہیم کو مارنے میں اس سے چند سطر اوپر لکھا ہے کہ اس نے سنت کیطرف رغبت ظاہر کی اور اہلسنت کی مدد کی۔ ناظرین اس مضمون سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ عمر اور عثمان خلیفۂ رسول نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ متوکل نے بیدریغ شیعانِ علیؑ اور سادات کو قتل کیا اور روضۂ امام حسین علیہ السلام کو منہدم کرا کے اس پر ہل چلوایا اور دریا کا پانی روضہ کی طرف بہا دیا۔ اس لئے اس خلیفہ کو بہ اظہارِ تشکر و امتنانِ محی مذہب اہلسنت قرار دیا۔

مقابلہ فتوحات عمریہ و ولیدیہ

جب شیعہ حضرات مناظرہ میں سنیوں کا دم ناک میں کر دیتے ہیں۔ تو انکے پاس عمر کی حمایت میں رہی سہی یہ دلیل رہ جاتی ہے کہ عمر نے اپنے عہدِ خلافت میں یہ یہ فتوحات کئے۔ جاہل یہ نہیں سمجھتے کہ فتوحاتِ ملکی ایک نفسانی غرض ہوا کرتی ہے اس کو بطورِ حق خلافت پیش کرنا دیوانہ پن نہیں تو اور کیا ہے اور اگر فتوحاتِ ملکی ہی سنیوں کے قول کے مطابق استحقاقِ نیابتِ رسول کو ظاہر کرتی ہیں۔ تو سنیوں کے گیارہویں خلیفہ ولید کو عمر و بکر و عثمان پر بدرجہا فضیلت حاصل ہے جو سنی عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۷۳ پر ہے کہ ابن ابی عبلہ نے کہا کہ خدا ولید پر رحم کرے اور کہاں ہو سکتا ہے مثل ولید جس نے

ہند اور اندلس کو فتح کیا۔ اور مسجد دمشق بنوائی اور فقراء و مساکین پر مساجد بیت المقدس میں روپیوں کی تھیلیاں تقسیم کروا تا۔ ۸۶ھ میں اپنے باپ عبدالملک کی جگہ پر خلیفہ ہوا۔ ۸۷ھ میں مسجد دمشق بنوانی شروع کی اور مسجد نبوی کے بنوانے اور وسیع کرنے کا حکم دیا۔ بیکند۔ بخارا۔ سردانیہ۔ مطمورہ۔ قیقم اور بحیرہ فرسان فتح کیا۔ ۸۸ھ میں جرثومہ اور طوانہ فتح کیا۔ ۸۹ھ میں جزیرہ منورقہ فتح کیا۔ ۹۱ھ میں نسف کش۔ شعرمان مدائن اور بحر آذربائجان کے قلعے فتح کئے۔ ۹۲ھ میں اقلیم اندلس۔ اربائیل اور قتربون فتح کیا۔ ۹۳ھ میں ابیل۔ کرخ۔ برہم۔ باجہ۔ بیضا۔ خوارزم۔ سمرقند اور سندھ فتح کیا۔ ۹۴ھ میں کابل۔ فرغانہ۔ شاش اور سندرہ وغیرہ فتح کیا۔ ۹۵ھ میں ہوقان اور مدینۃ الباب فتح کیا۔ ۹۶ھ میں طوس فتح کیا۔ اور اسی سال ولید نے اہ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ فرمایئے ولید عمر خطاب سے بدرجہا بہتر ہوا یا کہ نہ نیز سنئے کہ ولید نے یہ فتوحات اپنے شوق اور مرضی سے کی ہیں۔ مگر عمر کے عہد میں جو فتوحات ہوئیں۔ عمر نہ چاہتا تھا بلکہ سرداران لشکر خود بخود بطمع غنیمت آگے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے چنانچہ تاریخ کامل جلد دوئم صہ ۲۰۱ پر ہے کہ عمر نے کہا کاش ہمارے اور انکے (مخالف جنگ آور قومیں) درمیان کوئی دیوار حائل ہوتی۔ تاکہ نہ وہ ادہر آتے اور نہ ہم ادہر جاتے۔ یعنی اپنے اپنے مقبوضات میں صبر و قناعت میں بسر اوقات کرتے

ولید نے صرف فتوحات ہی نہیں کیں۔ بلکہ رفاہ عوام میں بھی بہت حصہ لیا۔ تاریخ الخلفا صہ ۱۵۲ پر ہے کہ ولید نے فقہا اور ضعفا اور فقرا کے لئے وظائف مقرر کئے اور سوال کرنے سے روک دیا کہ کوئی کسی سے سوال نہ کرے اور ہر شخص کے لئے اتنا وظیفہ مقرر کیا جو اس کو کافی ہوتا اور کل امور کا نہایت مضبوطی سے انتظام کیا

تاریخ خمیس میں ہے کہ ولید نے مسجد دمشق کو بنوایا۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا اور طلاکاری کرائی۔ بیماروں کے لئے ہسپتال اور مہمانوں کے لئے دارالضیافت بنائے۔ سڑکوں پر میل نصب کئے۔ تین ہزار مثقال سے خانہ کعبہ کے دروازے اور ستون کو طلاکاری کی۔ ثلاثہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک کوشش بھی خانہ کعبہ پر نہیں کی (الا) ہر ماہ رمضان میں خود سترہ دفعہ قرآن ختم کرتا۔ مجذوموں کے لئے وظائف مقرر کئے۔ ہر زمین گیر محتاج اور اندھے کے لئے ایک ایک نوکر مقرر کیا۔ حافظان قرآن کو انعام دیتا اور انکے قرضوں کو ادا کرتا۔

باوجود ولید کی ان کارروائیوں کے ولید کو سنی مورخ کیا جانتے ہیں۔ تاریخ الخلفا میں ہے کہ ولید بڑا ظالم اور جابر تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کہتا ہے کہ شام میں ولید نے۔ عراق میں حجاج نے حجاز میں عثمان بن

جبارہ نے مصر میں قرہ بن شریک نے قسم بخدا زمین ظلم وجور سے بھر دی۔

تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۳ پر ہے کہ عمر بن عبد العزیز کہتا ہے کہ جب ولید کو قبر میں لٹایا گیا۔ تو اس کے پاؤں قبر میں ٹپکنے لگے۔ تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۲ پر ہے کہ جب ولید کو قبر میں لٹایا گیا۔ تو اس کے دونو گھٹنے اس کی گردن سے ملگئے جس پر ولید کے بیٹے نے کہا۔ کیا ولید زندہ ہو گیا۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا نہیں بلکہ واللہ تیرے باپ کے عذاب میں جلدی کی گئی۔

تاریخ الخلفا سیوطی بیان ولید بن یزید بن عبد الملک صفحہ ۲ پر ہے کہ ذہبی نے کہا کہ ولید کے کافر یا زندیق ہونے کی خبر صحیح نہیں ہے۔ بلکہ وہ شراب خوری اور لونڈے بازی میں مشہور تھا۔

ناظرین ولید بن یزید بن عبد الملک کا حال اور اس کی فتوحات کا ذکر تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔ اب پھر چند سطور اس کے متعلق لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ اہلسنت کے خلفائے حقہ کو نور ایمان سے کہاں تک بہرہ تھا۔

تصحیح التاریخ میں بحوالہ تاریخ کامل ابن اثیر لکھا ہے کہ تاریخ خمیس علامہ شیخ دیار بکری میں ہے کہ ولید بن یزید بن عبد الملک زندیق اور فاسق اور فاجر تھا۔ اس نے ولیعہدی میں ارادہ کیا کہ کعبہ کی چھت پر شراب نوش کرے اور اپنے کتوں کو کعبہ کی چھت پر لے جانے کے لئے صندوق بھی بنوائے۔ ایک دن ولید اپنے گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اس کی اپنی لڑکی دایہ کے پاس بیٹھی ہے ولید نے اس لڑکی کو یعنی اپنی حقیقی بیٹی کو دبوچ لیا۔ اس سے زنا کیا اور اس کی بکارت کا ازالہ کیا۔ دایہ نے ازراہ ملامت کہا کہ یہ تو دین مجوس ہے۔ ولید نے کہا کہ آدمیوں کا لحاظ کرنے والا غم میں ہلاک ہوگا۔ اور بے شرم و بے لحاظ لذتوں پر فائز ہوگا۔ پھر ولید نے قرآن سے فال دیکھی تو یہ نکلا "واستفتحوا وخاب کل جبار عنید" اس پر ولید نے قرآن کو تیروں سے چھلنی کر دیا۔ اور کہا کہ جا۔ قیامت کے دن خدا سے کہہ دینا کہ ولید نے مجھے پھاڑ دیا تھا۔

پھر لکھا ہے کہ ایک روز صبح کی اذان ہوئی۔ تو جو لونڈی ولید کو شراب پلا رہی تھی اس کے ساتھ ہم بستری کی اور قسم کھائی کہ یہی لونڈی اسی حالت جنابت اور نشہ میں لوگوں کو نماز پڑھائے گی چنانچہ وہ لونڈی فی الفور بحالت جنابت و نشہ مسجد میں آئی اور پیش نماز بنی

پھر لکھا ہے کہ ولید ان تمام کنیزوں کو جو اس کے باپ کے تصرف میں رہی تھیں اور صاحب اولاد

بھی تھیں۔ اپنے تصرف میں لے آیا۔

تاریخ کامل جلد پنجم ص ۱ اور تاریخ الخلفا میں ہے کہ شبیب بن شیبہ نے کہا کہ ہم لوگ مہدی خلیفہ عباسی کے پاس بیٹھے تھے کہ ولید کا ذکر چھڑ گیا۔ مہدی نے کہا ولید زندیق تھا۔ ابو علاثہ فقیہ اہلسنت جھٹ بول اٹھا کہ یہ تو خدا کے عدل کے خلاف ہے کہ وہ رسول اللہ کا نائب زندیق کو قرار دے۔ یعنی چونکہ وہ خلیفۃ المسلمین تھا اس لئے ہر ایک قبیح حرکت جائز ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں اور امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں اور قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ سنیوں کے بارہ اماموں میں سے ولید ایک امام تھا۔ ان خلفائے دوازدہ کے اسمائے گرامی یہ لکھے ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید۔ عبدالملک بن مروان۔ یزید۔ سلیمان۔ ہشام۔ ولید۔ عمر بن عبدالعزیز۔

تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ مصر ص ۹۷ بیان سلیمان بن یزید میں ہے کہ خلیفہ ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان نے اپنے حقیقی بھائی سلیمان بن یزید سے اغلام کا ارادہ کیا۔ جب ولید کی موت پر سلیمان خلیفہ ہوا۔ تو اس نے ولید کے اس فاسد ارادے کا ذکر کیا

خلافتِ عمریہ

روضۃ الاحباب جلد دوئم ذکر مرض و موت ابوبکر ص ۴۳ اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد دوئم ص ۱۶۳ اور تاریخ طبری میں ہے کہ ابوبکر نے بوقت وفات عثمان سے اپنی جانشینی کے بارہ میں وصیت لکھوانی چاہی لیکن ابھی کسی شخص کا نام نہ لکھایا تھا۔ کہ ابوبکر پر غشی طاری ہو گئی عثمان نے اپنی طرف سے عمر بن خطاب کا نام لکھ دیا۔ ابوبکر ہوش میں آیا تو عثمان نے کہا جو کچھ آپ کے دل میں تھا۔ وہ مجھے معلوم تھا۔ اس لئے میں نے عمر کا نام لکھ دیا۔

کتاب الامامت والسیاست ص ۳۲ پر ہے کہ حسب فرمودہ ابوبکر عثمان نے وہ وصیت لفافہ میں بند کر کے مہر کر دی۔ عمر نے لوگوں کی بیعت اس بند لفافہ پر لی کسی نے پوچھا۔ کہ اس لفافہ میں کیا ہے۔ عمر نے کہا ہم جانتے تو نہیں مگر جو کچھ اس میں ہے ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ تو اس شخص نے کہا۔ اگر تم نہیں جانتے

توہم جانتے ہیں۔ کہ پہلے سال تم نے اس کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور معاوضہ میں اس سال اس نے تم کو خلیفہ بنایا۔
ناظرین یہ بند شدہ لفافہ ابوبکر کے غلام مسمی شدید کے سپرد تھا۔ اور عمر بن خطاب پاس ہی ہاتھ میں ڈنڈا لئے کھڑا تھا۔

تہذیب الکمال جمال الدین مزی اور وسیلۃ النجات ملا مبین اور ریاض النضرہ محب طبری اور کنز العمال اور ازالۃ الخفا فضائل عمر ذکر رعایت وصلہ اقارب آنحضرت اور صواعق محرقہ ابن حجر اور تاریخ ابن عساکر اور تاریخ سیوطی میں ہے اور ابن سعد اور ابن راہویہ اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ امام حسینؑ نے عمر بن خطاب کو کہا کہ اتر جا۔ میرے باپ کے منبر سے اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جا۔ عمر نے امام حسینؑ کو گود میں بٹھا لیا۔ اور کہا اے حسینؑ میرے باپ کا کوئی منبر نہیں۔ پھر عمر امام حسینؑ کو اپنے گھر لے گیا اور پوچھا کہ یہ بات آپ کو کس نے کہی تھی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خدا کی قسم۔ مجھے کسی نے یہ بات نہیں سکھائی۔ پھر دوسرے دن عمر نے امام حسینؑ کو کہا کہ جو کچھ آپ ہمارے سروں پر دیکھ رہے ہیں۔ یہ اللہ کے اور آپ کے ہی اگائے ہوئے ہیں۔

تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ کسی نے عمر سے کہا۔ اپنے بعد ابن عمر کو خلیفہ بناؤ۔ اس پر عمر نے کہا خدا تجھے قتل کرے۔ تو نے یہ بات رضائے خدا کے لئے نہیں کہی ہے۔ بلکہ مجھے خوش کرنے کو کہی ہے۔ ہم ابن عمر کو خلیفہ کیونکر بنا سکتے ہیں۔ جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اپنی زوجہ کو طلاق کس طرح دی جاتی ہے۔

صواعق محرقہ ابن حجر صفحہ ۹۲ پر ہے کہ کسی نے عمر سے کہا کہ ابن عمر کو خلیفہ بناؤ۔ عمر نے کہا۔ خدا تجھے قتل کرے۔ تو نے یہ کلمہ رضائے خدا کے لئے نہیں کہا۔ ہم اس شخص کو خلیفہ کیونکر بنا سکتے ہیں۔ جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اپنی زوجہ کو طلاق کیونکر دی جاتی ہے کیونکہ عہد رسول اللہ میں اس نے اپنی زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دیدی جس پر آنحضرت نے عمر کو کہا کہ اپنے بیٹے سے کہو کہ رجوع کرے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۹۳ پر ہے کہ عمر نے کہا۔ تو نے یہ کلمہ رضائے خدا کے لئے نہیں کہا ہے ہم ابن عمر کو کسی طرح کی حکومت نہیں دینگے۔ تو یہاں سے فوراً چلا جا۔ کیونکہ آج سے تو منافق ہو گیا ہے۔

ناظرین۔ عمر نے ابن عمر کو اس دلیل پر خلافت سے رد کیا ہے کہ مسائل شرع میں جاہل ہے پس اسی دلیل پر ثلاثہ کی خلافتیں باطل ہیں۔ مزید براں صحاح ستہ ابن عمر کی روایات سے بھرپور ہیں۔ تو پھر یہ تمام صحاح مخزن جہالت ہوئیں۔

جلال الدین سیوطی اور ملا علی متقی اور امام احمد اور ابن راہویہ اور عبدالرزاق اور ابن مردویہ اور ابن جریر اور ابن منذر اور بخاری اور مسلم اور مالک اور عدنی اور ابن ماجہ اور شاشی اور حاکم اور بیہقی اور سعید ابن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور بزار وغیرہ علما نے تسلیم کیا ہے۔ کہ عمر کو کلالہ کے معنی سمجھ میں نہ آسکے۔

کتاب فائق زمخشری باب نہم۔ نہایہ ابن اثیر لغت ورم۔ ازالۃ الخفا فصل چہارم مقصد اول۔ رسالہ تفضیل الشیخین ولی اللہ۔ ترمذی۔ مستدرک۔ تاریخ خمیس۔ ریاض النضرہ قسم ثانی باب اول فصل چہارم۔ کنز العمال خلافت عمر کتاب الامارہ حرف ہمزہ فضائل ابوبکر۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب ابوبکر کی موت کا وقت آیا اور اس نے عمر کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا۔ تو اصحاب رسول کا ایک گروہ ابوبکر کے پاس آیا اور کہا۔ کیا تو ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے۔ جو سخت گو اور تند خو ہے خلیفہ بنے گا تو اور زیادہ سخت گو اور تند خو ہو جائیگا پس جب تو خدا سے ملاقات کرے گا تو خدا کو کیا جواب دیگا جبکہ تو عمر کو خلیفہ کر گیا ہوگا حالانکہ تو خود اُس کی تندی اور درشتی کو دیکھتا ہے۔

کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ میں ہے کہ جب ملک شام میں ابوبکر کی بیماری کی خبر پہنچی تو لوگ آپس میں کہنے لگے۔ ہم کو ڈر ہے کہ ابوبکر اپنے بعد عمر کو خلیفہ نہ بنادے۔ اگر ایسا ہی ہوا تو ہم کو عمر کی خلافت منظور نہیں۔ اور ہم عمر کو معزول کر دیں گے۔

تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ لاہور صہ ۶۱ اور ازالۃ الخفا جلد اول مقصد اول فصل دوئم نکتہ سوئم اور مسند احمد حنبل جلد اول مسند ابوبکر مطبوعہ مصر صہ ۶۔ اور مستدرک حاکم میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی امر کا والی ہو اور وہ مسلمانوں پر یارانہ اور محاباکی وجہ سے کسی آدمی کو امیر کر دے تو اس والی پر خدا کی لعنت ہو اور خدا اس کی توبہ قبول نہ کرے گا اور نہ عدل۔ یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔

تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ سرکاری لاہور صہ ۱۳۹ سطر ۱۲ پر سفیان بن ابی العرجا سے روایت ہے کہ عمر نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔ آیا میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔

ریاض النضرہ باب ثانی فصل حادی عشر مناقب عمر قسم ثانی اور صواعق محرقہ ابن حجر باب اول فصل چہارم اور مسند امام احمد حنبل جلد اول صہ ۴۳ اور مسلم کتاب الامارت اور بخاری کتاب الاحکام باب استخلاف اور قسطلانی اور قرۃ العینین شاہ ولی اللہ اور ترمذی باب ماجاء فی الخلافت صہ ۳۷ میں ہے کہ عمر نے کہا کہ اگر

میں خلیفہ مقرر کروں تو اس شخص نے بھی (ابوبکر نے) خلیفہ مقرر کیا جو مجھ سے بہتر تھا اور اگر مقرر نہ کروں۔ تو رسول اللہ کی سنت پر عامل ہوں گا یعنی رسول اللہ نے بھی کسی کو خلیفہ نہ کیا۔ نیز کنز العمال اور تاریخ الخلفا اور طبقات ابن سعد اور تاریخ ابن عساکر اور کتاب الامامت و السیاست ابن قتیبہ در تولیت عمر الستۃ الشوریٰ و عہدہ الیہم من و لایتہ عمر اور شرح ابن ابی الحدید در شرح خطبہ شقشقیہ جز و اول اور استیعاب بہ ترجمہ علی ابن ابی طالب اور مستدرک حاکم میں یہی قول عمر درج ہے۔

منشی محمد شفیع الدین خاں مرادآبادی رکن رائل ایشاٹک سوسائٹی برطانیہ و آئرلینڈ و رکن پنجاب ہسٹوریکل سوسائٹی نے اپنی کتاب انشائے مشرقیہ صفحہ ۱۱ پر وہ پیغام درج کیا ہے۔ جو عمر بن خطاب نے ابو عبیدہ کی معرفت حضرت علی علیہ السلام کو انکار بیعت کرنے کے موقعہ پر بھیجا تھا جس کا ضروری خلاصہ یہ ہے۔

"بیشک اللہ نے رسول اللہ کی معرفت ہر متکبر کی ناک قطع کی۔ ہر سرکش کی پیٹھ توڑی۔ ہر جھوٹے کی زبان کاٹی پس تمہارے سر میں کیا تکبر بھرا ہے۔ تمہارے دل میں کس بات کا خوف اور مضائقہ ہے۔ یہ کیا کیڑا ہے جو تمہاری پسلیوں کی نوکوں کو کھا گیا ہے۔ تمہاری آنکھوں میں کیا چیز پڑ گئی ہے جس نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور تم نے کس سبب سے چیتے کی کھال پہن رکھی ہے۔ رسول اللہ نے امر خلافت کو مقید اور محبوس کسی کے حق کب کیا تھا۔ اور تمہارے بارے میں نہ کوئی قول ہے اور نہ کوئی آیت قرآنی"۔

مسلم کتاب الایمان جلد اول صفحہ ۴۴ و صفحہ ۴۵ اور مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد اول کتاب الایمان صفحہ پر بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ آنحضرت نے مجھ کو اپنی نعلین مبارک دی اور فرمایا کہ باہر جو ملے اس سے کہدے کہ جو شخص یہ اقرار کرے کہ خدائے واحد کے سوائے کوئی اور قابل عبادت نہیں۔ وہ داخل جنت ہوگا۔ میں اس ندا کے لئے باہر نکلا ہی تھا کہ مجھے عمر بن خطاب ملا جب میں نے صورت معاملہ بیان کی۔ تو میرے سینے میں اس زور سے گھونسا مارا کہ میں چوتڑوں کے بل زمین پر گر پڑا۔ اور پھر عمر نے مجھ سے کہا کہ ابھی واپس چلے جاؤ۔ میں نے آکر آنحضرت سے تمام بات عرض کر دی اور عمر بھی وہاں آپہنچا۔ آنحضرت نے عمر سے پوچھا کہ تم نے ابوہریرہ کو کیوں مارا۔ عمر نے کہا۔ کیا آپ نے اس کو بھیجا تھا۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس پر عمر نے کہا کہ ایسا حکم نہ دیجئے۔ مجھے خوف ہے کہ لوگ کہیں عبادت خدا نہ ترک کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اچھا۔ جانے دو۔

جامع ترمذی جلد دوئم صـ۱۴ؔ مسلم جلد دوئم صـ۱۲ؔ شرح فقہ اکبر صـ۸ؔ اور فتح الباری میں ابن بطال سے نقل کر کے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا۔ اگر میں خلیفہ بناؤں تو اُس نے جو مجھ سے بہتر تھا۔ یعنی ابوبکر نے خلیفہ بنایا تھا۔ اور اگر کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو اس نے بھی جو مجھ سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا۔

طبقات ابن سعد میں بروایت سفیان ابن ابوالعرجاء اور تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ خدا کی قسم میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔ اگر میں بادشاہ ہوں۔ تو یہ امر عظیم ہے پس ایک کہنے والے نے کہا اے امیرالمومنین خلیفہ اور بادشاہ میں فرق ہے۔ عمر نے پوچھا کیا فرق ہے۔ اس نے کہا۔ خلیفہ وہ ہے جو ناحق نہ لے اور کسی کا حق نہ لے اور حق کو حق کی جگہ پر رکھے اور غیر حقدار جگہ پر نہ رکھے خدا کا شکر ہے کہ تو ایسا ہی ہے۔ راوی نے یہ لفظ بطریق خوشامد یا بخوف کہا۔ اور بادشاہ وہ ہے جو لوگوں سے تعصب کر کے ایک سے لیتا اور دوسرے کو دیتا ہے پس عمر خاموش ہو رہا۔

تاریخ ابن عساکر میں معاویہ بن قرہ سے روایت ہے کہ ابوبکر کا لقب خلیفہ رسول لکھا جاتا تھا۔ جب عمر کا زمانہ آیا۔ تو لوگوں نے عمر کو امیرالمومنین کا لقب دیا۔ تفسیر درمنثور جلد اول مطبوعہ مصر صـ۲۱ؔ پر ہے کہ عمر نے بارہ سال میں سورہ بقر یاد کی۔ تو شکرانہ میں اونٹ قربانی دیا۔ یہی روایت شعب الایمان بیہقی اور کتاب رواۃ مالک از خطیب اور تنویر الحوالک میں مرقوم ہے۔

حضرت عمر صاحب کے کارنامے

الفاروق صـ۲۰۵ؔ پر ہے کہ عمر نے ایک رات گشت لگاتے ہوئے ایک عورت کو یہ کہتے سنا کہ آج کی رات طویل ہو گئی۔ اور اس کے اطراف نہایت سیاہ ہیں اور مجھے اس امر نے بیدار رکھا ہے کہ میرے پاس میرا ہم خواب (خاوند) نہیں جس سے میں کھیلوں۔ خدا کی قسم اگر انجام کا خیال نہ ہوتا تو اس وقت اس چارپائی کی چولیں ہلائی جا رہی ہوتیں۔ عمر کو اس بات سے سخت قلق ہوا اور کہا میں نے زنان عرب پر ظلم کیا ہے پس اپنی لڑکی حفصہ کے پاس گیا۔ اور پوچھا کہ عورت کتنے دن مرد کے بغیر رہ سکتی ہے حفصہ نے کہا۔ چار مہینے۔ صبح ہوئی تو عمر نے ہر جگہ حکم بھیجا کہ کوئی سپاہی چار مہینے سے زیادہ باہر نہ رہے۔ تقریباً یہی واقعہ تاریخ الخلفا صـ۹۶ؔ پر ہے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم ص۸۰ پر ہے کہ عمر ایک رات گشت لگا رہا تھا۔ کہ ایک گھر سے گانے کی آواز سنی۔ عمر دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہوا۔ دیکھا ایک مرد کے پاس ایک غیر عورت ہے اور شراب رکھی ہے۔ عمر نے کہا۔ اے دشمن خدا۔ تو گمان کرتا تھا کہ خدا تیری پردہ پوشی کریگا۔ حالانکہ تو اس کی معصیت کر رہا ہے اس نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ تم نے بھی تین معصیتیں کی ہیں۔ خدا کہتا ہے۔ لا تجسّسو اور تم نے تجسس کیا۔ خدا کہتا ہے کہ گھروں میں دروازوں سے داخل ہو۔ تم دیوار پھاند کر آئے ہو۔ خدا کہتا ہے دوسرے کے گھر میں (بلا اجازت) داخل مت ہو۔ تم ہمارے گھر میں بلا اذن داخل ہوئے ہو

ازالۃ الخفا جلد دوم ص۱۵۱ پر ہے کہ (عمر کے بیٹے) ابو شحمہ نے شراب پی اور زنا کیا۔ اس کو گرفتار کر کے عمر کے دربار میں لایا گیا۔ ابو شحمہ نے کہا مسلمانو جس کسی نے میرے جیسا کام جاہلیت یا اسلام میں کیا ہو۔ (اسلام غور طلب لفظ ہے) وہ مجھ پر حد نہیں لگا سکتا (جب عمر اور دربار عمر میں سے کوئی شخص حد لگانے کی جرات نہ کر سکا) حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور امام حسن علیہ السلام نے ابو شحمہ کا داہنا بازو اور امام حسین علیہ السلام نے ابو شحمہ کا بایاں بازو پکڑا۔ اور حضرت نے سولہ کوڑے مارے کہ وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت نے چھوڑ دیا اور فرمایا جا۔ خدا سے کہدینا کہ مجھ پر اس نے حد جاری کی ہے۔ جس کے ذمہ تیری کوئی حد نہیں۔ اس کے بعد عمر نے سو کوڑہ پورا کیا اور وہ مر گیا۔ اس واقعہ کو سنی لوگ عمر کی انصاف پسندی پر محمول کر کے فخر و مباہات کرتے ہیں حالانکہ اس میں عمر کی سراسر توہین ہے۔ بیٹا باپ کو رُد در رُو کہہ رہا ہے کہ تو بحالت اسلام بھی شراب اور زنا کا مرتکب ہے۔

حسن المحاضرۃ علامہ سیوطی ص۹۸ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے عمرو عاص کو حکمنامہ بھیجا کہ ذمیوں (وہ غیر مسلم قومیں جو اپنے مسلمان بادشاہ کو اپنی حفاظت کے صلہ میں کچھ رقم سالانہ بطور جزیہ ادا کریں) کی گردنوں میں سیسہ کی تختیاں (برائے شناخت) ڈالدیں۔ انکے کمربند کو نمایاں کریں (تاکہ غلام معلوم ہوں) انکی پیشانیوں کو داغ دیں۔ حکم ہو کہ یہ لوگ سواری پر عرض میں بیٹھیں اور لباس میں مسلمانوں سے تشبہ نہ کریں۔

پھر ص۱۶۱ پر لکھتا ہے۔ کہ شعبان ۷۰۰ھ میں خلیفہ وقت نے حکم دیا کہ یہودی زرد رنگ کا عمامہ باندھا کریں اور نصاریٰ نیلے رنگ کا اور سامری سرخ رنگ کا۔ اس حکم کا عملدرآمد سیوطی کے زمانہ تک ہوتا رہا۔ اگر عمر ایسے قوانین جاری نہ کرتا تو کسی اور خلیفہ کو کبھی جرأت نہ ہوتی۔

پھر ص۱۶۴ پر لکھتا ہے کہ ۷۵۵ھ میں یہ حکم دیا گیا۔ کہ نصاریٰ کا آزار نیلا ہو اور یہودیوں کا آزار

زرد رنگ کا ہو اور سامری کا آزار سرخ رنگ کا ہو۔ سبحان اللہ۔ بیچارا آزار بھی ان ستم ظریفیوں سے نہیں بچ سکا

پھر ص ۱۶۴ پر لکھتا ہے کہ سادات اشراف کے لئے یہ حکم ہوا کہ اپنے عماموں پر سبز نشان لگائیں۔
پس ثابت ہوا کہ یہ نشان کوئی عزت کا نشان نہ تھا۔ بلکہ اس حکم کا مطلب یہ تھا کہ یہ گروہ بھی بوجہ محبت اہلبیت ذمیوں کی طرح ہے۔ یا یہ کہ جب خلیفۃ المسلمین کو تفریح طبع مطلوب ہوگی۔ تمام سادات کو بلا وقت تلاش ایک ہی دفعہ قتل کرکے انکے سروں کو پتھروں کی طرح نیچے اوپر قطاروں میں رکھ کر ایک شاندار اہلبیت فارم بنایا جائے گا جس پر مرصع تخت اور طلا کرسیاں رکھ کر حضرت خلیفۃ المسلمین فرط سرور اور وفور انبساط سے مجلس سرود ورقص برپا فرمائیں گے اور نشہ میں جھوم کر ارشاد فرمائیں گے۔ نہ بہشت ہے نہ دوزخ ہے۔ نہ قیامت ہے یہ سب باتیں یاروں کی من گھڑت ہیں۔

اہلسنت کہتے ہیں کہ جب عمر مسلمان ہوگیا تو مسلمانوں کو ہر طرف آزادی سے چلنے پھرنے اور بے باکانہ بات چیت کی جرأت پیدا ہوگئی۔ حالانکہ عمر کی حرکات کی وجہ سے آنحضرت کو شعب ابوطالب میں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ علاوہ ازیں تاریخ طبری ص ۲۲۴ پر ہے کہ جب حضرت حمزہ ایمان لے آئے تو کفار نے جان لیا کہ اب رسول اللہ غالب آگئے اور حضرت حمزہ انکی حفاظت کرینگے لہذا رسول اللہ کی ایذا سے باز آگئے۔

امام ابوشامہ نے کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث ص ۳۰ پر لکھا ہے کہ امام شافعی کہتا ہے:
کہ ابوبکر اور عمر قربانی (عید بقر پر) نہ دیا کرتے تھے اس کراہت سے کہ لوگ انکی اقتدا نہ کریں اور سمجھیں کہ واجب ہے اور حذیفہ ابن اسید کہتا ہے کہ ابوبکر اور عمر ہمارے ہمسایہ تھے۔ مگر دونوں قربانی نہ دیا کرتے تھے۔ کہ لوگ انکی اقتدا نہ کریں۔

فتح الباری ابن حجر عسقلانی جلد اول ص ۲۵ پر ہے کہ مقام ابراہیم کو جہاں وہ آنحضرت اور ابوبکر اور عمر کے عہد تھا۔ نہیں تبدیل کیا گیا۔ لیکن جلد چہارم ص ۱۰۰ پر خود ہی لکھتا ہے کہ مقام ابراہیم عہد ابراہیم سے متصل تھا۔ مگر عمر نے اس کو اصلی مقام سے ہٹا دیا اور مقرر کیا جہاں کہ اب ہے پھر ص ۱۱۰ پر لکھتا ہے کہ صحابہ نے اس فعل عمر پر نہ تو اعتراض کیا اور نہ انکار۔ لہذا اجماع ہوا۔ نیز جلد سوئم ص ۲۳۹ پر ہے کہ عمر نے مقام ابراہیم کو تبدیل کیا۔ تو کسی صحابی نے بھی چوں وچرا نہ کی۔

فتح الباری جلد دوئم ص ۱۰۱ پر ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ کو گرا کر اپنی مرضی کے مطابق بنوایا جب عبداللہ ابن زبیر مارا گیا۔ تو حجاج بن یوسف ثقفی نے خانہ کعبہ کو توڑ پھوڑ کر پھر اصلی حالت پر لایا گیا

جس طرح زمانہ قریش میں تھا۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۴ پر ہے کہ عمر نے حکم دیا کہ حج اور عمرہ میں فصل کرو۔ تاکہ حج اور عمرہ تمام ہو اور عمرہ غیر ماہ حج میں ہونا چاہیئے۔ تاکہ عمرہ تمام ہو۔ ناظرین۔ آنحضرت نے اپنے آخری حج میں تاکیدی حکم فرمایا کہ حج اور عمرہ ایک ساتھ بجالایا کرو۔ اسی کتاب میں ہے کہ عمر نے ازواج رسول اللہ کو حج کی اجازت دیدی۔ اور انکے ہمراہ عثمان اور عبدالرحمان کو کردیا ترمذی میں ہے کہ کسی نے ابن عمر سے پوچھا کہ آیا حج تمتع جائز ہے (یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کیا جائے) ابن عمر نے کہا۔ ہاں جائز ہے۔ اس شخص نے کہا مگر تمہارا باپ اس کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ ابن عمر نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیں اور ہمارا باپ منع کرے۔ تو کس کا حکم ماننا چاہیئے۔ اس نے کہا کہ حکم رسول مانیں گے پھر ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے جائز قرار دیا ہے

ازالۃ الخفا میں ہے کہ تمام صحابی اس کے قائل تھے کہ بروز قربانی عورت طواف کرے۔ اور اس کے بعد حائضہ ہو جائے تو اس کا حج پورا ہو گیا۔ لیکن عمر نے کہا کہ نہیں۔ وہ عورت پھر طواف کرے۔

الفاروق شبلی حصہ دوئم صفحہ ۲۱۸ و صفحہ ۲۲۲ پر ہے کہ ملکی بہتری کے لئے عمر نے بنی ہاشم کو گھٹانا اور بنی امیہ کو بڑھانا شروع کیا چنانچہ بنی ہاشم کو کوئی عہدہ نہ دیتا لیکن بنی امیہ کو بڑے بڑے عہدے دیتا مروج الذہب برحاشیہ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۶۹ پر ہے کہ ابوبکر اور عمر نے نہ تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے کسی کام میں شریک کیا اور نہ انکو اپنے بھید سے آگاہی دی۔

اسد الغابہ جلد ہشتم صفحہ ۳۰ پر ہے کہ یہ شخص اسلام میں پہلے ہیں جنہوں نے عمر بن خطاب کے غلام مسمی یرفا کو (جرم سے بچنے کے لئے) رشوت دی اور اسی مغیرہ نے بحالت اسلام تین سو عورتوں سے نکاح کیا۔

بخاری کتاب تیمم۔ شرح قسطلانی جلد اول مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۰۹ مسلم شرح نودی مطبوعہ احمد علی سہارنپوری باب تیمم جلد اول صفحہ ۱۶۱ سنن نسائی مطبوعہ نظامی صفحہ ۵۵ تا صفحہ ۶۰ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ طحاوی کنز العمال۔ استذکار۔ شرح موطا۔ جامع الاصول۔ جمع بین الصحیحین حمیدی۔ صبح صادق۔ اصابہ۔ ازالۃ الخفا کتاب الانصاف۔ مسند عبدالرزاق۔ مسند سعید بن منصور۔ جمع الجوامع۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ مشکوٰۃ المصابیح اسد الغابہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے حکم دیا۔ کہ جو شخص جنب کی حالت میں ہو اور اس کو پانی

نہ ملے۔ تو تیمم کرکے نماز نہ پڑھے۔ خواہ اس کو پانی ایک ماہ تک نہ ملسکے۔
سورۂ مائدہ میں ہے کہ جو لوگ اُس حکم کے مطابق حکم نہ دے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ کافر ہے
سورۂ نسار کوع ۱۴ میں ہے کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کسی کا پاخانہ نکل آئے یا عورتوں
سے مجامعت کی ہو اور تم کو پانی نہ ملسکے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

کتاب استذکار شرح موطا ابن عبدالبر مالکی صـ۱۴۹ پر ہے کہ مشرق اور مغرب کے کل شہروں کے علماً
نے اس پر اجماع کیا ہے کہ جب پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرنا ہر ایک مسلمان کی طہارت ہے۔ خواہ وُہ
مریض ہو یا مسافر ہو یا جنب ہو۔

اسد الغابہ صـ۶۵ پر ہے کہ عمار نے عمر کو کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر پانی نہ ملے اور غسل و وضو کا
موقعہ نہ ہو تو تیمم کرکے نماز پڑھ لو۔ بخاری میں ہے کہ ابن مسعود اور ابو موسےٰ میں اس بارہ میں بحث ہوئی۔
اور ابو موسیٰ نے اس کی تائید میں حدیث رسول پیش کی۔ تو ابن مسعود نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ عمر
نے اس حدیث عمار پر قناعت (پیروی یقین) نہیں کی۔

اغاثۃ اللھفان ابن القیمہ صـ۱۸۱ پر مسند عمر مولفہ حافظ ابوبکر اسمٰعیلی سے یہ روایت منقول ہے۔ کہ عمر
بن خطاب کہا کرتا تھا کہ میں کسی بات پر اس قدر شرمندہ نہیں ہوں جتنا تین باتوں پر ہوں۔ اے کاش میں
نے تین طلاقوں کو حرام نہ کیا ہوتا۔ غلاموں کا نکاح نہ کیا ہوتا۔ اور متوفی کے رونے والوں کو قتل نہ کیا ہوتا۔

تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوئم صـ۳۰۲ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے سعد بن ابی وقاص کو اس خطا پر
درہ مارا کہ وہ تعظیم خلیفہ کے لیئے نہ اُٹھتا تھا۔ ابی بن کعب کو اس خطا پر عمر بن خطاب نے مارا۔ کہ اور لوگ تو خلیفہ
کے ادب کے خیال سے اس کے پیچھے چلتے تھے اور وہ خلیفہ سے آگے بڑھ جاتا تھا۔

فتح الباری کتاب التفسیر صـ۱۳۶ پر ہے کہ جب رمضان کے روزوں کا حکم ہوا۔ تو اس تمام مہینہ میں
عورتوں سے ہمبستری کرنے کا حکم نہ تھا۔ لیکن بعض صحابہ اپنی جانوں پر خیانت کرتے تھے یعنی اپنی ازدواج
سے صحبت کرتے تھے پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جان لیا خدا نے کہ تم لوگ اپنے نفسوں پر خیانت
کرتے ہو پس تمہاری توبہ قبول کی اور معاف کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتا ہے کہ ان خیانت کرنے والوں میں عمر بن خطاب
اور کعب بن مالک تھے

ترمذی کتاب التفسیر جلد دوئم صـ۳۳۲ پر بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے آنحضرت کے
پاس آ کر کہا یا رسول اللہ میں ہلاک ہوا حضرت نے فرمایا تجھے کس چیز نے ہلاک کیا۔ عمر نے کہا رات کو میں
نے اپنی سواری کو اوندھا کر لیا۔ اس پر آنحضرت نے کچھ عتاب نہ کیا۔ ابن عباس نے کہا کہ تب آنحضرت پر یہ آیہ
نازل ہوئی۔ کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جدھر سے چاہو انکے پاس جاؤ۔ ناظرین اگر آنحضرت کی نظر میں
یہ فعل درست ہوتا تو عمر بن خطاب یہ نہ کہتا کہ یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا پس ثابت ہے کہ عمر بن خطاب کو
آنحضرت کی زبانی اس فعل کے قبیح ہونے کا یقین تھا۔

کنز العمال کتاب الصوم بروایت سعید بن المسیب لکھا ہے کہ عمر بن خطاب ایک دن اصحاب کے پاس
آیا۔ اور کہا تم مجھے کیا فتوے دیتے ہو اس کام میں جو میں نے آج کیا ہے۔ اصحاب نے پوچھا۔ یا امیر المومنین
وہ کیا فعل ہے۔ عمر نے کہا میرے پاس سے ایک باکرہ کنیز نکلی جو مجھے پسند آئی پس میں اس سے لپٹ
گیا۔ حالانکہ میں روزہ میں تھا پس اصحاب کو یہ سنکر تعجب ہوا۔

محاضرات امام ابو القاسم راغب اصفہانی میں ہے کہ عمر بن خطاب ایک دن منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا۔ کہ
یکایک اس نے خطبہ موقوف کیا اور کہا کہ اے لوگو میں اس لئے کھڑا ہو گیا ہوں کہ آیا خدا سے ڈروں یا تم سے
لیکن اللہ کا خوف تمہاری ملامت سے بہتر ہے۔ بات یہ ہے کہ میرا گوز نکل گیا ہے۔ میں ابھی وضو کر کے آتا ہوں

تاریخ خطیب بغدادی میں بروایت عکرمہ غلام ابن عباس لکھا ہے کہ ایک دن حجام عمر بن خطاب
کی حجامت بنا رہا تھا۔ عمر ایک مہیب شخص تھا جب اس نے کھنکارا تو بوجہ خوف حجام کا گوز نکل گیا۔ عمر نے اس
کو چالیس درم انعام دیئے۔

کتاب الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح علامہ ابن تیمیہ جلد اول صـ۱۰۶ پر ہے کہ جس وقت عمر نے
نصاریٰ اہل شام سے صلح کی ہے تو یہ شرائط طے ہوئے نصاریٰ اپنے شہر میں یا اس کے اطراف میں
دیر۔ کنیسہ۔ قلایہ۔ صومعہ راہب نہ بنائیں (یہ سب نام ہیں معابد نصاریٰ و یہود کے) اور جو دیر خراب ہو جائے
اس کی مرمت نہ کریں۔ مسلمان اگر کسی دیر میں ٹھہرنا چاہیں تو تین شب تک نہ روکیں۔ بلکہ انکی مہمانداری کریں
کسی جاسوس کو نہ آنے دیں نہ مسلمانوں کے ساتھ کوئی دغا فریب کریں۔ نہ اپنی اولاد کو قرآن دیں۔ نہ کسی
امر شرک کو ظاہر کریں۔ نہ اپنے اہل قرابت کو اسلام سے روکیں۔
اور مسلمانوں کی تعظیم کریں۔ اور جب مسلمان بیٹھنا چاہیں تو یہ تعظیم کو کھڑے ہوں مسلمانوں کے

لباس میں کسی طرح کی مشابہت نہ کریں۔ نہ ٹوپی میں نہ عمامہ نہ نعلین میں۔ نہ مانگ نکالتے ہیں۔ نہ مسلمانوں کا سا نام رکھیں۔ نہ انکی کنیت نہ زین پر سوار ہوں نہ تلوار لگائیں۔ نہ کسی قسم کا اسلاح لگائیں۔ نہ اپنے نام کی مہر بنوائیں خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں۔ نہ شراب بیچیں۔ اور سر کے آگے کے بال کتوائیں۔ نہ زنار باندھا کریں مسلمانوں کے جوار میں اپنے مردوں کو نہ دفن کریں نہ ناقوس بجائیں۔ نہ اپنے گرجا وغیرہ میں کچھ باواز بلند پڑھا کریں۔ نہ اپنے مردوں کے ساتھ آواز بلند کریں۔ نہ آگ روشن کریں۔ اگر اس کے خلاف کرینگے تو پھر خون اور مال ان کا مسلمانوں پر حلال ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ عمر نے حکم دیا تھا وہ اپنی پیشانی کے بال کٹوا ڈالیں اور کمر میں کستنجات باندھیں جس سے وہ مسلمانوں سے پہچانے جائیں۔ عمر نے تمام لشکر والوں کو لکھ دیا تھا۔ کہ اہل ذمہ (یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس) کی گردن پر مہر لگائیں اور جس طرح مسلمان گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ نہ سوار ہوں بلکہ عرض میں بیٹھیں اور کمر باندھے رکھیں۔ عمر نے جب یہ شرائط اون سے لکھوائی۔ تو اپنے عاملوں اور اپنے بعد والے خلیفہ کو اس کی وصیت کی کہ اس کے خلاف نہ کریں۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۱۹ پر ہے کہ ضبیع نے عمر سے پوچھا کہ قرآن میں والذاریات ذرواً ہے اس کے کیا معنے ہیں۔ عمر نے آستین چڑھالی اور اس کو کوڑے لگانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ سر سے عمامہ گر گیا پھر اس کو ایک گھر میں بند کر دیا اور ہر روز اس کو وہاں سے نکال کر یکصد کوڑے لگاتا اور جب وہ اچھا ہو جاتا تو اس کو یکصد کوڑے لگاتا۔ بعد ازاں اس کو ایک اونٹ پر چڑھا کر شہر بدر کر دیا اور بصرہ بھجوا دیا۔ اور ابو موسےٰ عامل بصرہ کو لکھا کہ ضبیع کے ساتھ نشست برخاست رکھنا حرام ہے اور خطبہ میں بیان کرو کہ اس نے علم کی جستجو کی ہے جو اس کی خطا ہے۔

تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۸۶ پر ہے کہ امام شعبی کہتا ہے کہ عمر نے مہاجرین قریش کو مدینہ میں دق اور عاجز کیا اور نظر بند رکھا۔ یہاں تک کہ اس نے وفات پائی اور کہا کرتا تھا کہ مجھے سب سے زیادہ خوف قریش کے شہروں میں پھیلنے سے ہے اگر ان میں سے کوئی جہاد کی اجازت جانتا تو عمر کہتا کہ تمہارے لئے رسول کے بعد کے عہد کا جہاد ہی کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ نہ تم دنیا کو دیکھو اور نہ دنیا تم کو دیکھے۔ باقی اہل مکہ اس نظر بندی اور بندش جہاد سے مستثنےٰ تھے۔

مروج الذہب علامہ مسعودی برحاشیہ تاریخ کامل جلد پنجم صفحہ ۱۳۵ پر ہے کہ عمر نے عبداللہ بن عباس کو کہا کہ مجھے کھٹکا ہے کہ اگر میں مر جاؤں تو تم میری طرف سے عامل ہو۔ تو تم لوگوں کو اپنی طرف کھینچو۔

تفسیر مدارک زیر آیہ "وآتیتم احدیٰھن قنطارا" میں ہے کہ عمر نے منبر پر کہا کہ تم لوگ اپنی عورتوں کے مہر گراں نہ کرو۔ پس ایک عورت نے کہا۔ ہم تمہاری بات کی پیروی کریں یا خدا کے حکم کی کہ اس نے فرمایا ہے "وآتیتم احدیٰھن قنطارا" تب عمر نے کہا کہ مجھ سے تو ہر شخص زیادہ عالم ہے پس جس قدر مہر چاہو نکاح کرو۔

تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۹ پر ہے کہ عمر نے ایک شخص کو پڑھتے سنا "ومن الناس یشتری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ" تو کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" پس ایک شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے کھڑا ہو گیا۔ عمر نے اس کو قتل کروا دیا۔

تفسیر طبری مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۱۷۹ پر ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص آیہ بالا کے مطابق اٹھتا ہے اور تقوے کا حکم دیتا ہے۔ اور دوسرا شخص غرور اور جہالت کی وجہ سے قبول نہیں کرتا۔ تو وہ اپنی جان بیچکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے لڑتا ہے پس دونو لڑنے لگتے ہیں۔

الفاروق شبلی صفحہ ۲۲۴ پر ہے کہ عمر نے عبداللہ بن مسعود اور ابو درداء اور ابو مسعود انصاری کو قید کر دیا۔ اور کہا کہ تم لوگوں نے آنحضرت سے بہت احادیث کہنی شروع کر دی ہیں۔ پھر الفاروق صفحہ ۲۲۴ پر ہے کہ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن مسعود کم احادیث روایت کرتا۔ یہاں تک کہ سال سال بھر "قال رسول" نہیں کہتا تھا۔

تاریخ خمیس صفحہ ۳۲۳ پر ہے کہ لوگوں نے کہا۔ کون ایسا ہے جو محمدؐ کو قتل کرے تو عمر نے کہا۔ اس کام کو میں کروں گا۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۱۱ پر ہے کہ عمر نے کہا کہ ہم ضرور منع کریں گے کہ حسب والی عورتیں غیر کفو سے نکاح نہ کریں

کشف المغطا مطبوعہ صدیقی لاہور صفحہ ۴۷ پر ہے کہ ایک دن بوقت فجر عمر کے پاس مؤذن آیا اور کہا "الصلوٰۃ خیر من النوم" یعنی سونے سے نماز بہتر ہے۔ عمر نے کہا۔ کہ یہی کلمہ صبح کی آذان میں کہا کرو۔

بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان پارہ آٹھواں صفحہ ۱۶۰ و صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ عمر نے لوگوں کو ابی بن کعب کے پیچھے نماز تراویح کا حکم دیا اور کہا یہ اچھی بدعت ہے۔ تاریخ الخلفا سیوطی باب اولیات عمر میں ہے کہ عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے امیر المومنین کا خطاب خود ہی اپنے لئے تجویز کیا

اور ماہ رمضان میں تراویح کی بنیاد ڈالی اور متعہ کو حرام کیا اور نماز میں ترمیم کی اور نماز جنازہ میں لوگوں کو پانچ تکبیروں پر اکٹھا کیا۔

تاریخ الخلفا میں ہے کہ عمر بن خطاب پہلا شخص ہے جس نے تراویح کو جاری کیا۔ نووی شرح مسلم کتاب الطلاق جلد اول صـ ۴۷۸ پر ہے کہ عمر نے حکم جاری کیا کہ مرد عورت کو ایک ہی دفعہ تین طلاق دے سکتا ہے۔

حاشیہ بخاری مولوی وحید الزمان پارہ اول کتاب الوضو صـ ۶۷ پر ہے کہ عمر نے پیشاب کے بعد اپنا ذکر دیوار پر رگڑا۔ مترجم بخاری پارہ چوتھا ابواب الاستقا مطبوعہ احمدی پریس لاہور مولوی وحید الزمان صـ ۶۱ پر ہے کہ عمر کے عہد میں جب کبھی قحط پڑتا تو حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کی جاتی اور بارش ہو جاتی۔

صلح حدیبیہ

تفسیر درمنثور سورہ فتح جلد ششم صـ ۷۷ زاد المعاد اور تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جنگ حدیبیہ میں آنحضرت اور کفار کے درمیان صلح ہوئی قرار پائی اور حضرت علی علیہ السلام نے صلحنامہ لکھنا شروع کیا۔ جب لکھا گیا "یہ صلحنامہ ہے درمیان محمد الرسول اللہ اور فلاں کے" تو کفار نے کہا کہ اگر ہم محمد کو رسول اللہ مانتے تو جنگ ہی کیوں کرتے ہم کو "رسول اللہ" لکھا جانا منظور نہیں۔ آنحضرت نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ مٹا دو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا جوش ایمان اس امر کی اجازت نہیں دیتا۔ آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے لفظ رسول اللہ مٹا دیا۔ اور صلحنامہ لکھا گیا۔ عمر نے کہا کہ مجھے آج محمد کی نبوت میں شک ہوا ہے۔ جو پہلے نہ ہوا تھا۔

تذکرہ خواص الامہ میں ہے کہ جب ثالث نامہ کے دن جناب امیر علیہ السلام نے اپنے نام کے نیچے امیر المومنین لکھا۔ تو عمرو عاص نے اس لقب کو کاٹ دینے کو کہا (کفار قریش کی طرح) جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے وقت یہی اعتراض کفار نے رسول اللہ کے لفظ پر کیا تھا۔ عمرو عاص نے کہا۔ آپ مجھے کافروں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے زنا کار مسمات نابغہ کے بیٹے۔ تو کب مسلمانوں کا دشمن اور فاسقوں کا دوست نہیں تھا۔ نیز اسی کتاب میں ہے کہ ابو موسےٰ نے کہا اے عمرو عاص تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ تو نے بیوفائی کی اور فسق و فجور کیا۔ تیری مثال بالکل کتے کی سی ہے،

عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ عمر کے دل میں نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق شک پڑنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایمان سے خارج تھا۔ ہم یہ جواب دیں گے کہ ابھی تک وہ مولفۃ القلوب میں ہوگا۔ اور بعد ازاں حسن اسلام اور رسوخ ایمان سے متصف ہوا ہوگا۔

بخاری کتاب الشروط مع الناس پارہ گیارہواں ص۱ اور قسطلانی شرح بخاری باب الشروط میں بروایت عمر لکھا ہے کہ میں نے آنحضرت سے کہا کہ کیا تو خدا کا سچا نبی نہیں ہے۔ فرمایا کہ ہوں میں نے کہا کہ آیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں اس لئے ہم اپنے دین کو یہ ذلیل حالت کیوں دیں فرمایا کہ میں رسول خدا ہوں اور احکام خدا سے عدول نہیں کر سکتا۔ اور وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے پھر کہا کہ کیا تو ہم سے باتیں نہ کرتا تھا۔ کہ ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ فرمایا کہ ہاں لیکن میں نے کب کہا تھا کہ اسی سال طواف بیت اللہ کریں گے۔ عمر کہتا ہے کہ پھر میں ابوبکر کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کیا یہ خدا کا سچا نبی نہیں ہے (گویا ابھی تک شک میں گرفتار رہے) ابوبکر نے کہا۔ ہاں سچا نبی ہے۔

مفتاح کا ذروفی میں ہے کہ عمر کے دل میں صلح حدیبیہ کے دن ایک امر عظیم وارد ہوا۔ رسول اللہ کہتے جاتے تھے۔ کہ میں خدا کا سچا رسول ہوں اور میں خدا کے امر کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ مگر عمر اپنے شک پر اصرار کرتا تھا۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ اے عمر۔ کیا تو نہیں سنتا۔ کہ رسول اللہ کیا کہتے ہیں۔ میں پناہ مانگتا ہوں شیطان ملعون سے اور تیری رائے کو متہم (بہ غوائے شیطان) کرتا ہوں۔ ناظرین بخاری پارہ دسواں ص۱۱ شبلی نعمانی الفاروق میں لکھتا ہے۔ کہ عمر نے اس شک کی توبہ اور ندامت کے کفارہ میں غلام آزاد کئے اور روزے رکھے

ملل والنحل علامہ عبدالکریم شہرستانی مطبوعہ لنڈن ص۵ پر ہے کہ سب سے پہلا شبہ جو مخلوقات میں پیدا ہوا وہ شیطان کا تھا جس نے بمقابلہ نص کے اپنی رائے کو قوی سمجھا اور حکم خدا کے مقابلہ میں اپنی خواہش نفس کو اختیار کیا اور اپنی خلقت نار سے آدم کی خلقت خاک پر تکبر کیا۔ اس شبہ سے سات شبہے پیدا ہوئے۔ جو تمام عالم میں پھیل گئے اور ان سے مذہب ضلالت و بدعت پیدا ہوا۔

الفاروق مولوی شبلی نعمانی حصہ دوئم ص۲۳۰ پر ہے کہ اس تفریق مراتب کا موجد دراصل عمر ہے کیونکہ کتب احادیث و سیر میں تم نے اکثر پڑھا ہوگا۔ کہ بہت سے ایسے مواقع پیش آئے ہیں کہ رسول اللہ نے کوئی کام کرنا چاہا ہے یا کوئی بات ارشاد فرمائی ہے تو عمر نے اس کے خلاف رائے دی ہے۔

الفاروق شبلی ص۲۴۰ پر ہے کہ جس نے سب سے اول (اسلام میں) قیاس کی بنیاد ڈالی۔ وہ عمر

بن خطاب ہے۔
بو اقیت الجواہر شیخ عبدالوہاب شعرانی میں ہے کہ بعض محققین نے قرار دیا ہے کہ اہل اللہ کے لئے قیاس کرنا حرام ہے۔

درمنثور سیوطی جلد ہفتم ص۷۳ پر ہے کہ شجرۃ الرضوان کو جس کے نیچے آنحضرت نے بیعت لی تھی عمر بن خطاب نے کٹوا دیا۔ لوگ جوق در جوق اس درخت کی زیارت کو آتے جاتے تھے اور وہاں نمازیں پڑھتے تھے ابن عمر کا تمام عمر یہ وطیرہ رہا کہ آنحضرت نے جن درختوں کے نیچے کبھی آرام فرمایا تھا۔ انکو پانی دیتا رہتا تاکہ خشک نہ ہونے پائیں۔ سورہ فتح میں ہے کہ خدا مومنین سے (شجرۃ الرضوان کے نیچے بیعت لیتے ہوئے) راضی ہوگیا جب اُنہوں نے تیری بیعت کی اور خدا نے ان بیعت کرنیوالوں کے دلوں کی حالت کو بھی جان لیا۔ اس آیہ میں شجرۃ الرضوان کی حرمت ظاہر ہے بالآخر شجرۃ الرضوان کی اصلی جگہ کو بصد کوشش تلاش کرکے وہاں مسجد بنا دی گئی۔ اب ہم بتلاتے ہیں کہ عمر نے اس درخت کو کیوں کٹوا دیا۔

الف۔ درمنثور ص۷۳ پر ہے کہ عبداللہ بن معقل بیان کرتا ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے اور شجرۃ الرضوان کی شاخ آنحضرت اور حضرت علی علیہ السلام پر پڑتی تھی۔

ب۔ درمنثور ص۷۴ پر ہے کہ آنحضرت معہ پندرہ سو اصحاب کے عمرہ کو جاتے ہوئے مقام حدیبیہ میں پہنچے قریش مکہ ڈرے کہ آنحضرت ہمارے ساتھ لڑنے کو آرہے ہیں۔ آنحضرت نے قریش مکہ کو تسکین دینے کے لئے عمر بن خطاب کو قریش مکہ کی طرف پیغام لے جانیکا حکم دیا۔ عمر نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا۔ میرا وہاں کوئی ہمدرد نہیں ہے۔ عثمان کو بھیجدیں اس کی قوم و قبیلہ کے لوگ وہاں موجود ہیں چنانچہ عثمان کو بھیجا گیا جس کو قریش مکہ نے جنگ کی ٹھان قیدی بنا لیا۔ اس پر آنحضرت نے مسلمانوں سے بیعت لی کہ مرجائیں گے۔ مگر آنحضرت کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ سلمہ بن اکوع کہتا ہے کہ ہم سب نے مرنے پر بیعت کی تھی۔ مگر عمر بن خطاب نے مرنے پر بیعت نہ کی تھی۔ جابر کہتا ہے کہ آنحضرت عمر کا ہاتھ پکڑے بیعت لے رہے تھے۔ مگر یہ بیعت اس پر تھی کہ میں فرار نہ کروں گا۔ نہ اس پر کہ جان قربان کر دوں گا۔ تاریخ خمیس ص۲۳ پر ہے کہ بیعت دو قسم کی تھی۔ ایک یہ کہ ہم لڑتے لڑتے مرجائیں گے دوسرے یہ کہ ہم فرار نہیں کرینگے۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا جو کفار قریش کا سفیر تھا کہ خدا کی قسم میں ایسے ایسے اوباشوں کے چہرے دیکھ رہا ہوں جو فرار کر جائیں گے اور آنحضرت کو تنہا

چھوڑ جائیں گے۔ اس بات پر ابوبکر نے عروہ بن ثقفی کو سخت گالیاں دیں۔

ج - اسی شجر کے قرب میں صلحنامہ حدیبیہ لکھا گیا۔ اور جو حرکت عمر سے ہوئی۔ عام وخاص کی زبان زد ہے اغاثۃ اللھفان صہ۳۶ پر ہے کہ عمر نے کہا کہ اگر ہم کو قدرت حاصل ہوتی۔ تو ہم صلح رسول اللہ کو توڑ دیتے معارج النبوۃ صہ۱۹۶ پر ہے کہ اسی شجر کے نیچے آنحضرتؐ نے عمر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا تم وہ دن بھول گئے ہو جب تم جنگ احد میں بھاگ گئے - اور میں تم کو بلاتا رہا! اور نیز تم جنگ احزاب میں بھاگ گئے

د - معارج النبوۃ صہ۱۹۷ پر ہے کہ صلحنامہ حدیبیہ کامل ہو چکنے کے بعد آنحضرتؐ نے تمام اصحاب کو تاکیداً تین بار فرمایا کہ اپنے اپنے اونٹوں کو نحر کرو اور سر منڈوا ڈالو۔ مگر کسی ایک نے بھی حکم کی تعمیل نہ کی۔ واضح ہو کہ اس وقت ان لوگوں کو مسلمان ہوئے قریباً اٹھارہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے مگر یہ حالت تھی۔ درمنثور صہ۱۸ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے اور اصحاب نے بالآخر سر منڈوائے مگر عثمان اور ابو قتادہ نے پھر بھی سر نہ منڈوایا۔

احراق کتب خانہ جناب سیّدہ

ازالۃ الخفاصہ۱۹۹ پر ہے کہ عمر سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب ہم نے مدائن کو فتح کیا تو وہاں سے ایک کتاب ہم کو ملی ہے جس میں علوم فارس ہیں (فلسفہ منطق رسائنس وغیرہ) عمر نے درہ منگایا اور اس شخص کو مارنا شروع کیا اور کہا۔ کیا کتاب خدا سے کوئی قصہ کی کتاب بہتر ہے

جواب اہل العلم والایمان علامہ ابن تیمیہ مطبوعہ مصر مطبع شارع مقدم صہ۲۵ پر ہے کہ جب صحابہ نے عمر کو کتب خانہ اسکندریہ (جس میں بقول یورپین مورخین لاکھوں کتابیں کئی علوم نادرہ کی جمع تھیں جن کا اب ملنا ناممکن ہے) کی اطلاع دی تو عمر نے انکو لکھ بھیجا۔ کہ تمام کتب خانہ کو جلا دو۔ ہم کو قرآن ہی کافی ہے حسبنا کتاب اللہ کشف الظنون صہ۳۵ پر ہے کہ صحابہ نے (عمر کے حکم کے مطابق) فتوحات بلاد میں جس قدر کتابیں پائیں۔ ان سب کو جلا دیا کشف الظنون صہ۳۶ پر ہے کہ صحابہ کو کتابوں سے اتنی نفرت تھی کہ علمی باتوں کے لکھنے سے بھی کراہت کرتے تھے۔ ناظرین جن لوگوں کو علمی باتوں سے کراہت ہو وہ عالم سے کیوں محبت رکھیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام پر جہلا کو ترجیح دی۔

کتاب الملل والنحل علامہ شہرستانی مطبوعہ بولاق مصر صہ۲ ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران جلد اول

ص۳۰، حد تحقیق سنی سید حمید الدین خاں بہادر آزاد مطبوعہ جعفری لکھنؤ ص۳۳۲ الفاروق شمس العلماء مولوی محمد شبلی نعمانی حصہ اول ص۱۰، کتاب الامامت والسیاست امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ ص۱۳ اسکیسرز آف محمدؐ واشنگٹن ارونگ ص۹۱ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے آگ اور لکڑیاں لیں اور جناب سیدہ کے خانۂ ملک کاشانہ پر آکر کہا۔ اے علیؑ چلو۔ ابوبکر کی بیعت کرو۔ ورنہ اس گھر کو آگ لگا دوں گا۔ اس وقت اس گھر میں حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام تھے۔

ملل والنحل مطبوعہ مطبع بولاق مصر مصنفہ امام ابو الفتح عبدالکریم شہرستانی ص۲۰ سطر ۲۳ پر بروایت نظام لکھا ہے کہ جب عمر بن خطاب نے خانۂ سیدہ کو آگ لگا دی تو دروازہ جلا کر جناب فاطمہ علیہا السلام کے پہلو پر گرا۔ اور حضرت محسن جو اس وقت معصومہ کے بطن مبارک میں تھے شہید ہو گئے۔ اور اس وقت خانۂ سیدہ سلام اللہ علیہا میں صرف چار اشخاص تھے۔ علیؑ فاطمہؑ حسن و حسین علیہم السلام۔

معارج النبوۃ علامہ ملا معین کاشفی مطبوعہ نول کشور رکن چہارم باب سوئم ص۴۲ سطر ۶ پر ہے کہ شہادت محسن کی وجہ سے جناب سیدہ بیمار ہو گئیں۔ حتیٰ کہ وفات فرمائی۔

ینابیع المودۃ علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۷۲ سطر ۲۳ پر بروایت عائشہ لکھا ہے کہ پیغمبر صلعم کے سوائے میں نے کسی کو بھی جناب فاطمہ سے افضل نہ پایا۔

ترمذی ص۲۱۵ سطر ۱ اور مشکوٰۃ مطبوعہ محمدی دہلی ص۵۶۸ سطر ۳ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور جو انکا دوست ہے وہ میرا دوست ہے۔

بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہ سیدہ سردار ہے بہشت کی تمام عورتوں کی۔

بخاری مطبوعہ بمبئی فضائل اصحاب النبی باب مناقب فاطمہ جلد چہارم ص۷۵ سطر ۲۶۔ اور ترمذی جلد دوئم ص۲۴۰۔ آخری سطر پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو غضبناک کیا۔ اس نے مجھ کو غضبناک کیا۔

ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ جلد دوئم ص۲۴۹ سطر ۱۵ پر ہے کہ جب جناب فاطمہ حضور صلعم کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آنحضرت آپ کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے۔ اور آپکو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

شرح ابن ابی الحدید ص۴۳ سطر ۱ پر ہے کہ سلمہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ جب ابوبکر منبر خلافت پر بیٹھا اس وقت حضرت علی علیہ السلام و زبیر اور چند بنی ہاشم خانۂ سیدہ میں (بطور فاتحہ خوان) موجود تھے

پس عمر بن خطاب انکے پاس آیا اور کہا۔ خدا کی قسم اس گھر کو جلادوں گا۔ اگر تم لوگ بیعت ابوبکر کے لئے (اسی وقت) نہ نکلے۔

تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۳۰۷ پر ہے کہ ابوبکر کی بیعت عشرہ اوسط ماہ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید ابن عاص اور مقداد بن عمر اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور عمار یاسر اور براء ابن عازب اور ابی بن کعب یہ سب لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ ہو گئے (اور ان میں سے کسی نے بیعت ابوبکر نہ کی، اسی بات میں عتبہ بن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے کہ ہمیں نہ جانتا تھا کہ اولاد ہاشم سے خلافت اور حکم دونو جاتے رہیں گے۔ اسی طرح ابوسفیان پدر معاویہ نے بھی بیعت ابوبکر نہیں کی۔ پھر ابوبکر نے عمر بن خطاب کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس بایں ارادہ بھیجا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کو مع ان لوگوں کے جو اس کے پاس ہوں خانہ سیدہ سے نکال دو۔ اگر وہ نکلنے میں پس و پیش کریں۔ تو بیشک ان سے جنگ کرو۔ عمر بن خطاب نے تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ میں لے لی تاکہ اس گھر کو جلادے اسی اثنا میں حضرت فاطمہ راہ میں ملیں حضرت نے فرمایا۔ اے ابن خطاب کہاں جاتا ہے۔ کیا ہمارا گھر جلانے آیا ہے۔ عمر نے کہا بیشک تمہارا گھر پھونک ڈالوں گا۔ ورنہ تم بھی ابوبکر کی بیعت کرو اور جس کام میں اُمت داخل ہوئی ہے تم بھی داخل ہو جاؤ

الفاروق شبلی مطبوعہ مفید عام آگرہ حصہ اول صفحہ ۱۱ سطر ۹ پر ہے کہ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر میں دانستہ کفر پوشی کرتا ہے جو اس نے احراق باب فاطمہ کے ارادہ کے بارہ میں صرف دو حوالے لکھے ہیں لکھا ہے کہ عمر نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا یا بنت رسول اللہ۔ خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں تاہم اگر آپ کے ہاں لوگ اس طرح مجمع کرتے رہے۔ تو میں ان لوگوں کیوجہ سے (آپ کے) گھر میں آگ لگادوں گا۔ اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت پر ہم اپنا اعتبار ظاہر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس روایت کے راویوں کا حال ہم کو معلوم نہیں ہو سکا (اس روایت کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔) تاہم درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں۔

کتاب الامامت والسیاست جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳ سطر ۳ پر تفصیل سے لکھا ہے کہ عمر نے خانہ سیدہ کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑیاں لانے کا حکم دیا۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے لوگوں سے اپنی بیکسی اور

مظلومیت کا اظہار کیا اور روضۂ رسول کی طرف منہ کر کے دلگداز الفاظ میں بلند آوازی سے نوحہ و بکا کیا۔ عمر نے ابوبکر سے بار بار قتل علیؑ پر اصرار کیا۔ اور پھر حضرت علی علیہ السلام نے قبر رسول سے چمٹ کر دلسوز الفاظ میں اپنی حالت کا نقشہ کھینچا۔

تاریخ الامم والملوک امام محمد بن جریر طبری مطبوعہ مصر جلد سوئم ص۱۹۸ بروایت ابن حمید عقد الفرید امام شہاب الدین احمد المعروف بہ ابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر جلد دوئم ص۱۷۶ تاریخ المختصر فی اخبار البشر ملک المؤید عماد الدین ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۵۶۔ روضۃ المناظر برحاشیہ تاریخ کامل جلد یازدہم علامہ ابوالولید محمد بن شحنہ مطبوعہ مصر ص۱۱۳۔ مروج الذہب علامہ مسعودی برحاشیہ تاریخ کامل جلد نہم مطبوعہ مصر ص۱۵۶ استیعاب امام عبد البر مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد اول ص۳۴۵۔ تحفۂ اثنا عشری شاہ عبد العزیز دہلوی مطبوعہ نولکشور ص۲۹۲۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلوی مقصد دوئم مآثر ابی بکر رویائے صادقہ مولوی نذیر احمد دہلوی ص۱۵۲ حد تحقیق بہ مشرب سنی مولوی وحید الدین خان مطبوعہ جعفری لکھنؤ ص۳۳۲۔ کتاب المرتضےٰ مولوی عبد الرحمان حنفی امرتسری مطبوعہ امرتسر ص۴۵ رسالہ خلافت مصنفہ جان ڈیون پورٹ (عیسائی) ڈی کلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر یعنی زوال سلطنت روم ایڈورڈ گبن جلد سوئم ص۵۱۹۔ سکیسیز آف محمد واشنگٹن ارونگ ص۴۔ تاریخ اسلام انگریزی اور کلی ص۸۳ پر بھی عمر کا آگ لکڑیاں لے کر خانۂ سیدہ پر جانا۔ اور گھر کو آگ لگانے کی دھمکی دینا لکھا ہے۔

مروج الذہب ص۱۵۹ برحاشیہ تاریخ کامل جلد اول مطبوعہ مصر میں ہے کہ نوفلی حماد بن سلمہ سے روایت کرتا ہے کہ عروہ بن زبیر اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر سے اس حرکت پر کہ اس نے حضرت حنفیہ کے جلانے کا قصد کیا تھا اور لکڑیاں جمع کی تھیں معذرت کرتا تھا۔ کیونکہ غرض یہ تھی کہ ان لوگوں کو ڈرایا جائے تاکہ داخل اطاعت ہوں جیسا کہ اس سے پہلے جب بنی ہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا۔ تو جلانے والی لکڑیاں آگ جلانے کو جمع کی گئی تھیں۔

داشت در بر شبیر یزداں جامۂ ماتم ہنوز — بود زہرہ را زیں غم دیدگاں پرنم ہنوز
آتش اندر خانۂ خیر البشر افروختند — روز اول کعبہ اسلام را در سوختند
کافر ظاہر مسلمانی ز عقبے چشم بست — کرد محسن را شہید و پہلوئے زہرہ شکست

کتاب طرائف حضرت علامہ ابن طاؤس علیہ الرحمہ میں ہے کہ جب حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا تو ابوبکر اور عمر نے ارادہ کیا۔ کہ حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ کو آگ میں جلا دیں۔

تفسیر درمنثور سورہ نور میں ہے کہ ابن مردویہ نے انس اور بریدہ سے روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ نے آیہ قرآنی "فی بیوت اذن اللہ ان ترفع" پڑھی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ کہ وہ گھر کونسے ہیں فرمایا یہ انبیاء کے گھر ہیں۔ پھر ابوبکر نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا علیؑ اور فاطمہؑ کا گھر بھی انہی گھروں میں داخل ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔

تاریخ خمیس جلد دوئم صفحہ ۳۰۹ پر ہے کہ عروہ ابن زبیر نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو زینب ملاقات رسول کے قصد پر اونٹ پر سوار ہو کر جانب مدینہ روانہ ہوئی۔ ایک کافر نے جسکا نام ہبار بن اسود تھا حضرت زینب کے اونٹ کو نیزہ سے بھڑکایا اور وہ زمین پر گر پڑیں۔ جس کی وجہ سے ان کا اسقاط حمل ہو گیا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ خدا کا یہ قول اجابت ہے واسطے التماس حضرت ابراہیم کے اور اس بات پر تنبیہ ہے۔ کہ تحقیق انکی ذریت میں ظالم ہونگے۔ اور تحقیق وہ لوگ امامت کو نہیں پا سکتے اس سبب سے کہ یہ امامت اللہ کی طرف سے امانت ہے اور عہد ہے اور ظالم اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ امامت کو وہ لوگ پاتے ہیں جو اولاد ابراہیم میں سے ابرار اور اتقیا سے ہوں۔

تفسیر کشاف میں ہے کہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے نصب کرنا ظالم کا واسطے امامت کے حالانکہ امام اس واسطے نصب کیا جاتا ہے کہ ظالموں کو ظلم سے دفع کرے پس جس وقت کہ وہ شخص نصب کیا جائے گا۔ جو فی نفسہ ظالم ہو تو یہ کہاوت عاید ہو جائے گی۔ کہ جس شخص نے بھیڑیئے کو چرواہا بنایا۔ اس نے ظلم کیا۔

کنز العمال جلد سوئم کتاب الخلافت باب اول خلافت ابوبکر حدیث نمبر ۲۳۴۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن میں ہے کہ اسلم روایت کرتا ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بنگیا۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام اور زبیر خانۂ فاطمہؑ میں تھے اور حضرت علی اور زبیر اور فاطمہؑ آپس میں مشورہ کر رہے تھے۔ جب یہ خبر عمر بن خطاب کو پہنچی تو وہ خانۂ فاطمہؑ پر آیا اور کہا۔ اے فاطمہؑ قسم بہ خدا میرے نزدیک تمام مخلوق سے محبوب ترین تیرے باپ رسول خدا تھے۔ اور ان سے بعد میں تجھ کو محبوب ترین مخلوقات جانتا ہوں۔ لیکن قسم بخدا۔ یہ دونو امور مجھے اس سے منع نہیں کر سکتے۔ کہ اگر تمہارے گھر میں یہ لوگ مشورہ کرینگے۔ تو میں اس گھر کو جلا دوں۔

کتاب العقد ابن عبد ربہ فصل سقیفہ کتاب القناۃ فی اخبار الخلفاء و تواریخہم میں ہے کہ جن لوگوں نے ابوبکر کی بیعت سے تخلف کیا۔ وہ علیؑ و عباسؓ و زبیر و سعد بن عبادہ تھے۔ علیؑ اور عباسؓ جناب فاطمہؑ کے

گھر میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ ابوبکر نے عمر کو بھیجا۔ کہ اِن دونو کو فاطمہؑ کے گھر سے نکالے۔ اور ابوبکر نے عمر کو حکم دیا کہ اگر یہ دونو انکار کریں تو اُن سے مقاتلہ کرے پس عمر اپنے ساتھ آگ لے کر اِدھر متوجہ ہُوا۔ اور یہ قصد کیا کہ جناب فاطمہؑ کے گھر کو علیؑ اور عباس سمیت جلادے پس حضرت فاطمہؑ نے اس کو دیکھ کر کہا اے خطاب کے بیٹے کیا تو اس لئے آیا ہے کہ ہمارے گھر کو جلادے۔ عمر نے کہا۔ ہاں۔ میں تمہارا گھر جلادونگا یا یہ کہ علیؑ اور عباس بھی اِس امر میں داخل ہوں جس میں امت کے لوگ داخل ہوئے ہیں۔

کتاب المختصر فی اخبار البشر بیان بیعت ابوبکر میں ہے کہ ابوبکر کی بیعت سے بنی ہاشم کی ایک جماعت اور زبیر اور عتبہ اور خالد بن سعید اور مقداد اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور عمار یاسر اور براء بن عازب اور ابی بن کعب نے انکار کردیا۔ اور علیؑ کی طرف میلان کیا۔ عتبہ نے اس امر کے متعلق اشعار بھی کہے جنکا مطلب یہ ہے کہ میں نہیں گمان کرتا تھا کہ خلافت بنی ہاشم اور ان میں سے علیؑ سے منہ موڑے گی۔ کیا علیؑ سب لوگوں سے ایمان میں اول اور سابق اور قرآن و سنت کا سب سے بڑھ کر عالم نہیں ہے۔ کیا علیؑ نے سب لوگوں کے پیچھے آخر وقت تک نبی کا ساتھ نہیں دیا۔ کیا علیؑ وہ شخص نہیں ہے جس کی مدد جبرئیل نے رسول اللہ کے کفن دفن میں کی۔ علیؑ کی ذات میں وہ سب باتیں موجود ہیں جو دوسرے تمام لوگوں میں ہیں۔ وہ اس سے برابری نہیں کرسکتے۔ تمام امت میں نیکی اور فضیلت کی وہ باتیں موجود نہیں ہیں جو علیؑ میں موجود ہیں ایسا ہی ابوسفیان نے بھی بیعت ابوبکر سے تخلف کیا۔ پس ابوبکر نے عمر کو علیؑ اور ان لوگوں کیطرف بھیجا۔ جو علیؑ کے ساتھی تھے۔ تاکہ وہ انکو خانۂ فاطمہؑ سے نکال دے اور ابوبکر نے عمر کو حکم دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے قتال کرے۔ پس عمر آگ لے کر اس قصد سے چلا کہ فاطمہؑ کے گھر کو جلادے۔ فاطمہؑ نے اس کو دیکھ کر کہا۔ اے خطاب کے بیٹے۔ تو کدھر آرہا ہے کیا تو ہمارے گھر کو جلانے آیا ہے۔ عمر نے کہا۔ ہاں۔ یہ گھر جلانے آیا ہوں۔ یا یہ کہ وہ اس امر میں داخل ہوں جس میں امت کے لوگ داخل ہوئے ہیں۔

بلاذری میں ہے کہ علیؑ علیہ السلام نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا۔ تو عمر اپنے ساتھ آگ لے کر آیا فاطمہؑ نے عمر کو دروازہ پر دیکھ کر کہا کہ اے پسر خطاب۔ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھ پر میرا دروازہ جلادے۔ عمر نے کہا۔ ہاں اور یہ امر زیادہ قوی ہے بہ نسبت اُس امر کے جو تیرا باپ لے کر آیا۔

تاریخ طبری ذکر خلافت ابوبکر میں ہے کہ عمر بن خطاب خانۂ جناب امیر علیہ السلام پر آیا۔ اور اُس میں طلحہ اور زبیر اور مہاجرین میں سے چند اشخاص تھے۔ عمر نے کہا۔ خدا کی قسم میں ضرور یہ گھر تم پر جلادوں گا۔

یا یہ کہ ابوبکر کی بیعت کرنے کے لئے باہر آؤ۔

مولوی وحید الدین خاں نے کتاب حد تحقیق مطبوعہ لکھنؤ میں لکھا ہے کہ حسب روایت تاریخ ابو الفدا بادشاہِ شام کے کہ جس پر شیعہ ہونے کا کچھ احتمال نہیں ہو سکتا۔ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر خانۂ فاطمہ علیہا السلام کو جلانے کے لئے اپنے ہاتھ میں آگ لے کر گئے تھے اور حضرت ابوبکر سے یہ حکم پایا تھا۔ کہ علیؑ بیعت نہ کریں تو علیؑ اور انکے ساتھیوں کو فاطمہؑ کے گھر سے نکال دیا جائے

قصۂ قرطاس

بخاری امام بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم ص ۱۴۔ مسلم امام مسلم مطبوعہ نول کشور جلد دوئم ص ۴۳۔ تاریخ خمیس علامہ دیار بکری مطبوعہ مصر جلد دوئم ص ۱۸۲۔ معارج النبوۃ ملا معین کاشفی مطبوعہ نولکشور رکن چہارم ص ۳۳۔ مشکوٰۃ امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب مطبوعہ محمدی دہلی ص ۵۵۴۔ روضۃ الاحباب محدث جمال الدین حسینی مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ ص ۵۵۰۔ الفاروق شمس العلما مولوی محمد شبلی نعمانی مطبوعہ مفید عام آگرہ حصہ اول ص ۶۔ سر العالمین حجۃ الاسلام امام غزالی مطبوعہ بمبئی ص ۹۔ کتاب الشفا علامہ قاضی عیاض مطبوعہ صدیقی بریلی ص ۳۰۶۔ شرح علامہ ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران جلد اول ص ۲۳۔ ان تمام کا مجوزہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت نے اپنی مرض الموت کیوقت حکم دیا لاؤ میرے لئے قلم اور کاغذ۔ تاکہ میں تم کو ایسی تحریر کر دوں جس سے تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ عمر بن خطاب نے کہا قلم اور کاغذ لانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یہ شخص (عمر نے کہا ہے۔ یہ شخص۔ نہ رسول اللہ اور نہ پیغمبر خدا اور نہ حضرت) ہذیان کی حالت میں ہے یعنی غلبۂ مرض کیوجہ سے خلافِ عقل باتیں بک رہا ہے۔ ہم کو کتاب خدا ہی کافی ہے اس کلمہ پر حاضرین میں بلند آوازی شروع ہوئی اور آنحضرتؐ نے فرمایا۔ قوموا عنی قوموا عنی۔ یعنے دور ہو جاؤ مجھ سے۔ دور ہو جاؤ مجھ سے۔

سورہ الحجرات میں ہے کہ اے ایمان والو اپنی آواز کو رسولؐ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور جس طرح بلند آوازی سے آپس میں باتیں کرتے ہو اسی طرح رسولؐ سے بلند آوازی سے گفتگو نہ کرو۔ ورنہ تمہارے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

سورہ الاحزاب میں ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں۔ انکو اللہ نے اپنی رحمت سے دنیا اور آخرت میں دور رکھا ہے اور انکے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب تیار ہے۔

بخاری مطبوعہ بمبئی باب مرض النبی جلد پنجم صفحہ ۹ سطر اول پر ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ پنجشنبہ کا روز عجب روز بد تھا کہ آنحضرت نے شدت مرض میں حکم دیا کہ لاؤ کاغذ تاکہ میں ایک وصیت نامہ لکھدوں کہ اس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ گمراہی میں نہ پڑو گے پس حاضرین میں نزاع پیدا ہوئی اور پیغمبر کے حضور میں تکرار اور نزاع کسی طرح مناسب نہ تھا پس اصحاب (صرف عمر) نے کہا کہ پیغمبر صلعم ہذیان بول رہے ہیں پیغمبر نے فرمایا مجھے چھوڑ دو اس حالت میں کہ جس میں ہوں یعنی شور نہ کرو۔ پھر آنحضرت نے تین وصیتیں کیں پہلی یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ دوسری یہ کہ جائزہ دیا کرنا جس طرح میں دیا کرتا تھا تیسری یہ کہ...

... یعنی یہاں حضرت خاموش ہو گئے یا راوی اس وصیت کو بھول گیا۔

ناظرین غور طلب بات ہے کہ آنحضرت کو قلم و کاغذ کے طلب فرمانے پر بہتان ہذیان لگایا جاتا ہے لیکن اسی وقت آنحضرت بقائمی حواس وصایا فرما رہے ہیں۔

امام بخاری نے تیسری وصیت کو دانستہ درج بخاری نہیں کیا۔ لیکن ہم اس بھید کو بتا دیتے ہیں سر العالمین امام غزالی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۹ سطر ۱۵ پر ہے کہ جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو مرنے سے پہلے حضرت نے فرمایا۔ لاؤ دوات اور کاغذ کہ تمہارے لئے خلافت اور امارت کی مشکلات کو دور کر دوں اور بتا دوں کہ تم میں سے خلافت اور امارت کا کون مستحق ہے مگر عمر بن خطاب نے اس وقت کہہ دیا۔ کہ چھوڑ دو اس شخص کو کہ یہ ہذیان کر رہا ہے۔

کتاب الشفا قاضی عیاض مطبوعہ صدیقی بریلی صفحہ ۳۰ سطر ۱۲ پر ہے کہ آنحضرت کا مقصود اس وقت وصیت لکھنے سے یہ تھا کہ امر خلافت کا فیصلہ کیا جائے۔ اور اپنے بعد ایک خاص خلیفہ مقرر کیا جاوے۔

تفسیر کبیر سورہ نساء زیر آیہ "ان یتحاکموا الی الطاغوت" لکھا ہے کہ آنحضرت کا ہر ایک قول و فعل واجب التعمیل ہے اور جس نے ایک امر کی بھی مخالفت کی وہ اسلام سے خارج ہو گیا خواہ اس کی مخالفت شک کیوجہ سے ہو یا سرکشی کیوجہ سے۔

امام عینی شرح بخاری لکھتا ہے کہ چونکہ آنحضرت کسی وقت خلاف عقل باتیں نہیں کر سکتے۔ اس لئے آنحضرت کے حق میں کلمہ ہذیان کہنے والا کوئی منافق ناقص الایمان ہو گا۔

قسطلانی شارح بخاری اور ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری لکھتا ہے کہ جب آنحضرت نے قلم اور کاغذ طلب فرمایا تھا اس وقت آنحضرت کے اہلبیت وہاں موجود نہ تھے۔

کتاب شفا امام الائمہ قاضی عیاض مطبوعہ صدیقی بریلی صـ۳۰ سطر ۳۰ پر ہے کہ "ھجر ھجراً" کے معنی بکواس کرتا ہے اور "ھجر ھجراً" کے معنی گندی گالیاں دیتا ہے۔

تاریخ خمیس علامہ دیار بکری مطبوعہ مصر جلد دوئم صـ۱۸۲ سطر ۲۶۔ اور مشکوۃ مطبوعہ محمدی دہلی صـ۵۵۴ سطر ۶ پر بروایت ابن عباس مفصل لکھا ہے کہ آنحضرت کے قلم و قرطاس طلب فرمانے پر عمر بن خطاب نے حضرت پر بہتان ہذیان لگایا۔ اور آنحضرت نے فرمایا۔ دور ہو جاؤ مجھ سے دور ہو جاؤ مجھ سے۔

بخاری کتاب العلم باب کتاب العلم وکتاب الخمس باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب وکتاب المغازی باب مرض النبی وکتاب الجہاد باب ہل یستشفع الی اہل الذمہ وکتاب الاعتصام باب کراھتہ الخلاف وصحیح مسلم کتاب الوصایا باب وصیت النبی و مشکوۃ بعد باب الکرامات وقبل باب مناقب الصحابہ میں ہے کہ حضرت ابن عباس پنجشنبہ یعنے جمعرات کے روز رویا کرتے یہاں تک کہ زمین پر پڑے ہوئے سنگریزے اُنکے آنسوؤں کے تر ہو جاتے۔ وجہ دریافت کرنے پر فرماتے کہ یہ دن تمام مصیبتوں کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن رسول خدا کو وصیت لکھنے نہ دیگئی (بلکہ آنحضرت کو ہذیان گو کہا گیا)

شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران جلد اول صـ۳ سطر ۲ پر صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ آنحضرت کے حق میں کلمۂ ہذیان کہنے والا عمر بن خطاب ہے۔

ایک شاعر کا قول ملاحظہ ہو:۔

اوصی النبی فقال قائلھم　　　قد ضل یھجر سید البشر

وروا ابا بکر اصاب فلم　　　یھجر فقد اوصی الی عُمر

ترجمہ۔ جب آنحضرت نے طلب قلم و قرطاس کی (وصیت کی) تو کہنے والے نے کہدیا کہ بہ تحقیق سید البشر گمراہ ہو گیا ہے اور ہذیان کر رہا ہے لیکن ابوبکر راستی پر تھا جب اس نے (عمر کے حق میں) وصیت کی تو وہ ہذیان نہ تھی۔

کنز العمال جلد چہارم صـ۵۲ پر ہے کہ (جب آنحضرت نے بوقت مرض الموت قلم و قرطاس طلب فرمایا) عورتوں نے (عمر سے) کہا کہ حضرت کی حاجت پوری کرو۔ تو عمر نے کہا چپ ہو تم تو صواحب یوسف ہو۔ کہ جب حضرت بیمار ہوں تو تم اپنی آنکھیں نچوڑ و یعنی زبردستی اور مصنوعی گریہ کرو! اور جب آنحضرت صحیح ہوں تو انکی گردن

پر سوار ہو جاؤ۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا۔ اے عمر تم سے یہ عورتیں بہتر ہیں۔ ناظرین۔ آنحضرت کی صحتِ دماغ و حواس اور عمر کی خودرائی ملاحظہ ہو۔

فتح الباری کتاب المغزوات نسخہ قلمی صفحہ ۱۹ پر ہے کہ جب اصحاب میں قصۂ قرطاس کے متعلق اختلاف واقع ہوا۔ تو ان سے برکت اٹھ گئی۔

نہایہ ابن اثیر جزری لغتِ ہجر۔ دیوان متنبی عکبری در شرح شعر

انطق فیك هجرا بعد علمی — بانك خیر من تحت السماء

شرح شفا قاضی عیاض موسوم بہ نسیم الریاض۔ شرح مشکوٰۃ شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ کتاب سر العالمین امام غزالی۔ مدارج النبوۃ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ذکر قصہ قرطاس۔ تاریخ حبیب السیر جزو سوم جلد اول صفحہ ۱۴۴ معارج النبوت رکن چہارم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۴۲۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۵۵۔ بخاری پارہ تیس کتاب الاعتصام باب کراہت الخلاف صفحہ ۱۰۱۔ تیسیر الباری شرح بخاری۔ بخاری کتاب العلم۔ مسلم مع شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۴۳ کا لب لباب یہ ہے کہ آنحضرت کو کلمۂ ہجر کا الزام دینے والا عمر بن خطاب تھا۔

بخاری با شرح تیسیر الباری کتاب المغازی باب مرض النبی صفحہ ۲۷۔ تیسیر الباری شرح بخاری پارہ دوازدہم کتاب الجہاد باب ہل یستشفع الی اہل الذمۃ۔ بخاری کتاب الجہاد باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب صفحہ ۱۰۲۔ تیسیر الباری۔ مسلم مع شرح نووی مطبوعہ نولکشور جلد دوم کتاب الوصیۃ صفحہ ۴۲۔ مسلم مع شرح نووی جلد دوم صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ کلمہ ہجر کسی شخص نے کہا تھا۔

علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ اس کی دو تاویلیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بعد خلیفہ کا نام لکھ دیں تاکہ لوگ آپس میں اختلاف نہ کریں اور نزاع اور فساد کر کے گمراہ نہ ہوں۔
علامہ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ سفیان نے کہا۔ کہ حضرت نے چاہا تھا۔ کہ امر خلافت کو اپنے بعد بیان کر دیں۔ تاکہ لوگ اختلاف نہ کریں۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت نے ارادہ کیا تھا۔ کہ خلافت کے لئے کسی صحابی کی تعیین کر دیں۔ تاکہ آپ کے بعد اختلاف نہ ہو اور ابن عباس اسی وجہ سے رویا کرتے۔

تاریخ بغداد احمد بن طاہر خطیب بغدادی اور شرح ابن ابی الحدید جزو اول مطبوعہ طہران صفحہ ۱۱ پر ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر نے کہا۔ اے ابن عباس۔ تم پر اونٹوں کی قربانی لازم ہو۔ اگر تم جھوٹ بولو۔ سچ بتاؤ۔ کہ کیا

علیؑ کے دل میں اب بھی خلافت کا دعوےٰ موجود ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ ہاں۔ بلکہ زیادہ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے باپ (عباس عم رسولؐ) سے یہی بات پوچھی تھی۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ علیؑ کا دعوےٰ خلافت سچا ہے۔ یہ سنکر عمر نے کہا کہ آنحضرت نے علیؑ کے بارہ میں چند بار ایسے کلمات تو کہے ہیں لیکن وہ کچھ ثابت نہیں کرتے اور نہ ہی ان سے قطع حجت ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت محبت علیؑ کی وجہ سے ایسے کلمات کہدیا کرتے۔ اور جب آنحضرت نے اپنے مرض الموت میں حق کو چھوڑ کر باطل کیطرف جانا چاہا (نعوذ باللہ) تاکہ علیؑ کے نام کی صراحت کر دیں تو خدا کی قسم میں نے امت کی شفقت اور اسلام کی محبت کی وجہ سے آنحضرت کو منع کر دیا کیونکہ قریش حضرت علی علیہ السلام کی خلافت پر اتفاق نہ کرتے اور اگر وہ خلیفہ ہو جاتے۔ تو عرب کے لوگ ان کی مخالفت میں کھڑے ہو جاتے پس آنحضرت نے جان لیا۔ کہ میں اس راز کو سمجھ گیا ہوں جو حضرت کے دل میں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پھر حضرت خاموش ہو گئے اور علیؑ کے نام کو ظاہر نہ کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کو جو منظور تھا ہو گیا۔ اور اس کا مضبوط حکم جاری ہو گیا۔

صاحب رسالہ ردِ روافض ملحقہ ملفوظات مجدد الف ثانی کی تحریر متعلق واقعۂ قرطاس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ آنحضرت کا اس وقت کاغذ اور قلم طلب کرنا الہام یا نبوت کے حکم سے نہ تھا۔ بلکہ اپنی رائے سے تھا اس لئے اس کی مخالفت گناہ نہیں۔

طبقات الحفاظ ذہبی جلد اول صـ۳ پر ہے کہ "حسبنا کتاب اللہ" کہنے والا خارجی ہے۔ تاریخ ابن اثیر تاریخ ابو الفدا۔ اور تاریخ خمیس میں ہے کہ آنحضرت نے خارجیوں کو خارج از دین فرمایا۔

شراب

ترمذی کتاب التفسیر جلد دوئم میں ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ اے خدا شراب کے حرام ہونے میں اس سے زیادہ واضح حکم نازل فرما جو تو فرما چکا ہے۔

دقایق المذاہب مؤلفہ مولوی نواب احمد حسین خاں صاحب خان بہادر حنفی تعلق دار بریا نواں ضلع پرتاب گڑھ ملک اودھ صـ۲۹ پر ہے کہ امام نسائی نے سعید ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ ثقیف کے لوگوں نے عمر بن خطاب کی خاطر تواضع شراب سے کی۔ عمر نے شراب طلب کی۔ جب منہ کے پاس لایا۔ تو ابکائی آئی۔ پس اس کی تیزی کو پانی سے کم کیا۔ (اور پی)، اور کہا ایسا ہی تم بھی کر لیا کرو۔

مسند امام ابو حنیفہ اور فتح الباری جلد پنجم صفحہ ۳۴۱ پر ہے (عمر اور اصحاب عمر اس وقت سفر حج میں جا رہے ہیں) کہ سعید بن ذی لعوہ نے عمر بن خطاب کی سفری صراحی سے پانی پیا۔ تو مست ہو گیا۔ عمر نے اس کو مارنا شروع کیا۔ تو اس نے کہا۔ میں نے تو تمہاری ہی صراحی سے پانی پیا ہے۔ عمر نے کہا میں نے تجھے اس سبب سے مارا ہے کہ تم مست کیوں ہو گئے

معالم التنزیل صفحہ ۹۴ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے اپنے بعض عاملوں کو لکھ بھیجا کہ مسلمانوں کو طلا (ایک قسم کی شراب ہے) پلایا کرو جس کا دو ثلث ۲/۳ جل جائے اور ایک ثلث ۱/۳ باقی رہ جائے۔

کتاب مستطرف امام شہاب الدین الشہبی جلد دوم باب ۴، صفحہ ۲۱ پر ہے کہ باوجودیکہ دو دفعہ آیات قرآنی نازل ہو چکیں جن میں شراب پینے سے منع کیا گیا تھا۔ مگر عمر بن خطاب نے شراب پی لی۔ اور اونٹ کے کلہ کی ہڈی اٹھا کر عبدالرحمان بن عوف کا سر پھوڑ ڈالا۔ اور بیٹھ کر مقتول کافروں کی نوحہ خوانی اسود بن یعفر کے شعر پڑھ کر کرتا رہا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ بدر کے کوئیں میں (جہاں کافر بعد قتل بہ حکم رسول پھینکے گئے تھے) کتنے ہی معزز اور جوان ہیں۔ کیا مجھے کبشہ کا بیٹا (کفار نے طعن کے طور پر آنحضرت کا نام ابن کبشہ رکھا ہوا تھا) ڈراتا ہے۔ کہ ہم عنقریب زندہ کئے جائیں گے حالانکہ جس کی موت پر جانور روتے ہیں کس طرح زندہ ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو مجھ سے موت کو دفع کرنے سے عاجز ہے۔ وہ میری ہڈیاں کو چونا ہو جانے کے بعد مجھ کو زندہ کر سکے۔ آیا کوئی ہے۔ جو خدا کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے۔ کہ میں رمضان کے روزوں کا تارک ہوں۔ اور اللہ سے کہہ دے کہ میرا کھانا اور میرا پانی بند کر دے۔ پس جب آنحضرت کو یہ خبر ملی تو آنحضرت غضبناک ہو کر باہر نکلے اور جو چیز آنحضرت کے ہاتھ میں تھی اٹھا کر عمر کو ماری۔ عمر نے کہا پناہ بہ خدا۔ میں باز آیا میں باز آیا۔ ناظرین۔ کبشہ آنحضرت کا نانا تھا جو مومن اور موحد تھا۔ مگر کفار قریش اس سے عداوت رکھتے تھے۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ مغیرہ کے غلام ابو لولو نے عمر کے کاندھے پر اور کوکھ میں ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ عمر کے علاوہ اس نے تیرہ آدمیوں کو بھی زخمی کیا۔ جن میں سے چھ مر گئے۔ عمر کو اٹھا کر گھر لے گئے اور نبیذ پینے کو دی گئی۔ جو اس نے پی۔ لیکن نبیذ زخموں سے بہ نکلی۔ پھر لوگوں نے عمر کو دودھ پلایا۔ وہ بھی زخموں سے بہ نکلا۔ پھر عمر نے صہیب کو حکم دیا کہ نماز کرائے۔

طبقات ابن سعد باب استخلاف عمر من ترجمہ عمر۔ حیوٰۃ الحیوان علامہ کمال الدین دمیری لغت دیک۔ کنز العمال ملا علی متقی کتاب الامارت باب دوم فصل دوم فرع ثالث۔ کتاب مصنف ابن ابی شیبہ۔ ازالۃ الخفا شاہ

ولی اللہ فصل سادس رسالہ نشر مقامات میں ہے کہ عمر نے صہیب کو امامتِ نماز پر مقرر کیا۔ صہیب عمر کا غلام تھا۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۳۴ پر ہے کہ عمر بن خطاب کے غلام اسلم نے مکہ کی راہ میں عبداللہ بن عباس مخزومی کے پاس شراب نبیذ دیکھی جس پر اسلم نے کہا کہ اس شراب کو عمر بن خطاب بہت دوست رکھتا ہے۔ عبداللہ بن عباس مخزومی نے شراب نبیذ کا ایک بڑا پیالہ بھرا اور عمر کے پاس لایا۔ عمر نے ہاتھ میں اٹھایا۔ اور منہ کے پاس لا کر کہا کہ نہایت عمدہ ہے۔ اس کے بعد پی اور اس میں سے ایک اور شخص کو بھی دی جو داہنی جانب بیٹھا تھا

الفاروق حالاتِ عمر صفحہ ۲۰۳ پر ہے کہ ایک طبیب بلایا (عمر کے زخمی ہونے پر) اس نے نبیذ اور دودھ عمر کو پلایا جو زخم کی راہ سے نکل آیا۔ بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعت پارہ چودہواں صفحہ ۹۶ سطر ۳ پر ہے کہ عمر کو نبیذ پلائی گئی۔ جو اس کے پیٹ سے باہر نکل آئی۔ کشف المغطا مطبوعہ صدیقی لاہور صفحہ ۵۵۵ پر ہے کہ عمر نے نبیذ پی۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۵۲ پر ہے کہ عمر نے اپنے سالے قدامہ بن مطعون عدوی پر شراب نوشی پر شرعی حد نہ لگائی۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۲۱ پر ہے کہ عمر نے یرفا سے کہا۔ وائے ہو تم پر۔ پلاوہ چیز۔ یرفا ایک قدح بھر کر لایا جس میں نبیذ تھی۔ اور عمر نے اس کو پیا۔

فتح الباری ابن حجر جلد پنجم صفحہ ۳۴ پر ابن حجر نے تحقیق و تدقیق کے بعد شراب خوروں کے نام لکھے ہیں۔ جو یہ ہیں۔ ابو طلحہ۔ ابو عبیدہ۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ ابو دجانہ۔ سہیل بن بیضہ۔ ابوبکر۔ عمر۔ ابوبکر بن شغوب۔ نیز صفحہ ۳۴۲ پر لکھا ہے کہ ہمام بن حرث سے روایت ہے کہ عمر ایک دن سفر میں تھا۔ اس کے پاس نبیذ لائی گئی۔ تو اس نے پی اور ترش رو ہوا۔ اور کہا طائف کی نبیذ میں بہت تیزی ہے۔ پھر پانی منگایا۔ اور اس میں پانی ڈالا اور پی۔ اس حدیث کی سند بہت صحیح بلکہ اصح ہے۔

مسند ابو حنیفہ میں ہے کہ عمر بن خطاب کے پاس ایک اعرابی کو پکڑ کر لایا گیا۔ جو نشہ سے چور تھا۔ عمر نے اس کے لئے عذر تراشنا شروع کیا (یعنی اس پر شرعی حد نہ لگانے کی کوشش کی) جب ہر طرح سے عاجز ہوا تو حکم دیا کہ اس کو قید میں رکھو۔ ہوشیار ہونے کے بعد اس پر حد جاری کی جائے گی۔ پھر عمر نے اس کی جھوٹی شراب منگائی۔ اور پانی ملا کر اس کا نشہ کم کیا۔ اور خود پی اور اپنے ہم خیال (شرکاء جلسہ) کو پلائی۔ اور کہا۔ اسی طرح پانی ملا کر نشہ کم کر لیا کرو۔ اگر شیطان تم پر قبضہ کرے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوئم صفحہ ۱۵۱ پر عمر کے لڑکے ابو شحمہ کا شراب پینا اور ہلاک ہونا مرقوم ہے۔ جو لکھا جا چکا ہے۔ جس میں ابو شحمہ کا یہ جملہ مفید مطلب ہے مجھ کو وہ شخص حد لگا سکتا ہے جس نے بحالتِ کفر یا اسلام شراب نہ پی ہو۔ عمر حد نہ لگا سکا۔

استعاب جلد دوئم صفحہ ۵۴۰ پر ہے کہ جب عمر کے سالے قدامہ (قدامہ عمر کا سالہ بھی تھا اور بہنوئی بھی تھا) نے شراب پی (تو قبیلہ عبد القیس کے سردار) جارود نے عمر سے کہا کہ قدامہ پر حد جاری کرو۔ عمر نے کہا۔ تو مدعی ہے یا گواہ۔ جارود نے کہا۔ ہم گواہ ہیں۔ عمر نے کہا پس تو گواہی دے چکا ہے۔ اس روز تو جارود خاموش رہا۔ دوسرے دن کی صبح کو پھر جارود نے عمر کو حد لگانے کے لئے کہا۔ عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو مدعی ہے۔ حالانکہ صرف ابو ہریرہ نے تیرے ساتھ گواہی دی ہے جارود نے کہا۔ ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں۔ کہ قدامہ پر حد جاری کرو عمر نے کہا۔ اگر تو اپنی زبان نہ روکے گا۔ تو تم کو سزا دی جائے گی۔ جارود نے کہا۔ بخدا یہ بالکل خلاف حق ہے کہ شراب تو تیرا ابن عم پیئے اور سزا ہم کو دی جائے۔

پھر لکھا ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ اے عمر اگر تم کو ہماری شہادت پر شک ہے تو قدامہ کی زوجہ (ولید کی بیٹی) مسماتِ ہند سے پوچھ لے۔ عمر نے ہند کو قسم دے کر پوچھا۔ تو اس نے گواہی دی۔ کہ بیشک قدامہ نے شراب پی۔ مگر باوجود اس کے حد نہ لگائی گئی۔

مسلم کتاب الاشربہ جلد دوئم صفحہ ۱۶۸ پر ہے کہ (جب آنحضرت کے لئے غار کی طرف جاتے ہوئے چرواہے نے ایک قدح میں دودھ دوہا۔ اور آنحضرت نے سیر ہو کر پیا) ہم نے آنحضرت کو اسی ایک قدح میں سے ہر قسم کی چیزیں پلائیں۔ مثلاً۔ دودھ۔ پانی۔ شہد۔ نبیذ وغیرہ۔

زاد المعاد ابن القیم جلد دوئم صفحہ ۲۰ پر ہے کہ جن احادیث سے نبیذ کی حرمت ثابت ہے وہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ بخلاف حدیث حلتِ نبیذ کے کہ وہ صرف ایک حدیث ہے جس سے کسی طرح ان احادیث کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

بخاری پارہ چودھواں کتاب المناقب باب قصۃ البیعت صفحہ ۹۵ پر ہے کہ جب مغیرہ کے غلام ابو لولو نے عمر کو زخمی کیا۔ تو عمر نے کہا کہ کم بخت کتی نے مجھ کو مار ڈالا۔

جذب القلوب شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ کلکتہ باب ششم ۱۲۶۲ھ صفحہ ۱۹۱ پر ہے کہ ابن شیبہ اور ابن زبالہ کہتے ہیں۔ کہ ابو ایوب اور ایک جماعت انصار نے اس مسجد کے موضع میں فضیح پی اور آیہ تحریم آنی در بارہ

حرمتِ شراب کے نزول پر تمام شراب فضیح وہاں بہادی گئی۔ اسی وجہ سے اس کا نام مسجد فضیح مشہور ہوا۔

امام احمد نے مسند میں لکھا ہے کہ ابنِ عمر سے روایت ہے کہ اسی مقام پر رسول اللہ نے بھی فضیح پی اور اس مقام کا نام مسجد فضیح مشہور ہوا نعوذ باللہ یہ رسول اللہ صلعم پر بالکل افترا اور بہتان ہے۔

تیسیر الباری شرح بخاری مولوی نور الحق ابن عبد الحق محدث دہلوی کتاب التفسیر باب لیس علے الذین آمنوا صـ ۳۶۳ پر ہے کہ امام ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر شراب کو عبادت میں قوت حاصل کرنے کی غرض سے پیا جائے تو حلال ہے اور اگر لہو ولعب کے ارادہ پر پی جائے تو حرام ہے۔

امام غزالی نے احیاء العلوم جلد اول صـ ۶ پر لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے نصرانی کے گھڑے سے پانی لے کر وضو کیا۔

شرح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی جلد سوئم صـ ۳۴۴ پر ہے کہ ابوبکر نے قبل از تحریم شراب پی اور اشعار پڑھے۔ جو نوحہ اہل بدر میں ہیں ناظرین یہی واقعہ کتاب مستطرف میں عمر بن خطاب کی طرف منسوب ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونو بھائی ہر کام میں شریک رہتے تھے۔

طہارت

کنز العمال کتاب الطہارت من قسم الافعال جلد پنجم صـ ۱۲۶ پر بروایت زید بن وہب لکھا ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا۔

کنز العمال کتاب الطہارت صـ ۱۴۴ پر ہے۔ عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ کھڑے کھڑے پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور بیٹھکر پیشاب کرنے سے دبر ڈھیلی ہو جاتی ہے۔

فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ تحقیق عمر بن خطاب کھڑے کھڑے پیشاب کیا کرتا تھا۔ اور کبھی ایڑی کے بل بیٹھکر بھی کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ کھڑے کھڑے پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت ہوتی ہے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوئم ذکر سنن اداب الخادعمر صـ ۸۶ اور مستدرک اور کنز العمال باب سوئم فصل اول کتاب الطہارت میں ہے کہ بغوی وغیرہ نے جو مشاہیر اہل حدیث سے ہیں۔ عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے مجھے کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا۔ تو فرمایا اے عمر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کیا کر۔ اور پھر لکھا ہے کہ عمر پیشاب کرتا تو اپنا ذکر دیوار سے یا پتھر سے صاف کرتا۔ اور پانی سے استنجا نہ کرتا۔ بعد ازیں صاحب ازالۃ الخفا شاہ

ولی اللہ کہتا ہے۔ کہ اس پر علمائے اہلسنت کا اجماع ہے کہ کوئی حدیث مرفوع کھڑے کھڑے پیشاب کرنے یا ذکر کو دیوار اور پتھر سے مسح کرنے کی نہیں اور اس طرح کا وخ کرنا عمر کا قیاسی مذہب ہے۔

اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی میں ہے۔ کہ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا عادتِ جاہلیت پر قائم رہنے کیوجہ سے تھا یا کسی مرض کیوجہ سے۔ اور عمر کے کھڑے کھڑے پیشاب کرنے کے عذر میں یہ وجہ قرار دی گئی ہے۔ کہ اس طرح پیشاب کرنے سے دُبر کی حفاظت ہوتی ہے۔ پس ہوسکتا ہے کہ اس وقت عمر کو کوئی مرض لاحق ہو جس سے اس کو ڈر ہو کہ بیٹھکر پیشاب کرنے سے اس کی دُبر سے نجاست نہ نکل آوے کیونکہ رسول اللہ کا عمر کو کھڑے کھڑے پیشاب کرنے سے منع کرنا حدیث میں وارد ہے۔

شرح مصابیح فضل اللہ بن محمد بن احمد ابوالمکارم توریشتی میں لکھا ہے کہ بیشک میں نے حدیث میں دیکھا ہے کہ عمر بن خطاب کھڑے کھڑے پیشاب کیا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ کھڑے کھڑے پیشاب کرنے سے دُبر کی حفاظت ہوتی ہے پس یہ بدیہی امر ہے کہ اس کا یہ فعل کسی مرض کے سبب سے ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی تو ذات پیغمبر سے ہے پس وہ آنحضرت کے خلاف حکم عمل نہیں کرسکتا۔ کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرے۔ پس ہم گمان کرتے ہیں کہ عمر کو بیٹھکر پیشاب کرنے سے کوئی چیز دُبر سے خارج ہوتی ہوگی اور اس کی دلیل عمر کا خود قول ہے کہ کھڑے کھڑے پیشاب کرنے سے دُبر محفوظ رہتی ہے۔

قسطلانی باب اول شرح باب البول قائماً وقاعداً میں ہے کہ ایک جماعت نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مباح کیا ہوا ہے۔ جیسے عمر بن خطاب اور ابن عمر اور زید بن ثابت اور سعید بن مسیّب اور ابن سیرین اور نخعی اور شعبی اور احمد حنبل اور مالک وغیرہ۔ امام مالک کہتا ہے کہ اگر ایسی جگہ پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا جائے کہ کوئی چھینٹا نہ اڑے تو اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ ورنہ مکروہ ہے۔ شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق بھی یہی لکھتا ہے۔

فتح الباری شرح بخاری باب البول قائماً وقاعداً جلد اوّل میں ہے کہ رسول اللہ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ بخاری مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۴ ابن ماجہ مطبع فاروقی دہلی جلد اول صفحہ ۲۶ نسائی مطبع نظامی جلد اول صفحہ ۶ ترمذی مطبع مجتبائی دہلی جلد اول صفحہ ۴ ابوداؤد مطبع مجتبائی دہلی جلد اول صفحہ ۵ مسلم مطبع انصاری دہلی جلد اول صفحہ ۱۳۳ پر بھی مرقوم ہے کہ آنحضرت نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا (یہ رسول اللہ صلعم پر افترا ہے)

کنز العمال میں ہے کہ ایک دفعہ سفر میں اصحابِ رسولؐ نے عمر کو آبدست کرتے دیکھا۔ تو کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

شرح ابن ابی الحدید جز ثانی ذکر اسلام عمر میں ہے کہ عمر بن خطاب اٹھارہ سال کی عمر میں ولید بن مغیرہ کے ہمراہ بطور مزدور شام کی طرف گیا اور اس کے اونٹوں کو چراتا اور حمالی (پانڈی کا کام۔ بار برداری) کرتا موطا امام مالک میں ہے کہ عبداللہ بن عمر بن خطاب بھی کھڑے کھڑے پیشاب کیا کرتا تھا۔ شرح زرقانی موطا میں ہے زید بن ثابت کاتب قرآن کھڑے کھڑے پیشاب کیا کرتا۔

متعہ

شرح مسلم نووی کتاب النکاح مطبوعہ دہلی ص۴۵۲ پر ہے کہ ابن زبیر نے تعریضاً کہا کہ کچھ لوگ ہیں کہ اللہ نے انکے دل کو اندھا کیا ہے۔ جیسے کہ انکی آنکھیں اندھی ہیں وہ متعہ کی حلت کا فتوے دیتے ہیں پس ابن عباس نے للکار کر کہا تو بیشک جفا کا بچہ یعنی ولد المتعہ ہے۔ ناظرین حضرت ابن عباس ضعیفی میں غالباً علمی مشاغل کیوجہ سے نابینا ہو گئے تھے۔

موطا امام مالک میں ہے کہ خولہ بنت الحکیم عمر کے پاس گئی اور کہا کہ ربیع ابن امیہ نے ایک عرب زادہ عورت سے متعہ کیا اور وہ اب حاملہ ہے۔ عمر ناراض ہو کر باہر نکلا اور کہا کہ اگر میں نے حرمت متعہ کا اعلان پہلے کر دیا ہوتا۔ تو اس عورت کو سنگسار کر دیتا (ثابت ہوا کہ عمر کے عہد میں بھی متعہ کا رواج تھا اور نیز یہ کہ عمر کو خلاف حکم خدا و رسول جانا عورتوں کو سنگسار کرنے کا بہت شوق تھا)

شبہ عقد الفرید جلد دوئم ص۱۱۰ پر ہے کہ سب سے پہلے متعہ کی انگیٹھی جو روشن ہوئی وہ آل زبیر کی انگیٹھی تھی۔

مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوئم ص۵۰۶ پر ہے کہ چونکہ بنت ابی بکر نے آغاز زمانۂ ہجرت میں ہی متعہ کیا تھا۔ کہ جن دنوں اس کے باپ مالدار تھے اس سبب سے اسماء کا متعہ کرنا ابوبکر کے افلاس کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بطور رسم درواج ہوا ہوگا۔

ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مقصد دوئم کلمات عمر ص۲۰۵ پر عمران بن سوادیشی سے لمبی چوڑی روایت ہے جس کا ہمارے مطلب کے مطابق خلاصہ یہ ہے کہ عمران نے عمر کو کہا۔ کہ تم نے زمانۂ حج میں تمتع کو حرام کر دیا ہے حالانکہ آنحضرت کے عہد اور ابوبکر کے زمانہ میں حلال تھا۔ اور تم نے عورتوں سے متعہ کرنے کو حرام کر دیا ہے۔ حالانکہ خدا کی طرف سے اس کی اجازت ہے۔

حضرت ابن عباس ان لوگوں کے جواب میں جو (متعہ کے حرام ہونے میں) ابوبکر اور عمر کا قول پیش کرتے۔ فرمایا کرتے مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر آسمان سے پتھر نہ پڑیں۔ کہ ہم تو حدیثِ رسولؐ بیان کرتے ہیں۔ اور تم ابوبکر اور عمر کا قول پیش کرتے ہو۔ تاریخ ابنِ کثیر میں ہے کہ جب ابنِ عمر سے کسی نے کہا کہ تمہارے باپ تو اس متعہ سے منع کیا کرتے تھے۔ تو ابن عمر نے کہا۔ ہم کو ڈر ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر نہ پڑیں۔ آنحضرت نے اس متعہ کو حلال کیا ہے۔ اب قولِ رسول قابل عمل ہے یا طریقۂ عمر۔ تفسیر درمنثور سیوطی جلد دوئم صـ ۱۳۱ پر ہے کہ ابن عمر نے حرمتِ متعہ کا فتوے دیا از تقلیدِ عمر) تو کہا گیا کہ ابن عباس تو حلال جانتے ہیں۔ ابن عمر نے کہا۔ پھر اس نے عمر کے زمانہ میں یہ فتوے کیوں نہ دیا۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد سوئم صـ ۲۸۹۔ بخاری امام بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم صـ ۴۰ ترمذی امام ترمذی مطبوعہ احمدی میرٹھ صـ ۱۰۷۔ مسلم امام مسلم مطبوعہ نول کشور جلد اول صـ ۴۰۳ و صـ ۴۵۰۔ تاریخ الخلفا امام سیوطی مطبوعہ سرکاری لاہور صـ ۱۳۶۔ تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صـ ۱۴۰ و صـ ۱۴۱۔ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ بمبئی جلد اول صـ ۱۹۱ و صـ ۱۹۲۔ ہدایہ فقہ امام ابوحنیفہ مطبوعہ کلکتہ جلد دوئم صـ ۱۴۰۔ شرح معانی الآثار امام طحاوی مطبوعہ مصطفائی لاہور جلد دوئم صـ ۱۴ و صـ ۱۵۔ تفسیر غرایب القرآن امام نیشاپوری مطبوعہ ایران جلد اول صـ ۴۲۱۔ تفسیر کشاف امام جار اللہ زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول صـ ۲۸۱۔ تفسیر لباب التنزیل امام خازن بغدادی مطبوعہ مصر جلد اول صـ ۳۵۷۔ افادۃ الشیوخ نواب صدیق حسن خاں بھوپال مطبوعہ محمدی لاہور صـ ۳۷ تاریخ ابن خلکان امام شمس الدین بن خلکان مطبوعہ ایران جلد دوئم صـ ۳۵۹ پر ہے کہ عمر نے متعہ کو اپنے عہدِ خلافت میں بند کر دیا۔

ناظرین متعہ کا نکاح مقررہ دنوں کے نکاح کو کہتے ہیں اس کی شرائط اور پابندیاں بھی تقریباً نکاح دائمی کی طرح ہیں۔ مزید براں یہ امر ہے کہ اگر زنِ ممتوعہ یائسہ ہو تو اس کے لئے عدۃ کی پابندی ضروری ہے سورۂ النساء آیہ نمبر ۲۳ میں ہے " فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ" یعنی جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو۔ تو انکو جو مہر مقرر ہوا ہو۔ دیدو۔

ناظرین۔ جوازِ متعہ کا حکم تو صریح ہو چکا۔ جس پر عمل آنحضرت کی زمانۂ نبوت میں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب کے زمانۂ حکومت کے کچھ حصہ میں ہوتا رہا۔ شریعت کے لحاظ سے کوئی امر اس وقت تک نامشروع نہیں ہو سکتا جب تک اس کے نامشروع ہونے کے بارہ میں قرآنی آیہ اس امر کو منسوخ نہ کر دے یا حدیث

رسولؐ اس کو ناجائز قرار دے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد اگر کوئی شخص قرآن اور حدیث کے خلاف حلال امر کو اپنے حکم سے حرام کر دے۔ تو کہا جائے گا کہ اس شخص کا حکم خلافِ شریعت ہے۔ اس لئے قابلِ تعمیل نہیں۔ ہاں اگر کوئی گروہ ایسے شخص پر اس حد تک فدا ہو کہ احکامِ خدا و رسولؐ کو اس شخص واحد کے کہنے پر پس پشت ڈال دے۔ تو اس گروہ کو ایسا خیال مبارک ہو

تفسیر کشاف علامہ جار اللہ زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول صفحہ ۲۸۳ سطر ۱۵ پر آیۂ متعہ کی تفسیر میں ہے کہ یہ آیۂ متعہ آیاتِ محکمات سے ہے یعنی کسی دوسری آیہ سے منسوخ نہیں ہوئی اور اپنے حکم و عمل میں باقی ہے۔ پھر لکھا ہے حضرت ابن عباس اس آیۂ متعہ کو یوں پڑھا کرتے تھے "فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّٰی فاتوھن اجورھن فریضۃ"۔ یعنی جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا۔ ایک وقت مقررہ کے لئے۔ تو انکو جو مہر مقرر ہوا ہو۔ دیدو۔

تفسیر لباب التنزیل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۵۷ سطر ۴ پر امام خازن بغدادی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ آیۂ متعہ آیاتِ محکمات سے ہے۔ اور متعہ کی رخصت حاصل تھی۔

تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۱۴۰ سطر ۶ پر ہے کہ ابی نضرہ کہتا ہے۔ کہ آیۂ متعہ کو میں نے ابن عباس پر یوں تلاوت کیا۔ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ تو ابن عباس نے کہا۔ یوں پڑھو۔ فما استمتعتم بہ منھن الیٰ اجل مسمیٰ فاتوھن اجورھن فریضۃ"۔ میں نے کہا۔ ہم تو اس طرح قرأت نہیں کیا کرتے۔ ابن عباس نے کہا۔ خدا کی قسم! اس آیہ کو خدا نے اسی طرح نازل کیا ہے۔ جس طرح میں نے پڑھا ہے۔

تفسیر غرائب التنزیل نظام نیشاپوری جلد اول صفحہ ۴۲۱ سطر ۲ پر ہے کہ عمران بن حصین نے کہا ہے کہ آیۂ متعہ قرآن میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد اس آیہ کو منسوخ کرنیوالی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ آنحضرت نے ہم کو متعہ کرنے کا حکم دیا۔ اور ہم نے پیغمبر صلعم کی موجودگی اور معیت میں متعہ کیا۔ اور پیغمبر صلعم بعد ازاں فوت ہو گئے اور متعہ کرنے سے ہم کو منع نہیں کر گئے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد ایک شخص نے محض اپنی رائے سے جو چاہا۔ کر ڈالا۔ اس کی مراد اس شخص سے عمر بن خطاب تھا۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۲۰۰ سطر اول میں با تفسیر محمد بن جریر الطبری سے بروایت حضرت علی علیہ السلام نقل کیا گیا ہے۔ کہ اگر عمر بن خطاب لوگوں کو متعہ سے نہ روکتا۔ تو پھر

سوائے اشقی کے کوئی زنا نہ کرتا۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد سوئم ص ۲۸۹ سطر ۱۱ پر ہے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع اور یوم الفتح کے روز متعہ کو مباح کیا ہے اور یہ دونوں روز یوم خیبر سے بعد تھے پس یہ دلیل ہے اس روایت کے غلط ہونے پر جس میں یوم خیبر کو متعہ کا منسوخ ہونا وارد ہے کیونکہ منسوخ سے پہلے ہی ناسخ کا آجانا محال ہے۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد سوئم ص ۲۸۹ سطر ۵ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے ایک روز منبر پر چڑھ کر کہا متعہ حج اور متعہ نکاح آنحضرت کے زمانہ میں جائز اور حلال اور مشروع تھے۔ میں ان دونوں متعوں کو حرام کرتا ہوں۔ اور متعہ کرنے سے ممانعت کرتا ہوں۔ ایسا کہنا عمر کی طرف سے اس امر کی نص تھی۔ کہ متعہ نکاح عہد رسول میں جائز اور جاری تھا۔ عمر کا یہ کہنا کہ میں متعہ کرنے سے منع کرتا ہوں۔ اس امر کی دلیل ہے کہ آنحضرت نے متعہ کو منسوخ کیا تھا اور نہ کوئی ناسخ اس امر کے لئے آیا ہے سوائے اس کے کہ عمر نے نسخ کر دیا پس اس بنا پر واجب ہے کہ متعہ کو منسوخ نہ قرار دیا جاوے۔ کیونکہ جو حکم شرعی کہ آنحضرت کے زمانہ میں ثابت اور مروج تھا اس کو آنحضرت نے خود منسوخ نہیں کیا۔ تو وہ نسخ عمر سے منسوخ قرار نہیں پا سکتا یہی وہ حجت قاطعہ ہے جس سے عمران بن حصین نے حلت و جواز متعہ پر احتجاج کیا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ خدا نے متعہ میں آیت نازل کی اور اس کو منسوخ نہیں کیا کسی دوسری آیت سے۔ اور آنحضرت نے ہم کو متعہ کرنے کے لیے حکم دیا۔ اور پھر اس سے ہم کو کبھی ممانعت نہیں کی۔ آنحضرت کی وفات کے بعد ایک شخص نے محض اپنی رائے سے جو چاہا۔ کر دیا۔

تفسیر در منثور امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد ثانی ص ۱۴۱ سطر ۱۲ پر بروایت ابن ابی شیبہ سعید بن المسیب لکھا ہے کہ عمر نے متعہ نسا اور متعہ حج سے ممانعت کر دی۔

افادۃ الشیوخ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مطبوعہ محمدی لاہور ص ۳۷ سطر اول پر ہے کہ "مروی است از ابن عباس جواز متعہ و بقائے او ہم مروی است"

تاریخ الخلفا مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور ص ۱۳۶ سطر ۳ باب اولیات عمر میں لکھا ہے کہ عمر پہلا شخص ہے جو امیر المومنین کے نام سے موسوم ہوا۔ اور جس نے سب سے پہلے تاریخ ہجری لکھی اور جس نے سب سے پہلے بیت المال سے مال لیا۔ اور جس نے سب سے پہلے ماہ رمضان میں تراویح ایجاد کیں۔ اور

جس نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔

مسند امام احمد حنبل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۱۹۳ سطر ۳ پر بروایت سعید بن المسیب لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور عثمان دونو اسفان میں جمع ہوئے اس وقت عثمان متعہ یا عمرہ سے لوگوں کو منع کرتا تھا حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے کہا۔ تم ایسے کام سے لوگوں کو کیوں منع کرتے ہو جسکو آنحضرت نے جائز کیا ہے

مترجم ہدایہ فقہ امام ابوحنیفہ مطبوعہ نولکشور جلد دوئم صفحہ ۱۴۱ سطر ۴ پر بقول امام مالک لکھا ہے۔ کہ "گفتہ است مالک کہ نکاح متعہ جائز است۔ زیراکہ آں مباح بود پس تا ظاہر شدن ناسخ آں بر اباحت خود باقی ماند"۔ یعنی امام مالک نے کہا کہ متعہ کا نکاح جائز ہے کیونکہ وہ مباح تھا پس جب تک اس حکم کے لئے کوئی ناسخ نہ ہو تو ہمیشہ مباح رہے گا۔

شرح معانی الآثار امام طحاوی حنفی مطبوعہ مصطفائی کتاب النکاح جلد دوئم صفحہ ۱۴ سطر ۶ پر بروایت ابن مسعود لکھا ہے کہ ہم جہاد میں آنحضرت کے ہمراہ تھے اور ہمارے ہمراہ عورتیں بھی تھیں پس ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ آیا ہم خود کو خصی نہ کریں۔ پس آنحضرت نے خصی کرنے سے ہم کو منع کیا۔ اور متعہ کرنے کی ہم کو رخصت دی۔ ایک وقت مقررہ تک اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ کہ حرام نہ کرو ان طیبات کو جنکو تمہارے لئے خدا نے حلال کیا ہے۔ وغیرہ۔

شرح معانی الآثار امام طحاوی حنفی مطبوعہ مصطفائی کتاب النکاح جلد دوئم صفحہ ۱۵ سطر ۱۵ پر بروایت ابن عباس لکھا ہے۔ کہ متعہ نہیں ہے۔ مگر خدا کی رحمت جو خدا نے اس امت مرحومہ پر رحمت کیا ہے۔ اور اگر عمر ابن خطاب ممانعت نہ کرتا متعہ سے۔ تو سوائے شقی کے کوئی بھی زنا نہ کرتا۔

تاریخ ابن خلکان علامہ شمس الدین بن خلکان جلد دوئم صفحہ ۳۵۹ سطر ۱۳ پر بقول عمر لکھا ہے کہ متعہ حج اور متعہ نکاح دونو آنحضرت کے زمانہ میں جائز اور حلال اور جاری تھے۔ میں ان دونو سے ممانعت کرتا ہوں

ترمذی امام ترمذی مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ ۱۰۰ سطر ۲ پر ہے کہ ابن شہاب سے مروی ہے کہ اس کو سالم بن عبداللہ نے بتایا کہ اس نے سنا کہ ایک مرد شامی کو یہ کہتے ہوئے عبداللہ بن عمر سے کہ تم متعہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ ابن عمر نے مرد شامی کو جواب میں کہا کہ متعہ حلال ہے۔ شامی نے کہا کہ تمہارے باپ عمر نے تو اس امر کی ممانعت کی ہے۔ ابن عمر نے کہا۔ میرے والد نے اگر متعہ کی ممانعت کی ہے اور رسول اللہ اس کو کرتے رہے ہیں۔ تو تم خود ہی بتاؤ کہ میرے والد کی پیروی اس میں کرنی چاہئے یا حکم رسول کی۔ مرد شامی نے کہا۔

رسولِ خدا کے حکم کی پیروی ضروری ہے۔ ترمذی کہتا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بخاری امام بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم ص ۴۵ سطر ۵ پر بروایت عمران بن حصین لکھا ہے کہ جب آیہ متعہ نازل ہوئی۔ تو ہم نے آنحضرت کی معیت میں متعہ کیا۔ اس کے بعد قرآن میں کوئی آیہ متعہ کو حرام کرنے والی نازل نہیں ہوئی۔ اور نہ مرتے دم تک آنحضرت نے ہم کو متعہ کرنے سے ممانعت کی۔ آنحضرت کی وفات کے بعد ایک شخص نے صرف اپنی رائے سے اس کو حرام کر دیا۔ بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ششم کتاب النکاح ص ۳۳ سطر ۲۵ پر بھی حلت و جواز کے متعلق عبد اللہ کی مذکورہ آیت مرقوم ہے۔

مسلم امام مسلم مطبوعہ نول کشور جلد اول ص ۴۵۱ سطر ۲۔ نووی جلد اول ص ۴۵۱ پر ہے کہ عطا نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ بہ نیت عمرہ وارد ہوئے۔ تو ہم اس کی فرودگاہ میں اس کو ملنے کو گئے۔ اس وقت قوم نے ان سے چند چیزوں کے متعلق سوال کئے پھر متعہ کا سوال کیا۔ جواب دیا کہ آنحضرت کے زمانہ میں متعہ کرتے رہے ہیں۔ اور اسی طرح ابوبکر اور عمر کے زمانہ خلافت میں بھی ہم نے متعہ کیا ہے۔

مسلم امام مسلم مطبوعہ نول کشور جلد اول ص ۴۵۱ سطر ۴ پر ہے کہ ابو زبیر نے کہا کہ جابر کہتا ہے کہ آنحضرت اور ابوبکر کے زمانہ میں ہم خرما اور آٹے کی مٹھی پر چند روز کے لئے متعہ کر لیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر نے عمرو بن حریث کی وجہ سے متعہ کرنے سے ممانعت کر دی۔

مسلم امام مسلم مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۴۵۱ سطر ۵ پر بروایت ابی نضرہ لکھا ہے کہ میں جابر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا۔ ابن عباس اور ابن زبیر نے متعہ نکاح اور متعہ حج میں اختلاف کیا ہے۔ جابر نے کہا کہ رسول اللہ کی معیت میں ہم نے دونو متعہ کو کیا ہے اس کے بعد عمر نے دونو متعوں کو حرام کر دیا۔

شرح تجرید علامہ قوشجی ص ۳۸۵ پر ہے کہ عمر نے منبر پر کہا۔ لوگو۔ تین باتیں یعنی متعہ نکاح اور متعہ حج اور اذان میں حی علے خیر العمل کہنا آنحضرت کے زمانہ میں تھیں۔ میں ان تینوں باتوں سے ممانعت کرتا ہوں۔ اور تینوں کو حرام قرار دیتا ہوں۔ اور آئندہ ان باتوں کے کرنے پر عذاب اور عقاب کروں گا۔

قسطلانی جلد ۵ ص ۳۵۔ نووی جلد اول ص ۲۲ و ص ۴۵۔ موطا ص ۱۹۶۔ نہایہ ابن اثیر جزری۔ حجۃ اللہ البالغہ باب القضائی المختلفہ ص ۱۴۰۔ حاشیہ آقا جمال بر شرح تجرید ص ۱۰۹ پر بھی لکھا ہے کہ متعہ حج اور متعہ نکاح صرف بہ حکم عمر بن خطاب حرام ہوا۔

نسیم الریاض خفاجی شرح شفائے قاضی عیاض میں ہے کہ قرآن کی ایک آیت کا منکر پورے قرآن

کی تکذیب کرنیوالا ہے اور وہ کافر ہے۔

تفسیر درمنثور جلد پنجم صـ ۳۶۶ پر ہے۔ کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مرادِ الحاد سے یہ ہے کہ کلامِ خدا کو غیر موضع میں رکھا جائے تفسیر درمنثور جلد دوم صـ ۱۰۱ پر ہے کہ وہ (کافر) کلامِ خدا کو پڑھتے تھے لیکن عمل کرنا چھوڑ دیا۔

تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی صـ ۱۵۳ پر ہے کہ امام ابن جریج متعہ کو جائز جانتا۔ بلکہ اس نے خود ساٹھ (۶۰) عورتوں سے متعہ کیا۔ اور صـ ۱۵۴ پر ہے کہ امام جریج نے نوّے عورتوں سے متعہ کیا۔ ناظرین ابن جریج ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۵۰ھ میں فوت ہوا۔ اکثر صحابہ کی صحبت سے فیضیاب تھا۔ اس کی بیشمار روایات صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ علامہ ذہبی کہتا ہے کہ ابن جریج امام اور حافظ اور فقیہہ تھا۔ سفیان ثوری۔ سفیان بن عینیہ۔ مسلم بن خالد۔ ابن علیہ۔ حجاج بن محمدؒ۔ ابو عاصم۔ روح۔ وکیع عبدالرزاق وغیرہ اساتذہ امام بخاری اس کے شاگرد ہیں۔ امام احمد بن حنبل کہتا ہے کہ وہ اوعیہ علم سے تھا۔ اور ابن جریج اور ابن عروبہ وہ اشخاص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کتابیں تصنیف کیں۔

تہذیب التہذیب علامہ ابن حجر عسقلانی جلد ۶ صـ ۴۰۶ پر ہے کہ شافعی کہتا ہے کہ ابن جریج نے ستر عورتوں سے متعہ کیا اور ابو عاصم کہتا ہے کہ ابن جریج بڑا عابد تھا اور ایک مہینہ میں ستائیس روزے رکھتا۔

اقوالِ عمر

کنز العمال حرفِ ہمزہ کتاب الایمان باب ثالث فصل خامس میں بروایت قتادہ لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ جو شخص اپنے تئیں کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے اور جو شخص اپنے تئیں کہے کہ میں مومن ہوں وہ کافر ہے۔ بخاری کتاب مغازی بعد باب تسمیہ من سمی من اہل بدر فی الجامع باب حدیث بنی نضیر اور کتاب خمس اور دیگر مقامات میں بھی لکھا ہے کہ عمر نے حضرت علیؑ اور عباسؓ سے وہی معروف گفتگو کر کے کہا۔ خدا جانتا ہے کہ میں سچا اور نیکوکار اور راشد اور تابع حق ہوں (یعنی مومن ہوں)

ازالۃ الخفا ولی اللہ صـ ۱۹۸ پر ہے کہ حاکم کہتا تھا۔ کہ عمر نے کہا کہ قرآن کو مجرد رکھو اور اس کی تفسیر بیان نہ کرو اور رسول اللہ کی احادیث کم بیان کرو۔ اور اس کام میں ہم بھی تمہارے ساتھی ہیں۔

وارداتِ زنا

موطا امام مالک میں ہے۔ کہ بائیں ایسے بچوں کو جن کر شاہ راہوں پر ڈال دیتیں جن کو لوگ اٹھا کر پالتے اور اپنا غلام بنا لیتے۔

ترجمہ موطا مالک القضا فی المنبوذ والحاق الولد بابیہ صـــ ۴۷۹ پر ہے کہ عمر نے ایک محکمہ مقرر کیا۔ جس کا عہدیدار قالف سنان کو بنایا۔ یہ محکمہ قیافہ سے پہچانتا۔ کہ یہ بچہ فلانے کے تخم سے ہے۔

اسد الغابہ جلد اول صـــ ۲۵۲ پر ہے کہ ایک انصاری نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا تو اُسے حاملہ پایا جس کو اسی وقت طلاق دیدی گئی۔

اسد الغابہ جلد ۷ صـــ ۱۳۵ پر ہے کہ عمرو بن حمزہ بن سنان سلمی جو صلح حدیبیہ میں آنحضرت کے ساتھ تھا جنگل کی طرف گیا۔ اور مقام صوعقہ پر پہنچا۔ ایک لونڈی کو دبوچ لیا جس پر آنحضرت نے اسکو یکصد کوڑے مارے

بخاری میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ ہلال بن امیہ صحابی کی زوجہ شریک بن محمار سے حاملہ ہو گئی۔

اسد الغابہ جلد ۷ صـــ ۲۱۴ بروایت عویمر ابن ابیض عجلانی انصاری لکھا ہے کہ ہلال صحابی کی عورت کا شریک سے حاملہ ہو جانے کا واقعہ واپسئ تبوک پر ماہ شعبان ۹ھ میں ہوا ہے۔ یعنی آنحضرت کے انتقال سے قریبًا ایک سال پہلے۔

ترمذی جلد دوئم کتاب التفسیر سورہ ہود میں ہے کہ ابو الیسر صحابی سے ایک صحابیہ کھجوریں خریدنے لگی۔ ابو الیسر نے کہا میرے گھر پر نہایت لطیف کھجوریں ہیں۔ اس بہانہ سے اس سے جماع کیا۔

اسد الغابہ جلد ۷ صـــ ۱۱ پر بھی عمرو بن غزیہ انصاری کا ایسا ہی واقعہ درج ہے۔

مقاماتِ حریری مولفہ محمد قاسم بن علی الحریری کے مقامہ ۴۷ میں ہے کہ خواتِ بدری انصاری نے قبیلہ تیم بن ثعلبہ کی ایک عورت مسماۃ ذات النحیین سے گھی خریدنے کے بہانہ سے جماع کیا۔

اسد الغابہ جلد ۲ مطبوعہ مصر صـــ ۱۲۵ پر بھی مسماۃ ذات النحیین کا واقعہ درج ہے۔

وفیات الاعیان ابن خلکان اربلی شافعی۔ تاریخ طبری بیان ۱۷ھ اور کنز العمال کتاب الثانی فصل اول فرع رابع بیان حد اسامہ بن زبیر میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ مہاجر نے اپنی امارتِ بصرہ میں

ام جمیل بنت افقم زوجہ حجاج بن عتیک سے جو قبیلہ ثقیف سے تھی۔ زنا کیا۔ اس فعلِ بد کو ابوبکرہ وغیرہ صحابہ نے بہ چشم خود اپنی کھڑکی سے دیکھا اور زیاد ابن ابوسفیان نے بھی بہ چشم خود دیکھا۔ لیکن زیاد کی جھوٹی گواہی پر صحابیوں کو سزا دی گئی اور مغیرہ کو بری کر دیا گیا۔ بلکہ مغیرہ کو بدستور سابق امیر بصرہ بنا دیا گیا۔

روض المناظر ابن سحنہ حلبی۔ مستدرک حاکم۔ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ نے جو عمر کا عامل تھا۔ مسمات ام جمیل سے زنا کیا۔ اور مقدمہ عمر کے سامنے پیش ہوا۔ تو عمر نے مغیرہ کو سزا سے بچانے کے لئے چوتھے گواہ کو تلقین کی۔ کہ وہ مغیرہ کے خلاف شہادت نہ دے۔ اور اس طرح نصاب شہادت پورا نہ ہونے کے عذر پر مغیرہ کو سزا سے بچا لیا۔ ناظرین! عمر کے عہد میں کعب احبار یہودی کو اس قدر آزادی تھی کہ وہ کھلے بندوں صحابہ کو توریت کی تعلیم دیا کرتا۔

خالد بن ولید

بخاری امام بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم باب بعث النبی خالد بن ولید الی بنی جذیمہ غزوہ طائف صفحہ ۲۹ سطر ۹ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے۔ خداوندا میں برائت اور دوری چاہتا ہوں۔ اُن سے جو کچھ خالد بن ولید نے دو مرتبہ کیا۔

الفاروق شمس العلما مولوی شبلی نعمانی مطبوعہ مفید عام آگرہ حصہ اوّل صفحہ ۱۶۰ سطر ۹ پر ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ عمر خالد بن ولید کی بے اعتدالیوں کیوجہ سے مدت سے ناراض تھا۔ .... (ابوبکر کی عہدِ خلافت میں خالد بن ولید نے صحابی مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اس کی خوبصورت عورت سے اسی رات بالجبر زنا کیا تھا۔ اور پھر اس عورت کو مدینہ میں لے آیا جس پر عمر بن خطاب نے خالد کو شرعی سزا دینی چاہی۔ مگر نہ دے سکا) تاہم آغازِ خلافت میں اُس سے کچھ تعرض نہیں کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ خالد کی عادت تھی۔ کہ وہ حساب و کتاب کے کاغذات دربارِ خلافت کو نہیں بھیجتا تھا۔ اس لئے عمر نے خالد کو تاکیداً لکھا کہ آئندہ سے اس کا خیال رکھو۔ خالد نے جواب میں لکھا کہ میں ابوبکر کے زمانۂ خلافت سے ایسا ہی کرتا چلا آیا ہوں۔ اور اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ عمر کو خالد کی یہ خود مختاری کیونکر پسند ہو سکتی تھی۔ اور وہ بیت المال کی رقم کو اس طرح بے دریغ کیونکر کسی کے ہاتھ میں دے سکتا تھا۔ چنانچہ خالد کو لکھا کہ تم اس شرط پر سپہ سالار رہ سکتے ہو۔ کہ فوج کے مصارف کا حساب ہمیشہ بھیجتے رہو۔ خالد نے اس شرط کو نامنظور کیا۔ اور اس بنا

پر وہ سپہ سالاری کے عہدے سے معزول کر دیا گیا۔

تاریخ طبری فارسی امام ابن جریر طبری مطبوعہ نول کشور جلد چہارم صـ ۲۶۴ سطر ۸ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے خالد بن ولید کو سپہ سالاری سے معزول کر کے اس کی بجائے ابو عبیدہ جراح کو سپہ سالار لشکر مقرر کیا

تاریخ اعثم کوفی فارسی امام اعثم مطبوعہ بمبئی صـ ۳۴ سطر ۱۵ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے ابو عبیدہ جراح کو لکھا کہ خدا کا شکر ہے کہ تیرے پاس قلعۂ دمشق کو محصور کرنے کے لئے کافی لشکر ہے جب تم کو یہ میرا خط ملے اسی وقت سرداران لشکر کو جمع کرو۔ اور ان تمام کو یہ میرا خط سنا دو۔ تاکہ وہ جان لیں۔ کہ آج سے تو سپہ سالار لشکر ہے اور خالد بن ولید کو معزول کر دیا گیا ہے پس وہ تیری اطاعت کریں جب خالد کو اس کیفیت کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا خدا ابو بکر پر رحم کرے۔ اگر وہ زندہ ہوتا۔ تو مجھے ہرگز معزول نہ کرتا۔

سیرت حلبیہ جلد ۳ صـ ۲۲ پر ہے کہ خالد بن ولید اور عمر بن خطاب میں عداوت کی اصلی وجہ یہ تھی کہ لڑکپن میں دونو کشتی لڑے تھے خالد زیادہ طاقتور تھا۔ اس نے عمر کی ٹانگ توڑ دی۔ جو علاج سے اچھی ہو گئی۔ اس لئے جب عمر خلیفہ ہوا۔ تو سب سے پہلا کام جو عمر نے کیا۔ یہ کیا کہ خالد کو شام کی سپہ سالاری سے موقوف کر دیا۔ اور کہا۔ کہ خالد ازیں بعد کسی عمل کا والی نہ ہو۔

انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون علامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی ذکر خالد بن ولید الیٰ جذیمہ اور مراۃ الزمان علامہ سبط ابن جوزی باب ثانی ذکر خلافت عمر من ابواب ذکر الخلفا من وقائع سنتہ الثالثہ عشر صـ ۲۹۴ اور اصابہ علامہ ابن حجر ذکر حالات خالد۔ اور تاریخ کامل جلد دوئم صـ ۲۰۷ میں مفصل درج ہے۔ کہ عمر بن خطاب نے خالد بن ولید کو معزول کر کے ابو عبیدہ بن جراح کو سپہ سالار لشکر مقرر کیا۔

کشاف زمخشری میں ہے کہ خالد کا باپ ولید بن مغیرہ حرامزادہ تھا جس کو مغیرہ نے اس کی پیدائش سے اٹھارہ سال بعد اپنا بیٹا بنایا۔ اور ولید کی ماں فاحشہ تھی ناظرین آنحضرت کا ارشاد اس کتاب میں درج ہے کہ حرامزادہ کا بیٹا اور پوتا داخل جنت نہیں ہوگا۔

علقمی نے کوکب منیر شرح جامع صغیر سیوطی میں لکھا ہے کہ ولد الزنا جہنم کا ایندھن ہے خفاجی مصری نے ریحانۃ اللباء فی ذکر والد الزنا میں لکھا ہے کہ حکم خدا سے ولد الزنا کی طینت اور نطفہ خبیث کیا گیا اور اس کی شقاوت ازلی سے ہے اور وہ ناری ہے۔

درمنثور سیوطی میں ہے کہ عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ و نسائی و بیہقی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ ولدالزنا اور دائم الخمر اور قطع رحم کرنیوالا جہنمی ہے۔

تفسیر کبیر سورہ نون والقلم میں ہے کہ ولدالزنا کا بیٹا اور پوتا داخل جنت نہ ہوگا۔

موطا امام مالک باب العمل فی الصلوٰۃ الجماعۃ صہ ۹۲ پر یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حوالی مدینہ کے ایک موضع عقیق میں ایک شخص امام مسجد تھا۔ عمر بن عبدالعزیز مروانی نے اس کو معزول کر دیا نواب وحیدالزمان نے اس روایت کی شرح میں لکھا ہے کہ وہ امام مسجد مجہول النسب تھا۔ اس لئے امامت سے معزول کر دیا گیا۔

کنزالعمال میں بروایت میمون بن مہران لکھا ہے۔ کہ اس نے کہا کہ ابن عمر ولدالزنا کی نماز جنازہ پڑھا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کو کہا کہ ابوہریرہ ولدالزنا کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ ولدالزنا شر الثلاثہ ہے (یعنی اس میں تین شر موجود ہیں۔ خباثتِ نطفہ، شقاوتِ طینت۔ غضبِ خدا) ابن عمر نے کہا کہ وہ خیر الثلاثہ ہے۔

تلویح شرح توضیح ذکر مصاہرت در بحثِ حدیث ولدالزنا شر الثلاثہ میں لکھا ہے۔ کہ اکثر دیکھا گیا۔ کہ بعض ولدالزنا ولدالحلال سے دین و دنیا کے کاموں میں زیادہ پرہیزگار ہوتے ہیں پس اس دلیل پر حدیث شر الثلاثہ درست نہیں۔ اور ولدالزنا ان تمام کرامات اور فضائل کا مستحق ہے جن کا ولدالحلال حقدار ہے پس ولدالزنا کا عابد و شاہد، و قاضی و امام (یعنی جانشینِ رسولؐ) ہونا جائز ہے۔ ناظرین چونکہ قرآن کی رو سے امام کا درجہ انبیا سے بڑا ہے۔ اس لئے بقول سنیاں نبی ولدالزنا ہو سکتا ہے۔

علامہ قطب الدین شیرازی نے نزہتہ القلوب میں اور امام ابوالقاسم راغب اصفہانی نے محاضرات میں لکھا ہے کہ ولدالزنا شریف تر ہوتا ہے۔ کیونکہ مرد خواہش اور نشاط سے زنا کرتا ہے اور بچہ کامل پیدا ہوتا ہے اور یہ بات حلال مقاربت میں معتبر نہیں۔ کیونکہ انسان اپنی منکوحہ سے بہ تصنع رغبت کرتا ہے۔

سیرۃ حلبیہ جلد سوم صہ ۱۹۹ پر ہے کہ آنحضرت نے ایک دفعہ خالد کو بلملم کیطرف بھیجا۔ خالد نے اپنی ذاتی دشمنی کیوجہ سے ان اشخاص کو قتل کر دیا۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا۔ خداوندا ہم تبرا کرتے ہیں خالد بن ولید پر اور یہی کلمہ دو دفعہ فرمایا۔ ناظرین بعد ازاں جناب امیرؑ نے بحکم رسول تمام مقتولین کا خون بہا ادا کر دیا۔

انجامِ عمر

کنز العمال باب وفات عمر، جامع عبدالرزاق، مسند احمد حنبل، طبقات ابن سعد، تاریخ ابن عساکر، سنن ابوداؤد طیالسی، مسند ابو یعلیٰ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، مواعظ ابو ہلال عسکری اور سنن بیہقی میں ہے۔ کہ عمر نے بوقتِ مرگ کہا کہ اگر دنیا کی تمام چیزیں میری ہوتیں۔ تو میں انکو اس امر کے عوض میں جو مجھ کو آخرت میں پیش آنے والا ہے۔ اور اس ہول کے بدلے جو مجھ پر روشن ہے فدیہ ادا کرتا۔

کنز العمال کتاب الفضائل فضائل عمر میں ہے کہ ہناد نے اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ کاش کہ میں گوسفند ہوتا اور میرے مالک مجھے کھلا پلا کر مجھے فربہ کرتے اور میں پہلے کی نسبت زیادہ فربہ ہو جاتا۔ انکے دوست انکے ہاں مہمان ہوتے۔ پس میرا جسم تو آگ پر بھونتے اور کچھ حصہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے سکھا چھوڑتے۔ پھر مجھے کھاتے اور گوہ کی صورت میں نکال دیتے۔ لیکن میں انسان نہ ہوتا۔

کنز العمال باب عمر وفات میں ہے۔ کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ جب عمر کو ضرب لگی تو پہلا شخص میں تھا جو اس کے پاس گیا میں نے کہا۔ اے امیر المومنین میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ تو نے رسول اللہ کی طویل صحبت رکھی۔ اور خلافت میں عدل کیا اور امانت ادا کی۔ عمر نے کہا یہ جو تو نے مجھے جنت کی خوشخبری دی ہے پس خدا کی قسم جس کے سوائے معبود نہیں۔ اگر جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان ہے میری ملکیت ہوتا۔ تو میں اس کو اس امر کے عوض میں جو مجھے آگے درپیش آنیوالا ہے فدیہ کر دیتا پہلے اس کے کہ مجھے اس کی خبر ہو۔ اور یہ جو تو نے مسلمانوں کی خلافت کا ذکر کیا ہے پس خدا کی قسم میں دل سے چاہتا ہوں۔ کہ میں اس سے نجات پاتا (یعنی مجھے خلیفہ بنایا ہی نہ جاتا) تاکہ مجھ پر نہ کوئی بوجھ ہوتا اور نہ میرے لئے کوئی ثواب ہوتا۔ اور یہ جو تو نے صحبتِ رسولؐ کا ذکر کیا ہے پس یہ بات البتہ یونہی ہے

طبقات ابن سعد اور تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ جب عمر کو ضرب لگی۔ تو اس نے کہا۔ یہ وہ وقت ہے کہ اگر وہ تمام چیزیں جن پر سورج طلوع کرتا ہے۔ میری ملکیت ہوتیں تو میں اس امر کے ہول سے جو مجھ پر روشن ہے۔ فدیہ کر دیتا۔ ابن عباس نے کہا۔ واللہ اے امیر المومنین۔ تیرا اسلام نصرت اور تیری خلافت فتح تھی۔ عدل سے تو نے زمین کو بھر دیا۔ عمر نے کہا۔ اے ابن عباس۔ کیا

جب تو خدا سے ملاقات کرے گا تب بھی یہی شہادت دیگا۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ تو اس پر عمر خوش ہوا۔ اور تعجّب کرتا تھا۔

طبقات ابن سعد میں محمد ابن سیرین سے حدیث لکھی ہے کہ جب عمر کو ضرب لگی۔ تو لوگ اس کے پاس جاتے تھے پس ایک آدمی نے کہا۔ واللہ مجھے امید ہے کہ دوزخ کی آگ تیرے بدن کو کبھی مس نہ کرے گی۔ پس عمر نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے فلانے کے بیٹے۔ تجھے اس امر کا علم قلیل ہے اگر جو کچھ زمین پر ہے میرا ہوتا۔ تو میں اس ہول پر جو مجھ پر طالع ہے فدیہ کر دیتا۔

طبقات ابن سعد اور مواعظ ابو ہلال عسکری میں شعبی سے روایت ہے کہ جب عمر کو ضرب لگی۔ تو اس کے پاس بیٹھنے والے اس کی مدح کرنے لگے۔ عمر نے کہا۔ بہ تحقیق وہ شخص جس کو تم نے ان باتوں پر فریفتہ کر لیا۔ بیہودہ امید رکھنے والا ہے۔ خدا کی قسم۔ کاش کہ میں دنیا سے ایسی حالت میں نکلتا جس حالت میں کہ دنیا میں آیا تھا۔ اور خدا کی قسم اگر وہ تمام چیزیں جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے میری ہوتیں۔ تو میں انکو اس ہول پر جس کی مجھے اطلاع ہے فدیہ کر دیتا۔ یہی کلمات عمر مسند ابو یعلےٰ اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم اور سنن بیہقی سے صاحب کنز العمال نے لکھے ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

مسند عدنی میں بروایت جابر لکھا ہے کہ عمر نے عبد الرحمان بن عوف کو کہا۔ یا ابن عوف ودّ عمر انہ لو خرج منہا کما دخل فیہا الی اودان القی اللہ فلا نظا لبونی بقلیل ولا کثیر العدنی

طبقات ابن سعد میں ذکر وفات عمر میں لکھا ہے کہ عمر رو پڑا۔ تو ابن عباس نے کہا۔ تمہارے رونے کا کیا باعث ہے۔ تو کہنے لگا۔ مجھے میری آخرت کا معاملہ رلاتا ہے۔

شمع الیقین میں جمع بین الصحیحین کی سند پر اور بخاری پارہ چودہواں باب مناقب عمر صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ عمر نے ابن عباس سے کہا کہ میری بیتابی اس کام کی وجہ سے ہے۔ جو میں نے تجھ سے اور تیرے صاحب (حضرت علی علیہ السلام) سے کیا ہے۔ واللہ اگر تمام روئے زمین سونا ہوتی اور میری ہوتی تو میں دے دیتا۔ تاکہ پیش ازاں کہ عذاب خدا دیکھتا اس سے مخلصی پاتا۔

کنز العمال میں ابن ابی شیبہ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ جب موت عمر کو غش دینے لگی۔ تو میں نے اس کو چھاتی سے لگایا ہوا تھا۔ عمر نے کہا کہ وائے ہو تجھ پر۔ میرا سر زمین پر رکھدے پس اس پر پھر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو اس نے کہا۔ وائے ہو تجھ پر میرا سر زمین پر رکھ دے

پس میں نے اس کا سر زمین پر رکھ دیا۔ پس اس نے اپنا سر اور منہ مٹی سے لتھڑ پتھڑ لیا۔ اور کہا ویل اور حیف ہے عمر کے لئے۔ عذاب اور ویل ہے عمر کے لئے۔ اگر خدا اس کو نہ بخشے۔

ابن سعد اور مسدد نے لکھا ہے۔ کہ عثمان بن عفان نے کہا کہ آخری کلمات جو عمر کے منہ سے نکلے تھے۔ کہ عذاب اور ویل ہو عمر کو اور اس کی ماں کو۔ اگر خدا مجھے نہ بخشے یہی کلمات اس نے تین بار دہرائے

شرح مشکوٰۃ عبد الحق میں ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی نہ مرے۔ مگر یہ کہ خدا پر اس کا نیک ظن ہو۔ اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ موت کیوقت خدا کے فضل و کرم پر تکیہ کرکے اس پر نیک ظن رکھو۔ محدثین کا قول ہے کہ نیک انجام کی علامت یہ ہے کہ زندگی میں تو اس پر خوف غالب ہو۔ مگر جب موت کا وقت آئے تو اس پر بخشش کی امید غالب ہو۔ طیبی نے کہا ہے۔ کہ زندگی میں نیک عمل کرو۔ یہاں تک کہ مرتے وقت خدا پر تمہارا نیک ظن ہو اور جس شخص کے عمل موت سے پہلے برے ہوں اس کا ظن خدا پر موت کیوقت برا ہوتا ہے۔

تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۳۵ پر ہے کہ عمر نے بوقت مرگ ابو طلحہ انصاری (یہ شخص شراب نوشی میں عمر کا شریک تھا) کو کہا کہ تم پچاس آدمیوں کا دستہ لے کر شوریٰ خلافت کے مکان پر موجود رہنا اور اگر پانچ آدمی ایک رائے پر متفق ہوں تو چھٹے کو جو مخالف رائے رکھتا ہو (حضرت علی علیہ السلام کو) قتل کر دینا۔

ازالۃ الخفا جلد دوئم صفحہ ۲۱۹ پر ہے کہ جب عمر زخمی ہوا تو پوچھا کہ یہ کون ہے جس نے مجھے زخمی کیا۔ ابن عباس نے فرمایا مغیرہ کا غلام (ابو لولو) ہے۔ عمر نے کہا تم اور تمہارے باپ ہی غلاموں کو زیادہ پسند کرتے ہو اب اگر تم کہو تو ہم تمام غلاموں کو بے جرم اور بحالت نماز قتل کر ڈالیں۔ ابن عباس نے فرمایا۔ تم جھوٹ کہتے ہو۔ یہ لوگ ہماری زبان بولتے ہیں۔ ہماری نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور ہمارے طریق پر حج کرتے ہیں۔

قرضۂ عمر بخاری برحاشیہ فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۳۸۳ پر ہے کہ جب عمر بن خطاب مرا تو اس کے ذمہ بیت المال کا چھیاسی ہزار درہم قرضہ تھا۔ الا اسکے ایک وارث نے اپنا مال ایک لکھ درہم پر فروخت کیا

حالات حضرت عثمان صاحب

عثمان بن عفان خاندان قریش میں سے امیہ تھا۔ یہ بارہ برس بادشاہ رہا۔ آنحضرت کی دو سوتیلی لڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم جو خدیجہ کیساتھ بوقت نکاح آنحضرت کے گھر آئیں۔ عثمان کے نکاح میں یکے بعد

دیگرے آئیں۔ یہ دونو لڑکیاں خدیجہ کی بیٹیاں نہ تھیں۔ بلکہ خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں اور پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیق سے ہوا تھا۔ مگر بعد ازاں یہ دونو لڑکیاں عثمان کے نکاح میں آئیں۔ یہ شخص تدبر اور سیاست سے بے بہرہ تھا۔ خوش پوشی۔ تن آسانی اور نفس پرستی کا پتلا تھا۔ تحمل اور خلق سے کوسوں دور اور اقربا نوازی کے نہایت نزدیک تھا ۵۹ سال کی عمر میں حلقۂ اسلام میں آیا اور ۸۲ سال کی عمر میں اصحاب رسولؐ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

عبد مناف کے چار بیٹے۔ ہاشم۔ عبد الشمس۔ نوفل اور مطلب تھے۔ عبد الشمس کے سات بیٹے مشہور ہیں امیہ۔ ربیعہ۔ عبد العزیٰ۔ عبد امیہ۔ نوفل۔ حبیب اور امیہ۔ تاریخ کامل جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۵ پر ہے کہ امیہ در اصل عبد الشمس کا بیٹا نہ تھا بلکہ غلام تھا۔ جیسا کہ اصابہ میں بھی بہ ترجمہ ثوب مذکور ہے۔ کہ جب وہ دربار معاویہ میں پہنچا۔ تو اس نے خود معاویہ سے بیان کیا کہ یہ تم لوگ غلط کہتے ہو کہ امیہ بیٹا تھا عبد الشمس کا بلکہ وہ تو غلام تھا جس کا اصلی نام ذکوان تھا۔ ازالۃ الخفا مقصد دوئم صفحہ ۲۰ پر ہے کہ بنی تیم (خاندان ابوبکر) اور بنی عدی (خاندان عمر) اور بنی ہاشم (خاندان رسولؐ) میں زمانہ جاہلیت میں عداوت تھی۔ مولف کہتا ہے کہ شاہ صاحب اگر یہ لکھتے کہ بنی ہاشم سے بنی تیمی اور بنی عدی اور بنی امیہ کو سخت عداوت تھی تو زیادہ موزوں ہوتا۔ تیم کے معنی صراح میں غلام لکھے ہیں۔ اس لئے ابوبکر بھی غلام خاندان سے تھا۔

سیوطی نے خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۱۳۱ میں (عثمان کے اسلام لانے کی وجہ میں) بروایت ابن عساکر لکھا ہے کہ عثمان بن عفان کہتا ہے کہ مجھ کو عورتوں کا بہت عشق تھا۔ ایک روز ہم خانۂ کعبہ کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ کسی نے کہا۔ محمدؐ نے رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے کر دیا ہے۔ اس خبر نے عجب کام کیا کہ دل میں حسرت آنے لگی۔ کہ کیوں نہیں میں نے سبقت کی۔ کہ رقیہ مجھ کو مل جاتی۔ کیونکہ رقیہ صاحب حسن و جمال تھی۔

ایک مضحکہ خیز بات بتاتا ہوں۔ مسند ابوحنیفہ مرویہ حصفکی صفحہ ۲۸۲ پر ہے کہ آنحضرت نے قسم سے فرمایا کہ اگر میرے پاس سو بیٹیاں ہوتیں اور اسی طرح (رقیہ اور ام کلثوم کی طرح) مرتی رہتیں تو میں ایک کے بعد دوسری عثمان کے نکاح میں دیتا جاتا۔ ناظرین! اس سے طرفہ تر یہ بات ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ رقیہ زوجہ عثمان کی موت کے بعد جو میں نے ام کلثوم کا نکاح عثمان سے کیا ہے۔ یہ بحکم خدا کیا ہے جس کی خبر حضرت جبرئیلؑ میرے پاس لائے تھے۔

عبد المنذر ہشام نے اپنی سیرت کے باب مثالث بنی امیہ میں لکھا ہے کہ عثمان کے باپ عفان بن العاص سے لوگ مخنث کا کام لیتے تھے اور ایسا ہی طلحہ کے باپ عبید اللہ کی نسبت لکھا ہے۔

تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد ص۱۱ اور بخاری جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۴۰ پر ہے کہ جب رقیہ کو قبر میں آتارنے لگے تو عثمان آگے بڑھا۔ آنحضرت نے فرمایا رقیہ کو قبر میں وہ شخص اتارے جس نے آج رات مباشرت نہ کی ہو۔ عثمان پیچھے ہٹ گیا اور ابو طلحہ نے رقیہ کو قبر میں اتارا۔

تیسیر الباری شرح بخاری جز خامس ص۱۳۵ پر ہے کہ انس بن مالک کہتا ہے کہ ابو طلحہ زید بن سہیل شوہر ام سلیم والدہ انس بن مالک) انصاری کا بچہ بیمار تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ بچہ کی ماں نے مردہ بچہ کو کسی دوسری جگہ چھپا دیا۔ جب ابو طلحہ آیا اور بچہ کا حال دریافت کیا۔ تو اس نے کہا راضی خوشی ہے۔ ابو طلحہ نہ سمجھ سکا۔ اور رات کو اس عورت سے ہم بستری کی اور صبح کو مرغ کا گوشت کھایا جب ابو طلحہ باہر نکلنے لگا تو بیوی نے اصل بات سنائی اور بچہ کو دفن کر دیا گیا۔

علامہ ذہبی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ جب دجال خروج کرے گا۔ تو تابعان عثمان اس کے گدھے کی بھاگ تھامے ہوں گے۔ ناظرین! عثمان کی داڑھی بھی عمر کی داڑھی کی طرح بہت لمبی تھی جس کی وجہ سے عائشہ اس کو نعثل کہا کرتی تھی۔ کیونکہ نعثل یہودی کی داڑھی ناف تک لمبی تھی۔
نیز عثمان کے دانتوں میں اہل ہنود کی طرح سونے کی ریخیں لگی ہوئی تھیں۔

تنزیہ الانساب حصہ ثانیہ ص۳۵ پر ہے کہ عثمان کا باپ عفان دف بجایا کرتا۔ اور لوگ اس سے مخنث کا کام لیتے تھے اور دل لگی کرتے۔

تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ عثمان نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو قلیل المقدور ہیں حیوۃ الحیوان علامہ دمیری میں ہے کہ عثمان کی حقیقی بہن آمنہ عورتوں کے سر گوندھا کرتی تھی اصابہ فی معرفت الصحابہ میں ہے کہ اسی آمنہ کا خاوند حکم بن کیسان جو بنی مخزوم کا غلام تھا حجاموں کا کام کرتا تھا۔ ناظرین! بنی مخزوم وہ قبیلہ ہے جس کا سردار ابو جہل بن ہشام تھا۔ جو ذات سے لوہار

اور عمر بن خطاب کا حقیقی ماموں تھا۔

کتاب مجمع الامثال علامہ میدانی نیشاپوری اور حاشیہ علی القاموس و القانون سیوطی میں ہے۔ کہ ابوجہل کو علت اُبنہ تھی۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ عمر بن خطاب کی ماں خنتمہ ہشام کی بیٹی اور ابوجہل کی بہن تھی۔

استیعاب صـ۲۴۷ پر ہے کہ رقیہ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے اور ام کلثوم کا پہلا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہوا جب سورہ تبت کا نزول ہوا تو ابولہب اور حمالۃ الحطب نے عتبہ اور عتیبہ سے دختران محمدؐ کو طلاق دلوادی۔ ازاں بعد رقیہ کا نکاح عثمان سے کر دیا گیا۔ اصابہ جلد ۸ صـ۸۳ پر ہے کہ رقیہ کا نکاح عتبہ سے قبل نبوت ہوا تھا۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم خدیجہ کی بہن کی لڑکیاں تھیں۔ اصابہ صـ۹۱ پر ہے کہ حضرت کی سب سے بڑی لڑکی زینب کا نکاح بھی قبل بعثت ہوا تھا۔

علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی نے اپنی کتاب مناقب آل ابی طالب میں لکھا ہے جو کتب شیعہ سے ہے۔ کہ احمد بلاذری اور ابوالقاسم کوفی نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے اور جناب سید مرتضےٰ نے کتاب شافی میں اور ابوجعفر نے کتاب تلخیص میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ نے خدیجہ سے عقد کیا۔ تو وہ باکرہ تھیں یعنی کنواری تھیں اور کتاب الانوار والبدع میں ہے کہ رقیہ اور زینب حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں (میرا ارادہ ہے کہ اس معاملہ پر کسی علیحدہ رسالہ میں مفصل روشنی ڈالوں) (ابوالصفا)

تاریخ اسلام جلد سوئم صـ۱۲۴ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے منبر پر بنی امیہ کے جابروں میں سے ایک جابر تیمم کریگا! اور اس کی نکسیر جاری ہوگی تطہیر الجنان صـ۱۴۱ حاشیہ صواعق محرقہ میں ہے کہ عمر بن سعید بن عاص اموی کو منبر پر نکسیر جاری ہوئی۔ تاریخ الخلفا سیوطی صـ۱۰۳ پر ہے کہ عثمان کو نکسیر جاری ہوئی اور حج کو نہ جا سکا۔

تاریخ اسلام جلد سوئم باب چہارم صـ۱۴۳ سطر ۲۲ پر ہے کہ عثمان نے منیٰ کو ایام حج میں خیمہ گاہ بنایا! اور جہالت کے دنوں کی طرح پر تکلف ضیافتیں کیں اور لوگوں کی پیٹھ پر درے مارے۔

تاریخ اسلام جلد سوم صـ۱۴۵ پر ہے۔ کہ عثمان نے بارش کے پانی سے لوگوں کو محروم کر دیا! اور اس کو اپنے اقربا کے لئے مخصوص کر دیا! تاریخ اسلام جلد سوئم صـ۱۴۵ پر ہے کہ عثمان نے منع کر دیا۔ کہ سمندر میں ہمارے تجارتی جہازوں کے سوائے اور کوئی جہاز نہ چلے

الامامت والسیاست ابن قتیبہ صلا پر ہے کہ خدا نے تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور اسی لئے عثمان نے اس کا ترجمہ عبرانی سے عربی میں کر دیا۔

خلافت حضرت عثمان صاحب

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صلا اور بخاری مطبوعہ احمدی پریس پارہ چودہواں صلا ۹۹ پر ہے کہ عمر نے مرتے وقت وصیت کی کہ چھ آدمی۔ علیؑ۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمان بن عوف آپس میں کثرت رائے سے خلیفہ مقرر کر لیں (اور جو شخص کثرت رائے کے مخالف ہو۔ اس کو قتل کر دیا جاوے) ناظرین! مندرجہ بالا چھ اشخاص ایک مقام پر جمع ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام سے کہا گیا کہ اگر آپ سیرت شیخین پر عمل کرنے کا وعدہ کریں یعنی آپ بھی بدعات شیخین پر کاربند رہیں۔ تو ہم آپ کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں صرف قرآن اور احادیث رسول کے مطابق عمل کرونگا پھر وہی سیرت شیخین پر عمل پیرا ہونے کی شرط عثمان بن عفان کے پیش کی گئی۔ عثمان نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اور خلافت کی باگ ڈور عثمان کے حوالہ کر دی گئی۔ طرفہ تر امر یہ ہے کہ جس کمرہ میں عثمان کو خلیفہ بنانے کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اس کمرہ میں مقررہ چھ اشخاص کے سوائے کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ اور کمرہ کے ارد گرد پہرہ لگا ہوا تھا۔ اور جب عثمان کے حق میں پنچایت کا فیصلہ صادر ہو چکا۔ تو اس وقت طلحہ وہاں موجود نہ تھا جب یہ واپس آیا۔ تو اس سے کہا گیا۔ کہ اگرچہ فیصلہ خلافت ہو چکا ہے۔ تاہم تمہارے مقابلہ میں ہم اس کو کالعدم خیال کرتے ہیں۔ اگر کہو تو پھر شوریٰ قائم کیا جاوے۔ ناظرین! کیا اس قدر اہمیت حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کو دی گئی؟ نیز عمر کا حکم تھا کہ خلافت کا فیصلہ تین دن تک طے کر لیا جائے۔ مگر ابوبکر کو ایک گھنٹہ کے اندر اندر خلیفہ بنا دیا گیا۔ اور غور طلب امر یہ بھی ہے کہ سعد بن ابی وقاص عثمان کا سسر اور عبدالرحمان بن عوف چچازاد بھائی تھا اور عبدالرحمان بن عوف کو بحیثیت صدر شوریٰ ہونے کے دو ووٹ کا حق حاصل تھا۔

کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ صلا ۲۵ پر ہے کہ جب عبدالرحمان بن عوف عثمان سے باتیں کر چکا تو جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں عمر کی اس شرط پر کہ آپ کسی بنی ہاشم کو کاروبار خلافت میں شریک نہ بنائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تجھے اس شرط سے کیا مطلب۔ جب تو

نے خلافت کو میرے سپرد کر دیا۔ تو میرا فرض ہے کہ امتِ محمدؐ کی بہتری کے لئے اجتہاد کروں جس کسی کو صاحبِ قوت و امانت پاؤں۔ اس سے کام لوں چاہے وہ بنی ہاشم سے ہو یا نہ ہو۔ اس پر عبدالرحمان نے کہا۔ واللہ۔ جب تک آپ اس بات کا عہد نہ کریں گے۔ ہم آپ کو خلافت نہیں دینگے۔ حضرت نے فرمایا ہم ایسا عہد نہیں کرینگے۔ عبدالرحمان نے حضرت کو چھوڑ دیا۔ اور وہ سب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔

استیعاب جلد دوئم صفحہ ۶۱ پر ہے کہ جب عثمان کو خلافت ملی۔ تو ابوسفیان نے آکر کہا۔ کہ تیمی اور عدی کے بعد خلافت تجھے ملی ہے۔ اس کو گیند بنا لے۔ کہ بنی امیہ کے ہاتھ میں پھرا کرے۔ یہ سب ملک کا سامان تھا۔ نہ جنت تھی نہ نار۔ عثمان نے چلا کر کہا۔ دور ہو جاؤ۔ دور ہو جاؤ۔ عثمان نے صرف "قوموا عنی" کا متعارف جملہ دھرا دیا۔ اور ابوسفیان کو نہ قتل کروایا۔ اور نہ ہی زندہ جلوایا۔ اور نہ ہی کوئی اور سزا دی۔ بات یہ ہے۔ دراصل ایک ہی تھیلی کے بیٹے تھے۔

حضرت عثمان صاحب کے کارنامے

ازالۃ الخفا مقصد دوئم صفحہ ۲۳۱ پر ہے کہ عثمان کے پاس ایک عورت لائی گئی جس کے ہاں چھ ماہ میں بچہ پیدا ہوا تھا عثمان نے اس عورت کو سنگسار کر دینے کا حکم دے دیا حضرت علی علیہ السلام وہاں آپہنچے۔ اور فرمایا۔ وہ عورت سنگسار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ زمانہ حمل اور زمانہ شیرخواری تیس ماہ ہے اور پھر فرماتا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دو برس دودھ پلائیں اس شخص کے لئے جو زمانہ شیرخواری کو پورا کرے پس حمل کا زمانہ چھ ماہ بھی درست ہے عثمان نے کسی کو حکمِ سنگساری کو منسوخ کر کے بھیجا۔ مگر اس وقت تک وہ عورت سنگسار ہو چکی تھی۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۲۲۶ پر ہے کہ ابن مسعود نے عثمان کیساتھ منیٰ میں چار رکعت نماز پڑھی۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم تو یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ کہ رسول اللہ اور ابوبکر اور عمر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے ابن مسعود نے کہا ہاں۔ ہم یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ مگر کیا کریں عثمان اس وقت خلیفہ ہے۔ کیا میں اس کے خلاف کر سکتا ہوں حق یہ ہے کہ اصحاب الاخیار کو ثلاثہ کی خلافتوں میں مومن آل فرعون کی طرح زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔

استیعاب صفحہ ۴۳۵ پر ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کو جب غلامان عثمان نے گالی دی اور اتنا زد و کوب

کیا کہ آپ کو عارضۂ فتق لاحق ہوگیا۔ اور پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ تو بنی مخزوم نے اجتماع کیا اور کہا۔ اگر عمار مر گئے۔ تو ہم اس کے عوض میں صرف عثمان ہی کو قتل کرینگے۔ عائشہ کہتی ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہر صحابی کے بارہ میں کہہ سکتے ہیں۔ یعنی مَیں ہر ایک صحابی کے اعلےٰ مدارج کو بقول رسولؐ جانتی ہوں۔ مگر عمار کے متعلق آنحضرت کا ارشاد ہے۔ کہ یہ قدم کے تلوں سے لیکر کان کی لو تک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ انس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ جنت چار شخصوں کی مشتاق ہے۔ علی۔ عمار سلمان اور بلال کی۔

بخاری امام بخاری مطبوعہ بمبئی جلد چھ فضائل القرآن صہ ۲۵ تاریخ خمیس علامہ دیار بکری مطبوعہ مصر جلد دوئم صہ ۳۰۴ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر صہ ۱۰۱ روضۃ الاحباب محدث جمال الدین مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ جلد دوئم صہ ۲۲۹ مشکوٰۃ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب مطبوعہ محمدی دہلی صہ ۱۵۱ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی امام اعثم مطبوعہ بمبئی صہ ۱۴۷ تفسیر اتقان امام سیوطی مطبوعہ احمدی صہ ۴۴ تحفہ نذریہ مولوی قاری عبدالرحمان پانی پتی مطبوعہ رفاہ عام لاہور صہ ۵۵ وصہ ۵۶ سکیپیر زآف محمد واشنگٹن ارونگ صہ ۱۶۰ پر ہے کہ عثمان نے اپنے عہدِ خلافت میں تمام مملکت کے قرآن جمع کر کے آگ لگادی (اور بعض پھاڑ ڈالے) اور اپنا ترتیب دیا ہوا قرآن جاری کیا

ناظرین۔ آنحضرت نے اپنے بعد تمام امت کے لئے دو ثقل یعنی دو گرانبہا چیزیں چھوڑی تھیں جنکا ادب۔ حرمت۔ اور اقتدا امت پر واجب کیا تھا۔ قرآن ناطق یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا ادب اور اقتدا جس سرگرمی اور ایثار سے کیا گیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ قرآن صامت یعنے قرآن شریف کا ادب یہ ہُوا ہے کہ اس کو آگ میں جلا دیا گیا۔ اور پھاڑ ابھی گیا۔ حضرات۔ اگر عثمان کو یہی شوخی منظور اور مفید تھی۔ تو کیا قرآنوں کے دفن کر دینے کو قطعۂ زمین بھی میسّر نہ تھا۔ خود رسول اللہ اور آلِ محمدؐ اور انبیائے ماسبق سب اسوائے حضرت عیسےٰؑ زیرِ خاک استراحت فرما ہیں۔ یا کم از کم قرآنوں کے انبار کو وزنی پتھروں سے باندھ کر دریا میں ڈال دیا جاتا۔ حروف آہستہ آہستہ خود بخود مٹ جاتے۔ یا ان قرآنوں کو کسی محفوظ مکان میں رکھ دیا جاتا۔ جیسا کہ دنیا کا عام رواج چلا آتا ہے اور ان کتب خانوں میں ہزارہا سال کی تصانیف محفوظ اور مسئون ہیں مگر ایسے خلفاء کو وہ فہمائش کرے۔ جو اپنی پسلیاں تڑوائے یا جلاوطن ہونا منظور کرے۔

ناظرین۔ احراق المصاحف عثمان کی جدت طبع کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ عین تقلید ابوبکر ہے جس نے احادیث کے مجموعہ کو سپرد آتش کر دیا۔ بھلا۔ جلے ہوئے قرآن تو ذرات خاکستر بنکر ہوا میں ادھر ادھر ہوا میں منتشر ہو گئے ہونگے۔ مگر پھٹے ہوئے اوراق قرآن ہر پاک اور ناپاک مقام پر جوتیوں کے نیچے روندے گئے ہوں گے۔

تاریخ اعثم کوفی ترجمہ فارسی مطبوعہ بمبئی صہ ۱۴۷ سطر ۹ پر ہے کہ چند اہل مصر عثمان کے پاس آئے اور کہا۔ تم نے تین ناپسندیدہ کام کئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہم تم پر ناراض ہیں۔ اول یہ کہ تم نے قرآنوں کو جلا دیا۔ اور پھاڑ دیا۔ دوسرے یہ کہ تم نے حکم بن عاص کو مدینہ میں واپس بلا لیا ہے۔ حالانکہ آنحضرت اس کو مدینہ سے باہر نکال دینے کا حکم صادر فرما گئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ تم خزانہ اور حکومت کو اپنے لگوں میں بانٹ رہے ہو۔ اور دوسرے اہل حق کو اس سے محروم رکھتے ہو۔

نجات المومنین ملا محسن کشمیری (جو اکابر علمائے اہلسنت سے ہے) میں ہے۔ کہ عثمان سے بہت سے مکروہ امور اور بری حرکتیں اصحاب رسولؐ کے حق میں ہوئیں۔ مثلاً ابن مسعود کو اس قدر زدو کوب کیا کہ اس کے پہلو کی دو ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور انکے قرآن شریف کو جلا دیا۔

روضۃ الاحباب جمال الدین محدث مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ جلد دوئم صہ ۲۲۹ سطر ۳ پر ہے۔ کہ عثمان نے حکم دیا (اپنی تمام قلمرو میں) کہ سوائے میرے ترتیب دیئے ہوئے قرآن کے باقی تمام قرآنوں کو جلا دیا جائے یا پھاڑ دیا جائے (چنانچہ اس حکم پر پورا پورا عملدرآمد ہوا)۔

بخاری امام بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ۲ فضائل القرآن صہ ۲۶ سطر ۳۔ اور مشکوۃ مطبوعہ محمدی دہلی صہ ۱۵ سطر ۱۲ پر ہے کہ عثمان نے حفصہ کیطرف کسی کو بھیجا۔ کہ میرے پاس صحیفے بھیجدو کہ ہم ان میں سے مصاحف میں نقل کر لیں۔ پھر تم کو واپس بھیجدیں گے حفصہ نے عثمان کے پاس وہ صحیفے بھیجدیئے۔ اور عثمان نے زید بن ثابت اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبدالرحمان بن حارث بن ہشام کو مصاحف میں نقل و جمع کرنے کے کام پر مامور کیا۔ اور تینوں قرشی گروہ کے آدمیوں سے کہہ دیا کہ اگر تم کو زید بن ثابت سے قرآن کے کسی امر میں اختلاف پڑ جائے۔ تو لغت قریش میں اس کو لکھنا کیونکہ انہیں کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ صحیفوں کو مصاحف میں نسخہ کر لیا اور حسب وعدہ عثمان نے حفصہ کو وہ صحیفے واپس کر دئے۔ اور ہر ایک طرف کو ایک تیار شدہ صحیفہ بھیجدیا۔ اس صحیفہ کے سوائے

قرآن میں جہاں کہیں بھی کوئی صحیفہ موجود تھا۔ سب کو جلا دینے کا حکم نافذ کیا۔

یہی امر بالا دوبارہ صحائفِ حفصہ و حکم احراق مصاحف تفسیر اتقان امام سیوطی مطبوعہ مطبع احمدی ص۲۴۸ سطر ۱۰ پر مرقوم ہے۔

شارحِ مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی لکھتا ہے کہ اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو قرآن حفصہ کو نظر بہ ایفائے وعدہ عثمان نے واپس کر دیا تھا۔ وہ بھی بہ حکم عثمان جلا دیا گیا ہو۔ کیونکہ جب عثمان نے یہہ حکم دیا کہ ہمارے قرآن کے سوائے تمام قرآن جلا دئے جائیں۔ تو لازماً حفصہ کے پاس کا قرآن جو ابوبکر و عمر کے زمانہ میں جمع ہوا تھا۔ وہ بھی عثمانی قرآن کے علاوہ تھا۔ تو لامحالہ وہ بھی جلا دیا ہوگا۔

صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر ص۱۶ سطر ۲ پر ہے کہ عثمان نے جلا دیا۔ ان مصاحف کو جن میں کہ قرآن لکھا ہوا تھا۔ ناظرین! احراق المصاحف کا واقعہ صاحب صواعق محرقہ نے فضائل عثمان میں لکھا ہے۔

تاریخ خمیس علامہ دیار بکری مطبوعہ مصر جلد دوئم ص۳۰۴ سطر ۳۱ پر ہے کہ عثمان نے ابن مسعود اور ابی کے قرآنوں کو تو جلا دیا۔ اور لوگوں کو زید بن ثابت کے قرآن پر جمع کیا جب ابن مسعود کو اس کے قرآن کے جلائے جانے کی خبر ملی۔ اس وقت کوفہ میں اس کے اصحاب کے پاس اس قرآن کی نقل موجود تھی۔ ابن مسعود نے اس قرآن کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے اصحاب کو مامور کیا۔ اور ان سے کہا کہ میں نے ستر سورتوں کی تلاوت کی ہے۔ اور زید بن ثابت جس کے قرآن پر عثمان نے لوگوں کو جمع کیا ہے وہ ابھی بہت چھوٹا بچہ ہے۔

تحفہ ندریہ قاری عبدالرحمان پانی پتی مطبوعہ رفاہ عام لاہور ص۵۵ سطر ۱۹ پر ہے۔ کہ عثمان نے اپنے جمع کردہ قرآن کی نقول اطراف سلطنت میں بھیج دیں اور باقی قرآنوں کو جلا دیا۔

ضربتہ الکرار عبدالرؤف حنفی اور تاریخ خمیس ص۲۷۰ اور استیعاب ص۳۷۳ پر ہے کہ عثمان نے اپنے جمع کردہ قرآن کے سوائے باقی تمام قرآنوں کو جلا دیا اور جب ابن مسعود نے اپنا قرآن دینے سے انکار کیا۔ تو اس کو اس قدر زدوکوب کیا۔ کہ اس کو عارضہ فتق لاحق ہوگیا۔ اور ابن مسعود کو بہ حکم عثمان قید کر دیا گیا جہاں وہ بحالت قید فوت ہوگیا۔

فتح الباری جلد چہارم ص۲۴۶ پر ہے کہ عثمان نے حفصہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اس سے قرآن

طلب کیا اس نے انکار کیا جب عثمان نے عہد کیا۔ کہ بعد نقل ضرور واپس کر دیں گے تو حفصہ نے وہ قرآن دے دیا جس سے عثمان نے قرآن نقل کیا اور حفصہ کو قرآن واپس کر دیا۔ اور وہ حفصہ کے پاس رہا مگر مروان نے زبردستی اس سے لیا اور جلا دیا۔

علامہ عینی اپنی شرح کے صفحہ ۳۰۶ پر جلد نہم میں لکھتا ہے کہ حکم دیا گیا کہ جو قرآن اس قرآن کے مخالف ہو جس کو عثمان نے تمام ملکوں میں بھیجا تھا سو وہ جلا دیا جائے پس اس وقت عراق کے مصاحف آگ سے جلا دیئے گئے۔

ازالۃ الخفا حصہ دوئم صفحہ ۲۱ پر ہے کہ عثمان نے قرآن جمع کرنے پر زید بن ثابت کے علاوہ عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد الرحمان بن حارث بن ہشام بھی تھے (مگر رکن اعظم زید بن ثابت ہی تھا)

کنز العمال میں ہے کہ ایک دن عمر نے زید بن ثابت کو کہا کہ یہ کوئی وحی نہیں ہے۔ کہ اس میں تم زیادتی کر دو یا کمی۔ یہ ایک رائے اور مشورہ کی بات ہے۔ موافقت کرو تو بہتر ورنہ پرواہ نہیں۔

کتاب تحفہ شاہ عبد العزیز میں ہے کہ ابی بن کعب نے عثمان کو اپنا قرآن دے دیا۔ اور مار پیٹ سے محفوظ رہے۔ اور یہ قرآن بھی عثمان نے جلا دیا۔ اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۶۶ پر ہے کہ جب رسول اللہ وارد مدینہ ہوئے۔ تو سب سے پہلے جس شخص نے آنحضرت کے لئے لکھا وہ ابی بن کعب تھا اور آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ابی بن کعب قرآن میں سب سے زیادہ ماہر ہے۔ استیعاب صفحہ ۲۵ پر ہے۔ کہ آنحضرت نے ابی بن کعب سے پوچھا۔ کہ قرآن میں سب سے اعظم آیہ کونسا ہے۔ عرض کیا "لا الہ الا ہو الحی القیوم"۔ آنحضرت نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا۔ تجھے علم مبارک ہو اے ابو المنذر نیز فرمایا کہ تم ہماری امت میں سب سے بڑے عالم قرآن ہو۔ اسی صفحہ پر ہے کہ ابی بن کعب انصار میں سے تھا عقبہ ثانیہ میں اسلام لایا۔ اور بعد ازاں تمام جہادوں میں آنحضرت کا شریک حال رہا۔ صفحہ ۲۶ پر ہے کہ جب سورہ "لم یکن الذین کفروا" کا نزول ہوا۔ تو آنحضرت نے ابی بن کعب سے فرمایا۔ کہ جبرئیل نے مجھے کہا ہے۔ کہ میں تم کو یہ سورہ پڑھا دوں۔ اس پر ابی نے عرض کیا کہ کیا خدا نے میرا ذکر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں۔ اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ پھر اسی صفحہ پر ہے کہ عمر نے کہا کہ ہم لوگوں میں سب سے بڑا قاضی علی ابن ابی طالب ہے اور سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے۔

تاریخ خمیس صفحہ ۳۰۶ پر ہے کہ ابی بن کعب کے پیچھے لوگ چل رہے تھے (بطور تعظیم و تکریم)

تو عمر نے اس کو درہ رسید کیا۔

محاضرات میں ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ ہم کو مددگار ملتے تو ہم بھی عثمان کے قرآن کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو عثمان نے ہمارے قرآن کے ساتھ کیا ہے۔

کتاب الاغانی میں اور واحدی نے اور ابن مردویہ نے اور خطیب بغدادی نے اور ابن عساکر نے بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ سورہ سجدہ آیہ نمبر ۱۷ "افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستون" کا شان نزول یہ ہے کہ ولید بن عتبہ بن معیط نے حضرت علی علیہ السلام پر اپنی فوقیت جتلانی چاہی۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ارے کہیں مومن اور بدکار بھی برابر ہو سکتے ہیں۔ ناظرین! تاریخ الخلفا سیوطی صد ۹۳۔ حاشیہ بخاری پارہ چودہواں صد ۹۲ پر ہے کہ یہ وہی ولید ہے جسکو عثمان نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ اور جس نے نماز فجر میں نشہ میں مست ہو کر بجائے دو رکعت فریضہ کے چار رکعت پڑھا دی تھی اور پھر جھوم کر کہا تھا کہ اگر کہو تو اور زیادہ کر دوں۔ اور بخاری پارہ پندرہواں صد ۴۳ پر ہے کہ اس پر لوگوں کی شہادت اور جناب امیر علیہ السلام کے مشورہ سے اس کو اسی کوڑے کی سزا دی گئی تھی۔ اس شرعی سزا سے ناراض ہو کر ولید نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری میں حضرت کی بیعت نہ کی تھی۔

سورہ الکہف آیہ نمبر ۱۰۶ "ان الذین امنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنت الفردوس" بقول معصومین اس آیت سے مراد حضرت ابوذر و سلمان و مقداد و عمار یاسر ہیں۔

تاریخ اسلام جلد سوم صد ۱۳۱ تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ عربی مصری صد ۱۵۶۔ بخاری پارہ ۶ مطبوعہ احمدی لاہور صد ۱۲۔ تاریخ کامل جلد سوئم صد ۴۳ پر ہے کہ حضرت ابوذر نے عثمان کو فہمائش کی۔ تو اس نے حضرت کو پٹوایا اور حکم دیا کہ انکو مارتے مارتے شہر بدر کر دیا جائے۔ اور کوئی شخص انکو وداع کرنے نہ جائے اور انکو ربذہ میں جلاوطن کر دینے جانے کا حکم دے دیا۔ حضرت علی علیہ السلام ان کو وداع کرنے تشریف لے گئے۔ ابوذر ربذہ میں ہی بحالت جلاوطنی فوت ہو گئے۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صد ۳۲۵ پر ہے کہ سورہ زمر آیہ نمبر ۱۶ "والذین اجتنبوا الطاغوت الخ" کے بارہ میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ مبارکہ اور اس سے بعد کی تین آیات زید بن عمرو بن نفیل اور حضرت ابوذر غفاری اور سلمان فارسی کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور ابن مردویہ نے بروایت ابن عمر زید بن عمرو بن نفیل کی جگہ سعید بن زید کا نام لکھا ہے۔

استیعاب ابوعمر ابن عبدالبر کی جلد دوئم صفحہ ۶۶۴ پر ہے۔ کہ ابوذر بہت پرانے صحابی ہیں۔ اور قدیم الاسلام ہیں۔ آپ چار آدمی کے بعد اسلام لائے اور پانچویں مسلمان تھے۔ ناظرین! آنحضرت کا ارشاد ہے کہ ابوذر حضرت عیسےٰ کے زہد پر ہیں اور صفحہ ۶۶۵ پر ہے کہ ابوذر نے اسلام لاتے ہی مسجد میں جاکر بہ آواز بلند پکارا "اشہد ان لاالہ الااللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ" تو کفار نے اس کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ دوسرے دن آپ نے پھر یہی کلمہ فرمایا اور مار پیٹ کھائی۔

اسدالغابہ جلد دوئم صفحہ ۱۴۲ پر ہے کہ ابوذر رسول اللہ کی بعثت سے تین سال پہلے عبادتِ خدا کیا کرتے تھے۔ صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ عثمان نے معاویہ کی شکایت پر ابوذر کو ربذہ میں جلاوطن کر دیا جہاں یہ بحالت جلاوطنی فوت ہو گئے۔ ناسخ التواریخ صفحہ ۹۵ پر ہے کہ ابوذر نے عمر بن خطاب کو کہا کہ اے عمر۔ تو ہم کو اس سبب سے ملامت کرتا ہے کہ ہم آل محمد سے محبت رکھتے ہیں۔ اور انکی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو ان حضرات سے بغض رکھے اور ان پر افترا کرے اور ان کے حقوق میں ظلم کرے اور لوگوں کو ان پر حاکم بنائے۔ اور امت کو مرتد کرے۔

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۰۹ پر ہے۔ کہ عثمان نے حکم دیا کہ ابوذر کو ایسے اونٹ پر سوار کر کے ہمارے پاس بھیج دو جو سخت سرکش ہو اور اس کا ہانکنے والا نہایت بے رحم آدمی ہو یعنی تمام راستہ ابوذر کو حد درجہ ایذا دو۔ پھر اسی صفحہ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں کیا۔ اور زمین نے بوجھ نہیں اٹھایا کسی ایسے شخص کا جو زیادہ سچا ہو (بعد انبیاء و اوصیاء کے) ابوذر غفاری سے۔ ناظرین! عثمان نے ابوذر سے پوچھا کہ تم سب سے زیادہ کراہت کس شہر سے رکھتے ہو۔ فرمایا ربذہ سے جہاں میں بحالت کفر رہا ہوں۔ عثمان نے حکم دیا کہ اس کو ربذہ میں بھیج دو۔ اور مروان بن حکم کو حکم دیا۔ کہ خبردار۔ ابوذر کو وداع کرنے کوئی شخص نہ جائے۔ مگر آپکو وداع کرنے حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ و حضرت عقیل و حضرت عمار گئے۔ بحالتِ جلاوطنی ابوذر کا پرسانِ حال صرف آپ کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ اور چونکہ عثمان نے آپ کا وظیفہ بند کر دیا تھا۔ آپ فاقوں سے نڈھال ہو گئے یہاں تک کہ جب انتقال کا وقت ہوا تو آپکے گھر میں کفن کے لئے کپڑا بھی نہ تھا۔ زوجہ نے رونا شروع کیا تو آپ نے فرمایا۔ گریہ نہ کرو بقول رسول مقبول میرے دفن و کفن کا کام ایک قافلہ کے سپرد ہو چکا ہوا ہے چنانچہ مالک اشتر اور ابن مسعود وغیرہ کے قافلہ نے آپ کی تجہیز و تکفین کی۔ مگر آپ پر ظلم کرنے والے کو بلا غسل و کفن گوڑی پر ڈال دیا گیا۔

درمنثور صـ۲۳۳ پر ہے کہ زید بن وہب کہتا ہے کہ ہمارا گذر ربذہ میں حضرت ابوذر پر ہوا تو پوچھا یہاں کیونکر آنا ہوا حضرت نے جواب دیا کہ ہم ملک شام میں تھے۔ آیہ " والذین یکنزون الذھب والفضۃ" کی تلاوت کی۔ تو معاویہ نے کہا کہ یہ آیہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے حق میں ہے۔ ہم نے کہا نہیں۔ ہمارے اور اہل کتاب دونوں کے حق میں ہے (اس بات پر وہ جاہل ہم سے ناراض ہو گیا۔ اور ہم کو بلا جرم و خطا جلاوطن کر دیا گیا)

تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد سوئم صـ۱۴۶ پر سورہ نجم آیہ نمبر ۳۲ " افرءیت الذی تولی و اعطی قلیلا واکدی" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے عثمان کو کہا۔ کہ اس قدر خیرات کر دینے تم فقیر ہو جاؤ گے عثمان نے کہا کیا کروں۔ بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ شاید خیرات کی وجہ سے معاف ہو جائیں۔ اس پر عبداللہ نے کہا۔ اگر تم یہ لدا ہوا اونٹ مجھ کو دے دو۔ تو میں تمہارے تمام گناہ اپنے ذمہ لیتا ہوں چنانچہ عثمان نے دو گواہوں کی موجودگی میں اس کو وہ لدا ہوا اونٹ دیدیا۔ نیز لکھا ہے کہ روگردانی سے مراد جنگ احد سے بھاگ جانا ہے۔

سورہ عبس آیہ اول "عبس و تولی ان جاءہ الاعمیٰ" کی تفسیر میں آئمہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ کے پاس عبداللہ بن مکتوم نے (جو آنحضرت کا موذن تھا اور اب نابینا ہو چکا تھا) بیٹھنا چاہا جس کی وجہ سے وہ ذرا عثمان کے آگے ہو بیٹھا۔ عثمان کو ناگوار ہوا اور وہ عبداللہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔ یہ آیت عثمان کی تنبیہ میں نازل ہوئی ہے۔

تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ سرکاری لاہور صـ۲۵۳ سطر ۱ دربارہ ذکر مناقب ولید بن یزید بن عبدالملک لکھا ہے کہ ولید نے قرآن مجید پر تیر مارے اور اس نے فسق کیا اور گناہوں سے نہ ڈرا۔ گویا عثمان اور ولید ہتک قرآن میں ہم پلہ ہیں۔

معارف ابن قتیبہ ذکر عثمان میں ہے کہ جب عثمان نے ابن مسعود صحابی سے قرآن طلب کیا اور اس نے اس خیال بلکہ یقین سے کہ اس کا قرآن بھی جلا دیا جائیگا) اور اس نے انکار کیا تو عثمان نے اس کو اپنے غلام سے اتنا پٹوایا۔ کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ ناظرین! ابوسفیان آنحضرت کے ہاتھ پر بکراہت اسلام لایا۔ اور عثمان کے دورِ حکومت میں زندہ تھا۔

ایک دن ابوسفیان نے عثمان سے دوران گفتگو میں کہا کہ نہ کوئی جنت ہے۔ نہ دوزخ ہے

نہ ملائکہ۔ نہ قیامت اور نہ عذاب قبر۔ عثمان نے اس پر شرعی حد نہ لگائی۔ کتاب الامامت و السیاست اور تاریخ اعثم کوفی احوال قتل عثمان میں ہے۔ کہ عثمان نے ابوسفیان پر شرعی حد لگانے کی بجائے اس کو دو لاکھ دینار عطا کر دیا جو بحساب سکہ انگریزی دس لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔

معارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح عثمان کا برادر رضاعی تھا جب آنحضرت نے اس عبداللہ بن ابی سرح کو کاتب مقرر کیا۔ تو اس لے اپنے پاس سے کچھ کمی و بیشی کر دی۔ اور پھر خوف کی وجہ سے بھاگ گیا۔ اس پر آنحضرت نے حکم فرمایا۔ کہ عبداللہ بن ابی سرح کو قتل کر دو جب کبھی اور جہاں کہیں اس کو پاؤ۔ عثمان نے اپنے عہد خلافت میں اس کو مصر کا حاکم بنایا۔

ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ ایک دن ابوسفیان نے حضرت حمزہ کی مزار مبارک کو پاؤں سے ٹھکرایا اور کہا اے حمزہ دیکھ جس سلطنت کی خاطر ہمارے اور تمہارے درمیان تلواریں چلیں۔ آج اسی سلطنت سے ہماری اولاد کھیل رہی ہے۔ ناظرین! ایک مشرک مغیرہ بن عاص جنگ بدر میں آنحضرت کے مخالف لڑا تھا یہ شخص کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے آنحضرت کے دندان مبارک شہید کئے ہیں۔ اور میں ہی آنحضرت کو شہید کرونگا۔ آنحضور کا حکم تھا کہ مغیرہ کو قتل کر دو جس جگہ اور جب کبھی اس کو پاؤ۔ جب جنگ خندق میں کفار کو شکست ہوئی۔ تو یہی مغیرہ بھاگ کر عثمان کے گھر میں پناہ گزیں ہوا۔ اور عثمان نے اس کو کرسی کے نیچے چھپا دیا۔ آنحضرت کو اطلاع ہوئی۔ تو وہ عثمان کے گھر میں سے گرفتار کیا گیا۔ اس کے قتل ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ جب یہ گرفتار ہو کر پا بہ زنجیر آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ عثمان نے مغیرہ کی جان بخشی کی درخواست کی۔ آنحضرت نے منہ پھیر لیا۔ اسی طرح آنحضرت کو یہاں تک تنگ کیا کہ آخر کار حضرت نے فرمایا۔ اچھا اس کو لے جاؤ۔ مگر تین دن کے بعد شہید کر دو چنانچہ تیسرے دن عثمان نے مغیرہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور سفر کی خوراک دے کر روانہ کر دیا مغیرہ نے ابھی کچھ فاصلہ مدینہ سے باہر طے کیا تھا۔ کہ اس کا اونٹ مر گیا۔ اس نے پیدل دوڑنا شروع کیا۔ ابھی چند قدم دوڑا تھا۔ کہ اس کی دونو جوتیاں ٹوٹ گئیں اور دونو پاؤں زخمی ہو گئے۔ اس نے گھٹنوں کے بل اور ہاتھوں کے سہارے چلنا شروع کیا اور تھک کر ایک خار دار درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ آنحضرت کو اطلاع ہوئی اور وہ قتل کر دیا گیا۔ عثمان کو شک پیدا ہوا کہ رقیہ نے آنحضرت کو مغیرہ کے پناہ گزیں ہونے کی اطلاع دی ہو گی۔ رقیہ کو اس بیدردی سے زدو کوب کیا کہ آپ شہید ہو گئیں۔

تاریخ کامل جلد سوم ص۴۳ پر ہے کہ حضرت ابوذر نے عثمان کو احکام شریعت پر چلنے کی فہمائش کی تو عثمان نے حضرت کو پٹوایا اور حکم دیا کہ انکو مارتے مارتے شہر بدر کیا جائے اور کوئی شخص حضرت کو وداع کرنے نہ جائے۔ اور انکو ربذہ میں جلاوطن کر دیا۔ جہاں وہ جلاوطنی کی حالت میں فوت ہو گئے لیکن حضرت امیر علیہ السلام انکو وداع کرنے تشریف لے گئے

تاریخ اعثم کوفی مطبوعہ بمبئی ص۱۵۹ اور شرح دیوان ابوالعلا قاسم خوارزمی ص۳۰۹ پر ہے کہ عثمان نے بیت المال کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ ابوبکر اور عمر کے وقتوں کے مقررہ کردہ حاکموں کو موقوف کر کے اپنے رشتہ داروں کو حاکم بنا دیا۔ اصحاب رسول میں سے کسی کو جلاوطن کیا اور کسی کو زدوکوب کیا اور عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ عائشہ اور اصحاب رسول نہایت رنجیدہ ہو گئے۔ علاوہ ازیں محمد بن ابوبکر کو حکومت مصر کا پروانہ لکھ دیا۔ اور اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اور ساتھ ہی در پردہ ایک قاصد کو تیز رفتار اونٹ دے کر مصر کے حاکم کو لکھ دیا کہ محمد بن ابوبکر کو وہاں پہنچتے ہی قتل کر دیا جائے ابھی محمد بن ابوبکر معہ دیگر احباب کے مصر کی راہ میں ہی تھا۔ کہ انہوں نے ایک شتر سوار کو راستہ کتراتے ہوئے مصر کی طرف جاتے دیکھا۔ گرفتار کرنے پر اس کے پاس سے وہی رقعہ نکلا۔ محمد بن ابوبکر اور حضرت عمار یاسر اور مجمع کثیر نے عثمان کے گھر کو گھیر لیا۔ محمد بن ابی بکر وغیرہ دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہوئے۔ اور عثمان قتل ہو گیا۔ اور اس کی نعش کو گھسیٹ کر ایک گھوڑی (مزبلہ۔ روڑی۔ نجاست کا انبار) پر ڈال دیا جہاں یہ نعش تین دن اور تین رات بے گور و کفن پڑی رہی۔ ایک کتا نعش کی ایک ٹانگ بھی کھا گیا۔ آخر کار نعش کو حش کوکب (یہودیوں کا قبرستان) میں بے غسل و کفن دفن کر دیا گیا۔ معاویہ نے اپنے عہد خلافت میں یہودیوں کے قبرستان کی دیوار کو گرا کر عثمان کی قبر کو مسلمانوں کے قبرستان میں داخل کر لیا۔ ناظرین! عثمان کو قتل کرنے والا ابوبکر کا بیٹا محمد تھا۔ مگر متوکل باللہ عباسی کو اس کے اپنے بیٹے نے قتل کیا۔

روضۃ الصفا میں ہے۔ کہ دو اصحاب رسول ابودردا اور ابوامامہ معاویہ کے لشکر میں حضرت علی علیہ السلام کے خلاف شامل تھے۔ ان دونوں نے معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام کے خلاف لڑنے سے منع کیا۔ معاویہ نے کہا میں حضرت علی علیہ السلام سے عثمان کے قتل کا قصاص لینے کو لڑ رہا ہوں۔ ابودردا اور ابوامامہ نے حضرت علی علیہ السلام سے یہ بات عرض کی اس خبر کا پھیلنا تھا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں بیس ہزار اصحاب رسول انکے سامنے آموجود ہوئے اور کہا ہم تمام عثمان کے قاتل ہیں۔ نیز جب ابولعب فوت

ہوا تھا۔ تو اس کی نعش بھی گھوری پر تین دن اور تین رات بے کفن و دفن پڑی رہی۔ آخر کار اس کے رشتے داروں نے حبشیوں کو مزدوری دے کر نعش اٹھوائی۔ اور حش کوکب میں دفن کر دی گئی۔ نیز تاریخ کامل صہ ۱۳۹ پر ہے کہ ابن زبیر کو مکہ میں پھانسی دی گئی۔ اور اس کی نعش کو قبرستان یہود میں پھینکدیا گیا۔

امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم قتیبہ نے کتاب الامامت و السیاست صہ ۱ پر لکھا ہے کہ عثمان نے توریت کا ترجمہ عبرانی سے عربی میں کرایا۔

کتاب الامامت و السیاست صہ ۵۲ پر ہے کہ معاویہ نے عثمان کو رائے دی۔ جب عثمان کے خلاف بالعموم تمام اصحاب ہو گئے۔ کہ تم ہم کو حکم دو۔ کہ ہم لوگوں کا سر جدا کر دیں۔ عثمان نے پوچھا۔ کن کا۔ معاویہ نے کہا۔ علیؑ و طلحہ و زبیر کا۔

تاریخ خمیس میں ہے کہ عبدالرحمان بن عوف نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا۔ کہ آیا تم بیعت کرتے ہو۔ کتاب خدا اور سنتِ رسول اور فعل شیخین پر۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوندا نہیں۔ بلکہ کتاب خدا، سنتِ رسول اور اپنے اجتہاد اور طاقت پر۔ تو عبدالرحمان نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

تاریخ کامل جلد سوئم صہ ۵۹ پر ہے کہ عثمان نے ایک اونٹ کو جو مالِ صدقہ میں سے تھا۔ حکم کی بعض اولاد کو ہبہ کر دیا۔ مگر عبدالرحمان بن عوف نے وہ اونٹ چھین کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر لکھا ہے۔ کہ اصحاب رسولؐ نے عثمان کی حرکات سے ناراض ہو کر اطراف و جوانب میں خطوط بھیجے۔ جن میں یہ لکھا کہ اگر تم جہاد کرنا چاہتے ہو تو ہمارے پاس چلے آؤ۔ کیونکہ دینِ محمدؐ کو تمہارے خلیفہ نے فاسد کر دیا ہے۔ پس تم اس کو آ کر درست قائم کرو۔

تاریخ کامل میں ہے۔ کہ جب عثمان محصور ہو گیا اور عمرو عاص کو اس بات کی اطلاع ملی۔ تو عمرِ عاص نے کہا۔ ہم ہیں ابو عبداللہ۔ خچر گوز کرنے لگتا ہے حالانکہ داغ کا آلہ ابھی آگ میں رہتا ہے پھر لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے فرمایا۔ کہ اے عثمان۔ مروان تجھے دین اور عقل سے پھراتا ہے۔ تیری مثال تو اس بارکش اونٹ کی سی ہے کہ جس کا مالک اس کو جدھر چاہے لے جائے۔ خدا کی قسم۔ مروان نہ صاحب الرائے ہے اپنے دین میں اور نہ اپنے نفس میں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مروان تجھ کو گڑھے میں گرا دے گا۔ اور پھر تم کو نہ نکالے گا۔

ہزالۃ الخفا صہ ۲۴۶ پر ہے کہ حج کے احرام میں ایک کبک کو شکار کر کے اور ذبح کر کے پکایا گیا اور

فرمایا ہے حضرت نے فرمایا تیری یہ بات صرف زبانی ہے۔ دل سے تو مجھے جھوٹا خیال کرتا ہے۔ نیز حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک دن موذن نے اذان میں کہا "اشھد ان محمد الرسول اللہ" ابوسفیان نے جو اس وقت نابینا تھا۔ پوچھا یہاں کوئی غیر تو نہیں ہے۔ ایک شخص نے مصلحتاً کہہ دیا کہ نہیں۔ یہاں کوئی غیر نہیں ہے۔ تب ابوسفیان بولا۔ دیکھو۔ محمدؐ نے اپنا نام خدا کے ساتھ بلند کر رکھا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام وہاں موجود تھے۔ فرمایا "اسخن اللہ عینیک یا ابوسفیان" یعنی اے ابوسفیان۔ خدا تیری آنکھوں کو گرم کرے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ آنحضرت کو یہ بزرگی خدا کی طرف سے ہے ابوسفیان نے کہا۔ خدا میری آنکھوں کو نہیں بلکہ اس کی آنکھوں کو گرم کرے۔ جس نے جھوٹ کہہ دیا کہ یہاں کوئی غیر نہیں ہے۔

عمر بن خطاب کے قتل ہو جانے کے بعد اس کے چھوٹے بیٹے عبیداللہ نے ہرمزان کو اس شبہ پر قتل کر دیا۔ کہ وہ قتل عمر میں شریک ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے ہرمزان کا قصاص لینے کو فرمایا۔ مگر عثمان خاموش ہو رہا۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے معاویہ کی حرکات پر نوٹس لینے کو کہا۔ مگر عثمان نے کچھ توجہ نہ کی (روضۃ الاحباب جمال الدین محدث)

رسالہ کبری ابن تیمیہ ص ۱۵۴ پر ہے کہ غیر تو غیر خود صحابہ میں سے بہت لوگ منافقو نکے پیرو تھے۔ مشکوۃ باب الاعتصام السنتہ میں ہے۔ کہ جو کوئی ہمارے دین میں کوئی نیا کام (بدعت خواہ اچھی ہو یا بری) نکالے۔ جو اس میں موجود نہ ہو۔ وہ مردود ہے۔ صحاح ستہ میں بروایت ابو درداالکھا ہے۔ کہ ہم ان لوگوں میں کوئی امر بھی محمد کا نہیں پاتے۔ سوائے اس کے کہ نماز باجماعت پڑھتے ہیں اور نیز انس بن مالک سے روایت ہے کہ جو امور پہلے اسلام میں تھے اب ان امور میں سے صرف نماز رہ گئی تھی سو اب وہ نماز بھی ضائع کر دی گئی ہے۔ واضح ہو کہ ابو درداکی وفات عثمان کے آخری عہد میں ہوئی جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ ابو درداکا مطلب ثلاثہ سے تھا۔ الارشاد مصنفہ حافظ مولوی ابو یحیی سہارنپوری ص ۱۵۰ پر ہے کہ عمران بن حصین نے جب بصرہ میں حضرت علیؑ علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی تو کہا۔ حضرت نے آج وہی نماز پڑھی ہے۔ جو آنحضرت اپنے زمانہ میں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح ابوموسے نے حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی تو ایسا ہی کہا۔

ترمذی جلد دوئم ابواب الفتن میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم ہوگی۔ جو

محض دولت اور مرتبہ کے حاصل کرنے۔ زیادہ کھانے پینے۔ عیش و راحت کے سامان بہم پہنچانے اور نمود و نمائش کے حصول میں مبتلا رہے گی۔

تحفہ اثنا عشریہ عقیدہ پنجم باب ہفتم صفحہ ۲۸۳ پر ہے کہ خلفائے ثلاثہ نزد اہلبیت نہ معصوم اند نہ منصوص یعنی شیعوں کے اعتقاد میں ابوبکر و عمر و عثمان نہ تو گناہوں سے پاک ہیں اور نہ ہی بہ حکم خدا خلیفہ ہیں۔

تفسیر حسینی سورہ ابراہیم رکوع ۶ آیت "اذ قال ابراهیم رب اجعل هذا البلد" میں ہے کہ اسمعیلؑ کی اولاد میں سے کوئی بت پرست نہیں ہو سکتا عجیب امر یہ ہے کہ اہلسنت کہتے ہیں کہ ثلاثہ اسمعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ حالانکہ ثلاثہ کی زندگی کا زیادہ حصہ ظاہرا بت پرستی میں اور ظاہری اسلام لانے کے بعد بقایا حصہ بقول رسول مقبولؐ مخفی بت پرستی میں گزرا۔

بخاری کتاب بدی الخلق باب ابراہیم اور تفسیر عزیزی پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۵ آیت "واذ ابتلا ابراهیم ربہ بکلمات" میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اسی سال کی عمر میں ختنہ کرایا۔ اس بیان کی وجہ یہ ہے کہ ثلاثہ نے تمام عمر ختنہ نہ کرایا تھا۔

تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۶ پر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے شوریٰ خلیفہ دوم کے وقت بنی ہاشم سے فرمایا کہ میں جب تک اس قوم کی اطاعت کرتا رہوں گا کبھی خلیفہ نہ بن سکوں گا۔ نیز حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم اس قوم سے بچتے رہو کہ یہ ہمیشہ ہم لوگوں کو امر خلافت سے علیحدہ کرتے رہینگے۔ یہاں تک کہ دوسرے دوسرے لوگ مقرر ہوں۔

کتاب الامامت و السیاست ابن قتیبہ صفحہ ۱۳ پر ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا ہم نہیں جانتے کہ کوئی قوم اس سے بدتر مقام پر (اخروج از اسلام) حاضر ہوئی ہو کہ رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ کر چلے گئے اور باخود فیصلہ کر لیا (خلافت کا) اور ہمارے حقوق کا کچھ خیال نہ کیا۔

بخاری جلد اول صفحہ ۳ پر ہے کہ جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کے لئے تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہوئی جس غرض سے اس نے ہجرت کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ پر ہے۔ کہ نہار الرجال بن عنفوہ صحابی تھا جس نے آنحضرتؐ کی طرف ہجرت کی تھی۔ قرآن پڑھا ہوا تھا۔ فقہ حاصل کیا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کو اہل یمامہ کی تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ مگر وہ مسلمہ کذاب سے ملگیا۔ اور آنحضرتؐ کی مخالفت اور مسلمہ کی حمایت میں خوب سرگرمی دکھاتا رہا۔ پس ثابت ہوا کہ ہجرت لاحاصل ہے۔ جب تک

انجام بخیر نہ ہو۔

مدارج النبوۃ صفحہ ۵۱۱ پر ہے کہ جب آنحضرت پر مرض الموت طاری ہوا، آنحضرت نے جناب فاطمہؑ کو حکم دیا کہ حسنؑ اور حسینؑ کو لائے جب دونو صاحبزادے تشریف لے آئے تو آنحضرت نے اور جناب فاطمہؑ نے بہت گریہ فرمایا۔ اور فرطِ محبت اور وفورِ تعظیم کیوجہ سے آنحضرت امام حسنؑ اور حسینؑ کو چومتے اور فرماتے۔ خدا جانے ان دونو شہزادوں کی حالت میرے بعد ثلاثہ وغیرہ کے ہاتھوں سے کہاں تک پہنچے گی۔

تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۵۲ پر ہے کہ ابوبکر نے بوقتِ رحلت کہا کہ جب میں خلیفہ بنایا گیا تو سب (صحابہ) کی ناک مارے غصہ کے پھول گئی، ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ امر اسی کو ملے۔ دوسرے کو نہ ملے۔

ابن حجر بروایت ابوہریرہ لکھتا ہے کہ ایک جماعت نکلے گی جب میں انکو پہچان لوں گا۔ تو ان میں سے ایک آدمی نکلیگا جو کہے گا کہ آؤ میں پوچھوں گا۔ کہاں وہ کہے گا۔ دوزخ کی طرف۔ انس سے روایت ہے کہ کچھ لوگ ہمارے اصحاب میں سے ہمارے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے جب میں انکو پہچان لونگا۔ تو وہ ہمارے پاس سے جدا ہو جاویں گے سہل سے روایت ہے کہ کچھ قومیں ہم پر (حوضِ کوثر پر) وارد ہوں گی۔ ہم انکو اور وہ ہم کو پہچان لیں گے پھر وہ چھپ جائینگی۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے حوض سے وہ اس طرح جدا کر دیئے جائیں گے۔ جس طرح گم گشتہ اونٹ۔ میں انکو پکاروں گا کہ آؤ آؤ۔ مگر انکو نہیں لایا جائے گا۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ یہ سب تو اُلٹے (بت پرستی کی طرف) پھر کر مرتد ہو گئے۔ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ خطاب باری ہوگا۔ تم کو علم نہیں ان باتوں کا جو جو بدعات تمہارے بعد ان لوگوں نے جاری کیں۔ میں (آنحضرت) کہوں گا۔ دور ہوں مجھ سے۔ دور ہوں مجھ سے۔ واضح ہو کہ آنحضرت نے مرض الموت کے وقت بھی ثلاثہ کو فرمایا تھا۔ دور ہو جاؤ مجھ سے۔ دور ہو جاؤ مجھ سے۔ ابوسعید سے مروی ہے کہ آنحضرت فرمائیں گے بُرا ہو بُرا ہو اس کا جس نے میرے بعد دین میں تغیر کیا۔ ابودرداء سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ یا حضرت دعا فرمایئے۔ کہ میں ان لوگوں میں سے نہ ہوں حضرت نے فرمایا۔ تو ان میں سے نہیں ہے

ابن حجر لکھتا ہے۔ کہ آنحضرت نے صحابہ سے خطبہ فرمایا۔ کہ اے لوگو۔ ہم تم سب سے پہلے حوضِ کوثر پر وارد ہونگے جب تم لوگ آؤ گے تو ایک آدمی کہیگا کہ یا حضرت میں فلاں پسر فلاں ہوں۔ دوسرا کہے گا میں فلاں پسر فلاں ہوں۔ تو میں جواب دوں گا کہ نسب تم لوگوں کا میں نے پہچان لیا۔ مگر شاید تم لوگوں نے میرے بعد بدعتیں کیں۔ اور مرتد ہو گئے۔ بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زہرہ ص ۳ پر ہے کہ فرمایا

آنحضرت نے کہ ہم کو اس کا خوف نہیں۔ کہ تم پر فقر آئے۔ بلکہ اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر پھیلے جیسا کہ پہلے لوگوں پر پھیلی۔ اور تم اس میں رہو اور ہلاک ہو جاؤ۔

موطا امام مالک باب الشہدا فی سبیل اللہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۱۷۴ پر ہے کہ ابی النضر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہم گواہی دیتے ہیں۔ ابوبکر نے کہا یا حضرت ہم انکے اخوان میں سے نہیں ہیں جس طرح وہ اسلام لائے ہم بھی اسلام لائے (ابوبکر نے خود تسلیم کر لیا۔ کہ مجھ سے پہلے کئی آدمی ایمان لا چکے تھے) اور جس طرح انہوں نے جہاد کیا۔ ہم نے بھی جہاد کیا آنحضرت نے فرمایا کہ معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کیا بدعات کرو گے۔

تاریخ طبری جلد دوئم صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ اس خدائی حکم "فقال ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا" کے مٹانے کے لئے جنازہ رسولؐ بے کفن و دفن چھوڑ دیا گیا سب صحابہ سقیفہ میں چلے گئے۔ یہاں تک کہ حضرتؐ دفن بھی ہو گئے۔ مگر ابوبکر و عمر و عثمان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔

تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۲۷ پر ہے کہ حضرت عمار نے فرمایا۔ خدا نے جو بزرگی ہم کو دی ہے۔ وہ نبی کے ذریعہ سے دی ہے اور دین اسلام کی بدولت ہم کو عزت دی گئی ہے۔ پھر (اے ثلاثہ) کب تک اس خلافت کو خاندان نبی سے نکالتے رہو گے۔ تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۲۸ پر ہے کہ حضرت مقداد نے فرمایا کہ ہم نے ایسا ظلم کبھی نہیں دیکھا جو اس خاندان (اہلبیت رسولؐ) پر بعد رسول گذرا تعجب ہے قریش (ثلاثہ وغیرہ) سے کہ وہ ایسے شخص (حضرت علی علیہ السلام) کو چھوڑ دیتے ہیں جو سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ حق کیساتھ فیصلہ کرنیوالا ہے۔ قسم خدا کی۔ اگر میں مددگار پاتا۔ تو ان لوگوں سے ضرور جہاد کرتا۔ الفاروق حصہ دوئم صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ عمر کی سطوت (تدبر اور عیاری) نے بنی ہاشم کے دعا کو اگرچہ بالکل دبا دیا۔ مگر بالکل کیونکر مٹا سکتا تھا یعنی خلافت اور فدک غصب کر لیا۔ اور کسی علاقہ کی حکومت بنی ہاشم میں سے کسی کو کبھی نہ دی جس کیوجہ سے یہ بچارے نان و نفقہ سے بھی لاچار ہو گئے۔ تاریخ صغیر بخاری صفحہ ۴۳ پر ہے کہ عثمان نے بنی ہاشم کی رہی سہی طاقت کو توڑنا چاہا چنانچہ یہاں تک نوبت آئی۔ کہ حضرت علیؑ نے کہدیا۔ کہ اگر عثمان چاہے تو ہم اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں نکل جاتے ہیں۔

تاریخ خمیس صفحہ ۳۵۶ پر ہے کہ جو لوگ آنحضرت پر ایمان لا چکے تھے اکثر ان میں سے (معراج کے تذکرہ کیوجہ سے) مرتد ہو گئے۔ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۵ پر ہے کہ آنحضرت نے جب صبح حالات معراج

بیان فرمانے شروع کئے۔ تو بہت سے لوگ جو ایمان لائے ہوئے تھے۔ مرتد ہو گئے۔ اور ایمان انکا ضعیف ہو گیا

اشماتہ اللہفان علامہ ابن القیم صنہ پر ہے کہ ام دردا بیان کرتا ہے کہ ایک دن ابو درد اغضبناک

داخل ہوا ہم نے وجہ پوچھی۔ تو کہا ہم ان لوگوں میں کوئی امر بھی محمدؐ کا نہیں پاتے۔ بجز اس کے نماز جماعت

پڑھتے ہیں۔ امام مالک کہتا ہے کہ جو باتیں پہلے ہم نے پائی تھیں۔ ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں پاتے

بجز اس کے کہ اذان دیتے ہیں۔ زہری کہتا ہے کہ ہم انس بن مالک کے پاس دمشق میں گئے تو ہم نے اس

کو روتے پایا۔ وجہ پوچھی تو کہا جو باتیں پہلے اسلام میں تھیں۔ اب ان میں سے صرف نماز رہ گئی تھی۔ اور وہ

نماز بھی ضائع کر دی گئی۔ بخاری نے اس کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ جو باتیں عہد رسول میں معروف تھیں

آج ان سب سے انکار کر دیا گیا ہے۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی صہ۹۶ پر ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب آیہ " ان الذین

امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم الخير البريه" کا نزول ہوا تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اے علی"

وہ تم ہو اور تمہارے شیعہ بروز قیامت راضی و مرضی آئیں گے اور تمہارے دشمنوں پر خدا کا غضب ہوگا

اور انکی گردنوں میں طوق اور سلاسل ہونگے۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی صہ۹۱ پر ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ دوسرے لوگوں نے ہمارے

حقوق میں تقصیر کی اور متشابہات قرآن سے استدلال کیا۔ اپنی رائے سے تاویلیں کیں اور وضعی احادیث

بنائیں جن میں رسول اللہ پر بہتان لگایا گیا۔ اب اس امت کی آئندہ نسلیں کدہر رجوع کریں گی۔ حالانکہ ملت

کے نشان مٹ گئے اور امت میں افتراق و اختلاف پیدا ہو گیا۔ کہ ایک دوسرے کو کافر کہتا ہے۔ خدا کہتا ہے

کہ تم اس کی مثل نہ ہو جو متفرق ہوئے اور مختلف ہوئے۔ بعد اس کے انپر آیات بینات اتاری گئیں۔

آپ تبلیغ حجت اور تاویل حکمت میں کس پر اعتماد کرو گے۔ کیا اہل کتاب کیطرف رجوع کرو گے یا ائمہ ہدیٰ

اور مصابیح وحی کی طرف رجوع کرو گے۔ جن کیواسطے سے خدا نے احتجاج کیا ہے اپنے بندوں پر اور خلق

کو بیکار و معطل نہیں چھوڑا۔ کیا تم لوگ انکو ائمہ ہدیٰ پہچانتے ہو یا پاتے ہو۔ یہ وہی مقدس نفوس ہیں جو شجرہ

مبارکہ اور بقایائے صفوہ کے فروع ہیں۔ جنکے بارہ میں آیا ہے کہ خدا نے ان سب سے ساری برائیاں

دور رکھیں اور انکو طاہر اور ہر آفت و عیب سے پاک رکھا اور انکی مودت کو اپنی کتاب میں فرض کیا۔ ناظرین

خداوند عالم نے آنحضرت کو حکم دیا۔ کہ اپنی امت سے کہہ دو کہ میری تمام رسالت کا اجر امزدوری ایہے

کہ تم لوگ میرے قربیٰ (جناب فاطمہؑ اور دوازدہ خلفا) سے مودت (الفت۔ اطاعت) رکھو۔ پس جس نے آنحضرت کے قربیٰ سے مودت رکھی۔ اس نے اجرِ رسالت ادا کر دیا۔ اور جس نے آنحضرت کے قربیٰ سے مودت نہ کی اس نے اجرِ رسالت ادا نہ کیا۔ مثال کے طور پر کہتا ہوں۔ کہ آپ نے ایک مکان کسی معمار سے خاص اُجرت پر بنوایا۔ مکان کے مکمل ہو جانے پر آپ نے مزدوری ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اب اس مکان میں رہنا یا قبضہ رکھنا آپ پر شرعاً حرام ہے۔ رسول اللہ نے مسلمانوں کے لئے شریعت کا ایک مکان معمار کی حیثیت میں بنایا جس کے آٹھ پہلو ہیں۔ اور جس کے چھت میں پانچ تیر رکھے۔ پانچ تیروں سے مراد اصولِ دین ہیں۔ جو توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ اور قیامت ہیں۔ آٹھ پہلو فروعِ دین ہیں۔ جو۔ نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ خمس۔ جہاد۔ تولا اور تبرا ہیں۔ پس جس کسی نے آنحضرت کے قربیٰ سے مودت نہیں رکھی یعنی انکو اپنا ہادی۔ امام اور خلیفہ بلافصل نہیں مانا۔ اس پر اس شرعی مکان کی رہائش حرام ہے یعنی اس کا ایمان اور عمل دونو اکارت ہیں۔ اور اس کو آخرت میں انکا ذرہ بھر صلہ نہیں ملے گا۔ بلکہ بحکمِ خدا سیدھے جہنم میں جھونک دیئے جاوینگے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان لوگوں کی نمازوں اور روزوں کا صلہ دنیا میں ہی انکو بصورت نعماتِ دنیا ملجاتا ہو۔ آخرت میں ان کی رائی بھر بھی نیکی محسوب نہیں ہوگی۔

صواعق محرقہ صد ۲۳ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنا منافقین کی علامت تھی۔ جس طرح رسول اللہ سے عداوت رکھنا کفر کی علامت تھی۔

آپ نے ابو درداؔ کی روایت پڑھ لی ہے۔ جو تمام صحاح ستہ میں موجود ہے۔ اس نے بڑے افسوس سے کہا تھا کہ ہم ان لوگوں میں ایک امر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں پاتے۔ سوائے اس کے کہ نماز با جماعت پڑھتے ہیں۔

استیعاب صد ۶۶۲ پر ہے کہ ابو درداؔ کا نام عامر بن مالک ہے۔ تو لقب عویمر ہے۔ آپ فقیہ عالم۔ عاقل اور حکیم تھے۔ آنحضرت نے اُن میں اور حضرت سلمان فارسی میں عقدِ مواخات (بھائی بھائی بنانا) کیا تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے ۳۳ھ میں عثمان کے عہد میں انتقال کیا۔ دریں صورت ثابت ہوا کہ ثلاثہ ہی مخربِ شریعت تھے۔

سیرت حلبیہ صد ۳۹۵ پر ہے کہ آنحضرت کی نعش مبارک پڑی رہی۔ بلا دفن دوشنبہ۔ سہ شنبہ کے دن اور رات اور کچھ حصہ شب چہارشنبہ اس دیری کا باعث یہ تھا۔ کہ سب لوگ بیعتِ ابوبکر میں مشغول تھے

رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ جلد اول مطبوعہ صدیقی لاہور صفحہ ۳۵۴ پر ہے کہ صحابہ بحالتِ نماز ایک خوبصورت عورت کو دیکھتے رہتے۔ یہاں تک کہ رکوع و سجود میں بغلوں کے نیچے سے جھانکتے۔ تیسیر الباری پارہ سوئم کتاب مواقیت الصلوٰۃ مطبع احمدی لاہور صفحہ ۵ پر ہے کہ انس بن مالک نے کہا کہ میں تم لوگوں میں رسول اللہ کے وقت کی کوئی بات نہیں پاتا۔ لوگوں نے کہا۔ نماز تو اسی طریقہ پر ہے۔ اس پر انس نے کہا کہ نماز میں بھی جو تم نے کر رکھا ہے کر رکھا ہے۔ نیز زہری سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے طریقۂ رسولؐ کی نماز بھی برباد کر دی ہے۔ کشف المغطا صفحہ ۴۸ مطبوعہ صدیقی لاہور میں بروایت مالک بن ابی عامر اصبحی لکھا ہے۔ کہ ان لوگوں میں سوائے اذان کے کوئی چیز طریقۂ رسولؐ پر قائم نہیں رہی۔

بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۲۲ پر ہے کہ ابوسعید خدری نے کہا۔ کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اس امت میں ایک ایسی قوم نکلے گی جس کی نماز کے سامنے تم اپنی نماز کو حقیر جانو گے (زیر اور پیش کی قواعد بطور مثال ملاحظہ ہو) وہ قرآن پڑھتے ہوں گے۔ مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے عائشہ۔ اگر تیری قوم کے جو جدید العہد ہے کفر کی طرف پلٹ جانے کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر اصلی حالت پر بناتا۔

ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۱۲۵ پر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ کی گلیوں میں جا رہے تھے۔ کہ ہم نے ایک باغ کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا اچھا باغ ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ جنت میں تمہارے لئے اس سے بہتر باغ ہے۔ اسی طرح ہم سات باغوں سے گذرے اور یہی گفتگو ہوئی۔ جب راہ خالی ہوئی (یعنے جب ہم دونو بھائیوں کے سوا کوئی اور راستہ پر نہ تھا) تو حضرت میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر رونے لگے اور فرمایا۔ قوم کے دلوں میں تیری طرف سے کینہ ہے۔ جس کو میری موت کے بعد ظاہر کرینگے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا۔ اس وقت میں ہمارا دین اسلام سالم رہے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ دین اسلام سالم رہے گا۔

بقول احمد آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اصحاب رسولؐ اگر علیؑ کو اپنا امیر بناؤ گے تو اس کو ہادی اور مہدی پاؤ گے۔ اور وہ تم کو صراطِ مستقیم پر چلائے گا۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ تم علیؑ کو اپنا امیر (خلیفہ) نہیں بناؤ گے۔

بخاری کتاب الفتن جلد ۴ مطبوعہ مصر صث ۱۳۶ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ تم لوگ ہمارے بعد بہت حق تلفیاں (غصب خلافت و غصب فدک، اور امور منکرہ (بدعات)، کو دیکھو گے اصحابہ نے عرض کیا ہم کو کیا حکم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ان لوگوں کا مطالبہ ادا کرو۔ یعنی اطاعت کرنا اور اپنے حقوق خدا سے چاہنا

فتح الباری جلد ششم صث ۵۲۲ و صث ۵۲۳ پر مرقوم ہے کہ حق تلفی کرنے والے حاکم ہوں گے اور دوسرے لوگ مظلوم۔

بخاری کتاب الفتن جلد ۴ مطبوعہ مصر صث ۱۳۷ پر بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک مدینہ کے محل سے نیچے نظر کی اور فرمایا۔ کیا تم بھی دیکھتے ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ عرض کیا نہیں تب حضرت نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ فتنے لوگوں کے گھروں میں اس طرح گذر رہے ہیں جسطرح آب باراں

فتح الباری صث ۵۲۶ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ویل ہے عرب کے لئے اس شر سے جو قریب میری وفات کے عین بعد پہنچیگا۔ مرجاؤ، اگر قدرت رکھتے ہو۔ ناظرین! اس سے بڑھ کر خوف اور تاکید کی حدیث کوئی نہیں ہوسکتی جس میں ارشاد ہو کہ ایسے پر آشوب اوقات میں تمہارا مرجانا جینے سے بہتر ہے۔ یعنی ان ایام میں وہ مقدس نخل شریعت جس کو میں نے اپنی تمام عمر اپنے لہو اور پسینہ سے سینچا ہے۔ نہایت بیدردی سے جڑ سے اکھیڑ دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ میرا فرزند دلبند میدان کربلا میں پھر اس نخل کو میری طرح اپنے خون اپنے اقربا اور اپنے اصحاب کے خون سے بے مثل جرأت سے سینچے۔ اور اس درخت کو زیادہ سر سبز و شاداب کرنے کے لئے اپنی بہنوں اور بہو بیٹیوں کو بے فرش اور بے کجاوہ اونٹوں پر ننگے سر شہر بشہر پھرایا جانا منظور کرے۔

ابن حجر لکھتا ہے کہ محتمل ہے۔ کہ آنحضرت کی مراد ان زمانوں سے زمانہ صحابہ ہوں کیونکہ اصلی مخاطب وہی ہیں پس ان سے مخصوص ہوگا۔ اور ان کے بعد آنے والوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔

بخاری کتاب الفتن مطبوعہ مصر جلد ۴ صث ۱۳۷ پر ہے کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ ایک شب آنحضرت بیدار ہوئے۔ خوف زدہ ہو کر اور فرماتے تھے۔ سبحان اللہ۔ خدا نے کس قدر خزائن نازل کئے اور کس قدر ان سے فتنے پیدا ہوئے یعنی ہم کو ہر قسم کا جاہ و حشمت اور مال و منال عطا فرمایا اور یہی مال و منال اور سلطنت میرے عین بعد مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالے گا۔ اور وہ لوگ بہ سبب حب مملکت صراط مستقیم سے باہر ہو جائیں گے۔ کون ہے جو بیدار کرے۔ ان حجرہ والیوں یعنی میرے ازواج کو کہ وہ

نماز پڑھیں زمین صبح کی خواب ہے جس کا ظہور بھی بقاعدہ تعبیر خواب بہت جلد ہونا چاہیئے، دنیا میں بہت سی عورتیں ہیں جو لباس سے آراستہ ہیں۔ مگر قیامت میں برہنہ اٹھیں گی۔

بخاری کتاب الفتن مطبوعہ مصر جلد چہارم ص ۱۳۷ پر ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے (زمین) بعد تم (اسلام سے) پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ اور بعض کو (سینکڑوں اصحاب رسول کو) بعض (ابوبکر اور عمر) قتل کریں۔

پھر ص ۱۳۸ پر بروایت ابوبکرہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو تم لوگ ہمارے بعد کافر ہو جاؤ اور ایک شخص دوسرے شخص کی گردن مارے۔

پھر ص ۱۳۸ پر بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ ہمارے بعد مرتد ہو جاؤ۔ اور بعض تمہارے بعض کی گردن مارے۔

پھر ص ۱۳۸ پر بروایت جریر لکھا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے بروز حجۃ الوداع (آخری حج جس کے بعد حضرت انتقال فرما گئے) فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ، پھر فرمایا ایسا نہ ہو کہ ہمارے بعد تم لوگ کافر ہو جاؤ۔ اور بعض تمہارے بعض کو قتل کرے۔

عمدۃ القاری عینی جلد ۱۱ ص ۳۴۸ پر ہے کہ مراد شر سے زمانہ قبل عثمان (ابوبکر اور عمر کی خلافتیں) ہے اور خیر سے مراد زمانہ خلافت علیؑ ہے۔ اور دخن سے مراد خوارج وغیرہ ہیں اور شر ثانی سے وہ زمانہ مراد ہے۔ جس میں جناب امیر علیہ السلام پر منبروں پر لعن کیا جاتا تھا۔ ناظرین! یہ حدیث جس میں شر اور خیر کا ذکر ہے پیشتر ازیں لکھی جا چکی ہے، جو آنحضرتؐ نے حضرت حذیفہ سے فرمائی۔

بخاری میں بروایت حذیفہ لکھا ہے کہ ان دنوں (ثلاثہ کی خلافتوں میں) جو لوگ منافق ہیں، وہ ان منافقوں سے بدتر ہیں جو عہد رسول اللہؐ میں تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہ لوگ اپنا نفاق ظاہر نہ کرتے تھے اور اب ظاہر کر رہے ہیں۔

پھر بخاری میں بروایت حذیفہ لکھا ہے۔ کہ نفاق تو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی تھا۔ مگر اب کفر ہے بعد ایمان کے۔

فتح الباری ص ۵۵ پر بھی لوگوں کی منافقت کا حال ذرا توضیح سے لکھا ہے۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۴۷ پر ہے۔ کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ ہمارے بعض اصحاب میں سے ایسے بھی ہونگے

جو ہم کو کبھی نہ دیکھیں گے یعنی ہم بہشت کے درجۂ اعلے علیین میں تشریف فرما ہوں گے اور وہ دوزخ کے درجہ اسفل اسافلین میں ۔

کنزالعمال صفحہ ۴۶ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ۔ کہ قیامت کے دن قرآن ، مسجد اور میری عترت (علیؑ و فاطمہؑ ، حسنؑ حسینؑ) درگاہ جناب احدیت میں حاضر ہونگے ۔ قرآن عرض کریگا ۔ خداوندا ۔ لوگوں نے مجھ میں تحریف کی اور پھاڑ ڈالا (عثمان نے ہزاروں قرآنوں کو جلایا اور بعض کو پھاڑا) مسجد کہے گی ۔ لوگوں نے مجھ کو خراب کیا (یعنی مجھ میں نماز جنازہ شروع کر دی ، مینار بنائے گئے ، مقصورہ بنایا گیا ۔ وسیع کر دی گئی ۔ مجھے گوبر اور پیشاب سے بھر دیا گیا ، تراویح شروع کر دی گئی "حی علے خیر العمل" نکال کر "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنا شروع کر دیا گیا ، میرے پاک منبر پر نجس اشخاص بیٹھ کر خطبے پڑھتے رہے ۔ بند شدہ دروازے کھول دیئے گئے وغیرہ وغیرہ) اور معطل کیا ۔ عترت کہے گی ۔ ہم کو لوگوں نے قتل کیا ۔ جلاوطن کیا ، متفرق کیا ۔ اور ہم (محمدؐ و آل محمدؐ) اس وقت اس طرح دو زانو ہونگے جس طرح کوئی خصومت (دفع یا دادرسی) کے لئے دو زانو ہوتا ہے ۔ تو خداوند عالم فرمائیگا ہم اس امر کے ساتھ زیادہ اولے ہیں یعنی ہم اسکا تصفیہ خاطر خواہ کریں گے ۔ ناظرین ! عترت پر ظلم کی ابتدا ابوبکر سے ہوئی اور یزید پر کمال کو پہنچی ، پس عقل سلیم اور ضمیر کے رو سے کہنا پڑتا ہے ۔ کہ دشمنان عترت تمام مخلوقات سے بدترین ہیں ۔

کنزالعمال صفحہ ۳۰ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ تم لوگ بہت جلد ہماری اہلبیت میں مبتلا ہو گے یعنی تم لوگ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہ ظلم پیش آؤ گے ۔

سراج وہاج شرح مسلم صدیق حسن خاں صفحہ ۵۲۹ پر ہے کہ ابن عبد البر قائل ہے کہ صحابہ سے غیر صحابہ افضل ہو سکتے ہیں کیونکہ صحابہ میں منافقین (ثلاثہ) بھی تھے اور اہل کبائر (کبیرہ گناہ کرنے والے) بھی تھے جن پر شرعی حد جاری کی گئی ۔

بخاری میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ بروز قیامت سب سے پہلے میں خدا کے سامنے استغاثہ کے لئے کھڑا ہوں گا ۔ اور انہی لوگوں کے بارہ میں سورہ حج آیہ نمبر ۱۸ "ھذان خصمان اختصموا فی ربھم" نازل ہوئی ہے ۔

خصائص امام نسائی مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۱۲ سطر ۹ پر ہے ۔ کہ ابن عباس سے روایت ہے ۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ اگر پیغمبر وفات پائیں یا قتل ہو جائیں ۔ تو پھر جاؤ گے ۔ تم اپنی ایڑیوں پر ، قسم ہے ۔

خدا کی۔ ہم نہ پھر ینگے اپنی ایڑیوں پر بعد اس کے کہ خدا نے ہم کو ہدایت کی۔ اور قسم ہے خدا کی اگر پیغمبر وفات پائیں یا قتل ہو جائیں۔ اور پھر جاؤ تم اپنی ایڑیوں پر تو البتہ لڑوں گا میں (اگر طاقت و اجازت ہوئی) اس چیز پر جس پر کہ پیغمبر نے لڑائی کی ہے۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں یا قتل ہو جاؤں۔ قسم ہے خدا کی البتہ میں انکا بھائی ہوں اور انکا مقرر کردہ ولی اور انکا وارث اور انکے چچا کا بیٹا ہوں۔ کون ہے زیادہ تر حقدار پیغمبر کا مجھ سے یعنی میں پیغمبر کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔

مشکوٰۃ مطبع محمدی دہلی صفحہ ۴۷۴ سطر ۳ اور صواعق محرقہ مطبع بہیہ مصر صفحہ ۳۹ سطر ۲۲ پر ہے۔ کہ فرمایا رسول پاک نے کہ اگر تم علیؑ کو اپنا امیر بناؤ گے جو میں جانتا ہوں کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو اس کو تم ہادی اور مہدی پاؤ گے۔ جو تم کو صراطِ مستقیم پر لے جائیگا۔

بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۱۷۔ فتح الباری جلد ۶ پر ہے کہ آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مجھ کو یہ خوف نہیں۔ کہ تم ظاہر بظاہر مشرک ہو جاؤ گے بلکہ زیادہ ڈر ہے کہ تم طمع نفسانیت میں پھنس جاؤ گے۔

مدارج النبوۃ جلد دوئم واقعہ جنگ احد صفحہ ۱۶۷ میں ہے۔ کہ جب جہاد سے اصحاب رسولؐ بھاگ گئے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ۔ تو بھی دوسرے یاروں سے کیوں نہ جا ملا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا حضرت ایمان لانے کے بعد کافر نہیں ہوا جاتا۔

مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی جلد دوئم صفحہ ۱۲۷ اور بخاری کتاب الفتن مطبوعہ مصر جلد دوئم جلد ۴ صفحہ ۱۳۹ اور شرح مسلم نووی جلد دوئم صفحہ ۱۲۹ پر ہے۔ کہ حذیفہ نے کہا۔ کہ میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ کہ یا حضرت پہلے زمانۂ جاہلیت میں ہم ایک شر میں تھے۔ خداوند عالم اس کے بعد خیر (زمانۂ آنحضرتؐ) لایا۔ اور ہم اب اس مبارک زمانہ میں ہیں۔ ارشاد فرما دیں۔ کہ اس خیر کے بعد بھی شر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہاں۔ حذیفہ نے متعجب ہو کر پھر وہی سوال کیا۔ آنحضرت نے پھر وہی جواب دیا۔ حذیفہ نے پوچھا۔ کہ وہ شر کیا ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ عنقریب (اپنی وفات کی طرف اشارہ ہے) ایسے لوگ امام اور پیشوائے امت ہوں گے۔ کہ ان کا عمل میری ہدایت اور سنت پر نہ ہوگا۔ ان کے دل شیطان جیسے اور صورت انسان جیسی ہو گی۔ حذیفہ نے عرض کیا کہ میں ایسے پر آشوب وقت میں کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کی اطاعت اختیار نہ کرنا اگرچہ تیرا مال لوٹ لیا جاوے اور تیری پشت زخمی کی جاوے۔

ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد دوئم صفحہ ۲۲۹ اور اربعین حافظ ثقفی اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶۹

پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے علی کیا حال ہوگا تمہارا اس وقت جبکہ لوگ آخرت کو چھوڑ دینگے اور ریاکاری کرینگے۔ دنیا کی طرف رغبت کرینگے ایک دوسرے کی میراث کھا جائیں گے۔ اور ریاکاری ان کا دستور العمل ہوگا حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ میں ان کو انکے حال پر چھوڑ دوں گا۔ آخرت کو اختیار کرونگا اور مصیبتوں پر یہاں تک صبر کروں گا۔ کہ آپ سے ملحق ہو جاؤں۔

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۵۴ پر ہے کہ آنحضرت نے حذیفہ سے فرمایا۔ کہ میرے بعد انسان صورت اور شیطان سیرت اسلامی فرمانروا ہونگے اور میرے دین میں خرابی ڈال کر لوگوں کو الٹی چال چلا ئینگے۔ اے حذیفہ ان کی اطاعت اختیار کرنا اور جو ظلم کریں برداشت کرنا۔

مسلم باب الغنی جلد دوئم صفحہ ۹۰ میں اور انتصار الشریعت نمبر سوئم جلد اول صفحہ ۳۴ پر ہے کہ ایک دن عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو اور رسول خدا کے چچا حضرت عباس کو کہا کہ تم دونو مجھ کو اور ابوبکر کو معاملہ فدک کی وجہ سے کاذب غادر اور خائن جانتے ہو۔

بخاری کتاب الرقاق کیف الحشر مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۳ اور تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۳۴۹۔ اور بخاری کتاب الفتن مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ قیامت کو فرشتے میرے چند اصحاب کو دوزخ کی طرف ہانکتے ہونگے میں کہوں گا پروردگارا۔ یہ تو میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا۔ کہ انہوں نے تیرے بعد تیرے دین میں بدعات کیں اور تیرے مرنے کے بعد تیرے دین سے مرتد ہو گئے

بخاری کتاب المغازی غزوہ خیبر میں ہے۔ کہ بہ تحقیق اللہ اس دین اسلام کی تائید فاجر آدمی سے کریگا ناظرین منتہی الارب میں فاجر کے معنی تباہ کار۔ نافرمان۔ زناکار۔ بدکار لکھے ہیں۔

اکام المرجان علامہ بدرالدین محمد بن عبداللہ شبلی حنفی میں ہے۔ کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میری اجل اب قریب ہے ابن مسعود نے کہا۔ یا حضرت آپ ابوبکر کو خلیفہ بنا دیں۔ آنحضرت نے منہ پھیر لیا پھر ابن مسعود نے عمر کا نام لیا۔ آنحضرت نے منہ پھیر لیا جب اس نے علی کا نام لیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا قسم اس خدا کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ کہ علی وہ شخص ہے۔ کہ اگر تم اس کی بیعت اور اطاعت کروگے۔ تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کرے گا

مدارج النبوۃ باب ہفتم صفحہ ۶۴۳ پر ہے کہ حذیفہ ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں قتل عثمان ہونے کے چند دن بعد فوت ہو گیا۔ جب کہ ابھی آغاز خلافت علیؑ تھا۔

امام شعبی نے شریح ہانی سے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے۔ کہ بار الہا میں تیری پناہ مانگتا ہوں بمقابلہ قریش کے جنہوں نے مجھ سے قطع رحم کیا اور دہرا بندی کر کے مجھ سے میرا حق چھین لیا۔ حالانکہ میں اس کا سب سے زیادہ حقدار تھا۔

علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور خوارزمی اور دیلمی نے اپنے مناقب میں ابو یعلیٰ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تو تم نے علیؑ کی ملازمت اختیار کرنا کہ بہ تحقیق وہ فاروق (حق اور باطل میں تمیز کرنے والا) ہے۔

دار قطنی نے بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ علی باب حطہ ہے۔ جو اس میں داخل ہوا۔ وہ مومن ہے اور جو اس سے خارج ہوا۔ وہ کافر ہے۔ ناظرین جس طرح عہد ابراہیم سے عہد رسول اللہ تک کعبہ میں بتوں کا تسلط رہا۔ اور انکے اخراج کا شرف آنحضرت کو عطا ہوا۔ اسی طرح وفات رسول اللہ سے قتل عثمان تک منبر رسول اللہ پر اصنام ثلاثہ مسلط رہے۔ جنکا ازالہ تسلط جناب امیر علیہ السلام کے دست حق پرست سے ہوا۔ اور بعد شہادت علیؑ پھر اصنام کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ جنکا قلع و قمع امام آخرالزمان فرمائیں گے۔ نیز واضح ہو کہ بقول رسول مقبول اسلام کے تہتر فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ بہشتی ہوگا۔ چونکہ غیر شیعہ تمام فرق اسلام اصولاً ایک ہی ہیں۔ فرق صرف فروعات میں رکھتے ہیں اور ثلاثہ کے موضوع محامد کے انتشار و اشاعت میں اور انکی ستم شعاریوں اور قباحات کی پردہ پوشی میں ہمہ تن ساعی رہتے ہیں اور صرف شیعہ انکے خروج عن الایمان کے قائل ہیں۔ اس لئے ناجی فرقہ شیعہ اثنا عشری ہے۔

استیعاب علامہ ابن عبد البر حرف الرائے علی ترتیب اہل الکوفہ۔ اور استیعاب مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد اول صفحہ ۲۰۹ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ اسلام برباد ہو کر کفر کا پھر دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ تو میں ضرور تغیر و تبدل کر دیتا (یعنے ابو بکر کو مسند خلافت سے اتار پھینکتا)۔

مسلم میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جب تم پر کوئی خلیفہ ہو اور وہ معصیت کا کام کرے تو تم اس کام سے کراہت رکھو۔ مگر اطاعت سے ہرگز باز نہ رہو۔

سورہ محمد آیہ نمبر ۳۱ "ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ الخ" کے بارہ میں حافظ ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ اس آیہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے بارہ میں

رسول اللہ سے مخالفت رکھتے تھے۔

تفسیر کبیر جلد ہشتم ص۵۱۵ اور تفسیر نیشا پوری جلد ۳ ص۵۶ اور تفسیر خازن جلد چہارم ص۳۶۴ اور تفسیر معالم التنزیل ص۹۷۶ ۔اور تفسیر مدارک برحاشیہ خازن ص۳۶۴ اور تفسیر عزیزی ص۱۱۳ پر آنحضرت کا ارشاد مرقوم ہے۔ کہ میرے بعد تم لوگ بدعات والحاد کروگے تفسیر عزیزی کی عبارت کا خلاصہ درج کرتا ہوں۔ کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ تم پہلی امتوں کی طرح گناہوں کے مرتکب ہوگے۔ اور تم سے مکروہات اور الحاد اور بدعات ظہور پذیر ہونگی۔ اور تم راہ حق سے دور ہوجاؤ گے۔ اور تم میں سے بعض اپنی ماؤں سے ظاہر افعل بدکرینگے۔ خدا کے حق اور لوگوں کے حق کو پامال کروگے۔ میری اور قیامت اور قرآن کی تکذیب کروگے

تلبیس ابلیس ابن جوزی ص۲۹ پر ہے۔ کہ مذہب زردشت کے گروہ مزدک نے بادشاہ کیقباد کی تمام سلطنت میں قانون جاری کیا (مزدک کیقباد کا گرو تھا) کہ اولاد پر بیوہ ماؤں کی منتی بجھانی واجب ہے اور ہر ایک مرد ہر ایک عورت سے بلا نکاح جماع کرسکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے۔ کہ ہم کو عترت رسول سے دین نہیں پہنچا۔ بلکہ اکثر و بیشتر ان ہی بعض اصحاب سے پہنچا ہے۔ جنکے نسبی معائب حضرات شیعہ پیش کرتے ہیں۔ (بلکہ اہلسنت کی کتب معتبرہ سے روز روشن کی طرح ثابت کرتے ہیں) پس ہمارے نزدیک ایسے محسنان اسلام سے کنارہ کشی کرنا اخلاق اور انصاف کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں جہل واسلام میں اتصال ہے۔ اس لئے انکی تمام لغزشیں اور خطائیں ہمارے علما کے نزدیک قابل گرفت نہیں۔ خواہ وہ غصب حق اللہ ہوں خواہ غصب حق العباد۔ پس ایسی ہی بنیادوں پر ہمارے علما نے نہایت بدار مغزی اور انجام بینی سے تصحیح ولدالزنا کی حدیث کو عمداً موضوع و مہمل مانا ہے (یعنی در اصل وہ حدیث مسلمہ ہے) بلکہ بر خلاف اسناد مزبورہ ولدالزنا کی پوری حمایت کی ہے۔ آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو۔

تفسیر کبیر امام رازی جلد ۴ ص۵۶۳ پر ہے کہ رسول اللہ کی تشریف آوری پر لوگ دنیا سے ناتا کاٹ کر اور آخرت کی طرف متوجہ ہوگئے اور باہم خصومت ترک کردی۔ لیکن وفات رسول پر ابواب دنیا انپر کھل گئے اور وہ پھر پلٹ گئے۔

کنز العمال میں بروایت ابو ہریرہ لکھا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق میرے بعد ایسے امام

اور پیشوا ہونگے۔ کہ اگر لوگ انکی اطاعت کرینگے۔ تو وہ انکو کافر بنادینگے اور انکے خلاف کرینگے۔ تو وہ ان کی گردن مروڑ دیں گے۔ علامہ سیوطی نے جامع صغیر مطبوعہ مصر صٹ ۳۱ پر لکھا ہے کہ کیا بُری قوم ہے جس کے عہد میں مومن راہ تقیہ وکتمان اختیار کرے۔

المعتقد المنتقد صٹ ۶۵ پر ہے کہ ہر ایک نیک اور بد حاکم کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے زیر حکم جہاد کرنا اور اماموں (خلفاء اربعہ ومعاویہ ویزید وغیرہ) کے لئے دعا کرنا حق ہے۔ اور بغاوت کرنا نادرست اور صحابہ کے باہم جھگڑوں کے ذکر سے زبانوں کو روکو اور ان کی عیب جوئی نہ کرو۔ پھر صٹ پر ہے کہ ذکر اصحابہ خیر کے ساتھ کرو۔

کتاب تعرف تصوف صٹ ۴۰ پر ہے کہ اصحابہ کی مشاجرت (مخالفت یعن وطعن) سے باز رہو

کتاب مالابد قاضی ثناء اللہ پانی پتی صٹ ۱۴۳ پر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنے والے (عائشہ ومعاویہ) خطا کار تو ہیں لیکن انکی طرف بدظنی نہ رکھنی چاہیئے۔ کتاب قطف الثمر فی بیان عقیدہ اہل الاثر صٹ ۱۲۷ پر ہے۔ کہ اصحاب سول سے خطائیں تو ہوئیں لیکن انکے لئے سوابق اور فضائل ہیں جو انکے گناہوں کی مغفرت کا باعث ہیں۔

تاریخ طبری جلد نہم صٹ ۲۱۲ پر ہے۔ کہ منصور دوانقی خلیفہ بنی عباس نے امام حسن علیہ السلام کو لکھا کہ تمہارے باپ نے ہر وجہ سے خلافت کو طلب کیا حتیٰ کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو دن کو طلب خلافت وحقوق کے لئے دربار میں بھیجا۔ اور شب کو تیمار داری کی۔ مگر لوگوں نے بکر او رعمر کے سوائے کسی کو خلیفہ نہ مانا۔

کنز العمال کتاب الفتن صٹ ۴۷ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میرے اصحاب میں سے ایسے بھی ہیں جو میرے مرنے کے بعد پھر مجھے کبھی نہ دیکھ سکیں گے یعنی ہمیشہ اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

مشکوٰۃ صٹ ۱۴۵ پر ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ ہماری امت میں سے ایسی قومیں نکلیں گی۔ کہ انکو خواہشات لئے پھرینگی جیساکہ داء الکلب (ایک مرض کا نام ہے) اپنے مریض کو ہر آفت میں مبتلا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مریض کی کوئی رگ اور پٹھہ محفوظ نہیں رہتا۔

شرح مسلم نووی جلد دوئم صٹ ۴۰۷ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جب تم لوگ فارس اور روم فتح کروگے۔ تو تم کونسی قوم ہو جاؤ گے۔ عبدالرحمان بن عوف نے کہا کہ ہم خدا کے حکم کے مطابق عمل کریں گے

حضرت نے فرمایا۔ کہ نہیں بلکہ اس کے خلاف عمل کرو گے۔
تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۹۶۶ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ تم لوگ بھی پہلے لوگوں (کفار) کی پیروی کرو گے۔ اس طرح کہ ایک بالشت دوسرے بالشت کے برابر ہے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ لوگ سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو تم بھی وہاں داخل ہو گے۔
اسد الغابہ جلد دوئم صفحہ ۱۵۵ پر ہے کہ ایک صحابی سے خطا سرزد ہوئی۔ تو عمر بن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا۔ یا حضرت اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضرت نے فرمایا اس کو چھوڑ دو لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ ناظرین! اسی لئے حضرت نے ثلاثہ وغیرہ کو قتل نہ کیا۔
تفسیر در منثور سورہ جمعہ جلد سادس صفحہ ۲۲۱ پر ہے کہ تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چھوڑ کر دحیہ کلبی کی تجارت دیکھنے اور کھیل کود کے لئے نکل گئے۔ حالانکہ آنحضرت اس وقت نماز میں کھڑے تھے اور آپ کے پاس بڑے اصحاب میں سے کوئی نہ رہا۔
اکمال الدین صفحہ ۲۹۳ پر ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ تم لوگ بھی وہی کرو گے۔ جو سابقہ امتیں کر چکی ہیں۔ مجمع بحار الانوار مطبوعہ نولکشور جلد دوئم صفحہ ۱۳۴ پر ہے کہ تم لوگ سابقہ امتوں کی اس طرح پیروی کرو گے جس طرح تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور جلد اول صفحہ ۲۴ پر ہے۔ کہ تم لوگ سابقہ امتوں کی اس طرح پیروی کرو گے۔ جس طرح ایک پیر کا جوتا دوسرے پیر کے جوتا کے برابر ہوتا ہے اور کچھ فرق نہیں ہوتا۔
استیعاب جلد اول بذیل ذکر رفاعہ بن رافع بن مالک صفحہ ۱۸۲ پر ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وفات پائی۔ تو ہم نے کہا کہ ہم اہلبیت و اولیائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہیں۔ کوئی اس امر (خلافت) میں ہماری مخالفت نہ کرے گا۔ مگر قوم نے انکار کیا اور دوسرے کو خلیفہ بنا دیا۔ خدا کی قسم۔ اگر خوف فرقت نہ ہوتا اور یہ ڈر نہ ہوتا کہ قوم کفر کی طرف پلٹ جائے گی۔ اور پھر دین غیر (بت پرستی) رائج ہو جائیگا تو میں ضرور جہاد کرتا۔ پس بکمال ناگواری ہم نے صبر کیا۔
صواعق محرقہ صفحہ ۹۰ پر ہے کہ امام بن سعد اور ملا سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ ہم تم کو وصیت کرتے ہیں اہلبیت کے بارہ میں۔ کیونکہ ان سب کی طرف سے ہم بروز قیامت مخاصمہ کرینگے۔ اور جس کسی سے ہم مخاصمہ کرینگے۔ وہ داخل جہنم ہوگا۔ اور جس کسی نے اہلبیت کے بارہ میں ہمارا خیال کیا (ان کا احترام اور

اطاعت میری خاطر کی گئی، اُس نے خدا سے ایک عہد کیا، جنتی ہونے کا۔

امام شعبی لکھتا ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ میں قیامت کے روز فریاد کروں گا کہ خدایا قریش نے مجھ پر ظلم کئے۔ میری قرابت کا کچھ خیال نہ کیا۔ میرے حقوق چھینے اور میری عداوت پر جمع ہو گئے۔

مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے کہ جب عثمان مدینہ میں قتل ہو گیا اور حضرت علی علیہ السلام خلیفہ بنگئے۔ اس وقت حذیفہ کوفہ میں بیمار تھا۔ اطلاع ہونے پر حذیفہ نے اپنے خاندان سے کہا کہ مجھ کو مسجد میں لے چلو۔ اور لوگوں کو عام اطلاع دیدو کہ مسجد میں جمع ہو جائیں جب لوگوں کا ہجوم ہو گیا تو حذیفہ نے کہا۔ اے لوگو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت ونصرت کرو۔ خدا کی قسم۔ وہ بلاشبہ اول اور آخر میں حق پر ہیں۔ پروردگارا گواہ رہنا کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرلی۔ یہ کہہ کر اپنا بایاں ہاتھ دائیں پر رکھا۔ اور شکر کرتا ہوں کہ تو نے مجھ کو اس زمانہ تک زندہ رکھا اس واقعہ سے دو دن بعد حذیفہ فوت ہو گیا۔

مدارج النبوت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بعد تم کو مکروہات پیش آئینگے۔ اس وقت دل تنگ نہ ہونا۔ اور جب تو دیکھے کہ لوگ دنیا اختیار کر رہے ہیں۔ تو دین کو اختیار کرنا اور صبر کرنا۔

مسند امام احمد حنبل میں ہے کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بزرگیوں کو عداوت کی وجہ سے بہتیرا چھپایا۔ اور آپ کی مذمت میں بہت کوشش کی لیکن پھر بھی حضرت کے فضائل کی کثرت حیرت انگیز ہے۔

فقہ اکبر میں ہے کہ آنحضرتؐ کی امت پر شیطان ظفریاب ہو گیا۔

ملل والنحل شہرستانی میں ہے کہ اکثر اصحاب رسولؐ کا ایمان ظاہری تھا اور در اصل منافق تھے۔ شریعت کے احکام پر مجبوراً چلتے تھے اور آنحضرت کی وفات کے منتظر تھے۔ آخر کار آنحضرتؐ کی وفات کے وقت ان کا نفاق علانیہ ظاہر ہو گیا۔ اور وفات رسولؐ کے بعد انہوں نے احکام شریعت کو بدل دیا۔

علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں لکھا ہے۔ کہ اصحاب رسول کی باہمی پھوٹ اس امر کی صاف دلیل ہے۔ کہ انہوں نے راہ حق سے دوری اختیار کی۔ اور حکومت و دولت کی حرص میں پھنسکر ظلم اور قباحات کئے۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔

"تا زاہد عمرو و بکر و زیدی — اخلاص طلب مکن کہ شیدی"

مروان

فتاوائے شاہ عبدالعزیز دہلوی جلد اوّل صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ مروان علیہ لعنت کو بُرا کہنا اور دل سے اس سے بیزار ہونا خصوصاً اس کے اس سلوک کے صلہ میں جو اُس نے امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت سے کیا، اور اس مستمرہ عداوت کیوجہ سے جو اُس کے دل میں ان بزرگواروں کی طرف سے تھی سنت و محبت اہلبیتؑ کے لوازمات میں سے ہے۔

ملل والنحل شہرستانی جلد اول صفحہ حیوٰۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۲۷۵۔ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۶۸۔ تاریخ خمیس دیار بکری صفحہ ۲۶۳ جلد دوئم۔ روضۃ الاحباب۔ روضۃ الصفا۔ تاریخ اسلام جلد سوئم صفحہ ۱۴۲۔ اور تاریخ طبری میں ہے کہ آنحضرت نے مروان کو مدینہ سے سات کوس جلاوطن کر دیا۔ ابوبکر نے اپنے عہد خلافت میں اور سات کوس جلاوطن کر دیا۔ عمر نے اپنے زمانۂ خلافت میں بھی اور سات کوس جلاوطنی بڑھادی۔ مگر عثمان نے اپنے ایام خلافت میں اسی مروان کو اپنا وزیر اعظم بنا دیا (مروان عثمان کا سالہ تھا۔ یہ شخص آنحضرتؐ کی نقلیں اتارا کرتا تھا یعنی جس طرح آنحضرت بیٹھتے۔ چلتے۔ اور وعظ فرماتے اسی طرح یہ بھی کرتا اور ہنسی اڑایا کرتا تھا۔) اور اس کو فدک کی جاگیر اور افریقہ کا خمس بخشدیا۔

قتل حضرت عثمان صاحب

استیعاب ابن عبدالبر میں ہے کہ عبداللہ بن عمر بھی قتل عثمان میں شریک تھا۔ تاریخ اہلسنت امام واقدی میں ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتا ہے۔ کہ قسم بخدا ہم سب طالبان قصاص قتل عثمان میں کوئی ایسا نہ تھا جو قاتل عثمان نہ ہو یا خاذل یعنی تارکِ نصرتِ عثمان۔

روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ پر ہے کہ جب نائلہ زوجہ عثمان نے اُنکے غلام وغیرہ (عثمان اور دیگر مقتولین کی لاشیں) کی لاشوں کو دفن کرنے کا حکم دیا۔ مصری لوگ سختی سے مانع ہوئے اور دفن نہ ہونے دیا تب (عثمان کی لاش حش کوکب میں دفن ہوگئی) انکی لاشوں کو شاہراہ پر ڈال دیا گیا۔ جن کو بھیڑیوں اور کتوں نے کھایا۔

ناظرین! عثمان کے کفن و دفن کے حالات لکھنے سے پہلے کچھ تفصیل سے یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ

عثمان قتل کیوں ہوا۔ عثمان نے خلیفہ ہوتے ہی اپنے چچا حکم بن عاص کو جو مطرودِ رسول اللہ تھا اور جس کو ابوبکر اور عمر نے بھی مدینہ میں واپس آنے کی اجازت نہ دی تھی۔ نہایت عزت و وقار کے ساتھ واپس بلایا اور بیت المال سے ایک لاکھ درہم عطا کر دیا۔ حارث بن حکم کو مدینہ کی بازار یعنی فروختِ مال کا دسواں حصہ مقرر کر دیا۔ مروان بن حکم کو افریقہ کا تمام خراج دیدیا۔ جو آنحضرت کے عہدِ معدلت مہد میں حق اللہ اور حقِ رسول اور ذوی القربٰے اور یتموں اور مسکینوں پر تقسیم ہوتا تھا۔ یعنی خمس تھا۔ حضرت ابوذر غفاری کو جلا وطن کر دیا۔ حضرت عمار یاسر کو زدوکوب کیا۔ یہاں تک کہ انکو عارضہ فتق لاحق ہو گیا۔ حضرت مالک اشتر کو آوارہ وطن کیا۔ ابن مسعود صحابی کی پسلیاں توڑ دیں۔ شیخین کے زمانہ کے حاکموں کو معزول کر کے یہ تمام عہدے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیئے۔ حدودِ شریعت کو ظاہر بظاہر پامال کرنا شروع کر دیا۔ عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا۔ کئی کاذب وعدے اور کئی جھوٹی قسمیں کھائیں۔ محمد بن ابوبکر کو قتل کرانا چاہا۔ حضرت علی علیہ السلام کو یہاں تک ایذا دی کہ آپ ترکِ وطن پر آمادہ ہو گئے۔ مروان جیسے عیار اور دشمنِ اسلام کے ہاتھ میں موم کی ناک بنگیا۔ بیت المال کو بے دریغ اور ناجائز طور پر اپنے اقربا میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ بے شمار قرآنوں کو جلا دیا۔ جس پر عائشہ نے فتوے صادر کیا کہ اس لمبی داڑھی والے یہودی کو قتل کر دو جو کافر ہو گیا ہے۔ عبداللہ بن سرح کو جو بہ حکم رسولؐ واجب القتل تھا۔ مصر کا حاکم بنا دیا۔ مغیرہ بن عاص کو جو بہ حکم رسولؐ واجب القتل تھا۔ اپنے گھر میں پناہ دی۔ اور مہمان نوازی کی۔ حضرت رقیہ کو جو خدیجہ کی بہن کی بیٹی تھی۔ اتنا زدوکوب کیا کہ وہ شہید ہو گئی۔ معاویہ کی کفرانہ حرکات سے آنکھ بند کر دی۔ ابی ابن کعب صحابی کا وظیفہ بند کر دیا۔ عبادہ بن صامت کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے جرم پر معتوب بنایا۔ کعب صحابی کی توہین و تذلیل کی۔ عبد الرحمان بن عوف کو منافقت کا الزام دیا۔ حضرت مالک اشتر کو جلا وطن کر دیا۔ ابوسفیان کے کلماتِ کفر یعنی نہ جنت ہے نہ دوزخ ہے اور نہ قیامت ہے پر بجائے شرعی حد جاری کرنے کے اس کو بیت المال سے دس لاکھ روپیہ عطا کر دیا۔

استیعاب جلد دوئم ص ۱۹۱ پر ہے کہ جب عثمان قتل ہو چکا۔ تو باغیوں (اصحاب رسولؐ) نے اس کی نعش کو نجس سمجھ کر گھوری پر ڈال دیا جہاں یہ تین شبانہ روز پڑی رہی۔ تین روز کے بعد بوقتِ شب بارہ اشخاص آئے جن میں جویطیب بن عبد العزیٰ اور حکم بن حزام اور عبداللہ بن زبیر اور مالک بن عامر تھے۔ انھوں نے نعش کو اٹھایا۔ اور مسلمانوں کے قبرستان کیطرف لے چلے۔ جب دفن کرنا چاہا۔ تو

قبیلہ بنی مازن کے لوگوں نے ان کو کہا۔ بخدا اگر تم نے عثمان کو یہاں دفن کیا۔ تو ہم اس بات کی اطلاع تمام مسلمانوں کو کر دینگے پس انہوں نے نعش کو اٹھایا اور راتوں رات نعش کو یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔

حیوٰۃ الحیوان اور سیر حلبی میں ہے کہ عثمان کی نعش تین شبانہ روز تک دفن نہ ہو سکی۔ علامہ قاسم خوارزمی نے کتاب ضرام السقط شرح دیوان ابی العلا احمد بن عبداللہ المعری ص۲۹۱ نسخہ قلمی میں لکھا ہے کہ امام واقدی کہتا ہے کہ عثمان ۳۵ھ میں قتل ہوا جب کہ اس کی عمر بیاسی سال تھی۔ اس کی نعش تین دن رات گھوری پر پڑی رہی۔ یہاں تک کہ ایک ٹانگ کتا کھا گیا۔ تاریخ اعثم کوفی میں ہے کہ نعش کی ایک ٹانگ کتے کھا گئے۔ روضۃ الصفا میں ہے کہ طرفداران عثمان کی نعشوں کو بھی کتوں اور کوؤں نے کھایا۔ تاریخ اعثم کوفی میں ہے کہ عثمان کو بلا غسل و کفن اس کے اپنے کپڑوں میں دفن کر دیا گیا۔ اسد الغابہ جلد ششم ص۲۲۸ پر ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عثمان پر کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

انسان العیون حلبی جلد سوئم مطبوعہ مصر ص۹۹ پر ہے کہ عائشہ کہا کرتی "اقتلوا نعثلاً فقد کفر" یعنی اس لمبی داڑھی والے یہودی کو قتل کر دو۔ جو بہ تحقیق کافر ہو گیا ہے۔ تاریخ کامل ص۹۵ پر ہے کہ مدینہ کے صحابہ اور غیر صحابہ تمام باشندگان مدینہ نے بیرونجات کے لوگوں کو خطوط بھیجے کہ اگر تم جہاد مومن اور کافر کی لڑائی کے خواہشمند ہو تو مدینہ میں آؤ۔ کیونکہ عثمان نے دین محمدؐ کو فاسد کر دیا ہے۔

استیعاب جلد دوئم ص۴۱۷ پر ہے کہ عبید اللہ بن عمر نے ہرمزان کو قتل کر دیا۔ حالانکہ وہ مسلمان تھا اور عثمان نے اس کے قصور کو بخشدیا اور کوئی قصاص نہ لیا گیا۔ لیکن جب حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ہوئے تو عبید اللہ قصاص کے خوف سے بھاگ گیا اور معاویہ کے پاس چلا گیا اور جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے خلاف لڑ کر واصل بہ جہنم ہوا۔

تاریخ طبری جلد پنجم ص۱۴۰ پر ہے کہ جب ابن عباس کو عثمان نے امیر حاج بنایا۔ اور لکھ کر فرمان بھی دے دیا۔ تو ابن عباس کی ملاقات عائشہ سے مقام صلصل پر ہوئی۔ عائشہ نے اس سے کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ کہ لوگوں کو قتل عثمان سے نہ روکنا۔

استیعاب ص۴۰۳ پر ہے کہ جب لوگوں نے عثمان کا محاصرہ کیا تو عبداللہ بن مسعود کہتا تھا۔ کہ

کس قدر محبوب تھا کہ ہم نے بھی عثمان پر تیر مارے ہوتے۔

استیعاب جلد دوئم صفحہ ۴۰۳ پر ہے کہ عبدالرحمان بن عوف نے بوقت مرگ ایک ہزار اونٹ تین ہزار بکریاں اور ایک ہزار گھوڑا ترکہ میں چھوڑا۔ اور اس کی زراعت بیس اونٹ سے ہوتی تھی۔ ناظرین عثمانی فیض کا نمونہ ہے اور ابوسفیان کو کلمہ کفر کہنے کا انعام دس لاکھ روپیہ جو عثمان نے دیا۔ آپ پڑھ چکے ہیں۔ نیز جب عبدالرحمان بن عوف نے اپنی ایک زوجہ کو طلاق دے دیا اور پھر اس سے مصالحت کی تو ۸۳ ہزار درہم اس کو بطور تاوان دیا

استیعاب جلد دوئم صفحہ ۱۹۱ اور الامامت و السیاست ابن قتیبہ صفحہ ۴۲ پر ہے کہ عثمان کی نعش کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں لے گئے۔ اور جب کسی بھی قبرستان میں اس کو دفن نہ کر سکے۔ کیونکہ محافظان قبرستان اجازت نہ دیتے تھے۔ تو بالآخر حش کوکب میں نعش کو دفن کر دیا گیا۔ اور مہاجرین و انصار بیک آواز کہتے کہ عثمان پر نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔

کتاب مجمع بحار الانوار ملا طاہر گجراتی جلد اول میں ہے۔ کہ حش کوکب وہ مقام ہے۔ جہاں لوگ پاخانہ پھرا کرتے تھے۔

مجمع البحار گجراتی نول کشور صفحہ ۳۷۲۔ نہایہ ابن اثیر جذری باب نون مع العین جزو الرابع النعثل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۶ پر ہے۔ کہ عائشہ لوگوں کو قتل عثمان پر ابھارتی اور کہتی اس لمبی داڑھی والے یہودی کو قتل کر دو۔ خدا اس کو قتل کرے۔

روضۃ الاحباب مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ جلد سوئم صفحہ ۱۲ پر ہے کہ عائشہ عثمان کے حق میں کہتی "لعن اللہ نعثلاً قتل اللہ نعثلاً" اور "اقتلوا النعثلا قتل اللہ نعثلاً فانہ قد کفر" یعنی اس نعثل یہودی کو قتل کر دو۔ خدا اس کو قتل کرے۔ بتحقیق یہ کافر ہو گیا ہے اور صفحہ ۱۵ پر ہے کہ ام سلمہ نے عائشہ سے کہا کہ اے بنت ابوبکر۔ کہ اب تو حضرت علی علیہ السلام سے عثمان کا قصاص طلب کرتی ہے حالانکہ تو اس کے حق میں کہتی تھی کہ اس نعثل یہودی کو قتل کر دو اور خدا اس کو قتل کرے اور دوسری روایت میں ہے کہ جب ام سلمہ نے عائشہ سے سنا کہ وہ عثمان کے خون کا قصاص طلب کرتی ہے۔ تو اس نے عائشہ سے مذکورہ جملے اتنی بلند آوازی سے دہرائے۔ کہ گھر کے ہر ایک شخص نے سنے۔ ناظرین۔ نعثل کے معنی بجو کے ہیں۔ جو قبریں کھود کر مردے کھا جاتا ہے۔ مگر عائشہ نے عثمان کو تشبیہ ایک یہودی سے دی

تھی جو عثمان کی طرح بہت لمبی داڑھی رکھتا تھا۔ اور عائشہ چاہتی تھی کہ عثمان کے بعد زبیر بن العوام کو خلافت ملے۔ لیکن اس کی بدقسمتی کو خلافت حضرت علی علیہ السلام کو ملگئی۔ اور اس نے قصاص قتلِ عثمان کا عذرِ لنگ تراش کر جہلائے عرب کے طوفانِ بے تمیزی کو جنگِ جمل کی صورت میں ظاہر کیا اور منہ کی ایسی کھائی۔ کہ لینے کے دینے پڑ گئے۔

تاریخ اعثم کوفی ذکر قتلِ عثمان میں ہے۔ کہ عائشہ اور اصحابِ رسول کی تحریک سے بے شمار لوگوں نے عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر وغیرہ دیوار پھاند کر اس کے گھر میں داخل ہوئے محمد بن ابوبکر نے عثمان کی داڑھی پکڑ لی۔ اور پھر ایک ضرب لگائی اور اس کو بیاسی سال کی عمر میں قتل کر دیا۔

نوٹ متعلق حضرت عائشہ و حضرت حفصہ امہات المومنین

عائشہ ابوبکر کی لڑکی اور حفصہ عمر بن خطاب کی لڑکی ہے۔ ابوبکر کا اصلی نام عبد الکعبہ تھا۔ ابوبکر کے معنی ہیں کنواری کا باپ۔ چونکہ آنحضرت کے نکاح میں عائشہ کنواری میں آئی تھی۔ اس لئے اس کے باپ کا نام ابوبکر مشہور ہو گیا۔ عائشہ کے بطن سے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ اس کا رنگ بہت سرخ و سفید تھا۔ اس لئے اس کو حمیرا بھی کہا جاتا ہے۔ ۵ھ میں پیدا ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں اس کا نکاح آنحضرتؐ سے ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئی۔

آنحضرتؐ کا سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ سے ہوا۔ اس نکاح کے وقت آنحضرت کی عمر چوبیس سال تھی۔ آنحضرت کی اونچاس ۴۹ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ نے انتقال فرمایا۔ عائشہ کی زندگی کا سب سے بڑا واقعہ جنگِ جمل ہے۔ جو اس کے اور حضرت علی علیہ السلام کے درمیان ہوا۔ عائشہ کو حضرات اہلبیت کے ساتھ فطری بغض اور عداوت تھی۔ بہتر سال کی عمر میں معاویہ بن ابوسفیان کے ہاتھ سے زندہ دفن کر دی گئی۔

بخاری کتاب النکاح جلد سوم صفحہ ۱۵۳ پر ہے کہ عبد اللہ بن عمر کہتا ہے کہ جب حفصہ (عمر کی لڑکی) بیوہ ہوئی۔ جس کے پہلے خاوند کا نام خنیس بن حذافہ سہمی تھا جو اصحاب رسول میں سے تھا۔ تو عمر نے کہا کہ میں حفصہ کو لے کر عثمان کے پاس گیا اور اس پر حفصہ کو عرض کیا یعنی عمر نے عثمان کو کہا کہ تو اس سے نکاح کر لے۔ عثمان نے کہا ہم غور کریں گے۔ چند راتوں کے بعد پھر عمر اور عثمان کی ملاقات ہوئی۔ تو عثمان نے کہا۔ میری رائے اس

نکاح پر نہیں ہے۔ عمر نے کہا تب میں حفصہ کو ابوبکر کے پاس لے گیا۔ اور کہا۔ اگر تم چاہو تو حفصہ سے نکاح کر لو
ابوبکر چپ ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔ عمر کو ابوبکر پر غصہ عثمان کی نسبت زیادہ آیا۔ عمر کہتا ہے میں نے چند رات
اور صبر کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے خطبہ کیا۔ اور میں نے حفصہ کا نکاح آنحضرتؐ سے کر دیا۔

مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ آنحضرتؐ کی زوجہ صفیہ کو یہ خبر پہنچی کہ حفصہ نے اس کو یہودی بچی کہا ہے۔ صفیہ
نے اس بات کی شکایت آنحضرت سے کی۔ تو حضرت نے فرمایا۔ تم بیٹی ہو نبی کی تمہارے چچا نبی تھے۔ تمہارا شوہر
نبی ہے۔ پھر کس بات پر حفصہ فخر کرتی ہے۔ پھر آنحضرت نے حفصہ سے کہا۔ اے حفصہ۔ خدا سے ڈر۔

مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۱ پر ہے۔ کہ عائشہ نے کہا کہ مجھے ازواج نبی میں سے کسی پر اتنی غیرت (حسد بغض) نہ آتی
جتنی حضرت خدیجہ پر آتی۔ کیونکہ آنحضرت اس کا ذکر کیا کرتے اور اکثر بکری کو ذبح کرتے۔ تو خدیجہ کی دوست عورتوں
میں تقسیم کرتے جس پر میں کہا کرتی کہ گویا دنیا میں خدیجہ جیسی کوئی عورت نہ تھی۔ اس پر حضرت فرمایا کرتے کہ وہ ایسی تھی
ایسی تھی۔ اور خدا نے اس سے مجھے اولاد بخشی۔

مستدرک نصف ثانی صفحہ ۲۴۱ پر ہے کہ عائشہ نے ابوہریرہ کو بلا کر کہا کہ اے ابوہریرہ۔ یہ کیسی حدیثیں ہم
کو پہنچتی ہیں جو تم رسول اللہ کی طرف سے بیان کرتے ہو۔ حالانکہ تم نے بھی وہی سنا جو ہم نے سنا تھا۔ اور تم نے
بھی وہی دیکھا جو ہم نے دیکھا تھا۔ اس پر ابوہریرہ نے کہا۔ اے اماں۔ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے باز رکھتی تھیں۔ آئینہ۔ سرمہ دانی اور بناؤ سنگار اور قسم خدا کی۔ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے کوئی چیز باز نہ رکھتی تھی۔

درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۹۶ پر ہے کہ جب کبھی عائشہ آیۂ قرآنی "وقرن فی بیوتکن" پڑھتی تو اتنا روتی
کہ اس کی چادر آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ناظرین۔ یہ بات قطعی بے بنیاد ہے۔ بھلا ایسی سنگدل عورت کو
بخوفِ خدا و آخرت کب رونا آسکتا ہے۔ جو جناب فاطمہ علیہا السلام کی موت پر خوش ہو۔ امام حسن
علیہ السلام کو نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دے بلکہ مظلوم امامؑ کی نعش کو تیروں سے چھلنی کر دے
اور حضرت علی علیہ السلام کی شہادت پر اظہار مسرت کرے۔

ناظرین آنحضرت کی ایک زوجہ مسمات سودہ کو پوچھا گیا۔ کہ آپ حج کیوں نہیں کرتیں۔ آپ
نے فرمایا۔ ایک بار حج مجھ پر واجب تھا جو میں کر چکی ہوں۔ اس کے بعد میرا حج یہی ہے کہ حکم خدا کے
مطابق اپنے گھر سے باہر نہ نکلوں۔ چنانچہ آپ اپنے حجرہ میں رہائش رکھتیں۔ تادم زیست باہر نہ نکلیں۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۱۴ سطر ۳۳ پر سورۂ احزاب آیہ نمبر ۵۳ "ولا تنکحوا ازواجہ
من بعدہ ابدا" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ طلحہ نے کہا۔ کہ کیا اللہ بصیر ہے
کہ ہم کو اپنی چچازاد بہنوں سے ملاقات سے باز رکھا جاتا ہے جب آنحضرت انتقال کریں گے۔ تو میں عائشہ
سے نکاح کروں گا اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

آنحضرت نے حفصہ کو افشائے راز کے قصور پر (یہ مشہور قصہ ہے) طلاق دینی چاہی جس پر عمر ابن
خطاب نے حفصہ کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ اگر خطاب کی اولاد میں کچھ بھی نیکی ہوتی۔ تو اے حفصہ رسول اللہ
طلاق پر آمادہ نہ ہوتے اس تمام واقعہ کی تفصیل تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۳۳۹ اور تفسیر کشاف مطبوعہ
مصر جلد سوئم صفحہ ۱۹۷ اور بخاری اور مسلم اور سنن ابوداؤد میں موجود ہے جو سورہ تحریم آیہ ۱ دل کے بارہ میں ہے
جہاں عائشہ اور حفصہ کو بارگاہ الٰہی سے کھلے الفاظ میں عتاب ہے کہ ان دونو کے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں
اگر تم ان دونو کو طلاق دیدو۔ تو میں تم کو فرمانبردار اور ایماندار اور مطیع اور توبہ کرنے والی اور عبادت گزار
اور روزہ دار وغیرہ عورتیں دوں گا۔

قرۃ العینین شاہ ولی اللہ دہلوی صفحہ ۱۱۱ پر عائشہ کے بھانجے عروہ کے غلام حبیب سے روایت ہے
کہ جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تو آنحضرت رنجیدہ رہنے لگے۔ ابوبکر عائشہ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اور
عرض کیا۔ یارسول اللہ عائشہ سے آپ کی دلبستگی ہوگی۔ اور غم کم ہوگا۔

میزان الاعتدال ذہبی میں ہے کہ ام رومان والدہ عائشہ نے عائشہ کو کھیرے اور خرمے کھلا
کھلا کر جلد قابل ہم بستری کر دیا۔

مدارج النبوۃ جلد دوئم صفحہ ۵۰۲ پر ہے کہ جب عائشہ اور حفصہ نے پیش نمازی کے لئے اپنے اپنے
باپ کے نام پیش کئے۔ تو آنحضرت نے فرمایا تم بھی ان مکار عورتوں کی بہنیں ہو جنہوں نے حضرت
یوسفؑ سے مکر کیا تھا۔

حیات الحیوان علامہ دمیری شافعی جلد اول صفحہ ۴۲ میں ہے۔ کہ جب عائشہ کو حضرت علی علیہ السلام
کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی۔ تو اس نے یہ شعر پڑھا۔ "اس عورت نے اپنا عصا ڈال دیا۔ اور مقام اطمینان
پر قیام کر لیا جیسا کہ منزل مقصود پر پہنچ جانے سے مسافر کی آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ جاتی ہے"۔

بخاری باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ من ابواب الجماعۃ۔ مسلم کتاب الصلوۃ باب استخلاف

الامام اذا عرض له عذر۔ شرح مسلم نووی جلد اول ص۱۷۹۔ بخاری کتاب الاذان باب الرجل یاتم بالامام
ویاتم الناس بالماموم۔ شرح بخاری قسطلانی جلد دوم ص۳۱۔ بخاری کی شرح شیخ الاسلام کتاب الاذان
باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ میں ہے کہ آنحضرت نے عائشہ اور حفصہ سے فرمایا۔ کہ تم دونو صواحب
یوسف ہو۔ جب انہوں نے امامت کے لئے اپنے اپنے باپ کے نام آنحضرتؐ کو پیش کئے۔ نیز انہی
مذکورہ کتابوں میں مرقوم ہے کہ عائشہ نے کہا کہ اس وقت آنحضرت بحالت ضعف دو آدمیوں کے کندھوں کے
سہارے یا عباس اور ایک آدمی کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔ مسند امام احمد حنبل میں بروایت عائشہ
لکھا ہے کہ آنحضرت کو سہارا دینے والا ایک عباس اور دوسرا کوئی اور شخص تھا۔ فتح الباری شرح بخاری
میں ہے کہ آنحضرت کو سہارے دینے والے دو شخص عباس بن عبدالمطلب اور حضرت علیؑ تھے۔

فتح الباری میں ہے کہ عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ عائشہ کا دل خوش نہ ہوتا تھا۔ کہ
حضرت علیؑ کا ذکر بھلائی سے کرے۔ ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی ہے کہ عائشہ کے بس میں نہ تھا۔
کہ علیؑ کا ذکر بھلائی سے کرے۔ تاریخ طبری میں ہے۔ کہ ابن عباس سے کہا کہ جس شخص کا عائشہ نے نام نہیں
لیا۔ وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ مگر عائشہ کے مقدور میں نہیں کہ علیؑ کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرے۔ مسند
احمد حنبل میں ہے کہ دوسرا شخص جس کا عائشہ نے نام نہیں لیا۔ وہ حضرت علی علیہ السلام تھے۔ مگر عائشہ
کا نفس اس سے خوش نہ ہوتا تھا۔

جذب القلوب میں ہے کہ جناب فاطمہؑ نے وصیت فرمائی۔ کہ مجھے اسما بنت عمیس اور حضرت علی
علیہ السلام غسل دیں۔ اور کسی دوسرے (ابوبکر وعمر وعائشہ) کو اندر آنے کی اجازت نہ دیں چنانچہ جب عائشہ آئی
تو اس کو روک دیا گیا نیز اسی کتاب میں ہے کہ حجرہ عائشہ اور خانہ سیدہ کے درمیان ایک کھڑکی تھی جس سے
آمد و رفت ہو سکتی تھی۔ ایک دن عائشہ اس کھڑکی کی راہ سے آدھی رات کو جناب سیدہ کے گھر میں آئی اور
معصومہ سے لڑی۔ اس لئے آنحضرتؐ نے بند کروا دی۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے عائشہ سے فرمایا۔ کہ اے عائشہ
تو نے وہ کام کیا جو تیرے لئے مناسب نہ تھا۔ حالانکہ تو خوب جانتی ہے۔ کہ رسول اللہ سے میں کس قدر
قرب قرابت رکھتا ہوں۔ اور تو میرے بارہ میں "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" سن چکی تھی۔

شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ جب جناب فاطمہؑ نے وفات پائی تو لوگوں نے جناب امیر علیہ السلام

کی خدمت میں عائشہ کے ایسے کلمات بیان کئے جو دلالت کرتے تھے کہ عائشہ کو وفاتِ معصومہ پر خوشی ہوئی

بخاری پارہ سولھواں قصہ افک ص۳۲ و ص۹ پر ہے کہ ایک بدری صحابی نے عائشہ پر زنا کی تہمت لگائی۔ ناظرین۔ ازواجِ نبی میں سے کوئی بھی زانیہ نہ تھی اور یہ تہمت غلط تھی۔

بخاری کتاب الہبہ پارہ دہم ص۳۵ پر بخاری احمد علی سہارنپوری والی ص۳۵ باب من اھدی الی صاحبہ الخ پر ہے کہ عائشہ اور زینب بنتِ جحش آپس میں لڑیں جھگڑیں اور گالی گلوچ تک نوبت آئی۔

محمد بن اسحاق نے کتاب مغازی میں امام مسروق سے روایت کی ہے کہ عائشہ نے اپنے ایک غلام کا اصلی نام بدل کر اس کا نام عبدالرحمان رکھ دیا جب وجہ پوچھی گئی تو کہا۔ کہ میں نے اس کا نام اس لئے عبدالرحمان رکھا ہے۔ تاکہ میرے دل میں حضرت علی علیہ السلام کے قاتل عبدالرحمان بن ملجم کی یاد تازہ رہے۔

جب طلحہ جنگ جمل میں عثمان کے سالے مروان کے تیر سے زخمی ہوگیا (یہ اس وقت علیؑ کے خلاف لڑ رہا تھا) اور زندگی سے مایوس ہوگیا۔ تو اس نے حضرت علی علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ میں آپ کی بیعت توڑنے اور عائشہ کے ہمراہ آپ سے جنگ کرنے کی توبہ کرتا ہوں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا یاس اور یاس کی توبہ قبول نہیں۔ یاس جب زندگی سے نا امیدی ہو جائے اور یاس جب آسمانی عذاب سر پر آ پہنچے۔

صواعقِ محرقہ ابن حجر باب اول فصل پنجم میں ہے۔ کہ ابوبکر اور عمر ہر سال عائشہ کو دس ہزار درہم وظیفہ دیا کرتے تھے۔ کتاب الاخراج ابو یوسف اور ازالۃ الخفا اور مستدرک اور شرح ابن ابی الحدید اور حبیب السیر میں ہے کہ عائشہ و حفصہ کو بارہ بارہ ہزار درہم سالانہ وظیفہ دیا جاتا تھا۔

کنز العمال کتاب الفضائل باب عائشہ میں ہے کہ عمر نے امہات المومنین کے لئے دس دس ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ تو عائشہ کے لئے بارہ ہزار مقرر کیا۔ اور کہا کہ یہ آنحضرت کی محبوبہ تھی۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ عائشہ نے کہا۔ کاش کہ میں حیض کا کپڑا ہوتی تو بھولی بسری ہوتی۔

ابن ماجہ مطبوعہ نظامی دہلی باب ماجاء فی وجب الغسل اذ المتقی الختانان میں عائشہ سے روایت ہے کہ جب ختنہ ختنے سے ملجائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اور میں نے اور حضرت نے ایسا ہی کرنے پر غسل کیا ہے۔ بخاری کتاب الصوم باب المباشرۃ للصائم میں عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت بحالتِ صوم میرے بوسے لیتے اور مجھ سے مباشرت کرتے اور وہ اپنے عضو مخصوص پر تم لوگوں

سے زیادہ قادر تھے۔

بخاری کتاب الصوم باب متی یقضی قضاء رمضان میں ابی سلمہ سے منقول ہے کہ عائشہ نے کہا کہ مجھ پر ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا باقی رہ جاتی۔ تو میں قضا پوری نہ کر سکتی تھی۔ یحییٰ نے کہا کہ عائشہ (یہاں تک) آنحضرت سے مشغول رہتی تھی۔ مطلب یہ کہ اتنی فرصت نہ ملتی کہ بیچاری سحری کھا سکے۔

نسائی جلد اول باب مباشرت الحائض ص۱۰۳ پر جمیع ابن عمیر سے منقول ہے کہ میں اپنی ماں اور خالہ کے ساتھ عائشہ کے پاس گیا۔ ان دونوں نے عائشہ سے پوچھا کہ آنحضرت اپنی حائضہ ازواج سے کیا عمل جائز رکھتے ہیں۔ عائشہ نے کہا کہ جب ہم میں سے کسی کو حیض آتا۔ تو آنحضرت اس کو اچھا بڑا تہ بند باندھنے کا حکم دیتے اور پھر اس کے سینے اور چھاتیوں سے چمٹ جاتے۔

مسلم مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد اول کتاب الرضاع باب القسم من الزوجات ص۴۷۲ پر ہے کہ ایک رات عائشہ کی باری تھی۔ اور زینب بھی وہاں آگئی حضرت نے زینب کی طرف ہاتھ بڑھایا تو زینب اور عائشہ میں دنگہ و فساد برپا ہوا حتیٰ کہ نماز فجر کا وقت آگیا (تہجد جاتی رہی) ابوبکر آیا اور کہا۔ یا حضرت ان عورتوں کے منہ میں خاک ڈالو اور نماز کے لئے باہر آؤ۔

نسائی جلد ثانی کتاب المباشرۃ النساء باب الغیرۃ ص۷۹ پر ہے کہ عائشہ کہتی ہے۔ کہ میں نے آنحضرت کے سر کو چھوا اور اپنا ہاتھ انکے بالوں میں دوڑایا۔ آنحضرت نے فرمایا کیا تیرے پاس تیرا شیطان آیا۔ میں نے کہا کہ آپ کے لئے شیطان نہیں حضرت نے فرمایا۔ ہاں قسم خدا کی ہے۔ مگر خدا نے مجھے اس پر قابو دیا ہے اور وہ (میرے لئے) مسلمان ہو گیا ہے۔

ابن ماجہ جلد اول باب فی الجنب یستدفی بامراتہ قبل ان تغسل میں عائشہ سے منقول ہے کہ آنحضرت غسل جنابت کے بعد میرے جسم کی گرمی لیا کرتے اور میں نے ابھی غسل نہ کیا ہوتا۔

استیعاب ص۶۲ اور اسد الغابہ جلد چہارم ص۴۳۱ پر ہے کہ عائشہ نے کہا کہ حضرت سلمان فارسی آنحضرت کی خدمت میں رات کو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ مجھ سے رسول خدا کے بارہ میں سبقت لیجائیں

استیعاب جلد دوم ص۵۷۱ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو چار آدمیوں کی الفت کا حکم دیا اور وہ انکو دوست رکھتا ہے۔ یعنی علیؑ و ابوذر و مقداد و سلمان۔ اور اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو سلمان اس کو ضرور پا لیتا۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۹۵ پر سورہ حجرات آیہ نمبر ۱۲ "ولا یغتب بعضکم بعضا" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابوبکر اور عمر دونوں نے سلمان کی غیبت کی تو اس آیہ کا نزول ہوا۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۳۹۲ سطر ۱۰ پر سورہ عصر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن مردویہ نے بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ انسان سے مراد ابوجہل اور الذین اٰمنوا سے مراد حضرت علیؑ اور سلمان ہیں۔

سورہ الکہف آیہ نمبر ۱۰۶ "ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنت الفردوس" سے مراد بقول معصومین سلمان و ابوذر و عمار یاسر و مقداد ہیں۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۳۲۵ پر ہے کہ سورہ زمر آیہ نمبر ۱۶ "والذین اجتنبوا الطاغوت الخ" کے بارہ میں ابن جریر اور ابن حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ مبارکہ اور اس سے بعد کی تین آیات زید بن عمرو بن نفیل اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ اور ابن مردویہ نے بروایت ابن عمر زید بن عمرو بن نفیل کی جگہ سعید بن زید کا نام لکھا ہے۔

استیعاب صفحہ ۵۷۲ پر ہے کہ سلمان و صہیب و بلال ایک جگہ بیٹھے تھے کہ ادھر سے ابوسفیان کا گذر ہوا۔ ان تینوں نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا۔ کیا خدا کی تلواروں نے اس دشمن خدا کی گردن پر قبضہ نہیں کیا ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ تم لوگ ایسا کلمہ ایسے شخص کے حق میں کہتے ہو جو قریش کا سردار اور شیخ ہے۔ یہ کلمہ کہہ کر ابوبکر آنحضرت کے پاس آیا اور تمام ماجرا سنایا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ شاید تو نے ان تینوں کو ناراض کیا ہے اگر ایسا ہوا تو خدا کو تو نے غضبناک کیا۔

بخاری مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ۱۲۸ اور تفسیر درمنثور جلد چھ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴۲ پر ہے کہ ابن عباس نے عمر سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں جنہوں نے آنحضرت پر تظاہر ایک دوسرے کی مدد کیا تھا کون ہیں۔ عمر نے کہا عائشہ اور حفصہ ہیں۔ بعد ازاں لکھا ہے کہ عمر کی زوجہ نے عمر کو کہا کہ تو ہم کو اس طرح کے ردوبدل سے منع کرتا ہے۔ حالانکہ تیری بیٹی حفصہ رسول اللہ سے یہ سلوک کرتی ہے کہ حضرت کا تمام دن رنج میں گذر جاتا ہے پس یہ سنکر عمر حفصہ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آیا تو واقعی آنحضرت کو رنجیدہ رکھتی ہے اس نے جواب دیا۔ ہاں ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس پر عمر نے کہا میں تم کو خدا اور رسول کے غضب سے ڈراتا ہوں۔ دیکھنا۔ یہ عورت (عائشہ) تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے جس کے حسن و جمال نے آنحضرت کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔

ابن ماجہ ابواب النکاح باب معاشرۃ النساء میں عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ عائشہ نے کہا

کہ مجھے خبر نہ ہوئی۔ کہ یکایک جناب زینب بنتِ جحش میرے ہاں بلا اجازت چلی آئیں۔ اور آنحضرت سے کہا
کہ ابوبکر کی لڑکی اگر اپنی کرتی الٹ دے۔ تو آپ کے لئے کافی ہے۔

نسائی مترجمہ نواب وقار جنگ جلد ثانی باب الغیرۃ صفحہ ۱۰۳ پر محمد بن قیس سے روایت ہے۔ کہ
عائشہ نے کہا کہ میری باری کی رات تھی کہ آنحضرت مجھے سوتی سمجھ کر چپکے (چوری) سے دبے پاؤں اسے
باہر چلے گئے (عائشہ کو وہم ہوا کہ کسی دوسری زوجہ کے پاس جاتے ہیں) میں بھی اوڑھنی لے کر تعاقب
میں روانہ ہوئی جب آنحضرت بقیع سے واپس ہونے لگے تو میں دوڑ کر پہلے واپس آ گئی۔ حضرت نے میرا
پھولا ہوا سانس دیکھ کر کہا۔ شاید تو سمجھی کہ اللہ اور رسولؐ تجھ پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا۔ آپ کو اللہ نے بتا دیا
فرمایا جبرئیل میرے پاس آیا اور تیرے پاس نہ آیا کیونکہ تو ننگی تھی۔

بخاری جلد سوئم صفحہ ۱۶۳ پر ہے کہ عمر نے اپنی بیٹی حفصہ سے کہا کہ دیکھو کہیں تم کو عائشہ دھوکا نہ
دے جس کے حسن سے رسول اللہ فریفتہ ہو رہے ہیں۔

بخاری صفحہ ۱۶۷ پر ہے کہ آنحضرت ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں جونیہ لائی گئی حضرت
نے اس سے فرمایا۔ تو اپنی جان ہم کو ہبہ کر دے۔ اس نے جواب دیا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو عورت ملکہ ہو۔ وہ
اپنی جان ایک بازاری مرد کو ہبہ کر دے۔ تب حضرت نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے کہا اعوذ باللہ منک

بخاری جلد دوئم صفحہ ۸ پر ہے کہ لوگوں نے عائشہ سے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام آنحضرت کے وصی
تھے عائشہ نے کہا۔ آنحضرت نے کب انکو وصی کیا۔ حالانکہ میں حضرت کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے
ہوئے تھی اور جب آنحضرت نے طشت مانگا۔ حضرت میری گود میں چپکے ہوئے تھے پس مجھ کو نہ معلوم
ہوا کہ حضرت نے وفات پائی پھر وصیت کب کی۔

تطہیر الجنان علامہ ابن حجر بر حاشیہ صواعق محرقہ میں ہے کہ جنگ جمل میں عمار نے عائشہ سے پوچھا
سچ کہو کہ کیا رسول اللہ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وصی مقرر نہیں کیا تھا۔ عائشہ نے کہا۔ ہاں کیا تھا
پھر حضرت علی علیہ السلام نے یہی سوال کیا تو کہا۔ ہاں کیا تھا۔ اس پر عمار اور حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ پھر
جنگ کیوں کرتی ہو۔ کہا خونِ عثمان کا بدلہ لینے کے لئے۔

صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۵۹ پر ہے کہ عمر نے کہا کہ خدا نے میری تین باتوں میں میری موافقت
کی۔ مقامِ ابراہیم کو مقامِ نماز بنایا۔ ازواج نبی کو پردہ کا حکم دیا اور نبیؐ کو (عائشہ اور حفصہ) کو طلاق

دیدینے کی اجازت دی۔

اسد الغابہ جلد دوئم صـ۱۶۶ پر ہے کہ عائشہ نے کہا کہ میں غزوۂ خندق میں لوگوں کے نشان قدم دیکھتی ہوئی جا رہی تھی۔ کہ میرے پیچھے سے پاؤں کی آہٹ ہوئی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سعد بن معاذ تھا پس میں وہاں ہی بیٹھ گئی۔ مسند احمد حنبل صـ۱۴۱ پر ہے کہ جب سعد بن معاذ چلا گیا۔ تو (عائشہ کہتی ہے) میں ایک باغ میں چلی گئی۔ وہاں چند مسلمان بھی تھے جن میں عمر بن خطاب بھی تھا (جنگ سے بھاگ کر یہاں چھپے ہوئے تھے) عمر نے مجھ سے کہا۔ تو یہاں کیوں آئی ہے (بلا اجازت رسولؐ) خدا کی قسم تو بڑی بہادر ہے اور تجھ کو کیا اطمینان ہے کہ تجھ پر کوئی بلا نازل ہو۔ اور ہم بھی یہاں سے سمٹ کر (بھاگ کر) کہیں چلے جائیں۔

موذۃ القربےٰ سید علی ہمدانی میں بروایت عروہ لکھا ہے کہ عائشہ نے کہا کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ جو شخص علیؑ سے لڑا وہ کافر اور جہنمی ہے۔ مگر میں اس حدیث کو جمل کے دن بھول گئی تھی۔ البتہ بصرہ میں یاد آ گئی تھی۔ اس لئے رب سے طلب مغفرت کی دعا مانگا کرتی ہوں لیکن امید نہیں کہ دعا قبول ہو۔

کتاب فخری ابن طقطقی صـ۲ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ عائشہ نے (جب یہ مکہ سے مدینہ کی طرف آ رہی تھی) لوگوں سے عثمان کا حال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ وہ قتل ہو گیا ہے۔ پوچھا قتل عثمان کے بعد کیا ہوا ہے۔ کہا لوگوں نے علیؑ کو خلیفہ بنا دیا ہے۔ تب عائشہ نے کہا۔ کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اگر علی خلیفہ ہو جائیں یعنی اگر علیؑ نے ہی خلیفہ ہونا تھا۔ تو بہتر تھا۔ کہ میں مر گئی ہوتی۔ پھر لکھا ہے۔ کہ عائشہ نے طلحہ اور زبیر سے مشورہ کیا اور متفق ہو گئے کہ قتل عثمان کے قصاص پر حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کریں اور کبھی راضی نہ ہوں۔

ملل و النحل مطبوعہ مصر صـ۶۵ پر ہے کہ ہر وہ شخص جو اس امام برحق پر خروج کرے جس پر جماعت نے اتفاق کر لیا ہو۔ خارجی کہلاتا ہے۔

وفا الوفا معجم کبیر طبرانی صـ۳۸ پر بروایت ابو المظفر رشید اور کتاب مناقب ابن شہر آشوب حصہ سوئم صـ۶۵ پر لکھا ہے کہ ہم نے بہت سے علماء سے دریافت کیا۔ کہ آنحضرت کی قبر کیوں اس قدر پوشیدہ کر دی گئی ہے کہ کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ (عیسیٰ کی) دیوار بنا دی گئی ہے جس میں کوئی دروازہ نہیں۔ تو بعض علماء نے جواب دیا کہ جب امام حسن علیہ السلام نے وفات پائی اور وصیت کی کہ ہمارا جنازہ قبر رسول پر لے جاؤ (اور ہم کو پہلوئے

رسول میں دفن کر دو اور اگر وہاں ہمارے اعداہم کو دفن نہ ہونے دیں اور جنت البقیع میں دفن کر دو چنانچہ جب امام حسین علیہ السلام نے اس وصیت کے مطابق کرنا چاہا تو لوگوں نے سمجھا (عائشہ نے) کہ حضرت نعش کو یہاں دفن کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر سب (صرف عائشہ اور اس کی پارٹی) مانع ہوئے اور آمادہ قتال ہوئے اس لئے عبدالملک نے یا کسی اور نے قبر رسول کو چھپا دیا۔ اور بند کر دیا۔

جذب القلوب صفحہ ۲۶۰ پر ہے کہ امام حسن مجتبےٰ نے امام حسین کو وصیت کی تھی کہ مجھ کو پہلوئے رسول میں دفن کرنا۔ اور اگر یہ لوگ مانع ہوں تو جنت البقیع میں ہی دفن کر دینا۔

روض المناظر علامہ قاضی القضاۃ محب الدین ابوالولید صفحہ ۱۳۳ برحاشیہ تاریخ کامل جلد ۱ میں ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔ کہ مجھ کو پہلوئے رسول میں دفن کیا جاوے۔ مگر عائشہ اس سے مانع ہوئی۔

جذب القلوب صفحہ ۲۵۲ پر ہے کہ عائشہ نے امام حسن علیہ السلام کو تو پہلوئے رسولؐ میں دفن نہ ہونے دیا۔ مگر چاہا کہ عبدالرحمان بن عوف روضۂ رسول میں دفن کیا جائے (مگر ایسا نہ ہو سکا)

ایک شاعر لکھتا ہے اے عائشہ۔ تو خچر پر بھی سوار ہوئی (جب نعش امام حسن علیہ السلام پر تیر باری کی گئی) اور شتر پر (جنگ جمل) بھی سوار ہوئی۔ اور اگر زندہ رہتی تو ہاتھی پر بھی سوار ہوتی۔ تیرا حصّہ تو آٹھویں میں سے نواں ۱/۹ تھا۔ مگر تو نے کل مال پر طمع کی۔

جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث صفحہ ۲۵۲ پر ہے کہ جب عبدالرحمان بن عوف کا وقتِ رحلت قریب آیا تو عائشہ نے اس کو کہلا بھیجا کہ تم کو بھی روضۂ رسول اللہ میں تمہارے دو بھائیوں ابوبکر اور عمر کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔ عبدالرحمان بن عوف نے جواب میں کہا کہ میں تجھ پر گھر کو تنگ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا اور عثمان بن مظعون کا آپس میں عہد تھا۔ کہ ہم میں سے جو کوئی مرے۔ ایک دوسرے کے پاس دفن کیا جاوے

روضۃ المناظر قاضی القضاۃ محب الدین ابوولید حنفی حلبی۔ کتاب مختصر۔ اخبار البشر۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام کی نعش اطہر کو بموجب آپ کی وصیت کے روضۂ رسول اللہ میں لے گئے تو عائشہ خچر پر سوار ہو کر آئی اور اس امر سے مانع ہوئی اور باہم جھگڑا پیدا ہو کر تیر اندازی کی نوبت پہنچی اور چند تیر نعش اطہر میں پیوست ہو گئے۔ تب امام حسین علیہ السلام نے نعش کو اٹھایا۔ اور جنت البقیع میں دفن کر دیا۔

المعلم ترجمہ مسلم جلد اول صفحہ ۲۷۳ اور بخاری جلد اول پارہ دوئم کتاب الحیض باب من سمی النفاس حیض میں ہے کہ آنحضرت عائشہ سے بحالتِ حیض مباشرت کرتے۔ بخاری پارہ دوئم باب مباشرت الحیض میں ہے کہ آنحضرت اور عائشہ جنب ہوتے۔ تو ایک برتن میں غسل کرتے یہی روایت بخاری پارہ دوئم باب غسل الرجل مع امرأتہ تسہیل القاری صفحہ ۳۰ پر مرقوم ہے۔

المعلم ترجمہ مسلم کتاب الحائض مطبوعہ صدیقی پریس لاہور صفحہ ۲۷۴ اور بخاری جلد اول کتاب الحیض میں ہے کہ آنحضرت اپنی ازواج سے بحالتِ حیض مباشرت کرتے۔

بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ مصر میں ہے کہ آنحضرت عائشہ سے بحالتِ حیض جماع کرتے اور جب وہ اعتکاف سے ہوتے اور میں حائضہ ہوتی تو میرا سر دھلاتے۔

ربیع الابرار جار اللہ زمخشری میں جنگِ جمل کا واقعہ مذکور ہے جس سے ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہ نتائج پیدا کر کے لکھتا ہوں۔ پہلا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ کو کہا ان لفظوں میں کہا تھا کہ اے حمیرا تو وہ نہ ہونا کہ میرے ازواج میں سے ہو کر علیؑ کے خلاف ہو کر خروج کرے اور علیؑ کے خلاف خروج کرنا۔ خدا اور رسول کے خلاف خروج کرنا ہے دوسرا یہ کہ عائشہ نے بصرہ میں مسلمانوں کا بیت المال لٹوا دیا۔ دیکھو تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی باب چہارم۔ تیسرا یہ کہ آیۂ قرآنی "وقرن بیوتکن" کے خلاف عائشہ نے عمل کیا۔ چوتھا یہ کہ عثمان بن حنیف صحابی کی داڑھی اور مونچھیں اور آنکھوں کی پلکیں اور بھویں اور سر کے بال نوچ ڈالے گئے۔ دیکھو تذکرہ خواص الامر باب چہارم۔ پانچواں یہ کہ ہزارہا مسلمانوں کی خونریزی ہوئی۔ دیکھو تاریخ طبری و تاریخ کامل و تاریخ ابوالفدا۔

خداوند عالم سورہ تحریم کے آغاز میں فرماتا ہے کہ اے رسولؐ جو چیز خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہے۔ تم اُس سے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے کیوں کنارہ کشی کرتے ہو۔ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے کیونکہ خدا نے تم لوگوں کے لئے قسموں کے توڑ ڈالنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور خدا ہی تمہارا کارساز اور وہی واقف کار اور حکمت والا ہے۔ اور جب پیغمبر نے اپنی بعض بی بی (حفصہ) سے چپکے سے کوئی بات کہی پھر جب اس نے (باوجود ممانعت) اس بات کی (عائشہ کو) خبر دیدی۔ اور خدا نے اس امر کو ظاہر کر دیا۔ تو رسول نے (عائشہ کو) بعض بات جتا دی۔ اور بعض بات ٹال دی۔ غرض جب رسول نے (حفصہ کو افشائے راز کی) اُس (عائشہ کو) خبر دیدی تو (عائشہ حیرت سے) بول اُٹھی۔ کہ آپ کو اس بات (افشائے راز) کی کس نے خبر

دی۔ تب رسول نے کہا۔ کہ مجھ کو بڑے واقف کار اور خبردار (خدا) نے بتا دیا (پس اے حفصہ اور عائشہ اگر تم دونو) اس حرکت سے (توبہ کر دو تو خیر کیونکہ) تم دونو کے دل ٹیڑھے ہیں اور اگر تم دونو رسول کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اعانت کرتی رہوگی۔ تو کچھ پرواہ نہیں (کیونکہ خدا اور جبرئیل اور تمام مومنوں میں سے ایک شخص (حضرت علیؑ) رسول کے مددگار ہیں۔ اور انکے علاوہ تمام فرشتگان مددگار ہیں۔ اگر رسول تم دونو (عائشہ و حفصہ) کو طلاق دیدے۔ تو عنقریب ہی اس رسول) کا پروردگار تمہارے بدلے اس کو تم سے اچھی بیبیاں عطا کرے۔ جو فرمانبردار۔ ایماندار (خدا اور رسول) کی مطیع۔ (گناہوں سے) توبہ کرنیوالی عبادت گذار روزہ دار۔ بیاہی ہوئی اور بن بیاہی ہوئی ہوں۔

سورہ تحریم کے آیہ نمبر ۱۰ میں فرماتا ہے۔ کہ خدا نے کافروں کی عبرت کے لئے نوح کی بی بی (واعلہ) اور لوط کی بی بی (واہلہ) کی مثل بیان کی ہے کہ یہ دونو عورتیں ہمارے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ اور جب دونو نے اپنے شوہروں سے دغا کی تو انکے شوہر خدا کے مقابلہ میں انکے کچھ کام نہ آئے اور ان دونو عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اور جانیوالے کے ساتھ تم بھی جہنم میں جاؤ۔ مفسر اقال اور صاحب کشاف لکھتے ہیں۔ کہ خدا نے قرآن پاک میں عائشہ اور حفصہ کو نوح اور لوط کی ازواج سے تشبیہ دی ہے۔

سورہ الحجرات آیہ نمبر ۱۱ پر ہے کہ اے ایمان والو (تم میں سے کسی قوم کا) مرد (دوسری قوم کے) مردوں سے ہنسی نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ لوگ (خدا کے نزدیک) ان سے اچھے ہوں۔ اور نہ عورتیں (عائشہ اور حفصہ) عورتوں (صفیہ زوجۂ رسول) سے تمسخر کریں۔ کیا عجب ہے کہ وہ (صفیہ) ان (عائشہ اور حفصہ) سے بہتر ہو۔

ماہ رمضان ۳ھ میں قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت نے جس کا نام ام شریک بنت جابر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں اپنا نفس حضور کو ہبہ کرتی ہوں۔ عائشہ نے حسد کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ یہ عورت تجھ سے بہتر ہے اس پر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی (سورہ احزاب کی آیہ نمبر ۵۰) کہ اے رسول میں نے تیرے لئے ہر ایماندار عورت حلال کر دی ہے خواہ وہ اپنے آپ کو بغیر مہر تجھ کو دیدے۔ اور تو بھی اس سے نکاح کرنا چاہے۔

ایک دفعہ عالمگیر اورنگزیب بادشاہ نے دربار عام میں کہا کہ عائشہ کو حضرت فاطمہؑ پر حدیث کے رو سے تو فضیلت حاصل ہے۔ مگر قرآن کی کوئی آیت اس مطلب میں نظر نہیں آتی نعمت خاں عالی موجود تھے۔ بولے یا جہاں پناہ۔ ایسی آیت قرآن میں موجود ہے "فضل اللہ المجاهدين على القاعدين۔"

یعنی اللہ تعالٰے نے جہاد کرنے والوں کو گھر میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ نیز جس طرح آنحضرتؐ نے جنگِ حنین میں مشتِ خاک اٹھا کر کفار کی طرف پھینکتے وقت فرمایا تھا "شاھت الوجوہ" یعنی بدنما ہو جائیں تمہاری صورتیں۔ اسی طرح عائشہ نے جنگِ جمل میں مشتِ خاک اٹھائی۔ اور لشکرِ علیؑ کی طرف پھینک کر کہا "شاھت الوجوہ"۔ امام واقدی لکھتا ہے کہ اہلِ عرب کی جہالت ملاحظہ ہو۔ کہ جب عائشہ کا اونٹ جنگِ جمل کی تیاری پر مدینہ سے نکلا۔ تو تمام راستہ میں مسلمانوں نے اس اونٹ کا گوبر اور پیشاب زمین پر نہیں گرنے دیا۔ اور اس کو طاہر و مطہر خیال کیا۔ نیز ایک شخص مسمی ابوبکر لشکرِ عائشہ سے نکلکر لشکرِ علی میں آیا اور کہا۔ مجھے اس کلمہ سے ہدایت ہوئی ہے "لن یفلح قوم بدبر امرھم امرءۃ" یعنی نہیں بہتری پائے گی وہ قوم جس نے عورت کو صاحبِ اختیار بنایا۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ عائشہ کی وفات کیوقت عبداللہ بن زبیر اس کے پاس آیا۔ تو عائشہ نے کہا کہ عبداللہ بن عباس نے میری تعریف کی تھی۔ مگر مجھے پسند نہیں کہ آج کوئی شخص میری تعریف کرے۔ کاش کہ میں درخت ہوتی اور مجھے کاٹتے۔ اور کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی اور کاش کہ میں ایسی ہوتی۔ کہ مجھے کوئی (سوائے شیعہ) یاد نہ کرتا اور کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتی۔

ربیع الابرار جار اللہ زمخشری میں ہے۔ کہ عائشہ نے اپنی نزع کیوقت فریاد اور بیتابی کی تو لوگوں نے اس جزع و فزع کا باعث پوچھا تو جواب دیا کہ جنگِ جمل کا دن میرے گلے کو گھونٹ رہا ہے۔ ناظرین عائشہ کا جزع و فزع کرنا فرضی روایات ہیں۔ کیونکہ وہ تو معاویہ کے صحن میں زندہ دفن کر دیگئی تھی۔

حبیب السیر جلد اول جزو سوئم ص۵۰۔ ربیع الابرار۔ کتاب الاوائل سیوطی۔ تاریخ اسلام اوکلی۔ تاریخ حافظ۔ کامل السفینہ وغیرہ میں ہے کہ معاویہ نے عائشہ کو دعوت کے بہانہ سے اپنے گھر میں بلایا۔ جس کے صحن میں اس نے ایک گڑھا کھود کر اور گھاس پھوس سے ڈھانپ کر اس کے اوپر ایک آبنوس کی کرسی رکھ دی تھی۔ جونہی کہ عائشہ کرسی کی طرف بڑھی۔ اس گڑھے میں گر پڑی۔ معاویہ نے فوراً گڑھے کو مٹی اور چونا سے بھر دیا۔ اور اس طرح عائشہ جاں بحق ہو گئی۔

نسائی جلد ثانی کتاب عشرۃ النساء مترجمہ نواب وقار نواز جنگ میں انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت (عائشہ) اور خوشبو سے بہت رغبت ہے۔

بخاری کتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجہا میں ہے کہ عمر نے کہا یا رسول اللہؐ

غور فرمایئے۔ مَیں تو حفصہ کے پاس پہلے ہی گیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ دیکھ تو اس گوری چٹی پڑوسن سے فریب نہ کھائیو۔ کیونکہ آنحضرتؐ اسے بہت چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضرتؐ کو دو دفعہ خوب زور سے ہنسی آئی۔

نسائی مترجمہ نواب وقار نواز جنگ جلد ثانی صہ ۱۳۴ پر ہے کہ جب آنحضرت نے (ادق ہو کر) تمام ازواج کو طلاق لے لینے پر اختیار دیا تو عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ خطاب سب سے پہلے مجھ سے ہی کیا تھا۔ ابن ماجہ جلد ثانی باب الطلاق صہ ۸ پر ہے کہ عمر نے کہا کہ حفصہ کو آنحضرتؐ نے طلاق دے دی مگر پھر رجوع کر لیا۔

بخاری کتاب التفسیر باب قولہ ترجی من تشاء میں عائشہ سے منقول ہے کہ میں ان عورتوں سے کڑھتی تھی جو اپنا نفس آنحضرت کو ہبہ کر دیتی تھیں اور خیال کرتی کہ یہ کونسی بات ہے کہ عورت اپنا نفس مرد کو ہبہ کر دے لیکن جب سورہ احزاب کی آیہ "ترجی من تشاء من ھن تودی الیک ممن تشاء" کا نزول ہوا۔ تو میں نے آنحضرت سے کہا۔ کہ جیسی آپ کی خواہش ہوتی ہے۔ ویسی آیت خدا نازل کر دیتا ہے۔

بخاری باب النکاح باب ھل للمرأۃ ان تہب نفسھا لاحد میں عروہ بن ہشام سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنا نفس رسول اللہ کو ہبہ کر رکھا تھا۔ عائشہ کہتی ہے۔ کہ میں نے خولہ سے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اپنا نفس مرد کو ہبہ کرتی ہے۔ پھر جب آیہ "ترجی من تشاء" کا نزول ہوا۔ تو میں نے کہا۔ یا حضرت۔ خدا کس قدر جلدی آپ کی خواہش کے موافق حکم نازل کرتا ہے۔

بخاری کتاب النکاح باب ما یتقی من شوم المرأۃ عن اسامہ میں زید سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر کوئی نقصان رساں چیز نہیں چھوڑی۔

ابن ماجہ مطبوعہ دہلی جلد دوئم ابواب النکاح باب صداق النساء صہ ۱۳۷ پر عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی ازواج میں سے ہر ایک کا مہر پانچسو دینار (دو ہزار یا پانچسو روپیہ) تھا۔ بعض کتب سیر میں ہے کہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا مہر چار سو دینار یعنی دو ہزار روپیہ تھا۔ لیکن اسی ابن ماجہ کے اسی باب اور صہ ۱۳۷ پر ہے کہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے عائشہ سے نکاح کیا تو خانگی اسباب کے معاوضہ میں کیا جس کی قیمت صرف پچاس درہم یعنی بارہ تیرہ روپیہ تھی۔ ناظرین۔ اس امر سے پایا جاتا ہے کہ عائشہ سے نکاح متعہ ہوا تھا جس پر کچھ مزید روشنی ڈالتا ہوں۔

(لو) آنحضرتؐ نے ہر ایک نکاح پر رسم ولیمہ ادا کی ہے۔ مگر عائشہ کے نکاح پر ولیمہ نہیں دیا گیا۔

نہ یوم نکاح میں۔ نہ روز زفاف اور نہ بعد از زفاف۔ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوئم صد ۹ پر عائشہ سے منقول ہے۔ کہ گھر کے لوگ باہر گئے اور آنحضرت نے مجھ سے زفاف کیا اور کوئی اونٹ یا بکری ذبح نہ کی گئی اور شادی کا کھانا جس کو ولیمہ کہتے ہیں (کوئی نہ تھا) صرف ایک پیالہ دودھ کا تھا۔ اور وہ بھی سعد بن عبادہ کے گھر سے آیا تھا۔ اسما بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں عائشہ کے زفاف میں موجود تھی خدا کی قسم۔ اس دن کسی قسم کا ولیمہ مہیا نہیں کیا گیا سوائے ایک پیالہ دودھ کے جس میں سے کچھ آنحضرت ؐ نے پیا اور باقی عائشہ کو دے دیا گیا۔

(ب) آنحضرت نے عائشہ کو حکم دیا اور وہ انس کی ماں ام سلیم کے ساتھ اپنی پیٹھ پر مشکیں لاد لاد کر لاتی اور جنگ احد میں مہاجرین اور انصار کو پانی پلاتی۔ اس کام سے اوئے تر کام عورت کے لئے کوئی نہیں ہو سکتا اور یہ برتاؤ منکوحہ سے نہیں ہو سکتا۔ ممتوعہ سے ہی ہو سکتا ہے (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ النساء)

(ج) مروج الذہب علامہ مسعودی جزو ثانی مطبوعہ مصر ذکر معاویہ بن یزید بن معاویہ ابن ابوسفیان صد ۱ پر ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے خطبہ میں کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ (حلت متعہ کا) فتوے دیتے ہیں۔ اور حواری رسول (زبیر) اور عائشہ کی تنقیص کرتے ہیں۔ پس اگر زبیر کا متعہ سے پیدا ہونا ثابت ہو جائے تو عائشہ کا آنحضرت کی ممتوعہ ہونا بھی ضمناً ثابت ہو گیا۔ کیونکہ دونوں پر ایک ہی الزام ہے۔

(د) شرح ابن ابی الحدید صد ۱ پر بحوالہ تاریخ طبری لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر کو عبداللہ ابن عباس نے طعنہ دیا تو وہ ہتھیار لگائے اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا کہ تو مجھے عوسجہ کی دو چادروں والا معاملہ سچ سچ بتا دے۔ ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا ہوں۔ اسما نے جواب دیا کہ ایک دن ایک شخص عوسجہ نے دو چادریں آنحضرت کو بطور نذر دیں۔ اور آنحضرت نے وہی دونوں چادریں زبیر کو عطا کر دیں۔ زبیر نے ان دو چادروں کے عوض میں مجھ سے متعہ کیا اور میں حاملہ ہوئی جس سے تو پیدا ہوا۔

(ہ) زبیر نے اسما سے صرف دو چادروں پر متعہ کیا۔ جن کی قیمت بارہ تیرہ روپیہ تھی اور آنحضرت نے بھی عائشہ کا مہر بارہ تیرہ روپیہ مقرر کیا تھا۔ پس یہ دونوں نکاح متعہ کے نکاح تھے۔

عائشہ نے آنحضرت کو زہر سے شہید کیا۔ اس امر کے ثبوت ملاحظہ کریں۔

(ا) ابوبکر اور عمر وغیرہ نے جنگ تبوک سے واپسی کے وقت اور موضع غدیر پر آنحضرت کو شہید کر دینے کا مصمم ارادہ کیا اور ارادہ کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ مگر راز فاش ہو جانے پر ایسا نہ کر سکے پس انکی بیٹیوں سے

زہر خورانی عین قرین قیاس ہے۔

(ب) طلاق ایک ایسا امر ہے جو بداہت سے ثابت کرتا ہے کہ خاوند کی ناراضگی انتہا کو پہنچ چکی ہے جو لاعلاج ہے۔ اسی لئے خداوندِ عالم نے آنحضرت کو عائشہ وحفصہ کو طلاق دیدینے پر اختیار عطا فرمایا۔ آنحضرت کا حفصہ کو طلاق دیدینا اور عائشہ کو طلاق دیدینے کا ارادہ کرنا بدیہی امر ہے۔ ایک کریلا اور پھر نیم چڑھا۔ یہ دونو عورتیں پہلے ہی جبلی طور پر عیار، کینہ ور اور ٹیڑھے دل والی تھیں۔ اس پر ابوبکر اور عمر انکی پیٹھ ٹھونکنے کو ہر وقت تیار تھے۔ اس لئے زہر خورانی اغلب ہے

(ج) آنحضرتؐ نے اپنے اہلبیت کا شان اور مرتبہ ظاہر کرنے میں قول اور فعل سے جو جو امور کئے وہ کافی تھے۔ کہ عائشہ اور حفصہ آنحضرت کو زہر دیدیں۔

(د) مشکوٰۃ الانوار تسہیل مشارق الانوار باب الثالث صفحہ ۵۵ بحوالہ بخاری بروایت عائشہ لکھا ہے کہ آنحضرت نے اپنے مرض الموت میں فرمایا۔ اے عائشہ میں ہر وقت اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اب تو اس زہر سے میری رگِ جان ٹوٹتی نظر آتی ہے۔

(ہ) بخاری مطبوعہ مصر جزو ثالث کتاب الطب باب اللدود میں ابن عباس اور عائشہ دونو سے روایت ہے کہ عائشہ نے کہا۔ کہ جب میں نے آنحضرت کے منہ میں دوائی ڈالی اور آنحضرت دوائی نہ پلانے کا اشارہ کرتے رہے۔ ہم یہ سمجھے کہ جیسے ہر مریض کو دوا سے کراہت ہوا کرتی ہے ویسے ہی آنحضرتؐ بھی اظہار کراہت کر رہے ہیں۔ مگر جب حضرت کو ہوش آیا تو ہم سے فرمایا۔ کیا میں نے تم کو دوا نہ پلانے کا اشارہ نہ کیا تھا۔ ہم نے جواب دیا۔ ہم نے اس اشارہ کو عام مریضوں کی طرح دوا سے نفرت پر محمول کیا۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا۔ جس قدر اشخاص گھر میں موجود ہیں۔ ان سب کے منہ میں (یہی) دوائی ڈال دو۔ تو میں دیکھوں۔ (وہ کس طرح بچ رہتے ہیں) مگر عباسؓ کو یہ دوا نہ دینا جو اس وقت موجود نہ تھے۔

(و) یکم محرم کو ابوبکر کے گھر میں ایک عہدنامہ لکھا گیا جس میں ثلاثہ وغیرہ شامل تھے اور چونکہ اس عہدنامہ کی عائشہ اور حفصہ کو ضرور اطلاع تھی۔ (یہ عہدنامہ حالاتِ ابوبکر میں ملاحظہ کریں) اس لئے اب آنحضرت کو زہر دیدینے میں ہر طرف فائدہ تھا۔ اور بکر وعمر کی عین منشا کے مطابق تھا۔

(ز) زاد المعاد ابن القیم جلد اول صفحہ ۳۹۵ پر ہے کہ اہلِ تحقیق کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا آنحضرتؐ نے خیبر کے دن کھانا زہر سے ملا ہوا گوشت کھایا تھا یا کہ نہیں۔ مدارج النبوۃ صفحہ ۳۰۹ پر ہے کہ آنحضرت

نے ایک ٹکڑے کو اٹھا کر اگلے دانتوں کے نیچے دبایا لیکن فوراً نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ یہ گوشت مجھ کو خبر دے رہا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے یعنی وہ بھنا ہوا دستِ بزغالہ قدرتِ خدا سے گویا ہوا کہ میں زہر آمیختہ ہوں مجھ کو نہ کھایئے۔ امام زہری کہتا ہے کہ جب دستِ بزغالہ گویا ہوا تو مرحب یہودی کی بھتیجی مسمات زینب بنتِ حارث جس نے یہ کھانا مسموم کیا تھا مسلمان ہو گئی پس ثابت ہوا کہ آنحضرت کی وفات اس مسموم کھانے کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اس دوائی کی وجہ سے ہوئی جو عائشہ نے آنحضرت کو پلائی تھی۔

بخاری میں بروایت عائشہ لکھا ہے کہ میرا ہار مقام بیدا میں گر گیا اور ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے پس آنحضرت نے اپنی سواری کو بٹھایا اور نیچے اترے۔ پھر آنحضرت اپنا سر میری گود میں رکھ کر سو گئے۔ ابوبکر آیا۔ تو مجھے شدت سے لاتیں ماریں۔ اور کہا۔ لوگ ہار کے بارہ میں رک گئے ہیں۔ عائشہ کہتی ہے کہ گویا مجھے اس وقت رسول اللہ کے مکان میں موت آگئی اور تحقیق مجھے درد شدید ہوا

بخاری جلد دوئم صٓ۱۶۵ پر ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ آنحضرت نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا اور آنحضرتؐ اور میں دونو حبشیوں کو دیکھتے رہے۔ جبکہ وہ مسجد میں لہو ولعب میں مشغول تھے۔ عمر نے حبشیوں کو ڈانٹا تو آنحضرت نے فرمایا۔ اے بنی ارفدہ۔ تم عمر کے ڈانٹنے پر نہ جاؤ۔ بلکہ بدستور اپنے کام میں مشغول رہو۔

المعلم ترجمہ مسلم جلد دوئم صٓ۹۲ پر بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ حبشی آنحضرتؐ کے پاس تیروں سے کھیلتے تھے۔ عمر وہاں آپہنچا اور حبشیوں کے مارنے کو کنکر اٹھانے کے لئے جھکا۔ آنحضرت نے عمر کو منع فرمایا۔ دعهم یا عمر۔ وہ حبشی جن کو عمر نے کنکر مارنا چاہا تھا مسجد میں تھے۔ آنحضرت کے گال پر عائشہ کا گال رکھا ہوا تھا اور عائشہ ان حبشیوں کا تماشا دیکھ رہی تھی۔

بخاری پارہ یازدہم باب الحراب فی المسجد اور مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء۔ اور ترمذی جلد دوئم باب مناقب عمر صٓ۲۳۰ اور نسائی کتاب العیدین باب اللعب فی المسجد یوم العید وتنظر الی نسا صٓ۶۶۶ میں آنحضرت کی گال پر عائشہ کا گال رکھ کر حبشیوں کا ناچ دیکھنا تفصیل سے درج ہے اور یہ بھی ترمذی میں لکھا ہے۔ کہ جب عمر کے آنے پر تمام لوگ بھاگ گئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں جنی اور انسی شیطانوں کو عمر سے بھاگتے دیکھتا ہوں۔

بخاری صٓ۱۶۵ پر ہے۔ کہ آنحضرت عائشہ کو حبشیوں کا ناچ دکھاتے تھے۔ یہاں تک کہ خود عائشہ ہی تھک جاتی تھی۔

العلم کی دوسری روایت میں ہے۔ کہ عائشہ کہتی ہے کہ میرے پاس دو لڑکیاں گا بجا رہی تھیں۔ اس وقت ابوبکر آیا اور مجھے جھڑکا اور کہا کہ شیطان کی تان اور آنحضرتؐ کے پاس۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے ابوبکر۔ انکو گانے دو۔

بخاری کتاب المناقب پارہ پندرہ احمدی پریس لاہور صفحہ ۱۵ پر ہے کہ عائشہ کے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں۔ ابوبکر نے دوبار کہا کہ آنحضرتؐ کے سامنے یہ شیطانی گانا بجانا کیوں ہوتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ان کو گانے دو۔ ہر قوم کے لئے خوشی کا دن ہوتا ہے۔ اور یہ دن (عید الفطر یا عید الاضحےٰ) ہماری خوشی کا دن ہے۔

بخاری کتاب المناقب قصۃ الحبش باب چودہواں احمدی پریس لاہور صفحہ ۲۵ پر ہے کہ انصار کی دو لڑکیاں منیٰ کے دن گا رہی تھیں۔ اور دف بجا رہی تھیں۔ اور آنحضرت اپنا کپڑا اوڑھے ہوئے پڑے تھے ابوبکر نے ان لڑکیوں کو جھڑکا تو آنحضرت نے منہ سے چادر ہٹائی اور فرمایا۔ اے ابوبکر انکو گانے دو۔ حاشیہ بخاری مترجم کتاب المناقب پارہ پندرہواں احمدی پریس لاہور صفحہ [illegible] پر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقت ہجرت مدینہ کے قریب پہنچے تو بنی بخار کی لڑکیاں دف بجاتی اور گاتی ہوئی نکلیں۔ تو آنحضرت نے انسے فرمایا کہ خدا تعالےٰ تم سے محبت کرتا ہے۔

امام غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ اگر گانے کے ساتھ طبل اور نفیری اور تال سر بھی زیادہ کر دیئے جائیں تو تاثیر زیادہ ہوگی۔ اور یہ امر جائز ہے

رسالہ امام شوکانی۔ فرح الاسماع شیخ محمد بن احمد مغربی۔ بوارق الاسماع فی تکفیر من یحرم السماع شیخ احمد غزالی۔ رسالہ ابی الروح میں گانے کے متعلق روایات ذیل لکھی ہیں کہ عمر بن خطاب۔ عثمان بن عفان ابو عبیدہ جراح۔ سعد بن ابی وقاص عبدالرحمان بن عوف۔ ابومسعود۔ بلال۔ عبداللہ بن ارقم۔ اسامہ بن زید۔ عبداللہ بن عمر۔ براء بن مالک۔ حسان بن ثابت۔ مغیرہ بن شعبہ۔ ضمرہ۔ عبداللہ بن جعفر۔ قرظ بن کعب۔ حمزات بن جبیر۔ ربیع رباح۔ معترف۔ عائشہ بنت ابوبکر وغیرہ گانا سنتے اور خود گایا کرتے۔ پھر لکھا ہے کہ تابعین بھی گانا سنتے اور اس کے جواز کا فتوے دیتے۔ مثلاً سعید بن مسیب۔ سالم بن عبداللہ بن عمر۔ خارجہ بن زید۔ قاضی شریح۔ سعید بن منیر۔ عامر شعبی۔ عبداللہ بن ابی عتیق۔ عطاء بن ابی رباح۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز وغیرہ۔ امام مالک امام شافعی۔ امام ابوحنیفہ۔ امام احمد حنبل۔ ابن جریج۔ عنبری۔ سفیان بن عنیہ۔ قاضی

ابوالطیب۔ ابوبکر بن مجاہد۔ ابومنصور بغدادی۔ ابوالقسم قشیری۔ دارکی حلیمی۔ امام الحرمین۔ محلی۔ ماوردی رویانی وغیرہ تمام علمائے اہلسنت نے حلتِ غنا کا فتوےٰ دیا ہے۔

شیخ سہروردی کہتا ہے کہ سماع کا منکر یا تو سنن و آثار سے جاہل ہے یا جاہل الطبع ہے اور ذوق سے عاری ہے۔ امام شاذلی اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ غنا کا مباح ہونا ہی ثابت نہیں۔ بلکہ اس سے منع کرنے والا جاہل اور غبی ہے۔ عارفینِ اہلسنت کا یہ زبان زد مقولہ ہے کہ سماع میں وہی تاثیر ہے جو آب زمزم میں ہے امام غزالی۔ عامری۔ رافعی۔ امام عزالدین ابن السلام۔ امام تقی الدین۔ امام ابن جماعہ کا فتوےٰ ہے کہ غنا دف وغیرہ کے ساتھ بھی جائز رہے۔

عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن جعفر۔ عبداللہ بن زبیر معاویہ بن ابوسفیان۔ سعد وقاص کا فتوےٰ ہے کہ ستار۔ سارنگی۔ عود۔ مزامیر کے ساتھ گانا جائز ہے۔

امام ابراہیم بن سعد زہری نے خلیفہ ہارون رشید کے سامنے عود بجا کر احادیث رسولؐ کو گایا۔

امام محلی اور امام رافعی اور امام غزالی ناچنے کا فتوےٰ دیتے ہیں۔ امام الحرمین کہتا ہے کہ ناچنا حرام نہیں کیونکہ یہ کچھ سیدھی اور کچھ ٹیڑھی چال ہے۔ امام حلیمی اور امام نووی کہتا ہے کہ جو ناچ اس قسم کا نہ ہو جس میں ناچنے والا ہیجڑوں اور مخنثوں کی طرح نچائے۔ وہ مباح ہے۔ امام عزالدین تو خود ناچنے لگتے جب گانا سنتے۔ امام غزالی کہتا ہے کہ جو گانے کو حرام کہے۔ وہ کافر ہے۔ ابوطالب مکی نے قوت القلوب میں لکھا ہے۔ کہ صحابہ اور تابعین گانا سنتے رہے ہیں اور جو لوگ جواز غنا کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ سال بھر میں جو دن افضل ہو اور ذکرِ خدا کے لئے مخصوص ہو۔ اس دن گانا سننا چاہیئے۔

ابن مسعود نے اپنی تفسیر میں آیہ "و من الناس من یشتری لھو الحدیث" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ خدا کی قسم لھو الحدیث سے مراد غنا ہے امام بیہقی اور امام حاکم نے اس کی تخریج کی ہے اور کہا ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن شیبہ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔ پھر ابن مسعود نے بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ مراد لھو الحدیث سے غنا ہے اور جو اس کی مانند ہو۔ امام بیہقی نے اس کی تخریج کی ہے۔

عثمان بن عفان کی دو لونڈیاں ہر رات اس کو گانا سنایا کرتیں۔ ابوحنیفہ ہر رات ایک شخص مسمی عمر سے گانا سنا کرتا چنانچہ ایک دفعہ عمر قید ہو گیا تو ابوحنیفہ نے اس کو قید سے رہائی دلوائی اور گانا سنا کرتا۔ امام مالک خود بھی گاتا اور گانا سنا کرتا۔ امام احمد حنبل گانا سنا کرتا۔

اصابہ صفحہ ۱۹۳ پر ہے کہ عبدالرحمان بن عوف کے کہنے پر مغنیہ نے گانا شروع کیا۔ تو عمر بن خطاب نے ٹوکا۔ عبدالرحمان بن عوف نے کہا کہ اس شغل سے راستہ آسانی سے طے ہوتا ہے۔ اس پر عمر نے کہا۔ اچھا ضرار بن خطاب کے اشعار گایا کرو۔ مشکوۃ باب مناقب عمر صفحہ ۲۷۵ پر ہے کہ ایک چھوکری آنحضرتؐ کے پاس دف بجا رہی تھی۔ کہ اتنے میں ابوبکر آ گیا۔ لیکن وہ دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت علی علیہ السلام اور پھر عثمان آیا۔ مگر وہ دف بجاتی رہی۔ لیکن جب عمر آ گیا تو اس چھوکری نے دف کو بجانا چھوڑ دیا۔ اس پر آنحضرت نے کہا کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے۔

تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۹۰ پر ہے کہ اس حادثہ (جنگ جمل) کے بانی مبانی وہی لوگ ہیں جو دنیا کے طالب تھے۔ اور خدا کے عطیہ اور اس کی دی ہوئی فضیلت (امامت) کا حسد کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسلام اور شریعت کو الٹ دیں۔

انساب سمعانی۔ روض المناظر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ کامل۔ کتاب الامامت والسیاست۔ روضۃ الاحباب روضۃ الصفا وغیرہ میں مرقوم ہے کہ جمل کو جاتے ہوئے عائشہ پر مقام حواب میں کتے بھونکے تو عائشہ کو حدیث رسول یاد آ گئی۔ تو ایک دن میرے وصی سے جنگ کرے گی جس کا نشان یہ ہوگا کہ مقام حواب پر تم پر کتے بھونکینگے اور تو اس وقت باغی ہوگی۔ عبداللہ بن زبیر نے پچاس اشخاص کو جو باشندہ حواب تھے۔ بطور گواہ پیش کیا جنہوں نے کہا کہ یہ موضع حواب نہیں ہے اور اسلام میں یہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی تھی۔

ترجمہ اسد الغابہ جلد چھ صفحہ ۹۰ پر ہے کہ ابومعشر نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔ کہ عائشہ کہا کرتی کہ کاش میں بھی گھر میں اسی طرح بیٹھی رہتی۔ جس طرح دوسری ازواج رسول بیٹھی رہی ہیں (اور حضرت علی علیہ السلام سے برسرپیکار نہ ہوتی)

بخاری صفحہ ۲۲۴ پر ہے کہ وہ عورت (عائشہ اور حفصہ) محروم ہوئی جس نے ایسا کیا اور گھاٹے میں رہی۔ کیا تم سب کو اس کا خوف نہیں کہ خدا اس پر غضبناک ہو بہ سبب غضب رسول اور وہ ہلاک ہو جائے پھر لکھا ہے کہ عمر نے کہا کہ ہم نے عائشہ سے کہا کہ اے دختر ابوبکر کیا تیری یہ شان ہو گئی ہے کہ تو رسول اللہ کو ایذا دے۔ عائشہ نے کہا کہ ہم کو تجھ سے کیا واسطہ۔ اے پسر خطاب۔ پھر ہم نے حفصہ سے کہا کہ کیا تیری یہ شان ہو گئی ہے کہ تو رسول اللہ کو ایذا دے حالانکہ تو خوب جانتی ہے کہ رسول اللہ تجھ کو نہیں چاہتے اور اگر ہم نہ ہوتے تو رسول اللہ تجھ کو طلاق دیدیتے۔

مدارج النبوۃ ص۵۵۲ پر ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ نے عائشہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا
اور فرمایا کہ تو مجھ سے اتنی مسرور نہیں ہے جتنا میں تجھ سے مسرور ہوں۔ مدارج النبوۃ ص۵۵۳ پر ہے کہ آنحضرتؐ
کو قبل نکاح جبرئیلؑ نے عائشہ کی تصویر لاکر دکھائی اور کہا یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہے۔
مدارج النبوۃ ص۵۶۷ پر ہے کہ جب حی بن اخطب کی بیٹی صفیہ آنحضرتؐ کے نکاح میں آئی۔ تو
ایک دن عائشہ بھی چھپکر اور منہ کو ڈھانپ کر صفیہ کو دیکھنے آئی۔ آنحضرت نے اس کو پہچان لیا۔ اور جب باہر
جانے لگی۔ تو حضرت نے اس سے پوچھا۔ کہو۔ صفیہ کو کیسا پایا۔ کہا۔ یہودن ہے۔ اور یہودیوں میں بیٹھی ہے
روضۃ الاحباب جمال الدین محدث میں ہے۔ کہ آنحضرت نے اسماء بنت نعمان کندی سے عقد کیا جو
نہایت شکیلہ تھی۔ عائشہ اور حفصہ نے اسماء کو کہا کہ جب آنحضرتؐ تیرے پاس بغرض مقاربت آئیں۔ تو
اس وقت کہنا۔ "اعوذ باللہ منک" چنانچہ اسماء نے ایسا ہی کیا اور آنحضرت نے اس کو طلاق
دیدی۔ اور عائشہ و حفصہ کو کہا کہ تم صواحب یوسف ہو۔
شرح ابن ابی الحدید جلد دوئم ص۱۵۷ پر بروایت ابو مخنف لکھا ہے کہ جنگ جمل میں حضرت علی
علیہ السلام مقام ذی قار تک پہنچے تو عائشہ نے حفصہ کو خط لکھا کہ اب حضرت علی علیہ السلام ذی قار تک
آگئے ہیں اور جب انکو ہمارے لشکر اور جمعیت کی خبر ملی یعنی ہماری جرار اور عظیم التعداد فوج کا علم ہوا۔ تو
خوفزدہ ہو کر وہیں ٹھہر گئے۔ اب انکی مثال کمیت گھوڑے کی سی ہو رہی ہے کہ آگے بڑھتا ہے۔ تو اس
کے چاروں پاؤں کاٹے جاتے ہیں اور اگر پیچھے ہٹتا ہے تو ذبح کیا جاتا ہے جب یہ خط حفصہ کو ملا تو
اس نے اپنی لونڈیوں کو جمع کیا اور گانے بجانے کا حکم دیا۔
تاریخ کامل ص۹۶ پر ہے کہ عائشہ نے اہل کوفہ کو خط لکھا کہ کوئی شخص حضرت علی علیہ السلام کی
امداد نہ کرے۔ بلکہ ان سے قاتلان عثمان کو طلب کرے۔
بخاری کتاب المناقب پارہ پندرہواں ص۵۵ باب التزویج النبی عائشہ احمدی پریس لاہور اور
مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی ص۴۲۴ پر ہے کہ آنحضرت نے عائشہ سے فرمایا کہ میں نے تم کو دوبار خواب میں
دیکھا کہ تو ایک ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں لپیٹی ہوئی ہے اور جبرئیلؑ نے کہا یہ تمہاری بیوی ہے۔ جب میں
نے کھول کر دیکھا تو اندر تو ہی تھی۔ مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی فصل ثانی ص۴۲۵ پر ہے کہ جبرئیل آنحضرتؐ
کے پاس عائشہ کی تصویر سبز ریشمی کپڑے میں لپیٹی ہوئی لائے۔ اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ دنیا

اور آخرت میں۔

بخاری پارہ دسواں کتاب اللبہ احمدی پریس لاہور صف۳۵ پر ہے کہ رسول اللہ کو اس وقت وحی ہوتی جب وہ اور عائشہ ایک کپڑے کے اندر ہوتے۔ مشکوٰۃ ربع دوئم باب تنزیہۃ الصوم فصل ثانی مطبوعہ امرتسر صف۹۳۔ اور زرقانی شرح موطا جلد دوئم صف۹۳ پر ہے کہ آنحضرت عائشہ کے بوسے لیتے اور زبان چوستے حالانکہ روزہ سے ہوتے۔

زرقانی شرح موطا جلد دوئم صف۹۳ پر ہے کہ عائشہ نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمان کو کہا کہ تم اپنی بی بی سے بحالتِ روزہ بوس وکنار کیوں نہیں کرتے۔ اس نے کہا۔ کرتا ہوں مسلم صف۹۳ پر ہے۔ کہ عائشہ نے کہا کہ آنحضرتؐ بحالتِ روزہ میرے بوسے لیا کرتے اور بخاری میں ہے کہ ام سلمہ نے کہا۔ کہ آنحضرتؐ بحالتِ روزہ میرے بوسے لیا کرتے۔ اور حفصہ نے کہا کہ آنحضرتؐ بحالتِ روزہ میرے بوسے لیتے۔

تلمیض الصحاح جلد چہارم صف۴۴۔ ترمذی جلد اکتاب الصوم باب ماجاء فی ایجاب القضاۃ علیہ پر ہے کہ عائشہ نے کہا کہ میں اور حفصہ روزہ سے تھیں کہ کچھ کھانا بطور ہدیہ آیا۔ ہم دونوں نے کھانا کھالیا اور پھر بحکم رسول روزہ کی قضا کی۔

مسلم میں ہے کہ عائشہ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے۔ مجھ کو محمدؐ کے رب کی قسم ہے اور جب ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھ کو ابراہیم کے رب کی قسم ہے۔ میں نے کہا۔ ناراضگی میں بیشک آپ کا نام لینا ترک کر دیتی ہوں۔

منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول باب پنجم فضائل رسول صف۲۶۶ پر ہے کہ یزید بن معاویہ بن ابوسفیان نے عائشہ سے نکاح کرنا چاہا۔ لیکن جب سورہ احزاب کی آیہ "لاتنکحوا ازواجہ ابداً" پیش کی گئی تو اس ارادہ سے باز آگیا۔

بخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء اذا اراد سفر میں عائشہ سے منقول ہے کہ آنحضرت کا معمول تھا کہ جب کبھی سفر کو نکلتے تو اپنی ازواج کے نام قرعہ ڈالتے۔ چنانچہ ایک سفر میں قرعہ میرے اور حفصہ کے نام نکلا۔ اور آنحضرت کی عادت تھی کہ بحالتِ سفر مجھ سے گفتگو کرنے جاتے حفصہ کو اس پر رشک ہوا پس اس نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاتی ہوں اور ایک تماشا دیکھیں رسول اللہ سے مضحکہ کرتے ہیں۔ پس آنحضرت حسب عادت میرے اونٹ کے پاس گئے۔ اور

مجھ کو سلام کیا (نعوذ باللہ) لیکن جب دیکھا کہ حفصہ ہے تو آپ بغیر میری طرف واپس آئے سیدھے چلے گئے۔ ملی الصبح میں نے اپنے پاؤں اذخر گھاس (جہاں سانپوں کی کثرت ہوتی ہے) میں ڈال دیئے اور اپنے تئیں کوسنے لگی۔ کہ اے خدا۔ مجھے بچھو کاٹے یا سانپ ڈس جائے تو بہتر ہوتا کہ میں آنحضرتؐ سے گفتگو نہ کروں۔

فتح الباری جلد چہارم صفحہ ۱۰۳ پر ہے کہ جب آنحضرتؐ کے قبض روح کا وقت آیا۔ تو اس وقت حضرت کا سر عائشہ کے ران پر تھا ناظرین۔ کبھی تو کہا جاتا ہے کہ جب حضرت نے جان دی تو تمام ازواج پس پردہ نکلیں۔ کبھی یہ کہ حضرت اس وقت عائشہ کے سینے سے چپکے ہوئے تھے اور جھوٹی مسواک چبا رہے تھے دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ سینہ سے چپکانے والی روایت فتح الباری جلد چہارم صفحہ ۱۰۴ پر ہے۔

بخاری پارہ دوئم باب الصلوٰۃ علے الفراش کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۳۰۲ اور مترجم بخاری پارہ پنجم ابواب العمل فی الصلوٰۃ باب ما یجوز من العمل فی الصلوٰۃ احمدی پریس لاہور میں ہے کہ جب آنحضرت نماز پڑھتے تو عائشہ قبلہ میں بیٹھ کر پاؤں لمبے کر دیتی اور آنحضرت جب سجدہ کو جاتے۔ عائشہ کے پاؤں کو ہاتھ لگاتے تو وہ قدم سمیٹ لیتی۔ پھر جب کھڑے ہوتے تو عائشہ قدم لمبے کر دیتی۔ اور مشکوٰۃ باب عشرۃ النسا فصل ثانی ربع دوئم میں ہے کہ آنحضرت اور عائشہ سفر میں مقابلۃً دوڑتے کبھی آنحضرت اور کبھی عائشہ آگے بڑھ جاتی۔ مشکوٰۃ ربع دوئم باب عشرۃ النسا فصل اول صفحہ ۱۴۰ پر ہے۔ کہ عائشہ گڑیوں سے کھیلا کرتی۔ اور صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ گڑیوں میں ایک گھوڑا ہوتا ہے جس کے دو پر ہوتے۔

ناظرین! اس وقت عائشہ کی عمر سترہ سال سے زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ سنہ ۹ ھ بعد واپسی جنگ تبوک کا ہے۔

ابن ماجہ مترجمہ نواب وقار نواز جنگ جلد ثانی کتاب النکاح باب حسن معاشرت النساء صفحہ ۵۲ پر عائشہ سے منقول ہے۔ کہ آنحضرت اور میں مقابلہ میں دوڑے اور میں جیت گئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب میں فربہ ہو گئی تو آنحضرت (دوسری دوڑ میں) جیت گئے اور فرمایا۔ اے عائشہ۔ یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے۔

حالاتِ امیر معاویہ

معاویہ بن ابی سفیان مجہول النسب تھا۔ اور خاندانِ قریش میں سے امیہ تھا۔ ابوسفیان کے ساتھ بطمع زر اس کا نسبی الحاق ہوگیا۔ بہت تھوڑا عرصہ کاتبِ وحی رہا۔ اس کو عمر بن خطاب نے امیر شام مقرر کیا۔ اور زمانۂ عثمان میں بھی امیر شام رہا۔ اس کی مدت حکومت چالیس یا بیالیس سال ہے۔ قریباً بیس سال عمر اور عثمان کے عہد میں امیر شام رہا اور باقی عرصہ شام میں خلیفہ رسول بنا رہا۔ اس کا مرتبہ عداوتِ اہلبیتؑ میں عمر بن خطاب سے کم مگر دوسرے تمام لوگوں سے بڑھا ہوا ہے۔ ثلاثہ اور عائشہ اور دیگر دشمنانِ اہلبیت کے فضائل و مناقب اور حضراتِ اہلبیت کے بارہ میں مذمت آمیز احادیث قریباً تمام کی تمام معاویہ کے عہد کی وضع کردہ ہیں۔ اہلسنت کے بعض علماء اور اکثر جہلا کو اگر اسلامی حالات ایک گورکھ دھندہ نظر آتے ہیں۔ تو اس گورکھ دھندہ کا موجد صرف معاویہ ہے۔ کہاں یہ گمان کہ ابوبکر کے ذکرِ خیر کا چرچا ملائکہ مقربین میں ہوتا رہتا ہے۔ اور کہاں یہ حقیقت کہ ابوبکر کے دل میں شرک چیونٹی کی طرح رینگ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت کو ہزار بار کہو کہ معاویہ مجہول النسب، شارب الخمر، قاتلِ اہلبیتؑ اور دشمنِ رسولؐ تھا۔ مگر انکے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ وہابیوں کو اس سے خاص الفت ہے۔ معاویہ ۶۰ھ ہجری میں ۷۷ سال کی عمر میں مر گیا۔

نہایہ مجمع البحار میں قولِ جناب علی علیہ السلام درج ہے کہ معاویہ شیطان ہے۔ ابن قتیبہ محدث نے بروایت قیس بن سعد عبادہ لکھا ہے کہ معاویہ بت پرست ہے اور بت پرست کا لڑکا ہے۔ زبردستی اسلام لایا۔ خوشی سے اسلام سے نکل گیا۔ دشمنِ خدا ہے اور اس کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ ابن عساکر کہتا ہے کہ اے معاویہ تو کس قدر اپنے اہل کی نظر میں ذلیل ہے جنہوں نے تیرا نام معویہ رکھا۔ معویہ اس کتیا کو کہتے ہیں جو ہر وقت بھونکتی رہے۔ نہج البلاغت میں قول جناب امیر علیہ السلام درج ہے۔ کہ اے معویہ خدا سے ڈر اور شیطان کی پیروی نہ کر۔ مروج الذہب مسعودی میں قول محمد بن ابی بکر درج ہے۔ کہ معاویہ لعین ابن لعین ہے۔ وہ اور اس کا باپ ہمیشہ رسول اللہ کے درپے آزار رہے۔ اور چاہتے تھے کہ نورِ خدا کو بجھا دیں۔ ابن عساکر نے قول ابوایوب انصاری درج کیا ہے۔ کہ معاویہ کا گروہ قاسطین ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا لشکر لشکرِ خدا ہے اور معاویہ کا لشکر لشکرِ شیطان ہے جو شخص ہم میں اور ہمارے

دشمنوں میں برابری کا قائل ہو۔ وہ ہم سے نہیں یعنی خدا کی درگاہ اور رسول کی بارگاہ کا راندہ ہے بیہقی نے قول ابن عساکر درج کیا ہے کہ معٰویہ اور اس کے اصحاب قاسطین ہیں۔

معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام سے عداوت کیوں تھی اس کے چند بواعث لکھتا ہوں۔ پہلا یہ کہ معاویہ ولدالزنا تھا۔ دوسرا یہ کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ بدر میں معاویہ کے بھائی حنظلہ۔ اس کے نانا عتبہ اس کے نانا کے بھائی شیبہ اور اس کے ماموں ولید کو قتل کیا تیسرا یہ کہ خلافت علیؑ میں معاویہ کا امیر شام رہنا ناممکن تھا چوتھا یہ کہ عمر بن خطاب اکثر کہا کرتا۔ کہ مسلمانو۔ مجھے خطرہ ہے کہ معاویہ بھی خلافت کا خواہشمند نہ ہو پانچواں یہ کہ ثلاثہ نے علیؑ و اولاد علی کو یہاں تک ذلیل کر دیا تھا کہ ہر ادنےٰ و اعلےٰ ان کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتا تھا جس کا آخری نتیجہ قتل حسینؑ میں رونما ہوا۔ چھٹا یہ کہ معاویہ جانتا تھا۔ کہ اگر خلافت خاندان رسولؐ میں چلی گئی۔ تو قیامت تک اُن میں محصور ہو جائے گی۔ اور وہ حاکم اور ہم محکوم ہو جائیں گے۔

کتاب مثالب ابوالمنذر ہشام بن سائب کلبی میں ہے کہ معٰویہ کی ماں ہند اور نانی حمامہ فاحشہ عورتیں تھیں ہند کو حبشی غلاموں کی طرف خاص شوق تھا چنانچہ ہند نے کئی سیاہ رنگ بچے جنے اور زندہ دفن کر دیئے۔ معاویہ کو چار باپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یعنی عمارہ بن ولید اور مسافر بن عمر اور ابوسفیان اور ایک اجنبی شخص۔

اسمٰعیل نے کتاب مثالب بنی امیہ میں اور شیخ ابوالفتح نے کتاب بھجتہ المستفید میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص مسمی مسافر بن عمر معاویہ کی ماں ہند پر عاشق ہو گیا۔ اور اس سے ہم بستری کی جب حمل ٹھیر گیا اور ہند کے باپ عتبہ کو اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو مسافر بن عمر جان کے خوف سے ملک حیرہ کو بھاگ گیا۔ عتبہ نے بے عزتی سے ڈر کر ابوسفیان کو در پردہ بلایا۔ اور کافی مقدار میں مال و منال دے کر ہند کا نکاح ابوسفیان سے کر دیا۔ نکاح سے تین مہینے بعد معٰویہ پیدا ہوا۔

ربیع الابرار علامہ زمخشری میں ہے کہ ابوسفیان بدشکل تھا۔ اور اس کا غلام مسمی صباح خوبصورت تھا اس وجہ سے ہند کو ابوسفیان سے نفرت اور صباح کی طرف رغبت تھی۔ پس صباح کی عنایت سے معاویہ کا بھائی عتبہ پیدا ہوا۔

مستطرف صـ۱۷۳ پر ہے کہ ایک دفعہ ہاتھی کے کرتب کا تماشہ ہو رہا تھا معاویہ بھی ایک بلند مقام پر تماشہ دیکھنے بیٹھ گیا۔ اتفاقاً اپنے گھر کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ کوئی غیر شخص اس کی زوجہ سے پرائیویٹ کارروائی میں

مشغول ہے۔ گھر کو گیا۔ اور بھلے مانس کو شانوں سے پکڑ کر کہا۔ اے فلانے۔ تم نے اتنی جرأت کیوں کی ہے
بھلے مانس نے دست بستہ عرض کیا۔ عالیجاہا۔ آپ کے حلم اور خلق کیوجہ سے یہ دلیری کی ہے۔ معاویہ نے کہا
اچھا جا۔ میں نے معاف کیا۔ لیکن اس راز کو پوشیدہ رکھنا۔

حاشیہ مستطرف مسمی بہ ثمرۃ الاوراق صـ ۲۴۵ پر ہے کہ اے عتبہ تو کسی کے قتل کی جرأت کیونکر کر سکتا
ہے۔ حالانکہ تو نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ جو تیری جورو سے تیرے ہی بستر پر بدفعلی کر رہا تھا۔ پس تو نے اس کو
قتل کیوں نہ کیا (بلکہ (اس دیکھنے پر تو نے) اس جورو کو گھر سے بھی نہ نکالا۔

فتح الباری میں ہے کہ سعید بن ربیع انصاری جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بعد ہجرت عبدالرحمان بن عوف کا بھائی چارہ کر دیا تھا۔ اس نے اپنی ایک زوجہ عبدالرحمان موصوف کو دینی چاہی
تھی۔ لیکن اس نے اس نذر کو قبول نہ کیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ایک دن ابو سفیان گدھے پر سوار تھا۔ معاویہ اس کو کھینچتا تھا۔ اور
اس کا بھائی ہنکاتا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ خدایا لعنت کر سوار پر۔ اور کھینچنے والے پر اور ہنکانیوالے پر

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صـ ۱۹۱ پر سورہ بنی اسرائیل آیہ نمبر ۵۹ "وما جعلنا الرویا
التی اریٰنٰك الا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن جریر نے
سہیل بن سعد سے اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر اور یعلی بن مرہ سے اور ابن مردویہ نے امام حسینؑ اور ابن
عباس اور عائشہ سے اور بیہقی اور ابن عساکر نے سعید بن مسیب سے مختلف الفاظ میں روایت کی ہے۔
جنکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ خواب ہے جو آنحضرت نے دیکھا۔ کہ بنی امیہ میرے منبر پر اس طرح اچک رہے
ہیں جس طرح بندر اچکتے ہیں۔ اس خواب کے بعد آنحضرت غمگین ہوئے اور کبھی خندہ نہ فرمایا۔ اور جس
درخت پر لعنت کی گئی ہے۔ وہ مروان بن حکم ہے جو عثمان کا وزیر تھا اور جو اپنی شرارت اور خباثت کیوجہ
سے بہ حکم آنحضرتؐ مدینہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اور جسکو اسی واسطے طرید رسول کہا جاتا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ شب معراج آنحضرت نے
بنی امیہ کو اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے دیکھا تو بہت شاق گذرا۔ اس پر سورہ انبیاء آیہ نمبر ۱۱۱ "وان ادری
لعله فتنة لكم ومتاع الی حین" کا نزول ہوا۔

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر صـ ۳۷۱ جلد چہارم میں سورہ حج آیہ نمبر ۷۸ "وجاهدوا فی الله

حق جہادہ" کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ابن مردویہ نے بروایت عبدالرحمان بن عوف لکھا ہے۔ کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ کیا ہم قرآن میں یہ آیت (جیسے تم نے شروع میں جہاد کیا۔ اسی طرح آخر زمانہ میں جو حق جہاد کرنے کا ہے۔ خدا کی راہ میں جہاد کرو) نہ پڑھتے تھے۔ میں نے کہا بیشک پڑھتے تھے لیکن وہ زمانہ آخر کب ہوگا۔ عمر نے کہا جس زمانہ میں بنی امیہ حاکم ہونگے اور مغیرہ کی اولاد وزیر ہوگی۔ بیہقی نے بھی روایت بالا لکھی ہے۔ ناظرین! مغیرہ کی اولاد یزید کے زمانہ میں وزیر ہوئی اور جس شخص نے سب سے پہلے یزید کی بیعت کی تحریک کی۔ اور لوگوں سے بیعت کرائی۔ وہ مغیرہ حاکم کوفہ تھا۔ جب چالیس آدمی بیعت کر چکے۔ تو معاویہ نے اس کے بیٹے سے تنہائی میں پوچھا۔ کہ "بکم اشتری ابوک دینھم" یعنی تیرے باپ نے ان لوگوں کا دین کس رقم پر خریدا ہے۔ وہ بولا۔ چار سو دینار میں (ایک دینار انگریزی سکہ مروجہ کے حساب سے پانچ روپیہ کا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک ایمان فروش کے حصہ میں صرف پچاس پچاس روپیہ آئے) مقام غور یہ امر ہے کہ معاویہ اور مغیرہ کا بیٹا خود جانتے ہیں کہ یہ بیعت کفر ہے اور اس آیہ کے مصداق صرف امام حسینؑ اور شہدائے کربلا ہو سکتے ہیں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

صواعق محرقہ ابن حجر آخری حصہ کتاب میں ہے کہ معویہ امام حسن علیہ السلام سے صلح ہونے کے بعد خلیفہ حق اور امام صدق تھا۔ ترمذی نے ابوعمیرہ صحابی کے بیٹے عبدالرحمان سے روایت کی ہے اور اس روایت کو حسن قرار دیا۔ کہ آنحضرتؐ نے معاویہ کے حق میں فرمایا کہ خداوندا معویہ کو ہدائت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔

صاحب صواعق محرقہ نے مسند امام حنبل اور مصنف ابن ابی شیبہ اور طبرانی کی سند پر کعب الاخبار سے روایت کی ہے۔ کہ معاویہ کے فضائل اور مناقب قرآن سے پہلے آسمانی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اور اس کی خلافت پر نص موجود ہے۔

ملا علی قاری نے فقہ اکبر میں اور شاہ ولی نے ازالۃ الخفا فصل پنجم میں ابوداؤد اور ابن عساکر اور ابن سعد اور دیلمی نے اور مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں اور مولوی جامی نے فضائل معاویہ میں لکھا ہے۔ کہ معاویہ پر بدگمانی تک کرنی حرام ہے۔ کیونکہ وہ خلیفہ حق اور امام صدق تھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں اور شیخ عبدالقادر نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ معویہ خلیفہ حق تھا اور ہدایت اور دین حق پر عامل تھا۔

حیوۃ الحیوان علامہ دمیری میں ہے کہ یزید کی ماں کا نام میسونہ تھا جو ایک صحرائی قبیلہ سے تھی۔ چونکہ اس کو معاویہ سے سخت کراہت تھی۔ اس لئے اس کو علج عنوق (نک چھدا بچھڑا) کہا کرتی۔ ایک دن معاویہ مکان میں داخل ہوا تو وہ معاویہ کی ہجو میں اشعار پڑھ رہی تھی۔ معاویہ کو ناگوار ہوا اور اس کو تین طلاق دیدیں۔ لیکن پھر واپس کر لیں (اور بلا حیلولہ اور نکاح ثانی) اس سے صحبت کی جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔ آثار حمل ظاہر ہونے پر وہ اپنے میکے چلی گئی اور وہاں یزید پیدا ہوا۔ اور دو برس کے بعد معاویہ اس کو اپنے پاس لے آیا۔ ناظرین۔ پس معاویہ اور یزید بہ لحاظ نسب ایک ہی تھیلی کے بٹے ہیں

ذیل کے حوالے ماہیۂ معاویہ مصنفہ استاد المناظرین مولوی مرزا احمد علی صاحب قبلہ سے نقل کرتا ہوں

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد پنجم۔ تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد چہارم ص ۱۹۱ تفسیر کشاف زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول ص ۶۵۵ تفسیر نیشاپوری جلد دوئم ص ۴۵۹ تفسیر بیضاوی مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۴۶۶ پر ہے۔ کہ شجرۃ الملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں۔

تطہیر الجنان ص ۱۴۲ نصائح کافیہ ص ۱۰۶ پر ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہمارے سب سے زیادہ دشمن بنی امیہ ہیں۔ فتح الباری ابن حجر عسقلانی جلد پنجم ص ۶۵ پر ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں فاحشہ عورتوں کی نشانی یہ تھی۔ کہ گھروں میں جھنڈے بلند کر رکھتیں۔

نصائح کافیہ ص ۱۱۰ پر ہے کہ فاحشہ عورتوں میں سب سے مشہور عورت زرقا تھی۔ اور اس کے گھر میں جھنڈا بلند تھا۔ ثمرۃ الادراق ص ۱۰۸ اور ابو الفدا ص ۱۰۸۔ اور ابن شحنہ ص ۱۳۴ اور واشنگٹن ارونگ ص ۴۹ پر ہے کہ عمر عاص کی ماں نابغہ مکہ میں مشہور فاحشہ تھی۔ جب عمر عاص پیدا ہوا تو اس کا حلیہ ملانے پر عاص کا بیٹا قرار دیا گیا۔

تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی ص ۱۱۶ پر ہے کہ معاویہ کی بعض جدات میں سے حمامہ جھنڈے والی فاحشہ عورت تھی۔ نصائح کافیہ ص ۴۳ پر ہے کہ حسان شاعر نے رسول اللہ کی موجودگی میں اپنے اشعار میں ہندہ کو زانیہ کہا۔ مگر آنحضرت خاموش رہے۔

نصائح کافیہ ص ۱۱۰ پر ہے کہ امیہ شام کو چلا گیا۔ اور مقام صفوریہ میں ٹھیرا اور وہاں ایک شوہر دار یہودن لونڈی سے زنا کیا جس سے ابو بکرہ پیدا ہوا۔ روض الانف میں بروایت دغفل صحابی اور کتاب اصابہ اور تاریخ کامل جلد سوئم میں ہے کہ امیہ کے بعد ابو عمر نے اپنی ماں سے نکاح کیا اور مسافر پیدا ہوا۔

آغانی ابو الفرج اصفہانی اور نصائح کافیہ حاشیہ ص ۹۴ اور تذکرہ سبط ابن جوزی میں ہے کہ مسافر

ہندہ پر عاشق ہو گیا اور ہندہ حاملہ ہوئی۔ جب حمل ظاہر ہوا تو مسافر بخوفِ جان حیرہ کو بھاگ گیا۔ اور بعد ازاں ہندہ کو ابوسفیان نے اپنے قبضہ میں لیا۔ کلبی کہتا ہے کہ جمہور کی رائے ہے کہ معاویہ اسی مسافر کا بیٹا ہے۔ نصائح کافیہ ص۱۱۱ پر ہے کہ مثالب ابن السمان میں لکھا ہے کہ ہندہ کے باپ نے اس کا نکاح ابوسفیان کے مالِ کثیر کے وعدہ پر کر دیا۔ اور اس نکاح سے تین ماہ بعد معاویہ پیدا ہوا۔

ربیع الابرار زمخشری میں ہے کہ معاویہ کے چار باپ تھے۔ جن میں صباح بھی تھا۔ یہ صباح خوبصورت گویا تھا۔ اس نے ہندہ سے جماع کیا تو معاویہ کا بھائی عتبہ پیدا ہوا۔ امام شعبی لکھتا ہے کہ آنحضرت نے جب ہندہ مسلمان ہوئی تو فرمایا کہ زنا نہ کرنا۔ ہندہ نے عرض کیا کہ کیا آزاد عورتیں بھی زنا کرتی ہیں۔ یہ سنکر رسول اللہ عمر بن خطاب کی طرف دیکھ کر مسکرائے

نصائح کافیہ ص۸۳ پر ہے کہ ہندہ نے آنحضرت کی والدہ آمنہ کی قبر کھودوانے کا دوسری عورتوں کو حکم دیا۔ روضۃ الشہدا ص۲ پر ہے کہ ہندہ نے جبیر بن مطعم کے غلام مسمی وحشی کو کہا کہ اگر تو محمد کو میرے باپ کے قتل کے صلہ میں قتل کر دے تو میں تیری دلی مراد پوری کر دوں چنانچہ اس نے حضرت حمزہ کو شہید کیا۔ اور انکا جگر نکال کر ہندہ کے پاس لے گیا۔ ہندہ نے اس کو چبانا چاہا۔ لیکن وہ سخت ہو گیا۔ پھر ہندہ نے چھری سے حضرت حمزہ کے ناک کان اور بعض دیگر اعضا کو کاٹ کر اپنے گلے کا ہار بنایا۔

حیوۃ الحیوان میں ہے کہ ابوسفیان تیل بیچا کرتا تھا۔ تاریخ اعثم کوفی ص۲۲۶ پر ہے کہ ابوسفیان شراب خور تھا۔ حیات القلوب اور نہج البلاغہ میں ہے کہ ابوسفیان نے بضرورتِ وقت اور بخوفِ جان اسلام قبول کیا

خبات الخلود میں ہے کہ معاویہ کی داڑھی کھودی اور آنکھیں سبز تھیں۔ تاریخ الخلفا ص۱۳۲ پر ہے کہ عمر نے معاویہ کا نام عرب کا کسرےٰ یعنی کافر بادشاہ رکھا ہوا تھا۔ نصائح کافیہ ص۲۱ اور تاریخ کامل جلد سوم ص۱۶۶ پر ہے۔ کہ محمد بن ابوبکر نے معاویہ کو لکھا کہ تو لعین ابن لعین ہے۔ نہج البلاغہ جلد دوئم ص۱۹ پر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو لکھا کہ تم دین اسلام میں طمع اور خوف سے داخل ہوئے۔ پھر ص۱۳۱ پر ہے کہ تیرا اسلام مجبوری اور کراہت کی وجہ سے ہے۔

تاریخ اعثم کوفی ص۲۲۵ پر ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ معاویہ اور ابوسفیان اور معاویہ کا بھائی اور خالو اور چچا سب دشمنِ رسول ہیں۔ نہ مسلمان تھے اور نہ مسلمان ہیں۔ نصائح کافیہ ص۱۸ پر ہے کہ معاویہ بحالتِ اسلام منافقین کی جائے پناہ ہے اور بحالتِ جاہلیت زندیق تھا۔ نصائح کافیہ ص۲۱

پر اور کتاب الامامت ابن قتیبہ میں ہے کہ معاویہ بت پرست کا بیٹا اور بت پرست ہے مجبوری اور کراہت سے
اسلام لایا اور خوشی سے اس سے نکل گیا۔ تاریخ کامل جلد سوئم ص ۱۰۷ پر ہے کہ معاویہ خود گمراہ اور گمراہ کنندہ اور شیطان
ہے۔ اور ص ۱۲۶ پر ہے کہ معاویہ نہ دیندار ہے اور نہ قرآن کا قائل ہے۔

نصائح کافیہ ص ۹۳ پر ہے کہ معاویہ سب سے بڑا کافر اور خبیث ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم ص ۴۸ پر ہے
کہ امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کی موت پر فرمایا کہ بنی امیہ کا شیطان ہلاک ہوگیا۔ تاریخ اعثم کوفی ص ۲۵۶ پر
ہے کہ معاویہ لوگوں سے کہا کرتا کہ علیؑ ایک بے نماز شخص ہے۔

نصائح کافیہ ص ۵۸ اور سیرت محمدیہ ص ۶۷ پر ہے کہ معاویہ نے حضرت حجر بن عدی کو حضرت علی علیہ
السلام پر لعنت کرنے کا حکم دیا جب انہوں نے انکار کیا تو شہید کر دیئے گئے اور ایسا ہی عبدالرحمان بن حسان عنبری
صحابی کو حضرت علی علیہ السلام کی مدح سرائی کے جرم میں زندہ دفن کر دیا گیا۔

شواہد النبوۃ ملا جامی ص ۱۷۳ پر ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی زوجہ جعدہ نے معاویہ کے کہنے پر امام حسن علیہ
السلام کو زہر سے شہید کر دیا۔ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی ص ۳۴۵ پر ہے کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث بن قیس (اشعث ابوبکر
کا بہنوئی تھا) کو کہا کہ اگر تو امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دے تو میں تجھے ایک لاکھ درہم انعام دونگا اور تیری
شادی اپنے بیٹے یزید سے کر دونگا چنانچہ جعدہ نے امام کو زہر سے شہید کر دیا۔

عقد الفرید جلد دوئم ص ۲۳۹ پر ہے کہ معاویہ نے یزید کو کہا کہ ایک حسینؑ ابن علیؑ ہے جس سے خدا تیری
کفالت کریگا یعنی اس کو قتل کر دینا۔ منہاج جلد دوئم ص ۲۰۰ پر ہے کہ معاویہ نے امام حسینؑ کو کہا کہ اے حسین تجھے
مرحبا نہ ہو تیرا خون بھڑک رہا ہے اور خدا اس کو بہائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے سر الخلافت ص ۳۰ پر لکھا ہے کہ خلافت کے بارہ میں علیؑ حق پر اور معاویہ بغاوت
پر تھا۔ تاریخ کامل جلد سوئم ص ۱۰۹ پر ہے کہ عمرو عاص نے معاویہ کو کہا کہ ہم تو تیرے ساتھ صرف اس دنیا کیلئے ہیں۔

تاریخ اعثم ص ۲۳۶ پر ہے کہ ابوہریرہ اور ابودردا نے کہا کہ معاویہ بے دین اور دنیا طلب ہے۔ مرقاۃ ملا علی
قاری میں ہے۔ کہ شہادت عمار کو دیکھ کر معاویہ پر واجب تھا۔ کہ بغاوت چھوڑ دیتا۔

صبح صادق مولوی نظام دین۔ فتاوے عزیزیہ ص ۱۰۴ روضۃ الندیہ ص ۴۴۴ بغیۃ الرائد میں ہے کہ معاویہ
حضرت علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے میں مجتہد نہیں ہو سکتا۔ نصائح کافیہ میں ہے کہ جس نے علی کو اذیت
دی وہ قیامت کے دن یہودی یا نصرانی اٹھے گا۔ ملل والنحل ص ۴۲ پر ہے کہ امام پر خروج کرنیوالا خارجی ہے

مشکوۃ صـ۳۴۳ ۔ ینابیع صـ۵ ، روضۃ الندیہ صـ۶ پر ہے کہ علیؑ سے بغض رکھنے والا اور جنگ کرنیوالا کافر ومنافق وجہنمی ہے۔

تاریخ کامل جلد سوئم صـ۱۳۳ پر ہے کہ معاویہ دعائے قنوت میں علیؑ حسنؑ حسینؑ ابن عباس۔ مالک اشتر کو گالیاں نکالتا

عقد الفرید جلد سوئم صـ۱۱ پر ہے کہ معاویہ لوگوں سے اس بات پر بعیت لیتا کہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کریں۔ ینابیع المودۃ صـ۱۴۶ پر ہے۔ کہ معاویہ نے سعد بن وقاص کو کہا کہ تو حضرت علیؑ پر سب کیوں نہیں کرتا۔ مستطرف صـ۱۸ پر ہے کہ معاویہ نے حضرت عقیل کو کہا کہ ممبر پر چڑھکر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرو۔

نصائح کافیہ صـ۷ پر ہے کہ معاویہ نے کہا کہ اے اللہ۔ علیؑ نے تیرے دین میں الحاد کیا۔ براہین قاطعہ صـ۲۰۶ اور شرح ابن ابی الحدید جلد چہارم میں ہے کہ معاویہ نے شام اور عراق وغیرہ میں حکم دیا کہ علیؑ پر سب کی جائے تاریخ الخلفاء صـ۱۹۶ پر ہے کہ تمام ممبروں اور مسجدوں میں یہ رسم جاری رہی۔

تاریخ مسعودی صـ۱۱ پر ہے کہ مدرسہ میں بچوں کو اس رسم کی تعلیم دیجاتی۔ نصائح کافیہ صـ۸ پر ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں کہ جب تک علیؑ پر سب نہ کی جائے۔ نماز جمعہ ہی صحیح نہیں چنانچہ جب عمر بن عبدالعزیز نے اس رسم کی ممانعت کی تو مسجد کے اطراف سے یہ آواز بلند ہوئی۔ کہ اے امیر المومنین علیہ السلام (معاویہ) آج تیری سنت ترک کردی گئی۔

منہاج میں ہے کہ جب معاویہ نے علیؑ پر سب کرنا شروع کیا تو اس سال کا نام عام السنتہ رکھا۔ تاریخ الخلفاء صـ۱۳۲ پر ہے کہ جب امام حسنؑ نے خلافت چھوڑدی تو اس سال کا نام عام الجماعت رکھا پھر دونوں ناموں کو ملاکر یہ لوگ اہلسنت والجماعت کہلانے لگے۔

نصائح کافیہ صـ۱۵۷ پر ہے کہ معاویہ نے خطبہ میں کہا کہ جو شرطیں میں نے امام حسن علیہ السلام سے کی ہیں۔ میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ ناظرین! پہلی شرط یہ تھی کہ قرآن اور سنت رسول پر عمل کروں گا۔ دوسری یہ تھی کہ اپنے بعد کسی کو اپنا ولیعہد نہ بناؤنگا۔ تیسری یہ تھی کہ اہلبیت محمدؐ پر سب نہیں کروں گا وغیرہ۔

نصائح کافیہ صـ۱۶۳ پر ہے کہ بستان المحدثین میں بہ سند امام نسائی، موضوعات امام شوکانی اور لآلی مصنوعہ سیوطی میں بہ سند علامہ اسحاق بن ابراہیم حنظلی تطہیر الجنان اور موضوعات کبیر ملا علی قاری صـ۳۰ پر اور فتح الباری میں بہ سند علامہ ابن راہویہ اور مدارج النبوۃ اور فوائد المجموعہ علامہ شوکانی میں ہے کہ معاویہ کے حق میں کوئی

حدیثِ فضیلت وارد نہیں سوائے اس کے کہ آنحضرت نے اس کے حق میں فرمایا "لا یشبع اللہ بطنہ" یعنی خدا اس کا پیٹ نہ بھرے۔

تاریخ طبری اور شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ معاویہ کی موت اسلام پر نہ ہوگی۔ اور وہ طبقہ جہنم میں ایک آتش تابوت میں ہوگا جہاں وہ "یاحنان یامنان" کہکر چلائے گا۔

ناظرین معاویہ کی فضیلت میں کہا جاتا ہے کہ وہ کاتب وحی تھا۔ نصائح کافیہ ص۱۷ پر ہے کہ کتابت وحی کی حدیث دربارہ معاویہ صحیح نہیں۔ اور اگر بالفرض کاتب وحی مان لیا جائے تو اس میں کوئی فضیلت نہیں کیونکہ عبداللہ بن ابی سرح بھی کاتب وحی تھا جو مرتد ہوگیا۔ اور اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی "ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحي الي ولم يوح اليه شيئ" - اور یہ پھر موردِ عذاب ہوا۔ اور اسی طرح عبداللہ بن خطل بھی کاتب وحی تھا جو مرتد ہوگیا اور فتح مکہ کے دن اس کو قتل کیا گیا۔

نصائح کافیہ ص۱۰۱ پر ہے کہ اگر معاویہ نے چند دن کتابت کی ہو تو کیا ہوا کیونکہ وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھر گیا یعنی کافر ہوگیا۔ مروج الذہب علامہ مسعودی برحاشیہ کامل جلد ۹ ص۱۱۱ پر ہے کہ ان جاہلوں کی جہالت اور بیوقوفی پر غور کرو کہ رسول اللہ پر ۲۳ برس وحی آتی رہی جسکو صحابہ لکھتے رہے اور معاویہ نے بھی کچھ عرصہ کتابت کی تو ان جاہلوں نے اتنا فروغ دیا کہ اس کو کاتب وحی بنا دیا۔

خواجہ حسن نظامی نے کتاب طمانچہ بر رخسارہ یزید ص۳ پر لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ اپنی ماں مرجانہ پر عاشق ہوگیا۔ ایک دن دو گھنٹہ تک مرجانہ کے پاس بیٹھا رہا دونوں شراب میں مخمور اور بوس و کنار میں مشغول تھے کہ یکایک معاویہ آگیا۔ اور انکو ایسی حالت میں دیکھتا رہا۔

ثمرۃ الاوراق ص۴۷ اور تطہیر الجنان ص۱۳ پر ہے کہ رسول اللہ نے اور تاریخ کامل جلد سوئم ص۱۳۲ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اور مستطرف ص۱۲۱ پر ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے اور ص۳۱ پر ہے کہ عائشہ نے اور ص۵۲ پر ہے کہ ابن عباس نے اور ص۲ پر ہے کہ محمد بن ابو بکر نے اور تاریخ کامل جلد سوئم ص۱۹۶ پر ہے کہ ثمرہ بن جندب صحابی نے اور ص۴۲ پر ہے کہ حضرت عقیل اور احنف بن قیس نے اور تاریخ طبری جلد سوئم ص۲۱۶۴ پر ہے کہ خلیفہ معتضد باللہ عباسی نے اور تاریخ کامل جلد چہارم ص۶ پر ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے۔ معاویہ بن ابو سفیان پر لعنت کی۔

قسم دوس الاخبار میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اے علی دشمن نہیں رکھتا تم کو عرب سے مگر حرامزادہ

اور عجم سے ماہ شقی اور عورتوں سے مگر سلقلقیہ یعنی وہ عورت جس کو حیض براستہ دبر آوے۔

تاریخ الخلفا صفحہ ۱۶۶۔ تاریخ خمیس جلد دوئم صفحہ ۳۵۲۔ تاریخ امام واقدی میں ہے کہ معاویہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتا اور دوسروں کو لعنت کرنے کی ترغیب دیتا۔

روضۃ الصفا میں ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے لڑ کر جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

کتاب اختصاص میں یحییٰ بن طویل سے روایت ہے کہ میں مکہ کے سفر میں امام زین العابدین کے ہمراہ تھا۔ اثنائے راہ میں ایک وادی تھی جس میں ایک شخص آگ کی زنجیروں میں جکڑا دیکھا گیا۔ اور پیاس کی شدت سے جاں بلب ہے۔ امام عابدؑ نے فرمایا کہ یہ معاویہ ہے اور قیامت تک اسی حالت میں رہے گا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ زمانہ نے ہم کو ایسا گھٹایا۔ کہ لوگ کہنے لگے معاویہ اور علیؑ یعنی معاویہ کے نام کو تقدیم دیگئی اور میرا نام کر دیا گیا۔ حالانکہ دو ناموں کا باہم جمع کرنا یا تقدم و تاخر ہم جنسوں میں ہوا کرتا ہے

تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی صفحہ ۱۱۶ پر ہے کہ معاویہ کی دادی حمامہ تھی جس کے ہاں زنا کا جھنڈا تھا اور وہ رنڈی تھی۔

مستطرف شیخ شہاب الدین الشی صفحہ ۱۲۱ پر ہے۔ کہ معاویہ کی دادی کا نام جس نے رایت زنا بلند کیا ہوا تھا قبایہ تھا بعض محققین نے زرقا لکھا ہے لیکن عقد الفرید میں لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام اپنے فرامین میں معاویہ ابن ہند لکھتے تھے۔ ناظرین یہ خوب یاد رہے کہ ہر ایک زانیہ رایت زنا بلند نہ کر سکتی جب تک اس کو تمام قوم کی طرف سے اس کام کی اجازت (لائسنس) نہ ملتی۔

تذکرہ خواص الامۃ مطبوعہ طہران صفحہ ۱۱۹ پر ہے کہ اصمعی کہتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے عمرو عاص کو بازاری فاحشہ عورت کا بچہ کہا۔ امام کے اس قول کی شرح میں محمد بن اسحاق صاحب مغازی نے لکھا ہے کہ مروان کی ماں کا نام امیہ تھا اور اس کے ہاں مثل سبطا رایت زنا بلند تھا جس سے وہ زمانہ جاہلیت میں پہچانی جاتی تھی۔ اور وہ ام حنبل الزرقا یعنی نیلی آنکھ والی ام حنبل کے پتہ سے مشہور تھی اور مروان کا باپ نہیں پہچانا گیا کہ کون تھا۔ اور مروان کا نسب حکم سے ایسا ہی ہے جیسا عمرو کا عاص بن وائل سے یعنی جس طرح عمرو عاص کا ولد الحرام ہونا یقینی ہے۔ اسی طرح مروان بھی ولد الحرام تھا۔

ناظرین صعبہ بنت حضرمی نے رایت زنا بلند کیا ہوا تھا۔ یہ حضرمی وہ شخص ہے جو خلافت ابوبکر

میں امیر بحرین بنایا گیا تھا طلحہ بن عبیدہ اللہ جو عشرہ مبشرہ سے ہے اور جو قتل عثمان میں بلوائیوں میں شریک تھا اور جو عائشہ کے ساتھ مکہ سے بصرہ تک جنگ جمل میں رہا۔ اسی صعبہ کے بطن سے تھا۔

آغانی مطبوعہ بیروت جلد اول صـ۹ اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۴ صـ۹۷ پر ہے کہ عبداللہ بن فضالہ شاعر نے عبداللہ ابن زبیر کو ابن الکاہلیہ لکھا ہے اور ابن زبیر کو بھی اپنے نسب میں کاہلیہ کے ہونے سے کاشیں اور شرمندگی تھی اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب ابن زبیر مکہ میں خلیفہ بنا دیا گیا۔ اور اس نے حضرت عبداللہ ابن عباس اور محمد حنفیہ کو انکار بیعت پر کنوئیں میں قید کر دیا اور ان دونوں حضرات کو مار ڈالنے کی تجویز کی اور اس (پر درد) سانحہ کی اطلاع مختار ثقفی کو دی گئی۔ تو مختار نے بھی ابن زبیر کو ابن الکاہلیہ کہا تھا پس بالبداہت پایا گیا کہ کاہلیہ فاحشہ عورت تھی۔

تاریخ الرسل والملوک یعنی تاریخ کبیر طبری میں ہے کہ سعد ابن ابی وقاص نے ابن مسعود کو لونڈی بچہ کہا جس پر ابن مسعود نے اس کو ابن حمنیہ کہا۔ پس سعد کی ماں حمنیہ بھی بازاری فاحشہ عورت تھی۔

خلاصۃ التفاسیر مولوی فتح اللہ تائب شاگرد مولوی عبدالحی لکھنوی جلد سوئم سورہ نور صـ۲۹۴ پر ہے کہ ایک صحابی نے ام مہرزل سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ (دوران نکاح میں) زنا کراتی رہے گی لیکن جب آنحضرت کو خبر ہوئی تو یہ شرط موقوف کردی۔ یہی قصہ ام مہرزل فتح الباری جلد پنجم صـ۹۵ پر بھی موجود ہے۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں۔ علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں۔ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے۔ کہ معاویہ منجملہ دوازدہ خلفا سے ہے۔ مگر یہی ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں معاویہ اور طرفداران معاویہ کا قول درج کرتا ہے "نحن فئة الباغیة طالب الدم العثمان"۔

تاریخ الاذان صـ۵ پر ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان کا اثنائے خطبہ میں گوز نکل گیا۔ تو اس نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے خروج ریح کو باعث راحت بنایا لیکن سامعین نے یہ سنکر کہا کہ منبر رسول پر گوز کا نکل جانا امر قبیح ہے۔

نصائح کافیہ علامہ ابوبکر بن عبدالرحمان صـ۸ پر ہے۔ کہ معاویہ نے ۴۰ھ کے بعد ایک پروانہ جاری کیا۔ کہ ہم اس شخص سے بری الذمہ ہیں جو حضرت علی علیہ السلام بعثت محمد کی تعریف میں روایت کرے یعنی ایسے شخص کا خون جائز ہوگا۔

نصائح کافیہ ص۱ پر ہے کہ معاویہ نے پھر دوسرا پروانہ جاری کیا کہ جس کی بابت تحقیقات سے ثابت ہو جائے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام اور اس کے اہلبیت کو دوست رکھتا ہے۔ اس کا نام دیوان سے کاٹ دو اور جو روزینہ یا وظیفہ اس کا مقرر ہو اس کو بند کر دو پھر تیسرا رقعہ جاری کیا کہ اگر کسی شخص پر تہمت بھی لگائی جائے یعنی غلط طور پر بلا ثبوت بھی بیان کیا جائے کہ وہ حضرت علیؑ اور اہلبیتِ محمدؐ کو دوست رکھتا ہے۔ تو اس کو سزا دو اور اس کا گھر گرا دو۔

نصائح کافیہ ص۳ پر ہے کہ معاویہ نے مغیرہ حاکم کوفہ کو لکھا کہ ہم دیگر امور میں تیری رائے پر اعتبار کرتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے۔ مگر اتنا سمجھانا ضروری ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دینا کبھی نہ چھوڑنا۔ اور عثمان بن عفان پر ہمیشہ دعائے رحمت بھیجنا اور اصحاب حضرت علی علیہ السلام کی مذمت کرنا اور جہاں تک ہو سکے انکو اپنے پاس سے نکال دینا اور دوستانِ عثمان کی تعریف کرنا اور انکو اپنا مقرب بنانا۔ مغیرہ نے جواب میں کہا کہ ہم کو (پیشتر ازیں) اس بات کا تجربہ حاصل ہے اور خود بھی تجربہ کر چکے ہیں اور تمہارے سوائے یعنی پہلے جو خلیفہ ہو چکے ہیں۔ ہم اُنکے لئے بھی (انکو خوش کرنے کے لئے) یہی کام کرتے رہے ہیں جس سے وہ سب خوش رہے یعنی عمر اور عثمان کے عہدِ حکومت میں بھی ہم حضرت علی علیہ السلام اور اہلبیتِ محمدؐ کو گالیاں نکالتے رہے ہیں۔ ناظرین! مغیرہ کو عمر بن خطاب نے کوفے کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ایک دفعہ عمر کے پاس آ کر اصحاب رسولؐ نے شکایت کی کہ مغیرہ حاکم کوفہ حضرت علی علیہ السلام اور اہلبیتِ محمدؐ کی سب اور مذمت کرتا ہے۔ عمر نے اس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ بلکہ الٹا ان کو سزا دی حالانکہ شکایت کرنیوالے اور اس شکایت کی سچائی پر شہادت دینے والے اصحاب رر.ل تھے۔ نیز اسی مغیرہ نے ایک روز معاویہ کے دربار میں کہا کہ آنحضرت نے جو فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے کر دیا تھا۔ اس وجہ سے نہیں کیا تھا۔ کہ آنحضرت علیؑ سے راضی تھے۔ بلکہ یہ ان احسانات کا عوض تھا جو ابوطالر نے آنحضرتؐ پر کئے تھے۔ اسی طرح معاویہ نے مروان بن الحکم کو حاکم مدینہ مقرر کیا جو ہر جمعہ حضرت علی علیہ الر لام پر لعنت کیا کرتا تھا۔ مروانکی اس حرکت کیوجہ سے امام حسن علیہ السلام مسجد میں نہ آتے ایک دن مروان نے امام حسن علیہ السلام کو گالیوں سے بھرا ہوا خط لکھا۔ کہ اے حسن۔ تمہاری مثال تو خچر کی ہے۔ کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے

نصائح کافیہ میں ہے کہ حضرت حجر بن عدی کو جو شیعیانِ جناب امیر علیہ السلام سے تھے اور صحابی رسول تھے معاویہ نے محض اس جرم پر قتل کرا دیا کہ وہ شیعہ علی تھے جس پر عائشہ روئی اور معاویہ سے کہا کہ

کہو تو ہم تجھے اس کے عوض میں قتل کر ڈالیں۔

نصائح کافیہ ص ۵ پر ہے کہ صیفی بن فسیل شیبانی سے زیاد نے جناب امیر علیہ السلام کے بارہ میں سوال کیا۔ تو اس نے جناب امیر علیہ السلام کی بہت تعریف کی۔ اس پر زیاد نے صیفی کو اس قدر مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ زیاد نے وہی سوال کیا تو صیفی نے کہا کہ اگر تو ہماری بوٹی بوٹی بھی کاٹ دیگا تو ہم وہی کہینگے جو کہہ چکے ہیں۔ اس بات پر وہ قید کر دیا گیا۔

نصائح کافیہ ص ۵ پر ہے کہ علامہ ذہبی کہتا ہے۔ کہ زیاد ملعون نے رشید ہجری کو صرف اس وجہ پر قتل کیا کہ وہ شیعہ تھا۔ زیاد نے پہلے رشید کی زبان کاٹ ڈالی اور پھر سولی پر چڑھایا۔

نصائح کافیہ ص ۶ پر ہے کہ علامہ سیوطی لکھتا ہے کہ زمانہ بنی امیہ میں ستر ہزار منبر ایسے تھے جن پر جناب امیر علیہ السلام پر لعنت کی جاتی تھی۔ کیونکہ معویہ اس بدعت کو جاری کر گیا تھا۔

نصائح کافیہ ص ۷ پر ہے کہ سعید نے حجاج سے کہا کہ عبدالملک نے ہمارے قبیلہ کو برا نہیں کہا۔ حجاج نے کہا کہ بیشک یہ بڑی فضیلت ہے پھر سعید نے کہا کہ ہمارے قبیلہ کے ستر آدمی جنگ صفین میں معویہ کی طرف تھے حضرت علی علیہ السلام کیساتھ ہمارا صرف ایک آدمی شریک ہوا تھا۔ جو نہایت غیر معروف تھا۔ حجاج نے کہا کہ یہ بھی بیشک منقبت ہے۔ پھر سعید نے کہا کہ ہمارے قبیلہ کی عورتوں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر امام حسین علیہ السلام شہید ہونگے تو ہم گیارہ گیارہ اونٹ نحر کرینگے۔ چنانچہ سب عورتوں نے اس نذر کو پورا کیا حجاج نے کہا کہ یہ بھی بڑی بزرگی کی بات ہے۔ پھر سعید نے کہا کہ جب ہمارے خاندان سے کہا گیا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرو۔ تو سب نے بڑی خوشی سے اس بات کو قبول کیا۔ بلکہ ہم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور حضرت فاطمہؑ پر لعنت کی۔ حجاج نے کہا کہ بیشک یہ بھی ایک فضیلت ہے۔

بے مثل نیکیوں میں جنہیں کبریا کہے
مجلس میں تو انہیں سے منبر بُرا کہے

امیر خاں ترکمان حاکم خراساں نے سید امیر غیاث الدین بن سید یوسف ہروی رازی علامہ نامیہ کو بے جرم و خطا محض شیعہ ہونے کی وجہ سے شہید کر دیا۔

مجالس المومنین میں ہے کہ منصور نے بہت سے سیدوں اور علویوں کو قتل کیا اور جامع منصور نے نیچے جو بغداد میں ہے بہت سے بنی فاطمہؑ کو زندہ دفن کر دیا۔ واضح ہو کہ قتل سادات جاسوسوں کے ذریعہ سے عمل میں آتا تھا۔ اور ہر آبادی میں جاسوسوں کی کثرت تھی۔ جس شخص پر شبہ بھی ہوتا کہ یہ اولاد علیؑ سے ہے۔ یا آل محمدؐ کا مداح

ہے۔ اس کو بے دریغ تہ تیغ کیا جاتا۔ اور جو شخص ایسے آدمی کو پناہ دیتا۔ وہ بھی قتل کیا جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ابن بابویہ نے بہ سند معتبر عبداللہ نیشاپوری لکھا ہے کہ حمید بن عطیہ طوسی نے اس سے بیان کیا کہ میں ایک دن ہارون رشید کے پاس گیا۔ اس نے مجھے اپنے خادم کے ساتھ ایک مکان میں بھیجا جس کے صحن میں ایک کنواں تھا اور تین کوٹھڑیاں۔ ہر کوٹھڑی میں بیس بیس بنی فاطمہ قید تھے پھر ہارون رشید نے ان ساٹھ سیدوں کو ایک ہی دن میں قتل کر دیا۔ اور اس کنوئیں میں ڈلوا دیا۔ ناظرین یہی عمل ہر روز جاری رہتا تھا۔ اس پر سنی لوگ رگیں پھلا پھلا کر کہتے ہیں "عدالت مآب امیر المومنین حضرت ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ"

تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۷ پر ہے کہ ۲۳۶ھ میں متوکل نے حکم دیا۔ کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کو منہدم کر دیا جائے اور اس کے ارد گرد کے مکان گرا دیئے جائیں۔ اور وہاں زراعت کی جاوے۔ زیارت سے لوگوں کو روک دیا۔ اس ظلم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۳۶ھ میں ہی بمقام عسقلان ایسی آگ پیدا ہوئی جس نے تمام مکانات کو جلا دیا۔

۲۳۸ھ میں رومیوں نے شہر دمیاط کو لوٹ لیا جس میں چھ سو عورتیں مسلمانوں کی قید ہوئیں۔ اور مرد دریا میں کود کر غرق ہو گئے۔

۲۴۰ھ میں آسمان سے نہایت ہولناک آواز سنائی دی جس سے بہت سے مسلمان ہلاک ہو گئے

۲۴۱ھ میں ہزاروں ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرتے معلوم ہوئے۔

۲۴۲ھ میں ایسا شدید زلزلہ آیا کہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ زمین میں جا بجا گڑھے پڑ گئے۔ شہر سویدہ واقع مصر پر آسمان سے پتھر برسے اور حلب میں ایک پرندہ ظاہر ہوا جس نے چالیس دفعہ کہا۔ (اتقوا اللہ اتقوا اللہ) یعنی خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو۔

۲۴۵ھ میں زلزلہ نے تمام دنیا کو گھیر لیا جس سے بہت سے شہر بہت سے قلعے اور بہت سے پل خراب ہو گئے۔ پہاڑ ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا۔ آسمان پر صداہائے مہیب آنے لگیں۔ مصر میں بھی سخت زلزلہ آیا۔ اہل بلبیس نے مصر کی طرف سے ایسی دہشت ناک آوازیں سنیں کہ بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور مکہ کے چشمے بہنے سے رک گئے۔

تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۸ پر ہے کہ مہدی باللہ نے روسائے شیعہ روساء کی ایک جماعت کو زدوکوب کیا۔ اور جعفر بن محمود کو صرف شیعہ ہونے کی وجہ سے بغداد کی طرف جلا وطن کر دیا۔ ناظرین۔ خلیفہ متوکل باللہ جس نے قبر امام حسین علیہ السلام کو منہدم کرا کے ہل چلوایا تھا خود نہایت ذلت سے ہلاک ہوا۔ اور اس کی نو وجہ فاحشہ ہو گئی۔

اور اس کا بیٹا ہلاک کر دیا گیا۔

تاریخ وصاف مورخ فاضل ادیب فضل اللہ شیرازی میں ہے کہ مستعصم باللہ عباسی خاندان سے خلیفۃ المسلمین تھا۔ اس کے بیٹے ابوبکر کے حکم سے محلہ کرخ کے شیعان علی کو تہ تیغ کیا گیا۔ ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا۔ انکی عورتوں کو قیدی بنایا گیا۔ پھر انکے گھروں کو گرا کر زمین کے ساتھ ہموار کر دیا گیا۔ یہ تمام حالات مورخ موصوف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لکھے ہیں۔

۷۶۲ھ میں سلطان ظاہر حقمق نے ایک حکمنامہ شیخ الحرام فارس کے نام بھیجا کہ شیعوں کے جنازے مسجدوں سے روک دیئے جائیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے خلیفہ حجاج کے روبرو کہا۔ کہ میرے والدین نے مجھ پر سخت ظلم کیا ہے کہ میرا نام علی رکھا ہے۔

ایک سیاح کا گزر شام کے ملک میں ہوا۔ وہاں کسی کا نام بھی اہلبیتؑ کے نام پر نہ سنا۔ اتفاقاً ایک مقام پر سنا کہ دو لڑکوں کے نام حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ انکے والد نے یہ نام صرف امام حسنؑ اور امام حسین علیہم السلام کو گالیاں دینے کو رکھے ہیں۔

ایک دن خلیفہ متوکل دربار میں بیٹھا تھا۔ اس کے دو بیٹے کھیلتے کھیلتے دربار میں داخل ہوئے۔ حضرت ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق معروف بہ ابن سکیت نحوی شیعہ اثنا عشری وہاں تشریف رکھتے تھے۔ متوکل نے کہا دیکھو حسن اور حسین آ گئے ہیں حضرت ابو یوسف یعقوب نے فرمایا کہ بدبخت تو حضرت علی علیہ السلام کے غلام قنبر سے بھی ادنےٰ ہیں۔ متوکل نے آپ کی زبان گدی سے نکلوا دی۔

اسی متوکل کا وزیر فتح بن خاقان تھا۔ اس نے روضہ امام حسین علیہ السلام کو گرا دینا چاہا تھا۔

قاضی محمد ابو عبد اللہ اثنا عشری دمشق میں قیام فرماتے تھے آپ علم فقہ میں بہت کامل تھے اہلسنت کے قاضی دمشق مسمی ابن جماعہ نے شام کے حاکم بیدمر کو مشورہ دیا۔ کہ محمد ابو عبد اللہ شیعہ اثنا عشری ہیں۔ انکو قتل کر دینا واجب ہے۔ چنانچہ بیدمر نے پہلے تو آپکو سولی دیا۔ پھر آپ کی نعش کو جلا دیا۔

شاہ جہاں کے بیٹے اورنگ زیب نے شیعوں پر کفار کی طرح جزیہ لگا دیا۔ علامہ شوستری جہانگیر کے زمانہ میں اہلسنت کے علماء کے فتوے پر اس بنا پر شہید کر دیئے گئے کہ آپ محب اہلبیتؑ تھے۔

کابل کے امیر عبد الرحمان نے افغانستان کے تمام شیعوں کو صرف اس بنا پر جلاوطن کر دیا۔ کہ وہ شیعہ

کیوں ہیں۔

رقعاتِ عالمگیری میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے اورنگ زیب کے روبرو ایک خنجر آبدار پیش کیا۔ عالمگیر کو اس کی ساخت اور وضع پسند آئی اور تعریف کی۔ اس شخص نے عرض کیا۔ کہ اس میں ظاہری خوبصورتی کے علاوہ باطنی وصف بھی ہے یعنی میں نے اس کا نام رافضی کش رکھا ہے۔ اورنگ زیب نے کہا بہت خوب۔ ایسی دو چار تلواریں ہمارے اسلاح خانہ میں رکھی جاویں۔

علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفا صـ ۲۳۷ پر لکھا ہے کہ متوکل نے صرف قبر حسینؑ کو گرا کر ہموار ہی نہیں کر دیا تھا بلکہ اہلبیت رسولؐ پر سب و شتم کرنے میں مشہور تھا پھر صـ ۲۳۶ پر ہے کہ علمائے اہلسنت کہتے ہیں کہ خلیفہ صرف تین ہوئے ہیں۔ ابوبکر کہ اس نے اہلِ ردہ کو قتل کیا۔ عمر بن عبدالعزیز کہ اس نے ردِ مظالم کیا۔ اور متوکل کہ اس نے سنت کو زندہ کیا (یعنی عداوتِ اہلبیتؑ اور حمایت دشمنانِ اہلبیتؑ میں یارانِ آفاق پر سبقت لے گیا ہے)

حیات الحیوان جلد اول صـ ۱۵۹ و جلد دوئم صـ ۳۵۔ تاریخ ابنِ خلکان میں ہے کہ عبدالملک نے بیت المقدس میں قبۃ الصخرۃ تعمیر کرایا جہاں لوگ حج کر لیا کرتے۔

ترجمہ تمدن اسلام جلد دوئم میں علامہ جرجی زیدان نے بحوالہ تاریخ طبری مطبوعہ یورپ جلد سوئم صـ ۱۹۷ پر ہے کہ خلیفہ منصور عباس نے لوگوں کے حج کے لئے ملکِ عراق میں ایک عمارت قبۃ الخضراء تعمیر کرائی اور خانہ کعبہ کی عزت کم کر دی پھر صـ ۳۹ پر بحوالہ مقدس صـ ۱۲۲ پر لکھا ہے کہ معتصم عباسی نے شہر سامرہ آباد کر کے وہاں خانہ کعبہ کی شبیہ رکھوائی جس کے گرد لوگ طواف کیا کرتے اور وہاں منیٰ اور عرفات کے ناموں سے چند مقامات کو نامزد کیا۔

روضۃ الصفا میں ہے کہ ایک دفعہ معاویہ نے صفِ لشکر سے نکل کر مقابل طلب کیا۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر سے سعید بن قیس نیزہ اٹھائے معاویہ پر لپکا۔ اس کے بدن میں تھرتھری پڑ گئی اور اپنے خیمہ کی طرف فوراً بھاگ گیا۔ اور وہاں پہنچتے ہی اس کو تین دست آئے۔

تاریخ کامل جلد سوئم صـ ۵۴ پر ہے کہ طرفدارانِ عثمان (اہلسنت) کا نام عثمانیہ تھا۔ تاریخ ابوالفدا صـ ۱۷۱ پر ہے کہ یہ لوگ معتزلہ کہلاتے تھے۔ تاریخ الخلفا صـ ۱۳۳ پر ہے کہ جب امام حسنؑ اور معاویہ میں صلح ہوئی تو اس سال کا نام سنت رکھا گیا۔ کیونکہ تمام امت کا اجماع ہوا۔ منہاج التحقیق یحییٰ بن الحسن القریشی میں ہے۔ کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دینے کا آغاز ہوا تو نام سنت رکھا گیا۔ کتاب ابانہ علامہ ابن بطہ میں ہے کہ

جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دمشق میں داخل ہوا تو اس سنہ کا نام اہلسنت والجماعت رکھا گیا۔

شیعہ عالم حضرت حلی رحمۃ اللہ نے کشف الحق میں کتب عامہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن اودی بنت حارث معاویہ سے ملی اور کہا۔ اے معاویہ۔ تو نے کفران نعمت (محمدؐ اور اہلبیت محمدؐ کی مخالفت) کیا۔ اسی لئے خداوند عالم نے تیرے خاندان بنی امیہ کو قرآن پاک میں شجرہ ملعونہ فرمایا ہے۔ پہلے ثلاثہ نے ہمارے حقوق چھینے اور بعد ازاں تو بھی انکے نقش قدم پر چلا۔ کیا تجھ کو وہ دن بھول گیا ہے جب کہ ابوبکر اور عمر (شیخین) کے ظلموں سے گھبرا کر حضرت علی علیہ السلام گریاں و نالاں روضہ رسولؐ پر گئے۔ اور فرمایا "یابن ام ان القوم استضعفونی وکادو یقتلوننی"۔ یعنے اے میرے ماں جائے قوم نے مجھ کو ضعیف کر دیا ہے اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر دیتے (یہی آیہ مبارکہ حضرت ہارونؑ نے بنی اسرائیل کے گوسالہ پرستوں کے حق میں فرمائی تھی

امام جعفر الصادقؑ سے منقول ہے کہ کفر کے دو بازو ہیں۔ بنی امیہ و بنی مہلب۔ جہنم کے سات طبقوں میں سے گرم ترین طبقہ بنی امیہ کے لئے مخصوص ہے جو انکو ہنڈولے کی طرح ابد الاباد تک نیچے اوپر کرتا رہیگا حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک رات آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور میں نے اپنی مصیبتوں کا ذکر آنحضرتؐ سے کیا۔ حضرت نے فرمایا اے علی نیچے نظر کر پس میں نے دیکھا کہ معاویہ اور عمر عاص جہنم میں اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں اور جہنم کے فرشتے ان سے سوال کر رہے ہیں کہ تم دونوں نے علی ابن ابی طالب کی ولایت سے کیوں انکار کیا۔ عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ معاویہ ایک طابوت میں جہنم کے سب سے نچلا حصہ میں جل رہا ہے اور اگر فرعون "انا ربکم الاعلےٰ" نہ کہتا تو معاویہ سے نچلا درجہ میں کوئی شخص نہ ہوتا۔

مروج الذہب مسعودی جلد ۲ صفحہ ۵۵۔ تاریخ طبری فارسی صفحہ ۲۲۴۔ ابو الفدا جلد اول میں معاویہ کے مظالم کی تفصیل مرقوم ہے جس کا ضروری خلاصہ یہ ہے کہ معاویہ نے بیشمار شیعان علیؑ کو محض محبت علیؑ کے جرم پر سولی پر چڑھایا۔ کان کاٹ دیئے۔ زبانیں نکلوا دیں۔ اندھے کر دیئے گئے۔ جلاوطن کئے گئے۔ انکے گھر مسمار کر دیئے گئے۔ کنوؤں میں دھکیل دیئے گئے۔ پہاڑوں پر سے گرائے گئے۔ زندہ جلائے گئے جلاوطن کئے گئے قتل کئے گئے۔ انکے اہل و عیال کو تہ تیغ کیا گیا۔ وغیرہ

تاریخ الخلفا میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام دانتوں سے اپنی انگلیاں کاٹتے اور فرماتے "اعصےٰ ویطاع معاویۃ" یعنی افسوس میری نافرمانی ہو اور معاویہ کی فرمانبرداری کی جائے۔ شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ معاویہ کا پیٹ اتنا موٹا ہوا تھا۔ کہ بیٹھتے وقت رانوں پر آپڑتا۔ نیز یہ کھانے سے سیر نہ ہوتا کھاتے

کھاتے پشت کے بل لیٹ جاتا اور پھر اٹھکر کھانا شروع کر دیتا حتی کہ خدمتگار کھانا اٹھا لیتے۔

قرۃ العینین شاہ ولی اللہ میں ہے کہ معاویہ عمر بن خطاب کی پوری پوری پیروی کرتا اور استیصال اہلبیت میں عمر کے نقش قدم پر چلتا۔ شرح ابن ابی الحدید جلد چہارم صفحہ ۱۹۵ پر ہے کہ معاویہ نے ابوہریرہ و عمرو عاص و مغیرہ و عروہ بن زبیر کو جھوٹی احادیث بنانے پر ما مور کیا۔

محاضرات امام راغب اصفہانی میں ہے کہ جب معاویہ مر گیا تو اس کے گلے میں صلیب آویزاں تھیں

تاریخ الخلفا صفحہ ۱۳۵ پر ہے کہ معاویہ چالیس سال حکومت کر کے (معاویہ کو عمر نے امیر شام مقرر کیا اور عثمان کے عہد میں بھی امیر شام رہا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے عہد میں اور نیز حضرت کی شہادت کے بعد ثلاثہ کی طرح عوام الناس میں خلیفۂ رسولؐ کہلاتا) ۷۷ سال کی عمر میں ۶۰ھ میں فوت ہو گیا۔

روضۃ الصفا میں ہے کہ معاویہ مرض الموت میں خوابہائے پریشان دیکھتا۔ پیاس کی شدت سے بار بار پانی مانگتا۔ کبھی ہوش میں آتا اور کبھی غش کر جاتا اور کہتا۔ اے علیؑ۔ آپ کو مجھ سے کیا کام۔ اے کاش۔ میں آپ کی مخالفت نہ کرتا۔

حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ "نباء العظیم" سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور دوستی ہے اور کوئی شخص نہیں مرتا مشرق یا مغرب میں۔ خشکی یا تری میں کہ اس سے علیؑ کی خلافت اور دوستی کا سوال نہ کیا جائے۔

بدعات معاویہ

تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۱۳۶ پر ہے کہ امام شعبی کہتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا۔ وہ معویہ ہے جبکہ اس کی چربی زیادہ ہو گئی اور توند بہت نکل آیا۔ امام زہری کہتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز عید میں خطبہ کو مقدم کیا۔ وہ معویہ ہے اور سب سے پہلے جس نے بروز عید اذان دلوائی وہ معویہ ہے اور جس نے نماز میں تکبیر کو کم کیا وہ معویہ ہے (مراد اس سے نماز جنازہ ہے کہ اصل میں پانچ تکبیر کا حکم تھا۔ مگر معویہ نے چار تکبیریں کر دیں)

مروج الذہب علامہ مسعودی صفحہ ۱ بر حاشیہ کامل جلد ۹ پر ہے کہ جب (حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرنے کی رسم) یہ بدعت مٹائی گئی تو اہل حران نے اس حکم کے اطاعت سے انکار کر دیا اور کہا کہ بغیر لعن

ابوتراب کے نمائے باطل ہے۔ واضح ہو کہ موجودہ سنیوں سے تو ماموں رشید اور معتضد باللہ عباسی ہی بہتر ہیں جنہوں نے لعن معاویہ کا حکم صادر کیا اور معز الدولہ تو ان سے بدرجہا بہتر ہے جس نے بروز عاشورہ دوکانیں بند کر دینے اور گریہ وزاری کرنے کا حکم دیا۔ مورخ کامل کہتا ہے کہ معز الدولہ کے حکم کی پوری پوری تعمیل کی گئی۔ کیونکہ اس وقت شیعہ اصحاب کی جا بجا کثرت اور غلبہ تھا۔

کنز العرائب میں بروایت ابو العباس سہل ساعدی لکھا ہے کہ میں حوائی دمشق کے ایک موضع میں تجارت کے لئے گیا۔ دیکھا کہ وہاں کے لوگ خوشیاں مناتے اور ڈھول بجاتے ہیں۔ میں نے پوچھا آج یوم عید ہے۔ کسی نے کہا اہل عراق نے امام حسین کا سر بطور تحفہ یزید کے پاس بھیجا ہے اور شام کے لوگ اظہار بشاشت کر رہے ہیں۔

بدعات ثلاثہ تو ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ اب بدعات معاویہ بھی ملاحظہ ہوں۔ تاریخ الخلفا علامہ سیوطی میں ہے کہ معاویہ پہلا شخص ہے جس نے خطبہ بیٹھ کر پڑھا (۲) عیدین کے لئے اذان مقرر کی (۳) خانہ کعبہ کو برہنہ کیا یعنی اس کی پوشش اترائی (۴) مسجد میں مقصورہ بنوایا جس میں امام پوشیدہ رہے اور اس پر قاتلانہ حملہ نہ ہو سکے (۵) نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں کی بجائے چار تکبیریں کر دیں۔ (۶) بیعت یزید میں حلف لیا (۷) خواجہ سراؤں کو گھروں میں داخل کیا (۸) خطبہ عیدین کو نماز عیدین پر مقدم کیا (۹) زیاد کو فرزندان ابوسفیان میں داخل کیا حالانکہ زیاد ولد الحرام تھا (۱۰) حدود شرع کو ساقط کر دیا (۱۱) اوقات نماز کو بدل دیا (۱۲) بسم اللہ کو بالجہر پڑھنے سے روک دیا (۱۳) بحالت احرام حج عطر لگانے کا حکم دیا۔ یہ چند بدعات مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ ورنہ بدعات معاویہ سینکڑوں ہیں۔ اس پر بھی معاویہ کو "امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ" کہا جاتا ہے مقام تعجب ہے۔

اہلسنت کی کتاب مناقب صفحہ ۱۳۶ پر ہے کہ ابو ہاشم نے بیان کیا۔ کہ امام حسن عسکری ؑ نے فرمایا کہ جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا تو مسجدوں کے مینار اور مقصورے منہدم کر دیئے جاوینگے۔ راوی کہتا ہے کہ ہمارے دل میں شک ہوا۔ کہ ایسا کیوں کیا جاوے گا۔ تو حضرت ؑ نے فرمایا کہ یہ دونو امور بدعت ہیں۔ نہ نبی نے مینار اور مقصورہ بنایا اور نہ کسی حجت خدا نے۔

معاویہ کی (۱۳) بدعات پہلے لکھ چکا ہوں۔ چند اور یہاں لکھتا ہوں۔ نصائح کافیہ صفحہ ۹۴ پر ہے کہ چند لوگوں نے معاویہ کو یا رسول اللہ کہہ کر سلام کیا۔ مگر اس نے منع نہ کیا۔ یزید کو اپنا جانشین بنایا۔ ریشمی لباس پہنتا اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا۔ مال فے کو اپنے تصرف میں لاتا۔ متعۃ الحج بند کیا

اس کے سامنے رسول اللہ کو بُرا بھلا کہا جاتا۔ مگر یہ منع نہ کرتا۔ مطلب برآری میں حلال حرام کی تمیز نہ کرتا۔ اس نے شہدائے اُحد کی قبریں کھدوائیں۔ نماز ہاتھ باندھکر پڑھی۔ فضائل ثلاثہ اور مذمت اہلبیتؑ میں انعام واکرام دے دیکر احادیث کا انبار لگا دیا۔

معاویہ کے کارنامے اور یزید

تاریخ کامل جلد سوئم ص۴۳ پر ہے کہ ۳۰ھ میں معاویہ نے حضرت ابوذر کو شام سے مدینہ کی طرف جلاوطن کیا۔ معویہ نے انکو گالیاں دیں قتل کی دھمکی دی شام سے مدینہ تک ایسے اونٹ پر سوار کر کے روانہ کیا جس پر کسی قسم کا محمل۔ سجادہ اور فرش نہ تھا۔ پھر مدینہ سے نہایت ذلت وخواری سے جلاوطن کئے گئے (مدینہ سے ربذہ کیطرف حضرت ابوذر کو عثمان نے جلاوطن کیا تھا۔ جس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں اور اگر جائز ہو تو چاہیئے کہ عثمان کیطرف سے معذرت کریں (یعنی عثمان کی یہ حرکت نہایت احمقانہ تھا کہ خلیفہ کو رعیت کی ایسی سزا کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ جو ہو سکے عذر کرو مگر یہ کہ اس کو ذریعہ طعن بنائیں (یعنی عثمان ضرور مورد لعن وطعن ہے)

نصائح الکافیہ ابن عقیل میں ہے کہ معاویہ خطبہ کے آخر میں کہا کرتا تھا۔ بارالہا۔ بہ تحقیق ابوتراب نے الحاد کیا تیرے دین میں اور روکا تیرے راستہ سے پس لعنت کر تو اس پر سخت لعنت اور عذاب کر تو اس پر سخت عذاب اور تمام ممالکت میں کہلا بھیجا۔ کہ یہی کلمہ کہا کرو حتیٰ کہ عمر ابن عبدالعزیز نے اس رسم کو ۹۹ھ میں موقوف کیا۔ نسائی میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ علیؑ کا دوست مومن اور علیؑ کا دشمن منافق ہے اب مؤلف بتاتا ہے۔ کہ نسائی کس پایہ کا عالم تھا اور یہ کہ بخاری اور مسلم دونو سے اعلم تھا۔ ابو علی نیشا پوری کہتا ہے کہ نسائی آئمہ مسلمین میں سے تھا اور امام ہے۔ بلا مدافعہ۔ چار آدمی آئمہ حدیث سے ہیں۔ محمد بن اسحاق۔ ابراہیم بن ابی طالب۔ نسائی اور عبدان۔ ابوالحسن بن مظفر کہتا ہے کہ ہمارے تمام مشائخ مصر نسائی کی امامت اور تقدم کے قائل ہیں اور نیز یہ کہ نسائی عبادت۔ حج اور جہاد میں قابل توصیف تھے۔ سنن ماثورہ کی اقامت کرتے اور مجالس سلطان سے پرہیز کرتے۔ یہی انکا داب تھا۔ یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ امام حاکم کہتا ہے کہ علی بن عمر حافظ کو چند مرتبہ یہ کہتے سنا کہ نسائی فقیہ تر ہیں۔ اپنے زمانے کے مشائخ سے اور سب سے زیادہ صحیح وسقیم کے عارف ہیں۔ جب وہ اس درجہ تک پہنچے۔ لوگوں نے حسد کیا۔ اور

وہ رملہ کی طرف چلے گئے۔ وہاں لوگوں نے انسے معویہ کے بارہ میں دریافت کیا۔ وہ خاموش رہے۔ جس پر سب نے انکو مسجد میں زدو کوب کیا۔ انہوں نے کہا ہم کو مکہ لے چلو۔ وہیں انہوں نے مقتول ہوکر وفات کی طبقات شافعیہ سبکی جلد دوئم ص۹۴۔ طبقات شافعیہ ابوبکر السادی۔ طبقات الحفاظ سیوطی۔ شرح مواہب لدنیہ۔ مقالید الاسانید میں ہے کہ امام نسائی زیادہ حافظ تھے بہ نسبت مسلم کے طبقات الشافعیہ امام سبکی جلد ۲ ص۸۴ پر ہے کہ ابن طاہر مقدسی نے سعد بن علی زنجانی سے ایک راوی کا حال پوچھا سعد نے کہا۔ وہ ثقہ راوی ہے۔ ابن طاہر نے کہا مگر نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ سعد نے کہا۔ نسائی کے شرائط رجال میں زیادہ سخت ہیں بہ نسبت شرائط بخاری اور مسلم کے۔ تدریب الراوی علامہ سیوطی ص۳۱ پر ہے کہ ابن طاہر نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ ایسی حدیثیں روایت کریں جن کے رجال کے موثق ہونے پر تا صحابہ اجماع ہو۔ عراقی نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ نسائی نے بہت سے ایسے راویوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز ص۱۱۱ پر ہے کہ جب نسائی مناقب مرتضوی لکھ چکا اور اس نے چاہا کہ ان مناقبوں کو جامع دمشق میں برملا پڑھکر سنائے تاکہ وہاں کے لوگ جو بنی امیہ کی سلطنت کے تابع رہنے کیوجہ سے ناصبی (خارجی) ہو چکے تھے۔ ہدایت پاویں۔ ابھی کچھ حصہ پڑھا تھا کہ کسی نے کہا مناقب معاویہ میں بھی کچھ ارشاد فرمائیے۔ نسائی نے کہا۔ اس کے مناقب میں "لا اشبع اللہ بطنہ"۔ حدیث رسول ہی کافی ہے۔ لوگوں نے انکو لکد کوب کرکے بہت زخمی کر دیا۔ نسائی کی خواہش کے مطابق اس کو مکہ میں لے گئے جہاں یہ منگل کے دن ۱۳ صفر سنہ ۳۰۳ھ فوت ہوکر صفا اور مروہ کے درمیان مدفون ہوا۔

تاریخ مروج الذہب بر حاشیہ تاریخ کامل جلد چھ ص۱۰۷ پر ہے کہ اہل شام اس درجہ تک معاویہ کے مطیع تھے کہ معویہ نے جنگ صفین کی راہ میں چہارشنبہ کو نماز جمعہ پڑھ دی (صحابہ اور غیر صحابہ نے کچھ اعتراض نہ کیا)

نصائح کافیہ ص۹۰ اور صارم مسلول ابن تیمیہ میں ہے کہ ایک یہودی نے دربار معاویہ میں کہا۔ کہ آنحضرت نے ابن اشرف سے غدر (بغاوت) کیا۔ معاویہ سنتا رہا جس پر محمد بن مسلمہ انصاری نے کہا کہ اے معاویہ۔ تیرے سامنے رسول اللہ پر غدر کا الزام لگایا جاتا ہے اور تو سنتا ہے۔ تاریخ کامل جلد سوئم ص۱۳۳ پر ہے کہ معویہ نماز کی قنوت میں حضرت علیؑ اور ابن عباس اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور مالک اشتر پر لعنت کیا کرتا تھا۔ نصائح کافیہ ص۶۹ پر لکھا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کے مرنے کے بعد معاویہ نے اپنے تمام حکام کو لکھ بھیجا۔ کہ تمام منبروں پر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کی جائے۔ چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل

کی۔ ص۴۶ پر معاویہ کے کئی فرمان درج ہیں۔ جو حکام سلطنت کو تاکیداً بھیجے گئے یعنی اس شخص کا خون مباح ہے۔ جو فضیلت جناب امیر علیہ السلام میں کوئی بات کہے شیعان علیؑ کی گواہی نامعتبر جانو۔ مداحان عثمان کی قدر افزائی کرو اور چونکہ فضیلت عثمان میں احادیث کا انبار لگ گیا ہے اب ابوبکر و عمر کی فضیلت کی احادیث بناؤ جس شخص کی نسبت گمان ہو کہ شیعہ ہے اس کا نام دیوان سے کاٹ دو۔ اور اس کا سالانہ بند کر دو اور اس پر عذاب کرو اور اس کا گھر جلا دو۔

عقد الفرید جلد اول ص۱۹ پر ہے کہ معاویہ بیعت لیتے وقت یہ شرط پیش کرتا کہ حضرت علی علیہ السلام سے تبرا کیا کریں۔ نصائح ص۸ پر ہے کہ کسی نے معاویہ سے کہا کہ اے امیر المومنین۔ اب تو تم اپنی ہر ایک آرزو پر کامیاب ہو چکے ہو۔ اب اس مرد (حضرت علی علیہ السلام) سے تم باز آ جاتے تو اچھا ہوتا۔ معاویہ نے کہا جب تک بچے اس طریقہ پر پرورش نہ پائیں اور بڑے لوگ اس عقیدہ پر بوڑھے نہ ہو جائیں حتیٰ کہ کوئی شخص فضیلت علیؑ کا ذکر کرنے والا نہ رہے۔ خدا کی قسم اس حرکت سے باز نہ آؤں گا۔

تاریخ کامل جلد سوم ص۱۹۸ پر ہے کہ جب معاویہ یزید کو اپنا جانشین بنانے کی کوشش میں سرگرداں پھر رہا تھا۔ معاویہ سب سے اول امام حسین علیہ السلام کو ملا حضرت کو دیکھ کر معاویہ نے کہا۔ تم کو نہ مرحبا ہو اور نہ اہل و سہل۔ تو قربانی کا دنبہ ہے۔ جس کا خون جوش کر رہا ہے۔ خدا کی قسم یہ خون گرایا جائے گا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا چپ رہو ہم ایسی باتیں نہیں سننا چاہتے۔ معاویہ نے کہا۔ بلکہ تم اس سے بدتر کلام کے مستحق ہو۔

پھر لکھتا ہے کہ معاویہ بعد ازاں عبدالرحمان بن ابوبکر کو ملا تو اس سے معاویہ نے کہا کہ یہ ایک قاطع العقل فینح ہے اور حکم دیا کہ اس کی سواری کے جانور کو ماریں۔ ایسا ہی برتاؤ ابن عمر کے ساتھ کیا گیا۔ یہاں تک کہ معاویہ مدینہ پہنچا۔ بعض اہل مدینہ اس کی بدسلوکی کی وجہ سے مکہ بھاگ گئے۔ مگر معاویہ نے وہاں خطبوں میں یزید کی تعریف و توصیف کے پل باندھ دیئے اور کہا۔ یزید سے بڑھ کر کون مستحق خلافت ہو سکتا ہے میں جانتا ہوں۔ کہ یہ لوگ خلافت یزید میں راضی نہیں ہوں گے جب تک ان پر تلواریں نہ پڑیں اور نیست و نابود نہ کر دیئے جاویں۔

پھر لکھتا ہے کہ معاویہ مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ گیا جہاں امام حسن علیہ السلام عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر وغیرہ سب جمع تھے۔ معاویہ نے کہا کہ یزید تم لوگوں کا بھائی اور ابن عم ہے۔ میری صرف یہ خواہش ہے کہ برائے نام اس کو خلیفہ بنا دو اور کل امور سلطنت اپنے ہاتھ میں رکھو۔ عبداللہ ابن زبیر نے کہا۔ اگر پیغمبر خدا کی سنت کو اختیار کرو۔ تو آنحضرت نے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر سیرت ابوبکر کو اختیار کرو تو اس نے اپنے

بیٹے کو مقرر نہیں کیا۔ اگر سیرت عمر کو اختیار کرو۔ تو اس نے چھ آدمیوں میں خلافت کو چھوڑ دیا۔ یہ سنکر معاویہ نے افسر پولیس کو حکم دیا کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک کے سر پر دو دو آدمی ننگی تلواریں لئے ہوئے کھڑے کر دو۔ اور خود منبر پر چڑھکر یوں گویا ہوا۔ ایہا الناس۔ یہ لوگ (معاویہ نے امام حسنؑ۔ عبد اللہ بن زبیر وغیرہ کیطرف اشارہ کیا) مسلمانوں کے سردار ہیں۔ جنکی صلاح و مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ ان سب نے برضا و رغبت یزید کی بیعت کر لی ہے۔ اب تم بھی خدا کا نام لے کر یزید کی بیعت کرو۔ سب لوگوں نے بیعت کر لی کیونکہ وہ صرف امام حسنؑ اور عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کے منتظر تھے۔ اس کے بعد معاویہ مدینہ کو گیا اور وہاں تمام لوگوں سے یزید کی بیعت لی۔

جب اہل مکہ نے عبد اللہ بن زبیر وغیرہ سے تذکرۂ بیعت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے واللہ ہرگز بیعت یزید نہیں کی۔ مگر ہم کیا کرتے جبکہ ہمارے سروں پر ننگی تلواریں ہوں۔

نصائح کافیہ میں لکھا ہے کہ ابو الحسن مدائنی نے اپنی کتاب احداث میں لکھا ہے کہ معاویہ نے بعد سال جماعت (معاویہ نے ان لوگوں کے مجمع کا نام اہلسنت و الجماعت قرار دیا تھا۔ جو اہلبیت رسول اللہ کے جانی دشمن تھے) اپنے عمال کو لکھا کہ جو شخص ابو تراب کی فضیلت بیان کرے تو ہم اس سے اور اس کے اہل و عیال سے بری الذمہ ہیں یعنی ان تمام کا خون مباح ہے پس خطیب خواں ممبروں پر کھڑے ہوتے اور علیؑ پر لعن کرتے اور انکی اور انکی اہلبیتؑ کی مذمت کرتے۔ زیادہ تر مبتلائے بلا اہل کوفہ ہوئے۔ کیونکہ یہاں شیعوں کی کثرت تھی۔ پس معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو حاکم کوفہ مقرر کیا جس نے شیعہ لوگوں کو ہر سنگ و کلوخ سے نکالا اور قتل کیا کیونکہ یہ ان تمام کو پہچانتا تھا بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔ اندھا کر دیا۔ خرما کی شاخوں پر سولی دیا۔ جلا وطن کیا۔ حتیٰ کہ عراق میں ان میں سے مشہور شیعہ کوئی نہ چھوڑا۔ پھر معاویہ نے تمام سلطنت کے عاملوں کو لکھا کہ جو شخص عثمان کے فضائل میں روایت (اور حدیث) بیان کرے اس کا نام معہ ولدیت و خاندان لکھ کر میرے پاس بھیجدو۔ پس عثمان کے فضائل کی کثرت اور افراط ہو گئی اور فضائل روایت کرنیوالوں کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا گیا۔ اسی طرح پھر ابوبکر اور عمر کے فضائل کی روایات کا انبار لگ گیا۔ اور ایسی ایسی روایات فضیلت وضع کی گئیں۔ جن کی کچھ بھی اصل نہ تھی۔ پھر یہ روایات فضیلت ثلاثہ منبروں پر بیان کیجاتیں پھر انکو طلبا کے درس میں لکھکر داخل کر دیا گیا۔ بچے انکو قرآن کی طرح ازبر کرتے اور لڑکیوں اور عورتوں کو گھروں میں تلقین کی جاتی۔ نوکروں اور غلاموں کو زبانی یاد کرائی جاتیں۔ پھر معاویہ نے ایک حکمنامہ

تمام مملکت میں نافذ کیا کہ جو شخص علیؑ اور اولاد علیؑ کو دوست رکھتا ہو۔ اس کا نام دیوان عطا سے کاٹ دو۔ اور اس کا رزق و روزینہ بند کر دو۔ پھر ایک اور حکمنامہ نافذ کیا کہ جس پر محبت علیؑ کی تہمت لگائی جائے اس کو عقوبت کرو اور اس کے گھر کو مسمار کر دو۔ اس تشدد کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ لوگ اپنا عقیدہ اپنے خادم و زوجہ و غلام و دوست سے چھپاتے۔ ان دنوں میں فقیہوں اور قاضیوں اور قاریوں نے بغرض جاگیر و انعام رسول اللہ پر بہت سے افترا اور بہتان باندھے اور جھوٹی احادیث وضع کیں۔ یہاں تک کہ بعد آنے والے لوگوں نے ان احادیث کو سچا تسلیم کر لیا۔ بتحقیق اگر وہ جانتے کہ یہ کذب و باطل ہے تو کبھی ان احادیث کو بیان نہ کرتے تا اینکہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کو سنہ ۵۰ھ میں شہید کر دیا۔

اہلسنت کے علامہ سید محمد بن اسمٰعیل صلاح امیر کحلانی ثم صنعانی نے روضہ ندیہ صفحہ ۱۵۷ پر لکھا ہے کہ ابو جعفر نے کہا کہ یہ روایت صحیح طور پر ثابت ہے کہ بنی امیہ نے فضائل امیرؑ کے اظہار کو روک دیا تھا۔ اور جو ظاہر فضائل امیرؑ کرتا اس پر عقاب کیا جاتا۔ یہاں تک کہ جناب امیرؑ کا نام تک بھی کوئی نہ لے سکتا۔ بلکہ ضرورتاً ابو زینب کہتا۔ یہی حالت حکومت بنی عباسیہ میں بھی قائم رہی خصوصاً زمانہ متوکل ملعون میں جس کی عداوت جناب امیر علیہ السلام سے یہاں تک بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اس نے امام حسین علیہ السلام کی قبر کو منہدم کرا دیا۔ اور اس پر پانی جاری کیا۔

نصائح کافیہ صفحہ ۷۲ پر ہے کہ ابن عرفہ معروف بامام ابن نفطویہ کہتا ہے کہ فضائل صحابہ (ثلاثہ) کی اکثر احادیث زمانہ بنی امیہ میں بنائی گئیں کیونکہ بنانے والے جانتے تھے کہ اس وجہ سے خلفا کا تقرب حاصل ہوگا۔ اور بنی ہاشم کی تذلیل ہوگی۔

اسد الغابہ جلد دوئم صفحہ ۱۵۳ پر ہے کہ جب جندع انصاری نے کہا کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے سنا اگر نہ سنا ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں کہ حضرت نے غدیر خم پر فرمایا۔ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" تو عبید اللہ نے زہری سے کہا کہ تم یہ حدیث ملک شام میں جا کر بیان نہ کرنا کیونکہ تم اپنے کانوں سے حضرت علی علیہ السلام پر سب و لعن ہوتی سن چکے ہو۔ زہری نے کہا کہ واللہ میرے پاس حضرت علی علیہ السلام کے اس قدر فضائل ہیں۔ کہ اگر بیان کروں تو قتل کر دیا جاؤں۔

تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۱۹۴ میں ہے کہ معاویہ نے عمرو عاص کو حضرت علی علیہ السلام کے مخالف اپنا رفیق بنانا چاہا۔ عمرو عاص نے قبول نہ کیا لیکن جب معاویہ نے اس کو حکومت مصر کا پروانہ لکھ دیا تو راضی ہو گیا۔

تاریخ اعثم کوفی ص۳۳ اور تاریخ کامل میں ہے کہ مالک بن اشتر کی شہادت کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے محمد بن ابوبکر کو امیر مصر مقرر کیا لیکن عمرو عاص اور معاویہ بن خدیج نے معاویہ بن ابوسفیان کے حکم سے محمد کو گرفتار کر لیا اور اس کا پانی بند کر دیا۔ پھر اس کو قتل کیا اور اس کی نعش کو مردار گدھے کی کھال میں ڈال کر جلا دیا۔ جب مرحوم کی بہن عائشہ بنت ابوبکر کو اس امر کی آگاہی ہوئی تو اس نے گریہ و بکا کیا اور مرتے دم تک بھنا ہوا گوشت کھانا ترک کر دیا اور نماز میں معاویہ اور عمرو عاص کے حق میں بددعا کرتی۔

تحفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی ص۱۹ مطبوعہ کلکتہ میں ہے جاننا چاہیے کہ پہلے فرقہ سنی و تفضیلیہ شیعہ کہلاتے تھے۔ مگر بعد ازاں جب یہ نام تابعانِ علیؑ نے اختیار کر لیا۔ تو سنیوں نے اپنا نام اہلسنت و الجماعت رکھ لیا۔

صواعق محرقہ ص۱۳۱ پر ہے کہ معاویہ نے سنہ ۴۱ھ میں جب اُس کی خلافت مسلم ہو گئی تو اپنی جماعت کا نام اہلسنت والجماعت رکھا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد ۵ ص۶۰۵ پر ہے کہ مقدام بن معدی کرب اور عمر بن الاسود کا وفد معاویہ کے پاس آیا تو معاویہ نے کہا۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ حسن بن علیؑ نے انتقال کیا۔ اس پر مقدام نے کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ معاویہ نے کہا۔ کیا تو اس کو مصیبت جانتا ہے (یعنی میں تو اس امر پر بہت خوش ہوں)

صواعق محرقہ ص۱۳۱ پر ہے کہ اس سال (سنہ ۴۱ھ سے جب معاویہ کی خلافت مسلم ہو گئی) کا نام سال جماعت رکھا گیا۔ کیونکہ امت ایک خلیفہ پر مجتمع ہو گئی۔ گویا اہلسنت والجماعت کا بانی مبانی معاویہ ہے۔

تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ جنگ حرہ میں جو یزید کے حکم سے ہوا بہت سے لوگ اصحاب رسول اور غیر اصحاب رسولؐ سے قتل ہوئے۔ مدینہ لوٹ لیا گیا۔ اور ایک ہزار کنواری لڑکیوں کا ازالۂ بکارت کیا گیا۔

پھر اسی کتاب میں ہے کہ امام واقدی نے بطریق متعددہ عبداللہ بن حنظلہ بن غسیل (غسیل الملائکہ) سے روایت کی ہے کہ ہم نے اس وقت تک یزید پر خروج نہیں کیا جب تک ہم کو یہ خوف نہیں ہوا۔ کہ اب آسمان سے ہم پر پتھر پڑیں گے کیونکہ اس وقت یہ حالت تھی کہ لوگ اپنے باپ کی امہات الاولاد۔ اور بیٹیوں پر اور بہنوں پر سوار ہونے لگے تھے۔ شراب پیتے تھے اور نماز کو ترک کر چکے تھے۔

وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ حارث بن کلدہ حکیم نے عبید کا نکاح سمیہ سے کر دیا اور اسی زمانۂ نکاح عبید میں سمیہ نے زیاد کو جنا اس کو لوگ زیاد بن عبید، زیاد بن سمیہ۔ زیاد بن ابیہ اور زیاد بن امہ کہتے تھے اور

کہا گیا کہ انہی چاروں اضافات سے زیاد مشہور تھا البتہ ابوسفیان کے ساتھ زیاد کا الحاق نسب کرنے کے روز سے زیاد بن ابوسفیان مشہور ہو گیا۔

تاریخ کامل ابن اثیر جزری بیان سنہ ۴۴ھ صفحہ ۱۷۳ پر ہے کہ معاویہ نے زیاد کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ جس پر دونو راضی ہو گئے۔ لوگوں کو کوفہ میں جمع کیا گیا جنہوں نے (دباؤ اور رشوت سے)، گواہی دی کہ زیاد ابوسفیان کا لڑکا ہے! ان میں ایک شخص ابا مریم شراب فروش بھی تھا (یہ شخص بعض احادیث صحاح کا راوی ہے) جس نے کہا کہ "ایک دفعہ ابوسفیان میرے پاس آیا اور رنڈی طلب کی۔ میں نے کہا میرے پاس اس وقت سوائے سمیہ کوئی نوچی نہیں ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ ہر چند یہ رنڈی غلیظ اور کثیف ہے مگر خیر وہی لاؤ۔ سمیہ حاضر کی گئی۔ بعد الفراغ جب سمیہ جانے لگی تو اس کے جسم سے منی ٹپکتی تھی" یہ سنکر زیاد نے کہا۔ اے ابا مریم تم گواہی دینے کو آئے ہو یا ہمیں گالیاں دینے کو۔ پس معاویہ نے زیاد کا الحاق ابوسفیان سے کر دیا۔

تاریخ کامل صفحہ ۱۹۹ پر ہے کہ زیاد کی موت کے بعد معاویہ نے یزید کی بیعت لینے کا ارادہ کیا۔ عبداللہ بن عمر کو ایک لاکھ درہم بھیجا گیا جنکو عبداللہ بن عمر نے قبول کر لیا۔ بعد ازاں معاویہ نے عبداللہ بن عمر سے بیعت یزید کا تذکرہ کیا تو عبداللہ بن عمر نے کہا۔ اسی لئے تم نے لاکھ درہم بھیجا تھا تو ہمارا دین بہت سستا ہے (عبداللہ بن عمر کی خواہش تھی کہ اگر اور رقم ملجائے تو بیدین ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں) واضح ہو کہ پھر عبداللہ بن عمر کو اور رقم بھیجی گئی تو یزید کی بیعت کر لی اور اس کا یہاں تک طرفدار بنگیا کہ جو کوئی یزید کی مخالفت کرتا اس سے دست و گریبان ہوتا۔

کتاب تذکرہ خواص الامت علامہ سبط ابن الجوزی میں ہے کہ امام زہری نے کہا کہ ہم کو تعجب ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اور سعد بن ابی وقاص نے جناب امیر علیہ السلام کی بیعت تو نہ کی مگر یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی۔

شرح عقاید تفتازانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۱ پر ہے کہ حضرت کی یہ حدیث "الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ" حضرت علی علیہ السلام پر منطبق ہے کیونکہ آپ نے وفات رسول کے تیسویں سال میں وفات پائی۔ پس معاویہ وغیرہ خلیفہ نہ ہوئے بلکہ عام بادشاہ ہوئے۔

تاریخ الخلفا صفحہ ۱۶۶ اور تاریخ خمیس جلد دوئم صفحہ ۲۵۳ پر ہے کہ معاویہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتا تھا۔ اور دوسروں کو لعنت کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ اس بری رسم کو سنہ ۹۹ ہجری میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے

حکماً بنا کیا۔

عقد الفرید جلد اول ص۱۹ پر ہے کہ معاویہ نے جبراً لوگوں سے حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرائی اور لوگوں سے اپنی بیعت کے وقت وعدہ لیتا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کریں۔

استیعاب جلد اول ص۹۶ پر ہے کہ ایک دفعہ عمرو بن عاص لشکر معاویہ سے باہر نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ حضرت علی علیہ السلام مقابلہ کو خود تشریف لائے۔ حضرت علی علیہ السلام کا باہر آنا تھا کہ عمرو عاص حواس باختہ ہو کر بھاگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کا پیچھا کر کے آہستہ سے اس کی زرہ پر برچھی کا وار کیا۔ عمرو عاص گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی بخوف جان ٹانگوں کو اونچا کر کے اپنی مقعد کو ننگا کر دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے منہ پھیر لیا۔ اور عمرو بن عاص جان بچا کر بھاگ گیا۔

مروج الذہب مسعودی جلد چھ ص۵۵۔ طبری فارسی ص۲۷۲۔ ابوالفدا جلد اول میں ہے کہ معاویہ کے زمانۂ خلافت میں بے شمار شیعان علیؑ کے کان کاٹ دیئے گئے۔ قتل کئے گئے۔ زبانیں گدی سے کھچوائی گئیں۔ اعضائے بدنی توڑے گئے۔ آنکھیں نکلوائی گئیں۔ سولی دیئے گئے۔ جلاوطن کئے گئے۔ انکے گھروں کو مسمار کر دیا گیا۔ انکی گواہی نامعتبر قرار دی گئی۔ ان ظلموں کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ حضرات فقیر ہو کر جنگلوں اور غاروں میں جا بسے۔

تاریخ کامل میں ہے کہ معاویہ نے عمرو عاص کے مشورہ سے محمد بن ابوبکر کو گدھے کی کھال میں ڈالکر زندہ جلا دیا۔ حالانکہ مرحوم کے حقیقی بھائی عبدالرحمان بن ابوبکر نے اس کی جان بخشی کے لئے معاویہ کی بہت منت و سماجت کی۔ جب اس ظلم کی خبر محمد کی بہن عائشہ بنت ابوبکر کو ملی تو بہت رو دی اور جب تک زندہ رہی ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص پر لعنت کیا کرتی تھی اور مرحوم کا اس حد تک غم کیا کہ باقی تمام عمر میں بھونا ہوا گوشت کھانا ترک کر دیا۔

استیعاب ابن عبدالبر مالکی او تذکرہ خواص الامت سبط ابن جوزی اور کتاب صفوۃ جدی اور تاریخ یعقوب ابن سفیان اور تہذیب الکمال مزی اور تذہیب التہذیب ذہبی اور مرآۃ العجائب شیخ ابو عبداللہ محمد بن عمر زین الدین بن واقدی اور ربیع الابرار زمخشری اور تاریخ ابوالحسن مداینی اور کتاب المختصر فی اخبار البشر اسمٰعیل بن محمود اور حسن السریرہ عبدالقادر بن محمد طبری نواسہ محب طبری اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دیا۔

فتح الباری شرح بخاری اور طبقات علامہ تاج الدین سبکی میں عمران بن حطان کا قصیدہ درج ہے اس نے عبدالرحمان بن ملجم کی تعریف میں اس لئے نظم کیا کہ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو شہید کر دیا اسکا صحیح ترجمہ یہ ہے "اے مکہ کے رہنے والے ابن ملجم۔ تیری اس ضرب پر شاباش ہو جس میں عین خوشنودی الٰہی شامل ہے اور جس کا ثواب خدا کے نزدیک تمام اہل جہان کے ثواب سے میزان میں بھاری ہے۔ خدا ابن ملجم کو جزائے خیر دے جس کے ہاتھوں نے ایسے انسان کو قتل کیا جو سب خلقت سے بُرا تھا۔

بخاری اور سنن ابوداؤد اور نسائی میں عمران بن حطان سے روایات لی گئی ہیں اور اس کو ثقہ اور معتبر تسلیم کیا ہے۔

فتح الباری ابن حجر عسقلانی اور شرح بخاری عینی اور کتاب الانساب سمعانی اور شرح بخاری کرمانی میں لکھا ہے کہ عمران بن حطان خارجیوں کا رئیس تھا۔ علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات میں لکھا ہے کہ قاضی القضاۃ کہتا ہے کہ جو کچھ قاضی ابوالطیب نے عمران کے حق میں کہا ہے۔ وہ عین خطا ہے کیونکہ عمران صحابی تھا اور اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر لکھا ہے کہ قاضی جلیل سیف السنت ولسان الامت ابوبکر باقلانی نے کتاب مناقب الائمہ میں لکھا ہے کہ عمران صحابی تھا اور اختلاف و تفرقہ ہونے کے باعث سب کے سب صحابہ کو بنک اجر ملے گا۔ شیخ عبدالحق نے کتب مشکوٰۃ میں سے کتاب الاداب کی شرح میں لکھا ہے کہ عمران کی کنیت ابوشہاب ہے اور وہ تابعی اور ثقہ اور بصری تھا۔ علامہ عجلی نے بھی عمران کو ثقہ تسلیم کیا ہے ناظرین! ایک خارجی کو ثقہ راوی تسلیم کر لینا سنیوں کے ہاں معمولی بات ہے۔ حیرت انگیز امر تو یہ ہے کہ سمرۃ بن جندب جس نے بصرہ کے آٹھ ہزار شیعان علی کو بلا قصور قتل کرایا حصین بن نمیر جس نے حضرت علی اکبر علیہ السلام کو نیزہ مارا شیث ابن ربعی جو کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے مخالف لڑا۔ اور دیگر قاتلان حسین اور خوارج مثلاً عمرو بن سعد۔ شمر ذی الجوشن۔ ولید بن کثیر مخزومی۔ عکرمہ۔ نجدہ۔ بسر بن ارطاۃ سے احادیث کو لیا گیا ہے۔

شرح عقائد شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور وسیلۃ النجات ملا مبین باب سوئم میں ہے کہ یزید بے سعادت کی عداوت اہلبیتؑ اور اس کا قتل و اہانت اہلبیتؑ پر خوش ہونا ایک اظہر امر ہے۔ ناظرین۔ یزید ۶۰ھ میں خلیفہ ہوا اور ۶۴ھ میں مر گیا اس چار سالہ خلافت کے صلہ میں لعین ابدی ہو گیا۔ اور اس ملعون کا سال ولادت ۲۵ھ ہے۔

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مطبوعہ ۱۳۲۹ھ مطبع حنفی صہ ۹۲ اور بخاری اور مسلم اور تاریخ الخلفا سیوطی

اور فتح الباری ابن حجر عسقلانی اور ازالۃ الخفا ولی اللہ اور شرح جامع صغیر سیوطی میں بروئے حدیث رسول ۱۲ بارہ خلفا کے یہ نام لکھے ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ۔ معاویہ۔ یزید۔ یزید۔ عبدالملک بن مروان۔ یزید۔ سلیمان ہشام ولید۔ عمر بن عبدالعزیز۔

نزل الابرار ملا محمد بن معتمد خاں بدخشی باب پنجم فصل چہاردہم میں ہے کہ معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین بنانا چاہا۔ تو اہل شام نے قبول کر کے یزید کی بیعت کر لی۔ مکہ اور مدینہ کے لوگوں نے بیعت یزید سے انکار کیا تو انکو وعدہ و وعید سے راضی کر کے بیعت لے لی۔ ناظرین عبداللہ بن عمر جو سنیوں کے ہاں بڑے عالم اور پارسا مانے جاتے ہیں انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار کیا۔ لیکن معاویہ اور یزید اور عبد الملک کی بیعت کو بخوشی قبول کیا اور انکی حمایت بھی کی۔

غزالی کہتا ہے کہ یزید کو برا کہنا اور اس پر لعنت بھیجنی حرام ہے اور علامہ ابن حجر نے منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ نسخہ قلمی ص ۳۱۴ پر لکھا ہے کہ ابن عربی مالکی کہتا ہے کہ یزید نے امام حسین علیہ السلام کو اس کے نانا رسول اللہ کی تلوار سے شہید کیا (یعنی چونکہ یزید نائب رسول اللہ تھا اور امام حسین علیہ السلام باغی تھے۔ اس لئے یزید کا قتل حسینؑ کرنا عین بہ تقلید رسول اللہ تھا) اور چونکہ بعض اصحاب حل و عقد نے بیعت یزید کر لی تھی اس لئے امام حسین علیہ السلام کا شامل بیعت نہ ہونا بغاوت تھی۔

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مطبوعہ مطبع حنفی ص ۸۸ پر ہے کہ قتل حسینؑ کفر کا موجب نہیں ہے کیونکہ انبیاء کے سوائے کسی اور شخص کو قتل کر دینا گناہ کبیرہ ہے مگر کفر نہیں اسی بحث میں ملا علی لکھتا ہے کہ ابوبکر اور عمر کو گالیاں دینا اور انکو قتل کر دینا کفر نہیں۔

احیاء العلوم امام ابو حامد غزالی میں ہے کہ یزید پر لعنت کرنا تو درکنار یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ یزید نے حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا قتل کرایا لعنت کرنے میں خطرہ ہے پس اس سے پرہیز کی جائے بلکہ شیطان پر بھی لعنت کرنے سے چپ رہنے میں کوئی خطرہ نہیں۔

تاریخ ابن خلکان میں امام غزالی کی ایک طویل عبارت ہے جسکا حسب ضرورت خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ جو شخص کسی مسلمان پر لعنت کرے وہ خود ملعون ہے اور یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ یزید مسلمان تھا پس یزید کے حق میں رحمت کی دعا مانگنی جائز بلکہ مستحب ہے بلکہ ہم جو ہر نماز میں مومنین اور مومنات کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں ان میں یزید بھی داخل ہے۔ ناظرین محسن الملک مہدی علی نے آیات بینات

میں کل امت محمدؐ پر خطبۂ کتاب میں درود بھیجا ہے۔ جس میں یزید بھی شامل ہے۔

مسلم میں ہے کہ ظالم اور فاسق خلیفہ کے خلاف بھی خروج کرنا جائز نہیں اور یزید سے تو قتل حسینؑ سے پہلے کسی قسم کا کفر و فسق ظاہر ہونا ثابت نہیں واقعہ حرہ کے مظالم بھی قتل حسینؑ سے بعد کے ہیں پس حسینؑ کو قتل انکار بیعت پر کیا گیا۔ ناظرین! عبارت بالا سے صاف ظاہر ہے کہ قتل حسینؑ میں یزید مستوجب الزام نہیں ہے بلکہ امام حسین علیہ السلام ہی قصوروار ہیں۔

شرح مقاصد علامہ تفتازانی میں طویل عبارت ہے اس کا ضروری خلاصہ یہ ہے کہ بعض اصحاب رسول کینہ اور بغض کی وجہ سے حق اور راستی سے منحرف ہو گئے تھے اور ظلم اور بدکاری کی حد تک پہنچ گئے۔ ان کے جھگڑوں اور فساد کا باعث حسد اور عداوت اور حکومت اور سرداری کی خواہش تھی۔ کیونکہ کل اصحاب رسول معصوم نہ تھے اور جو ظلم اہلبیت رسولؐ پر کئے گئے انکو چھپانا کسی کی مجال سے باہر ہے۔ یہ وہ ظلم ہیں کہ ان کی شہادت پتھر اور جمادات دیں اور زمین و آسمان روئیں اور پہاڑ ٹکڑے ہو کر گر پڑیں۔ اور سنگ خارہ پھٹ جائے۔ انکی یاد ہمیشہ ماہ اور سال اور زمانہ کے ساتھ تا قیامت قائم رہے گی۔ خدا کی لعنت ہو اس پر جو ان مظالم سے خوش ہو یا انکو پسند کرے یا انکو چھپانے کی کوشش کرے اور جو علمائے دین یہ کہتے ہیں کہ یزید پر لعنت جائز نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ لعنت کو زینہ بہ زینہ اوپر کی طرف چڑھنے سے بچائیں۔

تاریخ بلاذری میں ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو عبداللہ بن عمر نے یزید ابن معاویہ کو خط لکھا کہ بتحقیق مصیبت عظیم اور بزرگ ہو گئی اور اسلام میں بڑا بھاری حادثہ واقع ہوا اور کوئی دن حسینؑ کے دن جیسا نہیں ہے۔ یزید نے جواب میں لکھا کہ اے احمق ہم اس وقت خلافت پر بیٹھے جبکہ محل بلند ہوئے ہوئے تھے اور فرش بچھے ہوئے تھے اور سجے سجائے ہوئے تھے اور مسندیں نہ بر تہ پڑی ہوئی تھیں پس ہم نے حسینؑ سے مقاتلہ کیا۔ اگر ہمارا حق تھا یعنی اگر ہم خلیفہ حقہ ہیں تو ہم نے حسینؑ سے مقاتلہ اپنے حق پر کیا اور اگر ہمارا حق نہ تھا یعنی ہم غاصب خلافت ہیں تو تیرا باپ عمر بن خطاب پہلا شخص ہے جس نے اس طریقہ کی بنیاد رکھی اور حق داروں سے حق چھین لیا اور حقداروں کو حق سے محروم کر دیا۔

کرد شخصے سوال از دانا ۔۔۔ کہ بگو کشتہ شد حسینؑ کجا
گفت کاندر سقیفہ اش کشتند ۔۔۔ بہر و نیلے جیفہ اش کشتند
سبب قتل ارچہ بود یزید ۔۔۔ ایں ستم بردے از سقیفہ رسید

هر مرض که می شود لاحق — باشد اسباب واصل او سابق
سبب سابق است اصل مرض — چاره اش از طبابت است غرض

صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صـ ۱۹۷ اور احیاء العلوم امام غزالی میں ہے کہ شہادت حسینؑ اور آپس میں اصحاب رسول کی پھوٹ کا ذکر کرنا واعظ پر حرام ہے کیونکہ اس کیوجہ سے اصحاب کے بغض کا ہیجان آتا ہے اور ان پر طعن آتا ہے۔

شارح عقاید نسفی لکھتا ہے کہ خدا کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے مددگاروں پر اور اس کے یاروں پر۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع حنفی صـ ۸۸ پر شارح عقاید نسفی کا یہ کلام درج کیا ہے کہ قتل حسینؑ پر یزید کا راضی ہونا کفر نہیں ہے اور نہ اس کو ایمان سے خارج کرتا ہے (یعنی وہ مومن ہے) بلکہ فسق ہے اور اطاعت سے خارج ہو کر گناہ کی طرف جانا ہے (یعنی صرف گناہ کی طرف جانا ہے مکمل گناہ بھی نہیں ہے جسکی توبہ ہر وقت قبول ہے۔ م)

ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ عمر بن سعد ثقہ اور معتبر اور مجتہد ہے۔ کتاب تقریب صـ ۲۷۹ اور میزان الاعتدال امام ذہبی صـ ۳۲ پر ہے کہ نسائی نے عمر بن سعد سے باوجود اس کی خارجیت کے روایت لی ہے۔ ناظرین یہ عمر بن سعد امام حسین علیہ السلام کا قاتل اور افواج یزید کا سپہ سالار تھا۔ میزان امام ذہبی صـ ۴۰۴ پر ہے کہ اہلسنت کے محدث ابو اسحاق سبیعی نے شمر ذی الجوشن سے روایت لی ہے۔ انساب سمعانی میں ہے کہ ابو اسحاق سبیعی اہلسنت کے محدثین سے تھا۔ تقریب صـ ۱۶۶ اور میزان صـ ۳۹۹ پر ہے کہ شیث ابن ربعی سے جو قاتلان امام حسین علیہ السلام سے تھا۔ ابوداؤد اور نسائی نے اپنی اپنی صحاح میں احادیث روایت کی ہیں۔ تقریب صـ ۹۶ پر ہے کہ بخاری اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حصین ابن نمیر سے احادیث لی ہیں۔ جو قاتلان حسینؑ میں سے تھا۔ اور جس نے امام حسین علیہ السلام کا سر کاٹ کر نیزے پر چڑھایا اور یزید کے پاس لے گیا۔ ناظرین سب سے طرفہ تر یہ امر ہے کہ محدثین اہلسنت نے بقول علماء اہلسنت ایکسو پچاس خارجیوں اور اہلبیتؑ کے قاتلوں سے احادیث روایت کی ہیں۔

صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صـ ۱۹۶ سطر ۹ پر ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ فاسق و فاجر تھا۔ پھر صـ ۱۹۸ سطر ۳ پر ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کو کافر کہنا جائز ہے کیونکہ بہ تحقیق وہ

مومنین سے ہے اور صفحہ ۱۹۵ سطر ۲۳ پر ہے کہ یزید نے مدینہ پر فوج کشی کی اور تین سو کنواری لڑکیوں کا زنا سے ازالۂ بکارت کیا گیا اور سات سو قاریان قرآن اور تین سو اصحاب رسول کو قتل کیا گیا۔ کئی روز تک مدینہ کی بے حرمتی کی گئی۔ مسجد نبوی معطل پڑی رہی۔ یہاں تک کہ اس میں کتے اور درندے داخل ہوئے۔ اور کتوں نے منبر رسول پر پیشاب کیا۔ پھر اسی صفحہ پر لکھتا ہے کہ امام واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ سے روایت کی ہے کہ خدا کی قسم ہم نے یزید پر محض اس خوف سے خروج کیا کہ کہیں آسمان سے ہم پر پتھر نہ گریں۔ کیونکہ یزید اپنی ماں اور بیٹی اور بہن سے زنا کر رہا تھا اور شراب پیتا تھا۔ اور نماز ترک کر دی تھی۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۵ سطر ۱۳۔ اور کتاب مجوزین علامہ ابن جوزی میں ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔ ناظرین۔ بعض سنی کہتے ہیں کہ ہر سال عزاداری حسینؑ کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ اس کو واقعہ ہوئے کئی صدیاں گذر گئیں۔ بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اس دلیل پر تم بارہ وفات اور معراج شریف اور شب برات اور عیدین اور رمضان وغیرہ کو ہر سال کیوں عمل میں لاتے ہو۔

صواعق محرقہ صفحہ ۳۵۹ اور ینابیع المودۃ صفحہ ۲۷۱ پر ہے کہ احمد حنبل کے لڑکے نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ایک قوم ہم کو محبت یزید کی نسبت دیتی ہے۔ احمد حنبل نے کہا۔ ایسے شخص کی دوستی ہماری طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ جو خدا پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ اور جس پر خدا نے قرآن مجید میں لعنت کی ہے۔

طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں بروایت ابو ہریرہ اور امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ معاویہ اور عمرو بن عاص گا رہے تھے تو آنحضرت نے فرمایا کہ الہٰی ان دونوں کو عذاب اور فضیحت میں ایسا سرنگوں کر جیسا سرنگوں کرنے کا حق ہے اور شدت اور سختی سے داخل جہنم کر۔

ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ میں ہے کہ بیہقی نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس طرح بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا ہوا۔ اور دو ثالث خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اسی طرح میری امت کے دو ثالث (ابو موسٰے اور عمرو عاص) خود بھی گمراہ ہوں گے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے۔

تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی میں شعبی سے نقل کیا گیا ہے اور سوانح عمری عبیداللہ صفحہ ۲۶ اور کفایت الطالب یوسف گنجی شافعی میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا کہ ابو موسٰے اور عمرو عاص نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا۔ اور جس امر کی موت کا خدا نے حکم دیا تھا۔ اسے زندہ کیا اور جس امر کو

خدا نے زندہ کیا تھا۔ اسے مار ڈالا۔ یہ دونو راہ ہدایت سے محروم اور خدا اور رسولؐ و صالح المومنین سے دور اور رد ہو گئے۔

علامہ سبط ابن جوزی نے معاویہ اور عمرو عاص کی باہم خط و کتابت لکھی ہے جس میں عمرو عاص نے معاویہ کی طرف داری سے انکار کر کے حضرت علی علیہ السلام کے محامد و فضائل تسلیم کئے ہیں لیکن جب معاویہ نے اس کو حکومتِ مصر دینے کا وعدہ کیا تو راضی ہو گیا۔

قسطانی باب مناقب عمار میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے عمار۔ تجھے ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ جبکہ تو انکو بہشت کی طرف اور وہ تجھ کو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ تذکرہ خواص الامہ اور واقدی اور اسد الغابہ میں ہے کہ معاویہ اور عمر عاص جانتے اور اقرار کرتے تھے کہ عمار کو قتل کرنے والا فریق جہنمی ہے۔ قاضی عبد الجبار لکھتا ہے کہ جب لشکر معاویہ نے عمار کو شہید کیا۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ پر فتوے تکفیر صادر کیا مصنف ابن ابی شیبہ اوستاد بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور جمع الجوامع اور کنز العمال ملا علی قاری میں ہے کہ عبد الرحمان بن معقل نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام نماز فجر کی قنوت میں فرمایا کرتے کہ خدایا تیری رحمت سے معاویہ اور اس کا گروہ اور عمرو عاص اور اس کا گروہ اور عبد اللہ بن قیس اور اس کا گروہ دور رہے

تذکرہ خواص الامہ میں ہے کہ عمار یاسر نے جنگ صفین میں عمرو عاص کو کہا کہ تو خدا اور رسول اور مسلمانوں کا دشمن ہے اور خدا کے دشمنوں کا مددگار ہے۔ بغیر رغبت کے صرف نام کا مسلمان ہے۔ بعد وفات رسولؐ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والا اور نورِ خدا (اقتدارِ اہلبیتؑ) کو بجھانیوالا ہے۔

ازالۃ الخفا میں ہے کہ عمر بن خطاب نے عمرو عاص کو لکھا کہ تو نے خیانت اور سرقہ سے مصر کی ولایت میں مالِ کثیر جمع کر لیا ہے۔ فتوح الشام میں ہے کہ عمر بن خطاب نے عمرو عاص کو کہا کہ تو دنیا طلب اور لالچی ہے حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ جب عائشہ پر ثابت ہو گیا کہ ذوالثدیہ جنگ نہروان میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔ اور ذوالثدیہ وہ تھا جس کی نسبت آنحضرتؐ کا ارشاد تھا کہ جس فریق کیطرف وہ ہو کر لڑے گا۔ وہ فریق جہنمی ہے تو عائشہ نے کہا خدا لعنت کرے عمرو عاص پر جس نے مجھ سے جھوٹ کہہ دیا کہ ذوالثدیہ مصر میں قتل ہو چکا ہے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق بالکل صحیح ہے۔

تاریخ المختصر فی اخبار البشر عماد الدین ابو الفدا اسمٰعیل بن علی میں ہے کہ جب عائشہ کو اطلاع ملی کہ اسکا بھائی محمد ہلاک کر دیا گیا ہے (معاویہ نے عمرو عاص کے مشورہ سے محمد بن ابوبکر کو گدھے کی کھال میں زندہ جلا دیا

تھا) تو روئی اور پیٹی اور معاویہ اور عمرو عاص پر ہر ایک نماز میں لعنت کیا کرتی۔

استیعاب میں ہے کہ عمرو عاص لوگوں کو قتل عثمان پر ابھارتا اور اس کی عیب جوئی کرتا اور فساد میں جد وجہد کرتا تھا اور جب عثمان قتل ہو گیا تو خوش ہوا سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامہ اور کتاب فضائل الباہرہ اور سیوطی کی کتاب حسن المحاضرہ اور واقدی میں بھی یہی مرقوم ہے۔

کتاب روض المناظر میں ہے کہ سلطان عماد الدین نے شافعی سے روایت کی ہے کہ معاویہ اور عمرو عاص اور مغیرہ اور زیاد کی شہادت مردود ہے۔

انسان العیون علی بن برہان الدین حلبی شافعی میں ہے کہ عمرو عاص کی ماں نابغہ زناکار تھی اور اس کا یارانہ چار اشخاص یعنی عاص اور ابولہب اور امیہ بن خلف اور ابوسفیان سے تھا لیکن عمرو عاص کے پیدا ہونے پر نابغہ نے کہا کہ یہ عاص کا بیٹا ہے کیونکہ وہ مجھے نان و نفقہ بھی دیتا رہا ہے۔

تذکرہ خواص الائمہ میں ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے عمرو عاص کو روبرو فرمایا۔ کہ اے نابغہ کے بیٹے تیری نسبت پانچ آدمیوں نے تیرا باپ ہونے کا دعوے کیا تیرا ضرر مسلمانوں کو ہر ایک مشرک سے زیادہ ہے ابن شحنہ حلبی نے روض المناظر میں لکھا ہے کہ جنابہ اروی بنت حارث بن عبد المطلب نے جو آنحضرت کی چچازاد بہن تھی۔ اور بزرگ صحابیوں میں سے تھی۔ عمرو عاص اور معاویہ کو روبرو فرمایا کہ اے عمرو عاص۔ تیری ماں سب زانیہ عورتوں سے زیادہ مشہور و معروف تھی جس کی اجرت بھی بہت ارزاں تھی۔ تو پانچ باپ کی طرف منسوب ہے لیکن خط و خال کی مشابہت کیوجہ سے تو عاص کا بیٹا قرار دیا گیا یہی روایت ابو الفدا اسمٰعیل نے کتاب مختصر فی اخبار البشر میں جنابہ اروی بنت حارث والی روایت لکھی ہے۔

روض المناظر صفحہ ۱۳۴ برحاشیہ تاریخ کامل جلد یازدہم میں ہے کہ شافعی کے نزدیک معاویہ اور عمرو عاص اور مغیرہ اور زیاد کی شہادت مردود ہے۔

تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱ پر ہے کہ عمرو عاص کے باپ عاص بن وائل نے آنحضرت کے حق میں کہا کہ یہ وہی بے اولاد ہے کہ جب یہ مر جائیگا تو اس کا ذکر بھی ہلاک ہو جائیگا۔ ناظرین۔ ایک دفعہ عمرو عاص نے تیس شعر آنحضرت صلعم کی ہجو میں بنائے اور پڑھے تو آنحضرت صلعم نے اس پر تیس بار لعنت کی۔

کتاب ثمرات الاوراق برحاشیہ مستطرف صفحہ ۲۴۵ پر ہے کہ عمرو عاص نے تیس اشعار نظم کئے اور پڑھے تو آنحضرت نے فرمایا۔ خداوندا میں شعر کہنا تو نہیں جانتا بجز اس کے کہ اس کے ہر ایک شعر پر ہر ایک بار لعنت کروں

یہ اشعار آنحضرت کی ہجو میں بنائے گئے تھے یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان ہتک آمیز اشعار کا جواب میرے پاس یہی ہے کہ اس کے ہر ایک شعر پر لعنت کروں۔

محاضرات راغب اصفہانی میں قاضی شریک بن عبداللہ معاویہ کے بارہ میں روایت کرتا ہے۔ کہ تحقیق معاویہ کو جب حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ تکیہ کے سہارے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ خبر سنتے ہی سیدھا ہو بیٹھا اور لونڈی کو حکم دیا کہ ہمیں کچھ گا سناؤ کیونکہ آج ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی ہے پس اس لونڈی نے یہ اشعار اس وقت بنائے اور سنائے۔ کہ معاویہ کو یہ خبر سنا دو کہ خدا شماتت کرنے والے کی آنکھوں کو ٹھنڈک نہ دے۔ آہ تم نے (اے معاویہ) ماہ رمضان میں ایسے بزرگوار کے قتل سے ہم کو دردناک کیا۔ جو تمام لوگوں سے افضل تھا۔ تم نے اس کو قتل کیا جو بہتر اور افضل تھا۔ اور لوگوں سے بزرگتر تھا۔ جو گھوڑے اور ناقہ پر سوار ہونے والے یا جہازوں پر چڑھنے والے ہیں۔ یہ شعر سنکر معاویہ نے گرز لونڈی کے سر پر مارا جس سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہ شہید ہو گئی۔

ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۲ سطر ۱۳۔ ابوداؤد جلد دوئم صفحہ ۲۱۶ سطر ۷ مسلم جلد دوئم صفحہ ۲۸۰۔ بخاری مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۵۶ پر ہے کہ معاویہ علی الاعلان منبروں پر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرتا اور گالیاں دیتا۔

تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۲۰ سطر ۲۱۔ اور صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۹۴ سطر ۲۲ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ بنی امیہ میں سے سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو بدل ڈالے گا۔ اس کا نام یزید ہو گا اور نیز تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰ سطر ۱۰ اور صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۴ سطر ۲۰ پر ہے کہ میری امت میں قسط و عدل ہمیشہ قائم رہے گا جب تک کہ سب سے پہلے بنی امیہ میں سے ایک شخص رخنہ ڈالے گا جس کا نام یزید ہو گا

المعتقد المنتقد صفحہ ۴۵ پر ہے کہ امام بیہقی نے کتاب حضرات التجلی میں لکھا ہے کہ اہل شام کا حضرت علی علیہ السلام پر خروج کرنا کفر نہیں ہے۔

تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۹۴ پر ہے کہ معاویہ جناب امیر علیہ السلام پر سب کرتا اور لوگوں کو اس فعل کی ترغیب دیتا۔ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری میں ہے کہ عمر بن سعد خود قتل حسینؑ کا مباشر نہیں ہوا اور شاید اس کا لشکر کے ساتھ موجود رہنا اس کی رائے اور اجتہاد سے ہو اور اکثر دفعہ اس کا حال اچھا اور اس کا انجام پاکیزہ ہوتا ہے۔

ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اور قاضی عیاض اور ملا علی متقی اور علامہ سیوطی کا قول ہے کہ یزید

زمرہ آئمہ اور خلفاء اثنا عشر میں داخل ہے کنز العمال ملا علی متقی جلد چہارم ذکر حدیث آئمہ اثنا عشر میں
ہے کہ آئمہ اثنا عشر کی بیعت سے انکار کرنیوالا واجب القتل ہے پس امام حسین علیہ السلام واجب القتل تھے،
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے کہ قتل حسینؑ موجب کفر نہیں۔ کیونکہ جمہور اہل سنت یزید کو مومن فاسق
جانتے ہیں۔

وصیت کبریٰ علامہ ابن تیمیہ صفحہ ۳۰ پر ہے کہ بعض کا اعتقاد ہے کہ یزید امام عادل ہادی اور مہدی
تھا اور اکابر صحابہ اور اولیاء اللہ سے تھا۔ بلکہ بعض کا عقیدہ ہے کہ وہ نبی تھا۔

بخاری جلد اول کتاب الجہاد باب ما قیل فی قتال الروم صفحہ ۴۱۱ مطبوعہ دہلی میں ہے کہ
فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ میری امت میں سے جو شخص قسطنطنیہ پر چڑھائی اور حملہ کرے گا وہ جنتی ہے پس
ناظرین یزید بقولِ اہلسنت جنتی ہے کیونکہ یہ امر مسلمہ مورخین ہے کہ یزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔
منہاج السنۃ ابن تیمیہ مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۲۵۲ پر ہے کہ یزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔
فتح الباری جلد گیارہ صفحہ ۹۲۔ قسطلانی جلد پنجم صفحہ ۹۴۔ عینی جلد چھ صفحہ ۶۴۹ پر ہے کہ یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی
کی وجہ سے مغفور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مغفرت اور صلاحیت سے خارج تھا علامہ تفتازانی کہتا ہے کہ یزید اسی
وقت کافر ہو گیا جب اس نے قتل حسینؑ کا حکم دیا۔

ابن تیمیہ نے شیخ حسن بن عدی سے روایت کی ہے کہ اولیا کو جہنم پر توقف کیا گیا، بوجہ انکے قول
کے دربارہ یزید یعنی چونکہ انہوں نے یزید پر زبان لعن وطعن دراز کی تھی۔ اس لئے انکو کچھ عرصہ کے لئے جہنم
میں ڈالا گیا۔ شرح عینی صفحہ ۶۴۹ پر ہے کہ مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معاویہ اور اس کے بیٹے یزید کی
منقبت ثابت ہے۔ کیونکہ معاویہ نے سب سے پہلے دریا میں جنگ کی اور یزید نے سب سے پہلے مدینہ
قیصر (قسطنطنیہ) میں چڑھائی کی۔

اسد الغابہ صفحہ ۲۶ پر ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جب قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ اس وقت مسلمانوں کا سردار
بہت عمدہ شخص ہوگا اور اس کا لشکر بہت عمدہ لشکر ہوگا۔

وصیتہ کبریٰ صفحہ ۳۰۳ پر ہے کہ امر صواب وہ ہے جس پر آئمہ اہلسنت ہیں کہ یزید قابل محبت ہے اور اس پر
لعنت نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر وہ فاسق تھا تو اللہ غفور اور رحیم ہے جو بخش دیتا تھا فاسق اور ظالم کو خاص کر
جب اس سے حسناتِ عظیمہ ہوں کیونکہ بخاری نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

قسطنطنیہ پر جو پہلا لشکر جہاد کرے گا وہ جنتی ہے اور جس لشکر نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اس کا سردار یزید تھا اور اس کے ہمراہ ایوب انصاری بھی تھا۔

ابن تیمیہ نے صارم مسلول میں لکھا ہے کہ ایک یہودی نے دربار معاویہ میں کہا کہ رسول اللہ نے ابن اشرف کے ساتھ غدر (بغاوت۔ فریب۔ بددیانتی) کیا معویہ سنتا رہا۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری نے کہا کہ اے معاویہ تیرے سامنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غدر کا الزام لگایا جاتا ہے اور تو سنتا ہے (اور اس پر کوئی شرعی حد نہیں لگاتا)

اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۲۴۶ پر ہے کہ جس طرح ابوبکر نے اہل یمامہ کے مسلمانوں پر مظالم کا سیلاب بے تمیزی بہا دیا۔ اسی طرح) معاویہ نے یمن کے قبیلہ ہمدان سے سلوک کیا اور بسر بن ارطاۃ صحابی کو حکم تاراج دیا جس نے ان مسلمانوں کی مستورات پر بغیر عدہ و نکاح قبضہ کیا اور کئی ولد الزنا پیدا ہوئے۔ اس قتل و غارت کی بنا یہ تھی کہ وہ مسلمان معاویہ کو جابر اور غاصب سمجھتے تھے۔ ناظرین۔ یہ بسر بن ارطاۃ وہی شخص ہے جس نے حضرت ابن عباس کے کمسن بچوں عبدالرحمان اور قثم کو انکی ماں کے سامنے ذبح کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے انکی ماں دیوانی ہو کر گلی کوچوں میں آوارہ ہو کر مر گئی۔

تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۳۵ پر ہے کہ شہادت حسینؑ کے بعد ابو ہرزہ اسلمی صحابی جو دربار یزید میں بیٹھا ہوا تھا یہ کہہ کر دربار سے اٹھکر چلا گیا۔ کہ اے یزید تو اس طرح قیامت میں آئے گا کہ ابن زیاد تیرا شفیع ہوگا اور امام حسین علیہ السلام اس طرح آئینگے کہ رسول اللہ انکے شفیع ہونگے۔

بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۴۱ پر ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کو معزول کیا۔ تو ابن عمر نے اپنی اولاد اور حشم کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے بیعت یزید اسی طرح کی ہوئی ہے جس طرح بیعت خدا اور رسولؐ کی تھی۔ بیعت یزید سے انکار غدر ہے پس جو شخص خلع بیعت کرے گا اس کا اور ہمارا فیصلہ (مقاتلہ) ہوگا

تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۲ پر ہے کہ یزید اپنی ماں اور بیٹیوں اور بہنوں سے زنا کرتا اور شراب پیتا اور نماز نہ پڑھتا تھا۔ عقد الفرید جلد دوئم صفحہ ۲۴ پر ہے کہ یزید نے ۶۰ھ میں معاویہ کی موت پر اثنائے خطبہ میں کہا کہ معاویہ اپنے ماقبل (ثلاثہ) سے کمتر تھا۔ لیکن اپنے مابعد والوں سے افضل ہے۔

مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۵۹ پر ہے کہ انس بن مالک سے دو سو ستر (۲۷۰) روایات بخاری میں موجود ہیں۔ اسد الغابہ اور استیعاب اور اصابہ میں ہے کہ انس صاحب فضائل و محامد صحابی تھا۔ نو

برس کی عمر میں صحبتِ رسول اللہ سے فیض پایا۔ ایک سو سات ۱۰۷ برس زندہ رہا۔ ایک سو بیس ۱۲۰ لڑکے اور لڑکیاں بوقت وفات چھوڑیں ۱۹۱ ؁ھ میں فوت ہوا اس نے اپنے دانتوں کو سونے کی تاروں سے باندھا ہوا تھا (عثمان کی تقلید کی تھی)

علامہ عینی نے شرح بخاری جلد ہفتم صفحہ ۶۵۶ پر لکھا ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی کہتا ہے کہ کیا رسول اللہ کا اتنا حق بھی نہ تھا کہ جب ابن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کے دندان مبارک پر چھڑی لگائی تو انس بن مالک اس کے اس فعل سے انکار کرتا یا اس کی تقبیح کرتا۔

کتاب اربعین علامہ جلال الدین محدث میں ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے دربار ابوبکر میں فرمایا کہ اے اصحابِ رسولؐ تم گواہی دو یوم غدیر کے واقعہ کی اور آنحضرت کے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" فرمانے کی۔ انس بن مالک نے شہادت نہ دی اور وہ اسی وقت مبروص ہو گیا اور تادمِ آخر برص میں مبتلا رہا۔ یہاں تک کہ اپنا چہرہ ڈھانپے رکھتا۔

ترجمہ اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۱۸۱ پر ہے کہ حجاج نے انس بن مالک کے گلے میں مہر لگادی تھی جو توہین کا نشان تھا۔ تمام دوسرے صحابہ کی گردنوں پر مہریں لگادیں۔ پھر صفحہ ۱۸۵ پر ہے کہ حجاج نے سہل صحابی کی گردن پر بھی مہر لگادی اور حکم دیا کہ اس سے کوئی شخص سماعتِ حدیث نہ کرے۔

جنگِ صفین

استیعاب ابن عمر برکی صفحہ ۳۰۸ جلد اول میں ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا۔ مجھے کسی امر پر افسوس نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو کر (جنگِ صفین میں) فرقہ باغیہ کے خلاف جنگ نہ کی۔

ملل و النحل مطبوعہ لنڈن صفحہ ۱۰۳ پر ہے کہ قیس بن ابی حازم کہتا ہے کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کے ہر جنگ میں اور ہر حال میں شریک تھے۔ یہاں تک کہ جنگِ صفین میں حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لشکر سے کہا۔ کوچ کرو اس قوم کی طرف جو بقیہ احزاب سے ہے (کافر اور ملعون ہے) اور ان لوگوں کی طرف جو کہتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول نے جھوٹ کہا (صرف ظاہری مسلمان ہیں)

فضائل وشہادت حضرت عمار یاسر

وفاء الوفا صـ۲۲۵ـ اور تاریخ خمیس جلد اول صـ۳۸۹ـ پر ہے کہ امام یحیی اور زہری اور مجد سے روایت ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا کہ جب حضرت نے مسجد کی تعمیر شروع کی تو خود آنحضرت نے اینٹ وغیرہ اٹھانا شروع کر دیا۔ دوسرے مہاجرین و انصار نے بھی اینٹ گارا وغیرہ اٹھانا شروع کر دیا۔ عثمان بن عفان جو خوش پوشاک شخص تھا۔ یہ کام کرنے میں کپڑوں پر گرد و غبار پڑنے کا خیال رکھتا اور صاف کرتا۔ اس پر پہلے حضرت علی علیہ السلام نے اور پھر حضرت عمار نے یہ فرمایا کہ جو شخص تعمیر مسجد میں اس طرح مشغول ہو کہ کھڑا ہو کر اور بیٹھ کر دوڑے۔ اس کے برابر وہ شخص نہیں ہو سکتا جو اپنے کپڑے جھاڑتا اور صاف کرتا رہے۔ عثمان نے حضرت عمار کو ڈنڈا دکھایا اور زد و کوب کی وجہ سے چہرہ بگاڑ دینے کی دھمکی دی۔ اس پر آنحضرت غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ عمار ہماری آنکھ اور ناک کے درمیانی جسم کے برابر ہے۔ جس نے اس کو ایذا دی اس نے ہم کو ایذا دی۔ پھر آنحضرت نے عمار کا ہاتھ پکڑا اور تمام مسجد میں گھومے اور عمار کے سر کے بالوں کی مٹی صاف کرتے اور فرماتے۔ اے پسر سمیہ (عمار یاسر) تجھ کو ہمارے اصحاب قتل نہیں کریں گے بلکہ تو ایک باغی فرقے سے قتل ہوگا۔

سورہ زمر آیہ نمبر ۲۱ "افمن شرح اللہ صدرہ الخ" سے مراد بقول معصومین علیؑ و حمزہ و عمار ہیں۔

روضۃ الصفا جلد ثانی صـ۲۴ـ اور ابو الفدا جلد ثالث صـ۴۲۶ـ اور استیعاب صـ۴۳۶ـ اور نسائی ابن مسعود اور مطالب السئول ابن طلحہ شافعی اور کتاب المرتضیٰ صـ۱۴ـ پر بحوالہ ابن حجر عسقلانی لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اے عمار تم کو گروہ جہنمی قتل کرے گا۔

استیعاب جلد دوئم صـ۴۳۵ـ پر ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ بہ تحقیق عمار کا دل ایمان سے پر ہے اور یہ سر سے پاؤں تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے جو عمار سے دشمنی کرے اس نے خدا سے دشمنی کی۔ ترمذی مع ترجمہ مطبوعہ نولکشور جلد دوئم صـ۵۹۱ـ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ بہ تحقیق جنت تین شخصوں کا مشتاق ہے۔ یعنی علی و عمار و سلمان کا۔ استیعاب جلد دوئم صـ۴۳۵ـ پر ہے کہ عمار اور عمار کی والدہ سمیہ اور عمار کا باپ یاسر ایک ہی وقت اسلام لائے۔ جس کی وجہ سے سمیہ کو ابوجہل نے شہید کر دیا اور مرحومہ اسلام میں سب سے پہلی

شہیدہ کہلائیں۔ یاسر کو کفار نے اتنا زدوکوب کیا کہ جاں بحق ہو گیا۔ عمار نے تقیہ سے جان بچالی جس کی تعریف میں آیۂ قرآنی کا نزول ہوا۔ پھر اسی صفحہ پر ہے کہ عائشہ نے کہا کہ ہم چاہتے تو تمام صحابۂ رسولؐ کے بارے میں کچھ کہہ سکتے (مذمت میں وضعی حدیث بنا سکتے) بہ استثناء عمار جس کے بارہ میں رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ سر سے قدموں کے تلوے تک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ ص۱۳۶ پر ہے کہ عمار حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف سے لڑ کر جنگِ صفین میں ۳۷ سنہ ہجری میں شہید ہوا اور حضرت علی علیہ السلام نے اس کو بلا غسل و کفن اس کے اپنے کپڑوں میں دفن کیا۔

اسد الغابہ ص۶۵ پر ہے کہ جب عمار کو لشکرِ معاویہ نے شہید کر دیا تو ہر ایک آدمی (بغرض انعام) دعوےٰ کرتا کہ عمار کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس پر عمرو عاص بولا کہ کیوں دوزخ کے لئے لڑ جھگڑ رہے ہو۔

اسد الغابہ جلد سوئم ص۱۵۶ پر ہے کہ جب عمار یاسر کو لشکرِ معاویہ نے شہید کر دیا۔ تو خزیمہ بن ثابت انصاری نے جس کو ذوالشہادتین کا لقب حاصل تھا۔ فوراً تلوار کھینچ لی اور کہا کہ اب معاویہ بقول رسولؐ بھی باغی (کافر) ثابت ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر لشکرِ معاویہ پر حملہ کیا اور شہید ہو گیا۔

حالاتِ ابوحنیفہ

ابوحنیفہ کا اصلی نام نعمان بن ثابت تھا۔ چونکہ اس نے اپنی لڑکی مسماۃ حنیفہ کا نکاح خلیفہ ہارون رشید سے کر دیا۔ اس لئے اس کا نام ابوحنیفہ یعنی حنیفہ کا باپ مشہور ہو گیا۔ اس رشتہ کی وجہ سے ہارون رشید نے اس کو قاضی بنایا۔ اس نے اپنے قیاس کی بنا پر اسلام کو تباہ کر دیا۔ خلیفہ ہارون رشید نے اس کے شاگرد ابویوسف کو قاضی القضاۃ بنایا جس نے مذہب ابوحنیفہ کو سلطنت کی حمایت میں بہت رواج دیا۔ سنی کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے کچھ دیر امام صادق کی شاگردی کی مگر شاگردی کا حق یہ ادا کیا۔ کہ حضرت کی مخالفت میں ہمیشہ ساعی رہا۔ ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۵۰ھ میں فوت ہو گیا۔

سیرۃ النعمان مولوی شبلی نعمانی ص۱۳ پر ہے کہ امام اعظم کے نسب میں بہت اختلاف ہے۔ اس کے نسب کے متعلق کوئی اس کے دادا کا نام زوطی کوئی نعمان اور کوئی کاؤس لکھتا ہے۔

سیرۃ النعمان شبلی ص۱۷ پر ہے کہ ابوحنیفہ عجمی النسل تھا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کس نسل سے تھا اور عرب میں کیونکہ آیا۔ بعض مؤرخوں نے اس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ کابل سے گرفتار ہو کر آیا اور اس کو

قبیلہ بنی تیم کی عورت نے خریدا کچھ دنوں غلامی میں رہا۔ پھر آزاد کر دیا گیا۔

تاریخ صغیر بخاری ص۱۷۴ پر ہے کہ ابو حنیفہ یا النعمان بن ثابت کی وفات سنہ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ اور اس وقت اس کی عمر ۷۰ سال تھی یعنی سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ بخاری نے نعیم بن حماد سے روایت کی ہے کہ اس سے فزاری نے کہا کہ ہم سفیان ثوری کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ ابو حنیفہ کے مرنے کی خبر آئی تو سفیان نے کہا۔ کہ الحمد للہ۔ یہ اسلام کو پارہ پارہ کرتا تھا۔ اور اس سے بڑھکر کوئی شوم مولود اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔

ناظرین۔ یہ وہابی فرقہ ابو حنیفہ کے حق میں اچھے خیال نہیں رکھتا۔ ان کا ایک عالم لکھتا ہے کہ لفظ "سگ" کے اعداد بحساب حروف ابجد اسّی بنتے ہیں۔ جو ابو حنیفہ کا سال ولادت ہے اور "بوگم جہاں پاک" کے اعداد ایک سو پچاس ہیں جو اس کا سال وفات ہے۔

امام طحطاوی نے فضائل ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ حضرت خضر نے ابو حنیفہ سے اس کی زندگی میں پانچ سال اور اس کی قبر سے پچیس سال تک علم حاصل کیا۔

میزان الاعتدال میں بہ سند ابن عدی و نسائی اور حاشیہ العینہ عراقی میں بہ سند ابن البر و ابن عدی و نسائی و دار قطنی لکھا ہے کہ ابو حنیفہ ناقص العقل تھا۔ حاشیہ تخریج الہدایہ ابن حجر مکی میں ہے کہ ابو حنیفہ نے پچاس احادیث رسول میں خطا کی۔ اسمٰعیل کا قول ہے کہ ابو حنیفہ جہنمی و مرجی و خارجی تھا۔

مصفی شرح موطا شاہ ولی اللہ میں ہے کہ اکابر محدثین مثل احمد۔ بخاری مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابو داؤد ابن ماجہ نے ابو حنیفہ کو قابل روایت نہیں خیال کیا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا۔ کہ میں نے شریعت کے تین مسئلے ایک حجام سے سیکھے جبکہ وہ میری حجامت بنا رہا تھا۔

مذہب ابو حنیفہ

قیاس ایسی منحوس چیز ہے جو اسلامی شریعت کے حق میں زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہے اور افسوس ہے کہ یہی چیز مذہب سنی کی جان ہے۔ ابو حنیفہ کو اس سے خاص انس تھا۔ امام صادق ع نے ابو حنیفہ کو بہت سمجھایا کہ قیاس سب سے اوّل شیطان نے کیا تھا جس کے صلہ میں وہ مردود ابدی ہو گیا۔ مگر بمصداق "زود میخ آہنی در سنگ" کچھ اثر نہ ہوا۔ ایک دفعہ حضرت صادق ع نے ابو حنیفہ سے فرمایا کسی شخص کا قتل کر دینا امر اعظم ہے یا زنا۔ ابو حنیفہ نے کہا قتل انسان امر اعظم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ پھر قتل میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ کیوں ضروری ہیں۔

پھر حضرت نے فرمایا خدا کے نزدیک روزہ امر اعظم ہے یا نماز۔ ابو حنیفہ نے کہا نماز امر اعظم ہے حضرت نے فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کو حکم ہے کہ روزہ کی قضا کریں۔ مگر نماز کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ پس بتا۔ تیرا قیاس کیا ہوا۔

غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر گیلانی ص۲۰۰ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میری امت تہتر فرقوں پر متفرق ہوگی جن میں سب سے اعظم فتنہ میں وہ ہوگا جو قیاس کرے گا اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرے گا

الفاروق مولوی شبلی نعمانی ص۲۴۰ پر ہے کہ سب سے اول جس نے قیاس کی بنیاد ڈالی وہ عمر بن خطاب ہے

شارح منہاج لکھتا ہے کہ امام محمد باقرؑ اور امام صادقؑ قیاس کے منکر ہیں۔ دراسات اللبیب میں ہے کہ تمام آئمہ اہلبیتؑ قیاس کے منکر ہیں۔

میزان الشعرانی میں ہے کہ دین کے مسائل میں قیاس کرنا ایسا بدترین فتنہ ہے جس کی وجہ سے دین کی بنیادیں گر جاتی ہیں۔ مقدمہ ہدایہ مولوی عبد الحیٔ میں ہے کہ مسائل شرع میں قیاس کرنا حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیتا ہے۔ دراسات اللبیب میں ہے کہ حضرت صادقؑ نے ابو حنیفہ سے فرمایا کہ جس نے اول خدا کے حکم میں قیاس کیا وہ شیطان تھا۔

وفیات الاعیان ابن خلکان جلد دوئم ص۲۱۶ پر ہے کہ امام ابن حزم کہتا ہے دو مذاہب نے بذریعہ حکومت و ریاست رواج پایا۔ مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک بن انس۔

امام غزالی نے منخول میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے مذہب کے ۹/۱۰ حصہ میں خطا کی اور یہی وجہ ہے کہ پہلے اماموں نے اس پر طعن کیا ہے خطیب ابوبکر نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ امام بخاری کے استاد شیخ حمیدی نے ابو حنیفہ پر کفر کا فتوے لگایا۔

امام غزالی نے منخول میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو درہم برہم کر دیا۔ قاضی ابوبکر لکھتا ہے کہ ابو حنیفہ نے شریعت محمدؐ کی شکل بدل ڈالی۔ شبلی نعمانی نے سیرت النعمان میں لکھا ہے۔ کہ ابو حنیفہ نے رومیوں کے مسائل شریعت اسلام میں داخل کر دیئے اور ابو حنیفہ کا مذہب سلطنت کے اغراض سے وابستہ تھا۔

نصر بن شمیل نے کتاب حیل میں لکھا ہے کہ امام شافعی کا قول ہے کہ ابو حنیفہ نے اسلام میں ایسے امور داخل کئے جو مخالف اسلام ہیں اور امام مالک کا قول ہے کہ اسلام میں ابو حنیفہ کے مسائل کا نقصان

شیطان کے نقصان سے زیادہ ہے۔ اور ابن مہدی کا قول ہے کہ اسلام میں ابوحنیفہ کی خرابی دجال کے فتنہ سے زیادہ ہے۔

اقوال ابوحنیفہ

مسند امام احمد بن حنبل میں سورہ ق آیہ نمبر ۲۳ "القیا فی جہنم کل کفار عنید" کے بارہ میں لکھا ہے کہ شریک بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ابو محمد اعمش کے مرض الموت میں عیادت کو گئے۔ کہ اتنے میں ابن ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ بھی آ گئے ابو حنیفہ نے ابو محمد اعمش سے کہا کہ تم نے علیؑ کے بارہ میں ایسی ایسی حدیثیں (قدر و منزلت کی) روایت کی ہیں کہ اگر تم خاموش رہتے تو بہتر ہوتا۔ ابو محمد اٹھ کر تکیہ کے سہارے بیٹھ گیا اور کہا مجھ سے ابو المتوکل نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ قیامت کے روز مجھ کو اور علیؑ کو حکم دیا جائے گا۔ کہ تم اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کرو۔

فقہ اکبر ص۱۱ اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی ص۱۰۵ اور شرح عقائد نسفی مطبوعہ نول کشور ص۹ پر ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک انبیا اور اولیا اور ملائکہ بلکہ تمام نیکوں اور بدوں کا ایمان برابر ہے۔ کسی کے ایمان میں کچھ کمی زیادتی نہیں۔

ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی مطبوعہ نول کشور ص۱۱ پر ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک مدینہ منورہ حرم یعنی جائے عزت نہیں ہے۔

رد المختار ص۲۷۹ اور ہدایہ جلد اول ص۵۷۸ اور شرح وقایہ ص۱۸۳ اور کنز مطبوعہ احمدی ص۱۹۲ پر ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی ذمی یعنی جزیہ ادا کرنے والا رسول اللہ کو گالی دے۔ تو قابل قتل نہیں ہے۔ ہدایہ جلد اول ص۵۷۸ اور شرح وقایہ ص۱۸۳۔ اور کنز الدقائق ص۱۹۲ پر ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی ذمی جزیہ دینے سے انکار کر دے۔ یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے۔ تو بھی اس کا عہد ذمی ہونے کا نہیں ٹوٹتا یعنی مسلمانوں پر اس کے مال اور جان کی حفاظت واجب ہے۔

ہدایہ شرح وقایہ۔ در المختار۔ منیہ۔ قدوری۔ کیدانی وغیرہ کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنی فرض نہیں ہے۔ نماز میں خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہو اور نماز خواہ جہری ہو یا خفی۔

ہدایہ شرح وقایہ منیہ کیدانی۔ قدوری وغیرہ کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک رفع یدین کرنا وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے اور تیسری رکعت میں ہاتھ باندھنے کے درست نہیں ہیں۔
ہدایہ جلد اول ص ۷۴۔ شرح وقایہ ص ۳۹۔ رد المختار جلد اول ص ۱۴۰۔ عالمگیری ص ۲۶ و ص ۲۷

کنز الدقائق۔ قدوری میں ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک قومہ یعنی رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہونا۔ اور قعود یعنے پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھنا اور جلسہ استراحت یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں دونوں سجدوں سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ کر کھڑا ہونا کوئی بھی فرض نہیں ہے۔ ہدایہ جلد اول ص ۱۰۔ عالمگیری جلد اول ص ۲۶ پر ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک نماز کو آہستگی سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا فرض نہیں ہے۔

ہدایہ جلد اول ص ۲۳۰۔ شرح وقایہ ص ۱۰۶۔ کنز ص ۱۰۸۔ رد المختار جلد دوئم ص ۴۰۳۔ عالمگیری جلد اول ص ۱۲۳ پر ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک بچہ کو اڑھائی برس تک ماں کا دودھ پلانا حلال ہے۔ فتاوے عالمگیری جلد پنجم ص ۱۳۲۔ جامع الصغیر میں ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک عقیقہ کرانا جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

ہدایہ جلد اول ص ۲۱۳۔ شرح وقایہ ص ۷۴۔ کنز ص ۹۵ رد المختار جلد دوئم ص ۸۱۔ عالمگیری جلد اول ص ۴۰ قاضی خاں جلد اوّل ص ۹۷ پر ہے۔ کہ ابوحنیفہ کے نزدیک فرضی روزہ کی نیت بجائے رات کے دن کو زوال کے وقت تک کر سکتے ہیں۔

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۹۰ پر ہے کہ ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ مذہب اہلسنت والجماعت کیا ہے۔ کہا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کو سب سے افضل مانیں عثمانؓ و علیؓ سے الفت رکھیں مسح علی الخفین جائز مانیں ہر فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔

ابن جوزی نے کتاب منتظم میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کہا کرتا کہ اگر رسول اللہ میرے زمانہ میں زندہ ہوتے تو میرے بہت اقوال پر عمل پیرا ہوتے۔

درمختار میں ہے کہ جب حضرت عیسےٰؑ آسمان چہارم سے نزول فرمائیں گے تو عیسےٰؑ اور مہدیؑ ابوحنیفہ کی پیروی کرینگے اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ فرعون طاہر و مطہر تھا۔ کتاب مختار مختصر تاریخ بغداد میں ہے کہ ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ابوبکر کا ایمان اور شیطان کا ایمان برابر ہے اور ایک دفعہ ابوحنیفہ کو رسولؐ پاک کی حدیث سنائی گئی جو اس کے اپنے اجتہاد کے خلاف تھی۔ اس پر اس نے کہا کہ اس حدیث کو خنزیر کی دم سے چھیل ڈالو۔
رد المختار ص ۱۴۵ پر ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور اسی پر فتوےٰ ہے

اگرچہ بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے۔ لہٰذا اس کا بیچنا اور اُجرت پر لینا اور دینا سب جائز ہے اس کی کھال کا مصلےٰ بنا سکتے ہیں اور نیز ڈول (پانی بھرنے کے لئے) بنا سکتے ہیں اور اگر اس کو گود میں لے کر نماز پڑھی جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

فقہ حنیفہ

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص۲۰۳ پر ہے کہ فرض کرو۔ اگر کسی شخص نے ابوبکرؓ یا عمرؓ یا عثمانؓ یا علیؓ کو قتل کر دیا تو بھی وہ مسلمانی سے خارج نہیں ہوتا۔

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص۲۰۳ پر ہے کہ فرض کرو۔ کہ اگر کوئی شخص امام حسین علیہ السلام کے شہید کر دینے کا حکم دیدے تو بھی وہ شخص کافر نہیں کہا جا سکتا۔

امام فخرالدین رازی ترجیح مذہب شافعی میں لکھتا ہے کہ حنفیوں کے نزدیک جائز ہے کہ گوز کر کے نماز تمام کرے حالانکہ یہ ایسا امر ہے کہ کوئی فاسق مسلمان بھی اس کا ارتکاب نہیں کرتا۔ بلکہ اگر کوئی ایسا کرے تو وہ ملحد ہے کہ اس نے دین شریعت کو ذلیل کیا۔ ایسی فضیحت بھری نماز سے ترکِ نماز بہتر ہے۔

جزیل المواہب فی اختلاف المذاہب سیوطی مغیث الخلق فی اختیار الحق امام الحرمین جوینی۔ رسالہ ترجیح مذہب شافعی امام رازی میں ہے کہ اگر کتے کی کھال کا چوتھائی حصہ نجاست سے آلودہ کر لیا جائے اور شراب نبیذ سے بے ترتیب وضو کر لیا جائے اور بغیر نیت کے تکبیر الاحرام کہکر نماز کو کسی بھی زبان میں شروع کر دیا جائے۔ اور دونو سجدوں میں بلا فاصلہ صرف کوؤں کی طرح دو ٹھونگیں لگائی جائیں اور نماز کے اختتام پر بجائے سلام کہنے کے گوز لگا دیا جائے۔ تو ابو حنیفہ کے نزدیک سب سے چھوٹی اور درست نماز ہے۔

غایت الاوطار جلد دوئم ص۲۴۱۔ فتح القدیر جلد دوئم ص۲۳۸ پر ہے کہ اگر ایک مرد ملک مغرب میں اور ایک عورت ملکِ مشرق میں ایک سال کی مسافت پر رہتے ہوں۔ اور ان دونوں کا نکاح کسی طرح پڑھ دیا گیا۔ اب اگرچہ اس مردِ مغربی کو اس عورت مشرقی سے صحبت کرنے کی نوبت نہیں آئی پھر بھی تاریخ نکاح سے چھ مہینے بعد ہی اگر وہ عورت بچہ جنے تو وہ بچہ صحیح النسب ہوگا۔ بلکہ اس مرد کی کرامات سمجھی جائے گی۔

رد المحتار شرح در مختار جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۴۷ پر ہے کہ خانیہ میں ہے کہ بخاری میں جو یہ حدیث آئی ہے کہ حضرت نے فرمایا جن چیزوں کو خدا نے حرام کیا ہے ان میں شفا نہیں ہے اس سے یہ مراد ہے۔ کہ

جن چیزوں میں شفا ہے وہ حرام نہیں ہیں جیسا کہ پیاسے کے لئے شراب حلال ہے۔

در مختار صفحہ ۱۴۴ پر ہے کہ سور کے بال طاہر ہیں۔

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۰ پر ہے کہ اگر قبل نیت یا بعد نیت روزہ رکھ کر کھائے یا پئے یا جماع کرے تو روزہ درست ہے صرف نسیان ہونا چاہیئے۔

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۰ پر ہے کہ اگر کوئی یاد دلائے کہ تم روزہ سے ہو اس پر بھی وہ کھا لے تو بعض کہتے ہیں کہ اس کا روزہ درست ہے اور جو لوگ روزہ کے باطل ہو جانے کے قائل ہیں وہ بھی کفارہ نہیں مانتے۔

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۱ پر ہے کہ اگر فرج کی طرف کئی بار نظر کرے اور انزال ہو جائے یا اسی فکر میں ڈوبا رہے اور انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۲ پر ہے کہ اگر کوئی روزہ دار لکڑی اپنی مقعد میں داخل کرے اس طرح پر کہ اس کا کچھ حصہ مقعد سے باہر رہ جائے تو روزہ درست ہے لیکن اگر لکڑی تمام کی تمام غائب ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۲ پر ہے کہ اگر روزہ دار خشک انگلی مقعد یا فرج میں داخل کرے تو روزہ درست ہے لیکن تر انگلی داخل کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۲ پر ہے کہ اگر لکڑی یا ڈورہ میں لقمہ باندھ کر حلق کی راہ پیٹ میں داخل کر دیا جاوے بشرطیکہ ذرہ سا کنارہ باہر رہے تو روزہ درست ہے۔

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۳۔ اور فتاوے قاضی خاں مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۱ پر ہے کہ اگر بحالت روزہ عضو تناسل کو کسی جانور یا مردہ کی فرج میں داخل کیا جائے انزال ہو یا نہ ہو روزہ درست ہے۔

رد المحتار جلد دوئم صفحہ ۱۰۳ پر ہے کہ اگر دو عورتیں مساحقہ کریں اور انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

شرح بخاری عینی کتاب التفسیر میں ہے کہ امام مالک نے کہا جو شخص دین میں میرا اقتدا کرتا ہے اس کی نسبت مجھے شبہ نہیں کہ وہ وطی فی الدبر نسواں کی حلت میں شک کرے۔

درمنثور میں ہے کہ امام شافعی سے وطی فی الدبر کا استفتا کیا گیا امام شافعی نے کہا۔ رسول اللہ سے نہ اس فعل کی حلت ثابت ہے اور نہ حرمت اور قیاس اس کی حلت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی درمنثور میں امام شافعی کا مناظرہ درج ہے جو اس نے اپنے ربیب والد امام محمد شاگرد امام ابو حنیفہ سے کیا تھا جس میں شافعی نے وطی

فی الدبر ثابت کرنا چاہا ہے ۔ نیز امام ابو حنیفہ کے استاد فقہ محمد بن میکدر اور عبدالرحمان بن قاسم اور ابن ابی ملیکہ وغیرہ جو تمام ثقہ اور صحیحین کے نامی راوی ہیں۔ وطی فی الدبر نسوان کی حلت کے قائل تھے اور ان میں بعض اس فعل کے عامل بھی تھے ۔

درمنثور میں ہے کہ ایک دن ابن ابی ملیکہ سے وطی فی الدبر نسواں کا استفتا کیا گیا اس نے کہا کہ شب گذشتہ میں نے خود اس فعل کا ارادہ کیا جب دخول دشوار ہوا تو روغن سے مدد لی گئی ۔

عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ یا غلام یا لونڈی سے وطی فی الدبر کرے تو اس پر حد نہیں ہے ۔ اکثر فقہا نے اس فعل کے ارتکاب پر بغیر انزال غسل تک کا بھی حکم نہیں دیا اور بعض فقہا کے نزدیک اس فعل سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا ۔

ہدایہ صفحہ ۴۹۷ ۔ اگر کوئی شخص عورت یا مرد سے لواطت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہیں اور جو چوپائے سے کرے اس پر بھی حد نہیں ۔

امام ابو یوسف کی شکایت کا قصہ ابن حجر عسقلانی نے نظام شاعر کی زبانی لسان المیزان ترجمہ ابو یوسف میں ابو اسحاق شیرازی کی کتاب القاب سے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب یعقوب یعنی امام یوسف دفن ہو چکا ۔ تو اسکی قبر پر نظام شاعر نے یہ اشعار پڑھے جنکا ماحصل یہ ہے ابو یوسف نے اپنے قیاس سے شراب کو حلال کیا ۔ قیاس کی طرف اس قدر عنایت تھی کہ ہمارے لئے حرمت مدام کے بعد اس کا حلال ہونا ثابت کر دیا ۔ اگر ابو یوسف کو جلد موت نہ آتی تو وہ زنا اور غلاموں کی لواطت کو ہمارے لئے حلال کر جاتا ۔ ناظرین ۔ اسحاق شیرازی خطیب بغدادی کا استاد ہے ۔

ترمذی کتاب التفسیر جلد دوئم صفحہ ۳۳۶ پر ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے آنحضرت سے عرض کیا ۔ یا حضرت رات کو میں نے اپنی سواری (زوجہ) کو اوندھا کر لیا ۔ (وطی فی الدبر کیا تھا)

تلخیص جلد چہارم صفحہ ۹۵ پر ہے کہ جو شخص حالت حیض میں جماع کرے یا عورت کی دبر میں دخول کرے یا کاہن کے پاس (استصواب رائے کے لئے) جاوے تو وہ بیزار ہو گیا ۔ اس چیز سے جو محمد پر نازل ہوئی ہے (قرآن پاک)

فتح الباری کتاب التفسیر صفحہ ۱۴۱ ۔ اور بخاری جلد سوئم صفحہ ۷ پر ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ بیشک آنحضرت پر لواطت نسا کی اباحت میں (عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر کے جائز ہونے میں) آیہ " نساءکم حرث لکم " نازل ہوئی

تفسیر کبیر فخر الدین رازی میں ہے کہ اکثر علماء کی رائے ہے کہ آیہ "نساءکم حرث لکم" سے مرد کو اختیار دیا گیا ہے خواہ وہ فرج میں دخول کرے خواہ مقعد میں۔

ارشاد الساری شرح بخاری قسطلانی میں ہے کہ وطی فی الدبر کے جواز کو جماعت صحابہ اور تابعین اور امام مالک نے تسلیم کیا ہے۔

میزان الاعتدال ذہبی اور عقائد منظوم علی بن بابی المعروف بہ خمیق میں ہے کہ قاضی یحییٰ بن اکثم کو بچہ بازی کرنے اور خود خلاف وضع فطری کام کرانے کی بد عادت نہایت کثرت سے تھی۔

تاریخ الخلفا اردو مولفہ مولوی مسیح الزمان میں ہے کہ یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان کی ایک معشوقہ مر گئی تو یزید معشوقہ کی میت سے ایک ہفتہ تک جماع کرتا رہا جب امرائے دربار نے التجا کی تو اس کے دفن کا حکم دیا۔ ناظرین! یہ ہیں سنیوں کے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین اور نائب رسول اللہ۔

فتاوے قاضی خاں جلد اول کتاب الصوم فصل اول ص۱۰۵ پر ہے کہ اگر کوئی بہائم (حیوان) یا میت سے جماع کرے مگر انزال نہ ہو تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق زیلعی کتاب النکاح میں ہے کہ اگر آلہ تناسل پر کپڑا لپیٹ لیا جائے اور محرمات (ماں۔ بہن۔ خالہ۔ وغیرہ) سے جماع کیا جائے تو حد نہیں۔

فتاوے عالمگیری جلد اول فصل ثالث فی المعانی موجب الغسل میں ہے کہ اگر ذکر پر کپڑا لپیٹ کر جماع کیا جائے اور انزال نہ ہو تو اس کی نسبت بعض نے کہا ہے کہ غسل واجب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ غسل واجب نہیں ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اگر باریک کپڑا لپیٹا جائے اس طرح کہ اس سے فرج کی حرارت اور لذت محسوس ہو تو غسل واجب ہے ورنہ غسل واجب نہیں ہوتا۔

جامع الرموز شمس الدین قہستانی مبحث غسل مطبوعہ نولکشور لکھنؤ جلد اول ص۲۰ پر بحوالہ جلالی لکھا ہے کہ اگر سر ذکر پر کپڑا یا کوئی اور چیز لپیٹی جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا۔ نیز اسی کتاب کی مبحث صوم ص۱۵۶ میں بحوالہ منیہ لکھا ہے کہ اگر ذکر پر اس طرح کپڑا لپیٹا جائے کہ مقام مخصوص کی حرارت محسوس نہ ہو تو روزہ دار پر کوئی کفارہ نہیں۔

جامع الرموز مطبوعہ نول کشور لکھنؤ جلد اول ص۲۱ مبحث غسل میں ہے کہ اگر سر ذکر پر کپڑا یا کوئی اور چیز جیسے حریر ملفوف کر کے جماع کرے تو غسل واجب نہ ہوگا۔ جامع الرموز جلد اول مبحث صوم ص۱۵۶ پر ہے

کہ اگر عضو تناسل پر ایسا کپڑا لپیٹ کر جماع کرے جس سے مقام مخصوص کی حرارت محسوس نہ ہو تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

در المختار مطبوعہ نول کشور جلد اول صـ۱۲۰ پر ہے کہ اگر سر ذکر پر کپڑا لپیٹ کر دخول کرے تو اصح یہ ہے کہ اگر جماع کی لذت پائے تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق کتاب النکاح میں ہے کہ اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر عورت (کوئی عورت ہو) سے جماع کرے تو حرام نہیں ہے۔

نودی شرح مسلم میں ہے کہ اگر ذکر پر کپڑا لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کرے تو ہمارے علما کے تین قول ہیں جن میں دوسرا قول یہ ہے کہ غسل واجب نہیں۔ کیونکہ دخول کپڑے میں ہوا ہے۔

قاضی خاں صـ۴۲۰ سطر ۹ پر ہے کہ اگر کوئی بالغ مرد کسی بالغ مرد سے لواطہ کرے تو اس کو تعزیر کی جائے لیکن اگر لڑکے سے کرے تو اس پر کوئی حد نہیں۔ سطر ۲۵ پر ہے کہ اگر بھنگ پی کر بدمست ہو جائے۔ تو اس پر کوئی حد نہیں۔ جامع الرموز مطبوعہ نولکشور کتاب الحدود صـ۵۲۱ سطر ۲ پر ہے کہ اگر غلام یا لونڈی یا اجنبیہ عورت یا منکوحہ عورت سے لواطہ کرے تو اس پر کوئی حد نہیں۔

اوحدی نے جام جم میں لکھا ہے:۔

آبروئے غلام خویش مبر — دفتر بد بہ نام خویش مدر
نتواں زد بہ گفتۂ مالک — غوطۂ در ورطۂ چنیں ہالک

ملا جامی نے بہارستانِ جامی میں لکھا ہے:۔

گفت مملوکۂ بمالکِ خویش — کز قفائش مپو تو راہِ فساد
ترکِ ایں فعل کن کہ جائز نیست — نزدِ دیں پروران شرح نہاد
گفت خامش کہ شیخِ دیں مالک — بہ چنیں عیش فتوے مارا داد

ناصر خسرو لکھتا ہے:۔

شافعی گفت کہ شطرنج مباح است مدام — کج مبازید کہ جز راست نہ فرمودہ امام
ابو حنیفہ بہ ازیں گفتہ در احوالِ شراب — کہ ز جوشیدہ بخور تا نہ بود بر تو حرام
حنبلی گفت چو در ورطۂ غم درمانی — اندکے بھنگ خورد سوئے احبا بخرام
گر کنی پیروی مفتیِ چارم مالک — اوہم از بہر تو تجویز کند وطی غلام

بھنگ و میخور و کون بزن و خوش باش قمار ۔۔۔ کہ مسلمانی بریں چہار امام است تمام

تفسیر کبیر جلد ثانی حجۃ ثالثہ مطبوعہ مصر صـ ۲۳۴ - اور تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن جلد اول صـ ۲۸۰ پر بروایت حزیمہ بن ثابت لکھا ہے کہ آنحضرت نے وطی فی الدبر کے جواز کا فتوے دیا۔
فتح المبین مع تنبیہ الوہابین مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صـ ۳۵۵ و صـ ۳۵۷ - در منثور سیوطی جلد اول مطبوعہ مصر صـ ۲۶۶ سطر ۳۰ - شرح بخاری عینی کتاب التفسیر - تہذیب ابن حجر عسقلانی جلد نہم صـ ۳۴۲ پر ہے کہ وطی فی الدبر جائز ہے۔

کتاب محاضرات امام ابو القاسم راغب اصفہانی میں ہے کہ جب ناصر خلیفہ ہوا تو اس نے ابو حنیفہ کے شاگرد علامہ عبد اللہ ابن مبارک کو قاضی مقرر کیا اور یہ علتِ اُبنہ کا مریض تھا۔ ایک دن علامہ ابن مبارک نے ناصر سے کہا یا امیر المومنین۔ مجھے چند زبردست مردوں کی ضرورت ہے جو میری مدد کریں (رفع حاجت کریں) ناصر نے کہا مجھے یہ امر پہلے ہی سے معلوم ہے (تنزیہ الانساب حصہ دوئم بیان عثمان)

تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ مصر صـ ۹۷ سلیمان بن یزید کے بیان میں لکھا ہے کہ خلیفہ ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان نے اپنے حقیقی بھائی سلیمان بن یزید سے اغلام کا ارادہ کیا۔ جب ولید کے مرنیکے بعد سلیمان خلیفہ ہوا تو اس نے ولید کے اس فاسد ارادہ کا ذکر کیا۔

تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ مصر صـ ۱۲۱ امین بن ہارون رشید کی خلافت کے بیان میں ہے کہ ابن جریر سے منقول ہے کہ جب امین بن ہارون رشید خلیفہ ہوا۔ تو اس نے دو مخنث خریدے۔ جن پر یہ شیدا تھا پھر انکو اپنی خلوت خاص کے لئے مقرر کیا اور تمام ازواج اور کنیزوں کو ترک کر دیا۔ بخاری کتاب الاذان باب امامت المفتون والمبتدع میں ہے کہ امام زہری استاد امام مالک نے ہیجڑوں کی امامتِ نماز کو جائز قرار دیا ہے۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد چہارم میں سورہ توبہ آیہ نمبر ۲۷ "انما المشرکون نجس" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت مشرکون کے نجس العین ہونے پر نص صریح ہے لیکن بعض لوگوں (علمائے اہلسنت) کا خیال اس کے برعکس ہے کہ مشرک تو طاہر ہے اور مسلمان بحالتِ جنابت و حدث نجس ہے اور مشرکین کے اعضا کا استعمال کیا ہوا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے لیکن مسلمانوں کے اعضاء کا استعمال کیا ہوا پانی نجس ہے۔

در مختار میں ہے کہ سنیوں کی فقہ کی معتبر کتاب ہے کہ اگر کسی کو نکسیر کا مرض ہو اور سورہ فاتحہ کو خون سے مریض کی پیشانی اور ناک پر لکھ دیا جائے تو بہ نیت شفا جائز ہے اور اسی طرح سورۂ فاتحہ کو بھی پیشاب سے لکھنے میں مضائقہ نہیں اگر اس میں شفا کی امید ہو۔

فتاویٰ قاضی خاں جلد چہارم مطبوعہ نولکشور صـ ۳۶۴ اور فتاویٰ سراجیہ برحاشیہ فتاویٰ قاضی خاں صـ ۳۱ اور فتاوے عالمگیری صـ ۳۴۴ پر ہے کہ جس کی نکسیر پھوٹے اور خون نہ تھمے۔ تو اگر وہ خون کے ساتھ اپنی پیشانی پر کچھ قرآن لکھے تو جائز ہے اور اگر پیشاب سے قرآن لکھے اور اگر مردار کی کھال پر قرآن لکھ لے۔ تو اگر اس میں شفا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ناظرین! قرآن تو حکم دیتا ہے "لا یمسہ الا المطہرون" یعنی اس کو چھونے سے پہلے پاک پاکیزہ ہو لو۔ لیکن ادھر یہ اجتہاد ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتوے میں لکھا کہ اگر بوقت ادائے قرض (مقروض قارض کو) کچھ زیادہ دیدے تو مضائقہ نہیں (یعنی بطور سود)

مولوی عبید اللہ ایڈیٹر وکیل اس فتوے بالا کو نقل کر کے لکھتا ہے کہ قرآن میں اگر ممانعت ہے۔ تو اس گراں شرح ربا کی ممانعت ہے۔ جو اضعافاً مضاعفہ یعنی دوگنے کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور نزول قرآن کے اوقات میں اسی (دوگنے سود) کا رواج تھا۔

مجمع الانوار جلد دوئم صـ ۳۹۵ پر ہے کہ ابن عمر اکثر روزہ ہی مجامعت سے کھولا کرتا اور اس نے تین جاریہ سے قبل عشا مجامعت کی

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اخبار اہلحدیث ۱۱/۴۵ مورخہ ۱۱/۴ رمضان ۱۳۲۸ھ میں یہ استفتا لکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنے جد کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے مجامعت کی اور پھر وہ عورت حاملہ ہوئی اور اس نے لڑکا جنا۔ اب علمائے شریعت کا کیا حکم ہے۔ نکاح ہوا یا نہ ہوا۔ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جائے گا۔ اس کے شوہر پر نان و نفقہ واجب ہوگا یا نہ۔ اس کا جواب ثناء اللہ نے یہ دیا کہ حقیقی والد کی منکوحہ سوتیلی والدہ سے نکاح کرنا تو منع ہے مگر دادا کی منکوحہ عورت کی حرمت منصوص نہیں۔ اس لئے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا اور بچہ بھی صحیح النسب ہوگا۔ چھپائی داخل فنڈ۔

علامہ شعرانی نے میزان الکبرے صـ ۳۹ پر لکھا ہے کہ علمائے شافعیہ اور حنفیہ کی ایک جماعت ماہ رمضان کے روزوں کو دن میں توڑ دیتی۔ تاکہ مجادلہ میں قوت ملے اور ایک دوسرے کو شکست دے سکے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ایک فتوے شائع کیا۔ کہ بغرض اصلاح رسوم قبیحہ محرم کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔ جس سے ان ایام کی کچھ زیادتی محسوس ہو۔ نہ روئیں نہ پیٹیں۔ نہ سوگ منائیں۔ نہ شہادت سنائیں۔ نہ غم کریں۔ تاکہ بدعات محرم پر اس کا اثر نہ پڑے۔ ہاں ایام محرم کے بعد واقعات کا سننا منع نہیں۔ ایسی مجلس کا بانی اس گناہ میں سب سے اول ہوگا۔

چلپی حاشیہ شرح وقایہ ص ۲۹۔ قاضی خاں جلد چہارم ص ۴۰۶۔ کنز الدقائق کلاں مطبوعہ دہلی ص ۱۶۸ پر ہے کہ زانیہ عورت کی خرچی جائز ہے اور جو اجرت دے کر زنا کرے اس پر شرعی حد بھی نہیں ہے۔ ہدایہ جلد ۱ ص ۲۹۳۔ ہدایہ جلد دوئم ص ۱۲۵۔ شرح وقایہ ص ۲۳۷۔ کنز ص ۲۵۰۔ عالمگیری جلد اول ص ۱۰۷۔ در المختار ص ۳۹۴۔ قاضی خاں جلد سوئم ص ۱۱ پر ہے۔ کہ جھوٹی گواہی دے کر بیگانی عورت کو لے لینے اور اس سے صحبت کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

ہدایہ جلد دوئم ص ۲۹۹۔ شرح وقایہ ص ۱۶۲۔ کنز ص ۱۶۵۔ رد المختار ص ۲۵۰۔ عالمگیری جلد دوئم ص ۵۱ پر ہے کہ اگر بیاہا ہوا کافر زنا کرے جب مرتد ہو کر پکڑا جاوے تو اس کو سنگسار نہ کرنا چاہئے۔ رد المختار جلد چہارم ص ۲۲۴۔ عالمگیری جلد سوئم ص ۸۔ قاضی خاں جلد سوئم ص ۳۳۹۔ ہدایہ جلد دوئم ص ۸۵۔ شرح وقایہ ص ۲۲۔ کنز ص ۲۲۲ پر ہے کہ کتے کی بیع جائز ہے۔

ہدایہ جلد دوئم ص ۳۴۵۔ شرح وقایہ ص ۳۴۶۔ کنز ص ۳۴۵۔ ہدایہ جلد چہارم ص ۱۳۴۔ رد المختار ص ۱۹۰۔ عالمگیری جلد پنجم ص ۱۵۲ پر ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا درست ہے اور اس کا کھانا پینا حلال ہے۔ ہدایہ جلد دوئم ص ۴۸۱۔ کنز ص ۳۵۶۔ عالمگیری جلد پنجم ص ۱۵۲۔ قاضی خاں جلد چہارم ص ۲۶۰۔ شرح وقایہ ص ۴۴۵۔ رد المختار جلد پنجم ص ۲۹۱ پر ہے کہ اگر قوت حاصل کرنے کی نیت سے شراب پی جاوے تو درست ہے۔

ہدایہ جلد اول ص ۴۹۶ و ص ۴۹۶۔ تحفۃ العجم۔ کنز اردو ص ۱۷۵۔ ہدایہ ترجمہ فارسی جلد دوئم ص ۳۰۴ پر ہے۔ کہ محرمات ابدی یعنی ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ خالہ وغیرہ سے جان بوجھ کر نکاح کرنے اور ان سے صحبت کرنے میں شرعی حد نہیں ہے۔

فتاوے سراجیہ جلد سوئم ص ۱۳۴۔ عالمگیری جلد پنجم ص ۱۳۴۔ رد المختار جلد اول ص ۱۴۰۔ قاضی خاں جلد چہارم ص ۳۶۴ پر ہے کہ اگر کسی کی نکسیر بند نہ ہوتی ہو تو اس کی پیشانی پر خون سے قرآن لکھنا جائز ہے۔ اور پیشاب سے قرآن لکھنا جائز ہے۔ غایۃ الاوطار ترجمہ اردو رد المختار جلد چہارم ص ۱۹۶ پر ہے کہ اگر بکری کا بچہ سورنی کے

دودھ سے پالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔

منیۃ المصلی مترجم اردو ص ۵۹ پر ہے کہ گدھی کا دودھ پاک ہے اور اس کو صحیح کیا گیا ہے۔ منیۃ المصلی مترجم اردو ص ۵۳ و ص ۶۸۔ ہدایہ جلد اول ص ۲۲ شرح وقایہ ص ۱۴ پر ہے کہ سور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کی بیع جائز ہے اور اس پر نماز پڑھنی درست ہے۔

فتاوے قاضی خاں جلد اول ص ۱۱ منیۃ المصلی مترجم اردو ص ۵۴ پر ہے کہ اگر کتا۔ گیدڑ وغیرہ حرام جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جاوے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں اور انکی کھال پر نماز پڑھنی درست ہے۔ منیۃ المصلی مترجم اردو ص ۵۴ پر ہے کہ ذبح کئے ہوئے کتے یا بھیڑیئے وغیرہ حرام جانوروں کی ہڈیوں کا ہار پہنکر نماز پڑھنی درست ہے

ہدایہ جلد اول ص ۲۲۔ شرح وقایہ ص ۱۴ پر ہے کہ ذبح کئے ہوئے کتے وغیرہ حرام جانوروں کی کھال پہن کر نماز پڑھنی درست ہے۔ ہدایہ جلد اول ص ۹۲۔ شرح وقایہ ص ۴۳۔ کنز ص ۳۲ و ص ۳۰ پر ہے کہ اگر نماز میں سلام پھیرنے کی بجائے جان بوجھ کر گوز مار دیا جائے تو درست ہے اور نماز ہو جاتی ہے۔

قاضی خاں ص ۲۶۔ غائۃ الاوطار ص ۷ پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی دبر میں انگلی وغیرہ اس طرح پر داخل کرے کہ اس کا ایک کنارہ باہر رہے اور اگر وہ خشک نکلے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ قاضی خاں ص ۱۶ مترجم منیۃ المصلی ص ۶۳ پر ہے کہ اگر ہاتھ پر کوئی ناپاکی مثل شراب و منی کے لگ جاوے تو اس کو تین دفعہ چاٹ لینے سے ہاتھ پاک ہو جاتا ہے۔

قاضی خاں جلد اول ص ۱۴۷ پر ہے کہ اگر شراب کو کھانے کی ہانڈی میں ڈالیں یا شراب میں کوئی چیز ڈال کر کچھ سرکہ ملا دیں جب وہ ترش ہو جاوے تو اس کا کھانا درست ہے۔ قاضی خاں جلد اول ص ۱۴۷ پر ہے کہ اگر شراب کے مٹکے میں چوہا گر پڑے اور اس کا پیٹ پھٹنے سے پہلے نکال لیا جاوے تو اس شراب کا سرکہ بنا کر پی لینا درست ہے۔

قاضی خاں جلد اول ص ۱۰۰ غائۃ الاوطار جلد اول ص ۱۱۵ پر ہے کہ مشت زنی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا قاضی خاں جلد اول ص ۱۰۰ فتاوے برہنہ جلد دوم ص ۱۰ و ص ۱۹۔ رد المختار میں ہے کہ اگر تسکین شہوت کی غرض سے غرض سے مشت زنی کی جاوے تو درست ہے۔

قاضی خاں جلد اول ص ۱۰۰ و ص ۱۰۵ منیۃ المصلی اردو ص ۹ پر ہے کہ اگر کوئی شخص چوپائے یا مردہ

عورت یا چھوٹی بچی سے بدفعلی کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اس پر غسل بھی واجب نہیں ہے۔ فتاوے برہنہ جلد دوئم صفحہ ۱ پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر روزہ کی حالت میں عورت سے صحبت کرے اور اگر کپڑا سخت رہے تو اس پر نہ روزہ کی قضا لازم ہے اور نہ غسل واجب ہے۔

غائۃ الاوطار صفحہ ۱۱۶ پر ہے کہ اگر کوئی غیر مکلف شخص مکلفہ عورت سے جماع کرے تو ان دونوں پر کوئی شرعی حد نہیں ہے۔ غائۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۱۵۱ و صفحہ ۱۶۲ پر ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے

ہدایہ مترجم فارسی جلد دوئم صفحہ ۳۰۲ و صفحہ ۳۰۳ پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کسی کے پاس رہن رکھ دے اور مرتہن اس سے جماع کرے تو اس پر شرعی حد نہیں۔ اگرچہ وہ جانتا بھی ہو۔ کہ یہ لونڈی مجھ پر حرام ہے۔ قاضی خاں جلد اول صفحہ ۱۰۱ غائۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۵۱۵ پر ہے کہ روزہ کی حالت میں اگر خوابیدہ عورت سے جماع کیا جاوے تو دونوں پر روزہ کا کفارہ دینا واجب نہیں آتا۔

قاضی خاں جلد دوئم صفحہ ۱۰۱ غائۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۵۱۵ پر ہے کہ روزہ کی حالت میں اگر دیوانی عورت سے جماع کیا جاوے تو دونوں پر کفارہ دینا نہیں آتا۔ منیۃ المصلی مترجم فارسی صفحہ ۶۲-صفحہ ۱۶۳۔ کیدانی صلوٰۃ الرحمان صفحہ ۵۳ و صفحہ ۹۴۔ قاضی خاں میں ہے کہ اگر کوئی شخص آدمی کے بچہ کو گود میں لے کر نماز پڑھے تو مکروہ ہے ہاں اگر کتے کے بچے کو یا اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو گود میں لے کر نماز پڑھے۔ تو درست ہے۔

غائۃ الاوطار جلد دوئم صفحہ ۱۴۱ پر ہے کہ اگر گونگا مرد زنا کرے تو اس پر شرعی حد نہیں۔

غائۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۵۱۱ پر ہے کہ اگر مرد نے اپنی دبر میں یا عورت نے اپنی فرج میں لکڑی یا انگلی داخل کی اور وہ سوکھی نکلی۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

غائۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۵۱۵ پر ہے کہ اگر کسی نے چارپایہ کی فرج کو ہاتھ لگایا اور انزال ہو گیا۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

غائۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۵۱۱ و صفحہ ۵۱۱ اور کنز میں ہے کہ اگر عورت سے فرج کے سوائے کسی اور جگہ مثلاً بغل، ران، ناف وغیرہ میں وطی کی جائے اور انزال نہ ہو۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غائۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۵۰۵ پر ہے کہ اگر کسی شخص نے بار بار کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھا اور انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

بحر الرائق میں ہے کہ اگر نماز کی حالت میں کتے، بلی کو چمکارے پچکارے، یا گدھے کو ہانک دے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ نور الہدایہ مترجم اردو۔ شرح وقایہ جلد چہارم صفحہ ۵۹ و صفحہ ۵۹ عینی۔ عالمگیری میں ہے کہ وہ کتا جو

دانہ کھاتا ہے اور وہ کوا جو مردار اور دانہ دونو کھاتا ہے۔ حلال ہیں۔ بلکہ ایک قول یہ ہے کہ چمگادڑ بھی حلال ہے

نور الہدایہ صد ۹، وغایۃ الاوطار صد ۱۵۰ پر ہے کہ ایک درم کے برابر نجاست مثلاً پاخانہ پیشاب وخون یا پیشاب گدھے یا بلی یا چوہے کا لگ جاوے تو نماز ہوجاتی ہے اور انگلی پر گوہ لگ جاوے تو چاٹ لینے سے پاک ہوجاتی ہے۔ نور الہدایہ مترجم اردو شرح وقایہ جلد دوئم صد ۱۲۴ و صد ۱۲۵ مطبوعہ نظامی کانپور میں ہے۔ کہ اگر کسی کی لکڑیاں۔ یا گھاس۔ یا دودھ یا گوشت یا میوہ یا الیتاوہ کھیتی۔ یا مسجد کا دروازہ یا قرآن یا بیت المال سے کچھ مال چرایا جاوے تو اس چوری پر شرعی حد نہیں ہے اور نہ اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

نور الہدایہ اردو شرح وقایہ صد ۱۳۴ پر ہے کہ اگر ذبح کی ہوئی بکریوں کے گوشت میں مردار بکری کا گوشت ملجائے۔ توبھی انکا کھالینا درست ہے البتہ دیکھ بھال کر کھائے۔

منیۃ المصلی مترجم فارسی صد ۲۶۔ نور الانوار معہ شرح قمر الاقمار صد ۹ پر ہے کہ اگر کوئی مرد بحالت جنب اور عورت بحالت حیض بے غسل کئے ہوئے قرآن کو دعا کی نیت سے پڑھے تو جائز ہے۔ غایۃ الاوطار جلد دوئم صد ۱۶ پر ہے کہ اصیل عورت کو زبردستی لونڈی بنا کر جماع کرنے سے شرعی حد لازم نہیں آتی۔

غایۃ الاوطار جلد دوئم صد ۴۱۷ پر ہے کہ اگر امام یا خلیفہ زنا کے جرم میں پکڑا جاوے۔ تو اس پر شرعی حد نہیں۔

مشکوۃ مطبع انصاری فصل دوئم صد ۴۳۔ ابوداود مطبوعہ دہلی صد ۸ پر ہے کہ رسول اللہ ایسے پانی کو پاک بتاتے جس میں حیض کے لتے۔ کتوں کا گوشت اور بدبودار اشیا پھینکی جاتی تھیں۔ مشکوۃ۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی مسند۔ ابن ماجہ۔ مطبع دہلی صد ۳۶ پر ہے کہ رسول اللہ ایسے گڑھے کے پانی کو پاک بتاتے۔ جس میں مرا ہوا گدھا پڑا ہو

ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اول صد ۵۷۔ شرح وقایہ مطبع نولکشور صد ۱۸۳۔ کنز الدقائق مطبع احمدی دہلی صد ۱۹۳ رد المختار شرح در المختار مطبع دہلی جلد ہفتم صد ۲۷۹ پر ہے کہ رسول اللہ کو گالیاں دینے سے ذمی کا نقض عہد نہیں ہوتا

تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد چہارم صد ۲۲۳ پر ہے کہ حجاج نے کہا کہ اگر ہم نے کسی کو قرآن کو ابن مسعود کی قرأت کے مطابق پڑھتے سنا۔ تو ہم اس کو قتل کر دینگے اور اس آیہ کو چھیل ڈالیں گے۔ خواہ خنزیر کی ہڈی ہی سے کیوں نہ ہو

در مختار صد ۳۴۱ پر ہے کہ نماز میں ہر طرح کی تحریف کرنے اور اس میں تورات وانجیل وزبور پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

کتاب مبسوط شمس الدین سرخسی مطبوعہ مصر جلد چہارم ص۴۶ پر ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک بت اور صلیب کی فروخت جائز ہے۔

رحمۃ الامت ص۱۵۰ پر ہے کہ امام مالک کہتا ہے کہ مچھلی اور نیز جو کچھ بھی پانی میں ہے (کیکڑا، مینڈک دریائی کتا وغیرہ) اس کا کھانا جائز ہے البتہ دریائی سور مکروہ ہے اور امام احمد کہتا ہے کہ سوائے سنسار یعنے مگرمچھ تمام دریائی جانور کھانے جائز ہیں۔

حیوٰۃ الحیوان جلد دوئم ص۲۶ پر ہے کہ مینڈک کے سوائے تمام دریائی جانور کھانے جائز ہیں۔ بلکہ اگر آدمی کی بھی شکل میں ہو تو بھی کھانا جائز ہے امام ابو علی طبی کہتا ہے کہ اگر دریائی حیوان انسان کی شکل میں ہو اور عربی بولتا ہو اور عربی میں اپنا نسب بھی بیان کردے تو بھی اس کا کھانا جائز ہے۔

حیوٰۃ الحیوان جلد دوئم ص۲۰۵ پر ہے کہ جمال الدین اسنوئے کہتا ہے کہ قرش (ویل مچھلی) کا کھانا جائز ہے اور نیز کہتا ہے کہ مگرمچھ کس قاعدہ سے حرام ہوگا۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ مگرمچھ بھی کھانا جائز ہے اور امام شافعی بھی اس کی حلت کا قائل ہے۔ امام نودی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ جو کچھ دریا میں ہے سب کا کھانا حلال ہے۔

نزل الابرار جلد اول ص۵۰ پر ہے کہ کتے کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے ص۴۹ و ص۳۱ پر ہے کہ کتے اور سور کی تھوک پاک ہے اور انکا جوٹھا پاک ہے۔

اور ص۴۹ پر ہے کہ منی پاک ہے اور فرج کی رطوبت اور شراب اور حیوانات حلال وحرام کا پیشاب پاک ہے۔ جلد سوئم ص۵ پر ہے کہ شراب نجس نہیں ہے۔

جلد اول ص۳ پر ہے کہ خمر کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں اور کتے کے بال پاک ہیں اور کتے کو (ہاتھوں پر یا گودی میں) اٹھائے رکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور کتا پانی میں گر پڑے تو پانی پلید نہیں ہوتا اور کتے کے چمڑے کا جائے نماز اور ڈول بنانا جائز ہے۔ کتے کی تھوک اور خود کتا بھی پاک ہے۔ مردار اور خنزیر کے بال پاک ہیں۔ خنزیر کو ذبح کرکے چمڑے کو دباغت کریں تو چمڑا پاک ہے اور جس روٹی کے خمیر میں شراب کی میل ڈالی جائے وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔

جلد اول ص۲۹ پر ہے کہ اگر پانی میں نجاست پڑ جائے یا حیوان دموی یا غیر دموی مر جائے۔ تو اگر رنگ و بو و مزہ نہ بدلے تو پاک ہے۔ خواہ پانی تھوڑا ہی ہو۔ جلد دوئم ص۶۶ پر ہے کہ اپنی عورت سے مشت

زنی کرانی جائز ہے۔

جلد دوئم صد۳ پر ہے کہ نکاح کا اعلان دف ومزامیر وغنا سے مستحب بلکہ واجب ہے اور صد۶۷ پر ہے کہ وطی فی الدبر کی حرمت ظنی ہے۔ جلد سوئم صد۲۲ پر ہے کہ کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔

جلد اول صد۵۰ پر ہے کہ گدھا اور خنزیر اگر نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائیں تو پاک ہیں اور انکا کھانا حلال ہے۔

مسلم میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ کتے کی کھال دباغت کرلیگئی تو پاک ہے۔ بخاری میں ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے اور مسجد دھوئی نہ جاتی تھی (مولف کی رائے میں کتوں سے مراد چند اشخاص بھی ہو سکتی ہے)

تفسیر کبیر جلد سوئم صد۲۷ پر ہے کہ اگر باپ اپنی اس بیٹی سے نکاح کرے جو بوجہ زنا اس سے پیدا ہوئی ہو تو نکاح درست ہے۔ فتاوے عالمگیری مطبوعہ دہلی جلد پنجم صد۱۵ پر ہے کہ اگر نو پیالے شراب پی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ نشہ نہ ہو۔

ہدایہ مترجم فارسی مطبوعہ نولکشور جلد اول صد۲۰ پر ہے کہ وضو شراب سے جائز ہے۔ رحمۃ الامت صد وصد پر ہے کہ سور کی چربی کھال ہڈی منی سب حلال ہیں۔ صرف گوشت حرام ہے۔

رحمۃ الامت میں ہے کہ منی جو کپڑے پر لگی ہو۔ اس کے دھونے کی ضرورت نہیں ناخنوں سے چھیل ڈالے۔ کپڑا پاک ہے۔ مسلم جلد اول صد۴۶۹ پر ہے کہ اگر کوئی عورت چاہے کہ کسی غیر مرد کو اپنا محرم بنائے تو اپنا پستان اس مرد کے منہ میں دیدے۔

رحمۃ الامت صد۱۴۸ وصد۱۴۹ پر ہے کہ چیل وکوا وگوہ ولومڑی سب حلال ہیں۔ ردالمختار میں ہے کہ رشوت لینا اور شطرنج کھیلنا جائز ہے۔

شرح وقایہ میں ہے کہ ہر ایک کھال کو جب دباغت دیا جائے تو پاک ہے اور اس پر نماز اور وضو درست ہوگا سوائے سور اور آدمی کی کھال کے۔ فتاوے قاضی خاں مطبوعہ نولکشور جلد اول صد۱۱ پر ہے۔ کہ کتے اور بھیڑیے کی کھال پر نماز جائز ہے۔ اگر ذبح کرلئے ہوں۔

مفتہ المصلی مطبوعہ لاہور صد۳۳ پر ہے کہ جو جانور بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے اس کے کھال پر قبل دباغت نماز جائز ہے سوائے سور کے کہ اگر وہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے تو پاک نہ ہوگا لیکن جب اس کی کھال

کو دباغت دیا جائے تو ہمارے علماء کے نزدیک پاک نہ ہوگا۔ اور اس پر علما کا اتفاق ہے لیکن امام ابو یوسف کہتا ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا۔

حالات شیخ عبد القادر صاحب گیلانی

شیخ گیلان میں ۴۷۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور بغداد میں ۵۶۱ھ میں اکانوے سال کی عمر میں فوت ہوا اٹھارہ سال کی عمر میں گیلان کو ترک کر کے ہمیشہ کے لئے بغداد چلا آیا۔ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ شیخ سید نہ تھا مگر کیا تھا۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ فرقہ شیعہ اثنا عشری کو یہود سے اور فرقہ حنفیہ کو مرتدوں سے تشبیہ دیتا ہے۔ عاشورہ محرم کو روز عید قرار دیتا ہے اور معاویہ کی حرکات شنیعہ کا مداح ہے۔ خود غرض مریدوں کی بلند پروازیوں اور متعصب اہلسنت کی ہفوات نے شیخ کو عرش پر سات صدیوں تک بٹھائے رکھا ہے مگر اب علمی روشنی اور متجسس نگاہوں نے کھرا کھوٹا پرکھ لیا ہے۔ عداوت اہلبیتؑ میں اس کا مرتبہ عمر اور معاویہ سے کم مگر یزید سے بڑھا ہوا ہے۔ ہمارا فرقہ شیعہ اثنا عشری اس عبد القادر کو جو سید تھے اور جو گیلان میں پیدا ہو کر وہاں ہی دفن ہوئے نہایت احترام کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے ولی اللہ اور شیعہ امامیہ ہونے کا دل سے اعتراف کرتا ہے اور گیلانی سادات کو نجیب الطرفین سید تسلیم کرتا ہے۔

حضرات! چند معزز اشخاص۔ بغداد، عراق، عرب اور ایران سے واپس آئے جن کا بیان ہے کہ ان علاقوں میں شیخ عبد القادر کو صرف شیخ کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے اگر سید عبد القادر کہیں تو وہ کہتے ہیں ہم سید عبد القادر کو نہیں جانتے البتہ جب طبقہ علماء سے پوچھا گیا تو جواب ملا کہ یہی وہ عبد القادر ہے جن کو یہاں شیخ اور ہندوستان میں سید کہا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی کہا گیا کہ علاقہ گیلان واقعہ ایران میں ایک بزرگ سید عبد القادر بھی ہوئے ہیں جو صالح اور شیعہ امامیہ تھے۔ انکی اولاد کو گیلانی سید کہا جاتا ہے۔ جو واقعی نجیب الطرفین سید ہیں۔ گویا گیلان میں دو عبد القادر تھے ایک وہ بزرگ جو گیلان میں سکونت پذیر رہے اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ یہ بزرگ واقعی ولی اللہ اور سید تھے اور دوسرا یہ عبد القادر جو گیلان سے بغداد میں چلا آیا اور یہیں دفن ہوا۔

حضرات۔ نام و نسب کا مغالطہ کوئی امر تعجب انگیز نہیں ہے۔ بات یہ ہے شیخ عبد القادر کی دنیا دارانہ روش اور فقیرانہ دعاوی اور مصنفانہ تعلی نے اور اس پر اہل غرض حاشیہ نشینوں کی بے سروپا ہزلیات

نے شیخ کو قریباً تک پہنچا دیا جس کی وجہ سے ایک مقدس اور مومن سید (عبد القادر گیلانی) جو پہلے بھی یاد الٰہی میں گوشہ نشین تھے۔ گمنام ہو گئے۔ مگر آخر حقیقت ظاہر ہوگئی اور اب حضرات گیلانی یہ جانتے ہیں۔ کہ حضرت سید عبد القادر گیلانی قدس سرہٗ اور بزرگ ہیں اور شیخ عبد القادر بغدادی اور شخص ہے۔

خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۹۴ پر ہے کہ شیخ حنبلی تھا۔

عمدۃ الطالب امام الانساب احمد بن علی بن حسین بن علی بن مہنا مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۱۱ اور عمدۃ الطالب مطبع جعفری لکھنؤ صفحہ ۱۱۱ اور شجرۃ الاولیا سید احمد بن محمد حسینی نسابہ پر "عبد القادر جیلانی بن محمد جنگی دوست بن عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن الرومیہ ابن موسےٰ بن عبد اللہ وغیرہ" لکھا ہے۔ خود شیخ نے سید ہونے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس کے بیٹوں نے بلکہ سب سے پہلے اس کے پوتے قاضی ابو صلح نصر بن ابو بکر بن عبد القادر نے اس امر کا دعوےٰ کیا مگر اس کے ثبوت میں کوئی دلیل اور گواہ نہ لا سکا۔ اور نہ کسی اہل نسب نے اس دعوےٰ کو تسلیم کیا۔ حالانکہ عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ ایک حجازی شخص ہے جو ملک حجاز سے باہر نہیں گیا۔ اور یہ نام جنگی دوست عجمی ہے جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے۔ بہرحال چونکہ نسب بغیر صالح اور عادل شہادت کے ثابت نہیں ہو سکتا جس سے قاضی ابو صالح عاجز رہا۔ مزید برآں شیخ عبد القادر نے اور اس کے بیٹوں نے بھی یہ دعوےٰ کبھی نہیں کیا۔

عمدۃ الطالب صفحہ ۱۱۱ کے حاشیہ پر جنگی دوست" کی بجائے "چنگ دوست" بھی لکھا ہے۔ چنگ گانے بجانے کا ایک باجا ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چنگ پر گانا بجانا اس کا ذریعۂ معاش تھا۔ یا چنگ سننے یا بجانے کا عادی تھا۔

رسالہ صوفی نمبر ۳ جلد ۳ صفحہ ۶ پر ہے کہ تیسرے پیر حقیقت حضرت خواجہ محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں۔ ولیت آپ کی قدم بہ قدم حضرت عیسیٰ کی ہے۔ سلسلۂ نسب آپ کا حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے

شجرۃ الاولیا علامہ سید احمد بن محمد الحسینی میں ہے کہ بعض لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی جو بغداد میں مدفون ہے اور عام لوگ اس کو صاحب مقامات و کرامات بلکہ خدا تک پہنچا ہوا خیال کرتے ہیں اور وہ ان لوگوں میں علم الشرق کے لقب سے مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ سید محمد داؤد کی اولاد کی اولاد سے ہے اور ثبوت میں ایک شعر پیش کرتے ہیں۔ جو ایک نصرانی مرد شیخ سے روایت کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد سے ہوں لیکن تمام علمائے انساب نے شیخ کے اس نسب سے انکار کر دیا ہے

اور کسی نے بھی نقل نہیں کیا کہ یہ شخص سادات سے تھا بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہدیا ہے کہ شیخ نے خود کبھی سید ہونیکا دعوےٰ نہیں کیا علاوہ ازیں شیخ کی زندگی میں کسی اور شخص نے بھی شیخ کو سادات کیطرف نسبت نہیں دی۔ اول جس شخص نے یہ باطل دعوےٰ کیا وہ نصر بن ابی بکر بن شیخ عبدالقادر مذکور تھا۔

ناظرین! عبارت بالا سے صریحاً ظاہر ہوا کہ علمائے انساب نے شیخ کو کبھی سید تسلیم نہیں کیا خود شیخ نے کبھی سید ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ شیخ کی زندگی بھر کسی اور شخص نے بھی شیخ کو سید نہیں کہا اور شیخ کے پوتے نے البتہ شیخ کے سید ہونے کا دعوےٰ کیا جس میں وہ کاذب قرار دیا گیا

غنیۃ الطالبین مصنفہ شیخ عبدالقادر مطبوعہ نول کشور فصل تعداد فرقہائے مرجیہ ص۱۷۱ سطر۲ پر ہے کہ فرقہ حنفیہ مرجیہ کے بارہ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔

غنیۃ الطالبین ص۱۷۲ سطر۲۳ پر مرجیہ کے فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فرقہ حنفیہ بعض اصحاب ابی حنفیہ نعمان بن ثابت سے ہے۔ انکا گمان (یعنی اعتقاد) ہے کہ صرف خدا اور خدا کے رسول کو پہچاننا اور زبان سے اقرار کرنا اور ان سب چیزوں (صحائف) کو پہچاننا جو خدا کے پاس سے آئی ہیں ایمان ہے۔ جیساکہ برہوتی نے اپنی کتاب شجرہ میں ذکر کیا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص۱۸۱ سطر اول پر ہے کہ ان بارہ فرقوں کے مذہب اور اعتقاد کا حال (جن میں امام ابوحنیفہ اور اس کا حنفی فرقہ بھی شامل ہے) بطور اختصار بیان کیا گیا اور ان گمراہ فرقوں کے مذہب کے ابطال میں کوئی اشارہ نہیں کیا اس خیال سے کہ کتاب طویل ہو جائے گی۔ اس لئے صرف وہ دلائل جنکے سبب سے وہ (حنفی وغیرہ) دین سے علیحدہ ہیں بیان کر دیئے گئے خداوند تعالےٰ ہم کو اور تم کو ان مذاہب (حنفی وغیرہ) کی برائی اور ان مذہب والوں کی برائی سے پناہ میں رکھے اور ہم کو دنیا سے اسلام اور سنت نبوی پر اٹھائے اور ناجیہ فرقہ میں اپنی رحمت سے شریک فرمائے۔ ناظرین! مضمون بالا سے یہ ثابت ہوا کہ شیخ کے خیال کے بموجب حنفی فرقہ گمراہ ہے اور دین سے علیحدہ یعنی بیدین ہے اور آتنا بد ہے اور مقلدین ابوحنیفہ اتنے برے ہیں کہ شیخ اعوذ باللہ پڑھتا ہے اور فرقہ حنفی اسلام اور سنت نبوی سے خارج ہے اور ناری فرقہ ہے۔

صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر ص۲۳ سطر۱۴ پر ہے کہ غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر کی اپنی تصنیف ہے اس کی مفصل توثیق علما متفرق میں درج ہے۔

تفسیر حقانی مولوی عبد الحق سنی جلد اول صفحہ ۱۱۷ کے حاشیہ پر ہے کہ مولوی ابوالمنصور نے اپنے رسالہ "رسالہ انکشاف" صفحہ ۱۹۹ پر لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر بت پرست اور یہودیوں کا چودھری تھا۔ ناظرین! مولوی ابوالمنصور وہ شخص ہے جو اہلسنت کا جید عالم اور عیسائیوں سے مناظرہ کرنے میں انکا امام تھا۔

غنیۃ الطالبین کے قریباً نصف حصہ میں ہے کہ ماہ محرم کے عشرہ میں اظہار مسرت کرو۔ کیونکہ اس دن امام حسینؑ شہادت پاکر رتبہ اعلےٰ پر فائز ہوئے۔ ناظرین! حضرت سکینہؑ کی والدہ حضرت رباب نے شہادت حسینؑ کے بعد سایہ میں بیٹھنا چھوڑ دیا اور موسم گرما میں عرب کی تپتی ریت پر دن بھر بیٹھی رہتیں بنی ہاشم کے گھروں سے تین برس تک کسی نے دھواں اٹھتا نہیں دیکھا۔ اہل محلہ نے کھانا دیدیا۔ تو کھالیا۔ ورنہ بھوکے ہی سو رہتے۔ عورتوں نے سروں پر کنگھی کرنا ترک کر دیا۔ مردوں اور عورتوں نے کالی کفنیاں پہن لیں۔ امام زین العابدینؑ واقعہ کربلا کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور چالیس سال ہی رونے اور عبادت کرنے میں مصروف رہے یہاں تک کہ حضرت کے رخساروں پر آنسوؤں کی دھار کیوجہ سے نشان پڑ گئے حضرت زینبؑ اور تمام اہلبیتؑ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ واویلا کیا اور سر اور سینے اپنے ہاتھوں سے کوٹے اور زخمی کئے۔

شیخ کے فتوے بالا کی بنا پر ایک دفعہ نظام المشائخ دہلی نے اس امر پر بہت زور دیا کہ اہلسنت عشرہ محرم کے دن عید عاشورہ منائیں۔ روزے رکھیں۔ سرمہ لگائیں اور خوب مزیدار کھانے کھائیں۔ مگر انکی آواز نے مقبولیت عامہ حاصل نہ کی۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر صفحہ ۱۱۱ پر ہے کہ وہ احادیث کذابوں کی وضع کی ہوئی ہیں۔ جن میں یہ ہے کہ یوم عاشورہ خضاب لگاؤ۔ تیل اور خوشبو لگاؤ اور سرمہ ڈالو۔

پھر صاحب صواعق محرقہ لکھتا ہے کہ یوم عاشورہ اظہار فرح و سرور نہ کرو۔ عید نہ مناؤ۔ زینت کا اظہار نہ کرو۔ خضاب اور سرمہ نہ لگاؤ۔ لباس فاخرہ نہ پہنو اور رنگ برنگ کھانے نہ کھاؤ۔ یہ اعتقاد ہرگز نہ رکھو کہ امور بالا سنت رسول اللہ ہیں بلکہ سنت رسول اللہ اس کے برخلاف ہے یعنی یوم عاشورہ میں گریہ و بکا کرنا سنت رسول اللہ ہے۔ غنیۃ الطالبین میں ہے کہ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد معاویہ صحیح خلیفہ ثابت ہے

غنیۃ الطالبین کے قریباً نصف حصہ میں لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو قوم ہم کو یہ کہے کہ عشرہ محرم میں غم کرو اور گریہ کرو۔ ہم ایسی قوم کو خطا کار اور انکے عقیدہ کو فاسد کہتے ہیں۔ کیونکہ امام حسینؑ کا

رتبہ اس شہادت کیوجہ سے خلفائے راشدین تک جا پہنچا ہے (یعنی امام حسین علیہ السلام بوجہ شہادت ثلاثہ کے ہم رتبہ ہوگئے ورنہ بہت کم تھے) حسینؓ کے روز مصیبت سے تو دوشنبہ کی مصیبت زیادہ ہے جب آنحضرت اور ابوبکر نے انتقال کیا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ عاشورۂ محرم عید اور خوشی اور فرحت کا دن ہے۔ جیسے کہ دو نو عیدیں اور جمعہ اور عرفہ حج۔

فتاویٰ کبیر اور درجۃ العلما میں لکھا ہے کہ یزید نے عشرۂ محرم میں امام حسین علیہ السلام کے خون کو بطور سرمہ آنکھوں میں ڈالا تاکہ آنکھوں کو ٹھنڈک ہو

شیخ عبدالقادر کی روح کو خوش کرنے کے لئے اہلسنت کی جماعت علمائے یعنی انجمن نعمانیہ لاہور کے ارکین نے فتوے دیا۔ کہ لوگ عاشورہ کے روز سرمہ اور مہندی لگائیں لباس فاخرہ پہنیں عطر سے لباس کو معطر کریں اور لذیذ کھانے کھائیں۔ ناظرین! امام حسین علیہ السلام کی شہادت اظہر بات ہے جس سے انکار کرنا قطعی ناممکن ہے۔ مگر اس پر بھی مرزا حیرت دہلوی نے بڑے شدومد سے دعوے کیا۔ اور کئی اوراق سیاہ کئے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہرگز نہیں ہوئی۔ اس لئے مجبوراً ہمیں لکھنا پڑا کہ بخاری جلد دوئم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴۷۔ اور بخاری مذکور باب مناقب حسنؓ و حسینؓ مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۵۳ اور بخاری جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲ اور حاشیہ صحیح بخاری مطبوعہ مجتبائی جلد چہارد ہم صفحہ ۵۳ اور ترمذی مطبوعہ نولکشور جلد دوئم صفحہ ۵۸۶ اور ترمذی جلد دوئم صفحہ ۵۸۸ اور مشکوٰۃ معہ ترجمہ اشعتہ اللمعات مطبوعہ نولکشور صفحہ ۶۰۹۔ اور مسند احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۸۵ و صفحہ ۲۴۳ اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۵ اور تاریخ الخلفا اور شرح فقہ اکبر اور وفیات العیان اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ ابوالفدا اور شرح عقائد نسفی اور تاریخ اعثم کوفی وغیرہ صدہا کتب معتبرہ میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام موجود ہے۔

کنز الغرائب میں ابوالعباس سہل ساعدی سے منقول ہے کہ میں حوالئے دمشق میں ایک موضع میں تجارت کے لئے گیا تو دیکھا کہ وہاں کے لوگ خوشی کرتے اور ڈھول بجاتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کیا آج یوم عید ہے تو جواب ملا کہ اہل عراق نے امام حسینؓ کا سر یزید کے پاس بھیجا ہے۔

حضرت امام رضاؑ کا ارشاد ہے کہ بروز عاشورہ دنیاوی کاموں کو چھوڑ دو۔ گریہ و بکا میں مصروف رہو۔ اپنے اہل و عیال کو حکم دو کہ وہ تعزیت امام مظلوم برپا کریں۔ اور اس طرح مشغول ماتم ہوں۔ کہ جب یا اپنے عزیز و قریبی و اولاد کا ماتم کیا جاتا ہے۔ اس روز کھانا پینا ترک کر دو اور عصر تک فاقہ رکھو۔

شیخ عبدالحق دہلوی نے اسماء الرجال مشکوٰۃ میں ذکر ابن الجوزی میں لکھا ہے کہ ابن الجوزی شیخ عبدالقادر کا ہمعصر تھا یہ بھی بغداد میں رہا کرتا۔ مگر شیخ کی صحبت میں نہ آتا اور نہ اس سے حسن عقیدت رکھتا بلکہ اس سے پرہیز اور نفرت رکھتا۔

مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے ہدیۃ المہدی جلد اول صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ شیخ کہتا ہے۔ کہ معاویہ کی خلافت بعد شہادت علیؑ بر خلع امام حسنؑ صحیح ثابت ہے۔

قلائد الجواہر صفحہ ۸ پر ہے کہ شیخ بحالت شیر خواری ماہ رمضان میں ماں کا دودھ پینا ترک کر دیتا قلائد الجواہر صفحہ ۲۲ پر ہے کہ جب شیخ لڑکپن میں مکتب کیطرف جاتا تو فرشتے اس کے ارد گرد رہتے۔ اور جب مکتب میں پہنچتا تو فرشتے کہتے۔ ولی اللہ کو بیٹھنے دو۔

قلائد الجواہر صفحہ ۲۶ پر ہے کہ شیخ پچیس سال عراق کے بیابانوں میں پھرتا رہا۔ جہاں نہ لوگ اسکو پہچانتے اور نہ یہ لوگوں کو پہچانتا۔ وہاں جنات اس سے علم طریقت و معرفت سیکھتے۔ قلائد الجواہر صفحہ ۲۷ پر ہے کہ شیخ نے ایک سال بھر پانی نہ پیا۔ ایک سال بھر صرف پانی پیا۔ اور ایک سال بھر کھانا پینا اور سونا ترک کر دیا۔

قلائد الجواہر صفحہ ۳۰ پر ہے کہ شیخ نے داروغہ دوزخ سے پوچھا۔ کہ آیا یہاں کوئی میرے مریدوں میں سے بھی ہے۔ کہا نہیں۔ قلائد الجواہر صفحہ ۳۱ پر ہے کہ جو شخص میرا نام لے اور اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے خواہ ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی۔ وہ میرا مرید ہے۔

قلائد الجواہر صفحہ ۳۷ پر ہے کہ شیخ نے کہا کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازہ پر سے گذرے گا قیامت کے دن اس کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ قلائد الجواہر صفحہ ۴۱ پر ہے کہ شیخ پانی کی سطح پر چلتا اور مچھلیاں اس کو سلام کرتیں۔ شیخ مچھلیوں کو اور مچھلیاں شیخ کو بوسہ دیتیں اور بوقت نماز ایک جائے نماز ہوا میں معلق ہو جاتا۔

قلائد الجواہر صفحہ ۶۴ پر ہے کہ شیخ حکم دیتا تو دجلہ کی طغیانی تھم جاتی۔ قلائد الجواہر صفحہ ۶۶ پر ہے کہ شیخ کو آفتاب بوقت طلوع سلام کرتا اور شیخ کو تمام واقعات (گذشتہ اور آئندہ) سے آگاہی تھی۔

قلائد الجواہر صفحہ ۹۶ پر ہے کہ میری (شیخ کی) نظر لوح محفوظ پر پڑتی اور میں نائب رسول اللہ اور آنحضرت کا وارث ہوں اور تم لوگوں پر حجت ہوں۔ قلائد الجواہر صفحہ ۹۶ پر ہے کہ میرے وسیلہ سے دعا مانگا کرو۔

قلائد الجواہر ص۳۰ پر ہے کہ شیخ جہاں چاہتا۔ بادل برستا۔ قلائد الجواہر ص۹ پر ہے کہ شیخ نے ایک مرید کو بارہ سیر گندم دی جسکو وہ پانچ سال تک کھاتا رہا۔

قلائد الجواہر ص۹۴ پر ہے کہ شیخ تمام دنیا کے انسانوں کی مصیبتوں میں دستگیر ہے۔ قلائد الجواہر ص۹۷ پر ہے کہ شیخ نے مرغی کی ہڈیاں جمع کیں اور اس کو زندہ کر دیا۔

قلائد الجواہر ص۲۰ پر ہے کہ شیخ پر ایک حالت طاری ہوئی جبکہ وہ بغداد میں تھا لیکن ہوش آیا تو وہ شوستر میں تھا (بغداد سے شوستر کا فاصلہ بارہ روز کا ہے) اخبار الاخیار ص۲۳ پر ہے کہ خدا نے شیخ کو ایک کاغذ دیا جس پر شیخ کے ان تمام مریدوں کے نام ثبت تھے جو قیامت تک ہوتے رہینگے۔

قلائد الجواہر ص۴۹ پر ہے کہ شیخ کے جسم پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ قلائد الجواہر ص۴۸ پر ہے۔ کہ شیخ نے پڑھا جو کچھ ہر ایک انسان کی پیشانی پر ہے۔ قلائد الجواہر ص۴۸ پر ہے کہ شیخ کے وجود کی وجہ سے خدا زمین کو قائم رکھے گا۔

قلائد الجواہر ص۱۳۴ پر ہے کہ میں (شیخ) نے خواب میں دیکھا کہ میں عائشہ بنت ابوبکر کی گود میں ہوں اور اس کے دائیں پستان کا دودھ پی رہا ہوں، پھر عائشہ نے مجھے بائیں پستان کا بھی دودھ پلایا۔ قلائد الجواہر ص۱۶۳ پر ہے کہ شیخ نے ایک مردہ چیل کو زندہ کر دیا۔

مراۃ الانساب مطبوعہ رحیمی ریاست جے پور ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۷ء میں ہے کہ شیخ یکم رمضان سنہ ۴۷۱ھ کو پیدا ہوا اور ۱۷، اپریل سنہ ۵۶۱ھ کو فوت ہو گیا۔ نیز اسی کتاب میں لکھا ہے کہ شیخ کی مجلس وعظ میں ملائکہ اور ارواح انبیاء و روح رسول مقبول شریک ہوتے (اور بطور شاگرد فیض حاصل کرتے)۔

حیات جاودانی ص۱۳۴ پر ہے کہ شیخ نے خواب میں عائشہ کا دودھ پیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیخ میرا فرزند ہے۔

روضات میں ہے کہ ہر ایک ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ اور میں (شیخ) رسول اللہ کے قدم پر ہوں حضرت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا کہ اسی جگہ میں نے اپنا قدم نہ رکھا ہو۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سوائے نبی کے کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔ پھر لکھا ہے کہ مجھے علم لدنی کے ستر دروازے عطا ہوئے ہیں، جس میں سے ہر ایک دروازے کی وسعت زمین اور آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے اور میرا رتبہ انسانی عقلوں سے باہر ہے۔ پھر لکھا ہے کہ مجھے مشرق سے مغرب تک کل زمین عطا کی گئی اور مجھے قطب کا خطاب ملا۔

خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ میں انسانوں اور جنات اور فرشتوں کا شیخ (سردار) ہوں۔ قلائد ص ۹۳ پر ہے کہ شیخ کا لباس نہایت قیمتی ہوا کرتا تھا۔ جب اعتراض کیا گیا تو کہا۔ کہ ایک ہزار موت کے بعد (شاسخ) یہ لباس اختیار کیا گیا ہے۔

قلائد ص ۱۱۶ پر ہے کہ ایک دفعہ ایک ہل نے شیخ کو کہا کہ تو اس لئے پیدا نہیں ہوا ہے۔ شیخ گھبرا کر واپس آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر دیکھا کہ لوگ عرفات کے میدان میں جمع ہیں۔ قلائد ص ۱۱ پر ہے۔ کہ شیخ کے جسم سے روشنی ساطع ہوتی اور فرشتے زمین پر اترتے اور شیخ سے مصافحہ کرتے اور کہتے تو شاہد مشہود ہے

قلائد ص ۱۰۲ پر ہے کہ شیخ امام احمد حنبل کی زیارت کو اس کی قبر پر گیا۔ تو وہ قبر سے نکل آیا اور اس کو سینہ سے لگایا۔ تو اس نے کہا۔ اے شیخ میں علم شریعت و علم حقیقت و علم حال میں تمہارا محتاج ہوں ص ۱۶۴ پر ہے کہ جب شیخ حج کو گیا۔ تو ایک لڑکی ملی جو آپ کی طرح ولی تھی اس نے کہا۔ آپ کے لئے ایک نورانی خیمہ نصب کیا گیا ہے جس کا طواف ملائکہ کرتے ہیں۔

ناظرین! شیخ نے ایک نماز اختراع کی ہے جس کی ترکیب یہ ہے کہ دو رکعت نماز بعد نماز مغرب پڑھو اور اس میں گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر آنحضرت پر درود بھیجو اور پھر بغداد کی طرف گیارہ قدم آگے بڑھو اور شیخ کا نام لو اور اپنی حاجت بیان کرو بس تمہاری حاجت یقیناً پوری ہوگی۔

گلدستہ کرامات میں ہے کہ شیخ کا ایک مرید فوت ہو گیا۔ اس کی ماں نے شیخ سے کہا کہ اس کو دوبارہ زندہ کر دیجئے۔ شیخ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ میرے مرید کی روح واپس کر دو جب ملک الموت نے نہ مانا۔ تو شیخ نے زبردستی اس سے وہ زنبیل چھین لی جس میں بیشمار روحیں تھیں اور زنبیل کا منہ کھول دیا اور تمام روحوں کو آزاد کر دیا جس کی وجہ سے بے شمار مردے زندہ ہو گئے۔

شیخ نے شب معراج آنحضرتؐ کو کندھا دیا۔ اور شیخ نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی برات کو پھر دریا سے زندہ نکال دیا۔ شیخ نے ہی یعقوبؑ سے یوسفؑ کو ملایا تھا ایک ہندو شیخ کی گیارہویں دیا کرتا تھا۔ جب مر گیا تو خدا نے اس کو بخشدیا۔ شیخ نے ستر شرابخوروں کو صرف ایک نظر سے اولیاء اللہ بنا دیا۔ شیخ ہر روز پوری گلٹے اور کئی منوں آٹا کھا جاتا تھا۔

شیخ کا ایک مرید فاسق اور فاجر تھا۔ شیخ نے اس کے حق میں مغفرت کی دعا کی۔ باری تعالےٰ سے ندا آئی۔ کہ اس شخص کے حق میں تیری دعا مقبول نہیں۔ اس پر شیخ نے ناراض ہو کر بغداد چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔

ابھی شیخ نے بغداد سے باہر ایک قدم اٹھایا تھا۔ کہ خدا نے ایک ہزار فاسق و فاجر کو بخش دینے کا وعدہ کیا۔ شیخ راضی نہ ہوا۔ پھر شیخ نے دوسرا قدم اور پھر تیسرا قدم اٹھایا تو خدا نے تین ہزار فاسقوں اور فاجروں کو بخشدینے کا وعدہ کیا۔ تب شیخ راضی ہو گیا۔

اقتباس الانوار ص۲ پر ہے کہ شیخ کی ماں کا نام ام الخیر بی بی فاطمہ تھا اور یہ ابی عبداللہ صومعی کی بیٹی تھی۔ ابی عبداللہ قصبہ جیال کا باشندہ تھا۔ جو طبرستان کے قریب ایران میں واقع ہے اور بغداد سے سات کوس کی مسافت پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ کو جیلانی یا گیلانی کہا جاتا ہے۔ ناظرین! ایک دفعہ شیخ کے بیٹے عبدالرزاق نے شیخ سے پوچھا کہ آپ کی جائے پیدائش کونسی ہے جواب دیا لا اعلم لہ حقیقۃ یعنی میں اس کی اصلیت نہیں جانتا ہوں۔ سلسلۂ قادریہ کے پیرو شیخ کو تیرہواں (۱۳) امام مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ حدیثِ رسول کے سراسر خلاف ہے۔ شیخ بہت دُبلا۔ رنگ سیاہی مائل اور داڑھی بہت لمبی چوڑی تھی۔

قلائد الجواہر ص۲۴ پر ہے کہ ہر مرغ بولیگا اور چپ ہو جائیگا۔ مگر اے شیخ جیلانی تمہارا مرغ قیامت تک بولتا رہیگا۔ اسی نام پر عالیجناب معلی القاب رئیس المناظرین صدر الواعظین مولٰنا و مقتدانا حضرت مرزا احمد علی صاحب امرتسری ادام اللہ تعالیٰ فیوضہم نے کتاب مستطاب صدائے حقانی المعروف بہ خروس جیلانی تصنیف فرمائی ہے اور اسی میں سے میں نے اس مجموعہ میں بہت سے مضامین لئے ہیں۔

کتاب تحقیق الطلاب فی معرفتہ شجرۃ الانساب قلمی ص۲۴ پر ایک خط درج کیا ہے۔ جو ابن میمون الشریف النسابہ نے قاضی ابو صالح کے خط کے جواب میں لکھا ہے جب کہ قاضی ابو صالح نے اس سے درخواست کی کہ میرا نام آلِ حسن میں داخل کر دے۔ خط کا مضمون یہ ہے۔

"بعد سلام واضح ہو کہ ہم سب تجھے جانتے ہیں کہ تو قاضی ہے (یعنی تیرا نسب نامعلوم ہے اور پیشہ قضا کا ہے ایسے شخص ہر مقام پر دیکھے جا سکتے ہیں جو نسب سے کشمیری۔ جولاہ۔ بروالے یا مُصلّی ہوتے ہیں۔ مگر ملّا بنکر قاضی اور مولوی کہے جاتے ہیں۔ اسی طرح لفظِ شیخ کے پردہ میں کئی ادنے لوگ پوشیدہ ہیں) اور تیرا باپ عبدالرزاق رجل فقیہ صالح تھا اور تیرا دادا شیخ عبدالقادر شیخ صوفی متقی تھا۔ لوگ اس سے برکت لیتے اور اس کی نیک دعاؤں کی خواہش کرتے تھے لیکن جیسا کہ تو نے خود اپنے بعض خطوط میں لکھا ہے کہ اس کا خاندان بشتبری تھا جو منتہی ہوتا ہے بشتبر پر اور جو فارس میں ہرامزہ میں سے ایک بطن یعنی خاندان ہے

پس تو اللہ سے ڈر اور ہاشمیت اس کے اہل کے لئے چھوڑ دے۔" کتاب نہایۃ الطالب مولفہ سید تاج الدین محمد حسنی اور کتاب منتقلہ مولفہ سید ابو اسمٰعیل ابراہیم حسنی میں بھی شیخ کو شتبری لکھا ہے۔

اب میں چند معتبر نسابہ کے نام درج ذیل کرتا ہوں جو حسنی و حسینی ہیں اور جنہوں نے شیخ کی سیادت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیخ شتبری تھا۔

"سید شجری۔ سید ضیاء الدین ابو الرضی فضل اللہ۔ سید ابو احمد محمد۔ سید سعید ذوی الاوفار جعفر۔ سید ام سلیمہ و سید ابو البرکات۔ سید قطب ابو عبد ابو حسین بن سید علم الدین لنقیب الطاہر۔ سید ابو الغنائم عبداللہ بن سید ابو محمد حسن قاضی دمشق صاحب مبسوط۔ سید مجد الدین محمد بن لنقیب علم الدین علی۔ سید ابو طالب جلال دین عبد الحمید۔ سید جلال دین بن ابی القاسم بن سید فخر الدین یحییٰ۔ سید ابو الحسن علی قاضی طبرستان از اولاد حضرت عباسؓ علمدار شہید کربلا۔ سید ابو علی عمر۔ سید ابو الغنائم محمد۔ سید ابو الحسن علی۔ سید ابو طالب یحییٰ۔ سید ابو الحسین احمد۔ سید جعفر محمد۔ سید ابو اسمٰعیل ابراہیم۔ سید رضی الدین احمد۔ سید تاج الدین محمد۔ سید ابو الفضائل جمال دین احمد۔ سید غیاث الدین حسین و سید ابو العباس احمد فرزندان سید ابو تغلب عمید الدین علی۔ سید ابو عبداللہ حسین۔ سید ابو العباس احمد۔ سید۔ ابو تغلب حمید الدین علی۔"

قلائد الجواہر صہ۵ اور گلدستۂ کرامت صہ۹۴ پر ہے کہ شیخ نے کہا کہ ایک روز بچپن کی حالت میں بحالت خواب مجھے فرشتگان آسمانی خدا کے حکم سے اٹھا کر لے گئے اور مجھے عائشہ زوجہ رسول کی گود میں رکھ دیا۔ عائشہ نے مجھے چھاتی سے لگایا اور اتنا پیار کیا کہ اس کے پستان میں دودھ بھر آیا۔ پھر پستان میرے منہ میں ڈال دیئے اور میں نے دودھ پیا۔ اتنے میں آنحضرت تشریف لے آئے اور فرمایا "یا عائشہ ہذا ولدنا حقا"۔ قلائد الجواہر میں ہے کہ شیخ ہوا پر چلا کرتا اور کہا کرتا۔ کہ سورج اور سال اور مہینے اور دن مجھے سلام کرتے ہیں اور مجھے ہر نیک و بد موجودات سے آگاہی حاصل ہے۔ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہوں اور خدا کے علم اور مشاہدہ کے سمندروں میں غوطہ زن ہوں۔ تمام ملائکہ اور تمام انس و جان کا شیخ یعنی راہنما ہوں۔ کوئی نبی اور کوئی ولی ایسا نہیں ہے جو میری مجلس میں (بطور شاگرد) حاضر نہ ہوا ہو۔

قلائد الجواہر صہ۴۳ پر ہے کہ امام ذہبی نے تاریخ الاسلام میں اور علامہ عمر بن الحاجب نے کتاب معجم میں لکھا ہے کہ شیخ کا مذہب حنبلی تھا۔ گلدستہ کرامت صہ۱۱۶ پر ہے کہ ایک روز شیخ مراقبہ میں تھا کہ ابو حنیفہ کوفی کی روح آئی اور کہا۔ اے شیخ۔ کیا وجہ ہے کہ تم نے مجھے چھوڑ کر امام حنبل کی تقلید کی ہے

ناظرین! شیخ نے فرقہ حنفیہ کو گمراہ قرار دیا ہے۔ مگر حنفیوں کی سادہ لوحی ملاحظہ ہو کہ باوجود اس حسبت فقرہ اور پھبتی کے وہ شیخ پر دل و جان سے فدا ہیں۔ بھلا شیخ کو تو سید بنا دینے کا کچھ اس لئے موقعہ ملگیا۔ کہ وہ درویشی کے لباس میں تھا اور کچھ اس لئے کہ اس کے پوتے نے بے بنیاد دعوئے سیادت بھی کر دیا۔ مگر مرزا غلام احمد کی بلند پروازی قابل داد ہے کہ جب اس پر اعتراض کیا گیا کہ امام مہدیؑ کا بقول رسول مقبول آل رسولؐ سے ہونا ضروری ہے۔ تو جواب میں کس شوخ چشمی اور سیاہ دلی سے یہ کہا کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ جناب فاطمہؑ نے میرا سر اپنی مبارک ران پر رکھا اور فرمایا۔ اے مرزا۔ تو میرا بیٹا ہے۔ ازاں قبل مرزا نے یہ بھی کہا ہے کہ میری دادیوں اور پڑدادیوں میں کئی سیدزادیاں ہیں مگر افسوس یہ نہ کہا کہ میرے دادوں اور پڑدادوں میں بہت سید ہیں۔ علاوہ ازیں مرزا غلام احمد رفتہ رفتہ احمد بنا۔ مگر شیخ عبدالقادر شدہ شدہ قادر بنا۔ ہرزہ سرائی میں دونو یکساں ہیں۔ مگر عداوت اہلبیتؑ میں مرزا کا نمبر اُس سے بہت بڑا ہوا ہے۔

گلدستہ کرامت ص۱۵ پر ہے کہ ہم نے شیخ کی مجلس میں کئی دفعہ آنحضرت کی زیارت کی بلکہ پیغمبروں کی ارواح وہاں حاضر پائیں اور کئی مرتبہ ملائکہ آسمان کو شیخ کی حضوری میں صف باندھے ہوئے دیکھا اور ص۱۲۴ پر ہے کہ جب حضرت سلیمان کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت نے جنات کے آئندہ انتظام کے لئے خدا سے عرض کی۔ ارشاد ہوا کہ تم سے بعد پیغمبر آخر الزمان کی آل میں سے ایک شخص عبدالقادر نام ہوگا یہ قوم جنات تاقیامت اس کے زیر حکم رہے گی اور ص۱۱۲ پر ہے کہ خدا نے شیخ کو مرتبہ صفت قدرت اعلےٰ کل شیٔ قدیر عطا کیا اور موجودات کے جزو کل پر قادر بنا دیا۔ تمام مقبولان بارگاہ ایزدی پر شیخ کو متصرف کر دیا اور ممالک دو جہاں کی شاہنشاہی بخشدی۔

گلدستہ کرامت ص۱۹ پر ہے کہ شیخ دور و دراز ملکوں سے نہایت قیمتی کپڑے منگا کر پہنا کرتا اور ہر صبح تبدیل لباس کیا کرتا۔ ص۷۵ پر ہے کہ شیخ کے لباس کے لئے ایک گز کپڑا دس دینار یعنی پچاس روپیہ کو خریدا جاتا۔ ایک دفعہ شیخ کے لئے عمامہ ستر ہزار دینار یعنی پانچ لاکھ اور تیس ہزار روپیہ کو خریدا گیا ص پر ہے کہ شیخ کا جوتا تمام مُطلا ہوتا جس میں یاقوت اور زمرد اور الماس جڑے ہوتے اور اس کے تلووں میں چاندی اور سونے کی میخیں ہوتیں

غنیۃ الطالبین مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ص۱۲۵ پر ہے کہ خدا کے علم سے کوئی مکان خالی نہیں۔

اور یوں کہنا جائز نہیں ہے کہ وہ ہر مکان میں ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ آسمان میں عرش پر ہے۔
ص١٣٧ پر ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ حروف تہجی حادث ہیں اور قدیم نہیں ہیں۔ وہ کافر ہے۔ ص١٣٧ پر ہے
کہ حروف معجم خواہ کلام اللہ میں ہوں یا آدمیوں کا کلام میں ہوں قدیم ہیں۔ اور کن فیکون میں لفظ کن قدیم
ہے۔ ص١٤٥ پر ہے کہ مومنوں کو ہدایت اور کافروں کو گمراہی اللہ کیطرف سے ہے اور یہ سب خدا کا فعل ہے
ص١٤٧ پر ہے کہ خیر اور شر اللہ نے پیدا کیا۔ ص١٥٠ پر ہے کہ آنحضرت نے خدا کو دو دفعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

گلدستہ کرامت ص١٢٦ پر ہے کہ شیخ نے کہا کہ میں نے خدا کو ایک دفعہ اپنی ماں کی شکل میں دیکھا۔ اور
دوسری دفعہ آنحضرت کی شکل میں۔ شیخ کے مرید شیخ کے ٩٩ ناموں کا ورد کرتے ہیں۔ جو خدا کے نام ہیں
مثلاً ورد کے چند کلمات یہ ہیں "۔ یا ھادی النسیم یا مفتح المغلقات یا ضیاء السموات والارضین
یا قاضی الحاجات یا عبد القادر یا صاحب القدرۃ یا واھب النصرۃ ارحمنا برحمتک
یا ارحم الراحمین"۔

اقتباس الانوار ص٣ پر بحوالہ تحفہ قادریہ لکھا ہے کہ شب معراج کو آنحضرت نے شیخ کی روح
پر سواری کی اور جب آنحضرت ساتوں آسمانوں کو طے کر گئے ساق عرش کے قریب پہنچے تو وہاں ایک
سبز رنگ کا عظیم الشان خیمہ دیکھا۔ ارشاد ہوا کہ یہ خیمہ شیخ کے لئے ہے۔ گلدستہ کرامت ص١ پر ہے۔ کہ
آنحضرتؐ کو جبرئیل اور براق مقام سدرۃ المنتہے تک لے گئے۔ جہاں سے آگے نہ جا سکے۔ اس وقت عبدالقادر
کی روح نے آنحضرتؐ کو کندھے پر اٹھایا اور قاب قوسین تک پہنچا دیا۔ آنحضرتؐ نے فرط مسرت میں فرمایا
اے بیٹے۔ میرا قدم تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہوگا۔ ص١٣٧ پر ہے کہ مقام
سدرہ کے متصل ایک خیمہ ہے جس کے اندر دو مرغ ہیں ایک سفید اور دوسرا سبز۔ سفید مرغ شیخ بایزید بسطامی
ہے اور دوسرا مرغ شیخ عبد القادر جیلانی ہے۔

غنیۃ الطالبین ص٢٢٨ پر ہے کہ شیطان نے اپنی دم اپنی مقعد میں داخل کی اور سات انڈے دئے
پس یہ اس کی اولاد ہے۔ جو تمام انسانوں پر موکل ہے۔ جب خدا نے شیطان کو بہشت سے نکال دیا۔ تو اسکی
بائیں پسلی سے اس کی مادہ پیدا کی۔ جس طرح حوّا کو آدم سے پیدا کیا گیا تھا۔ پھر شیطان نے مادہ شیطان سے
جماع کیا اور اکتیس ٣١ انڈے پیدا ہوئے جو شیطان کی اولاد کی اصل بنے۔ پھر ان انڈوں سے اتنی اولاد نکلی
کہ تمام مقامات پر ہو گئے۔

گلدستہ کرامت صفحہ ۱۱۹ پر ہے کہ اگر کل درخت قلمیں اور تمام دریا سیاہی اور تمام جن وانس کاتب ہو جائیں تو شیخ کی تعریف کا شمہ بھی ادا نہ کر سکیں اور صفحہ ۱۱۱ پر ہے کہ ایک مرتبہ ماہِ رمضان میں ستر آدمیوں نے شیخ سے درخواست کی کہ آج شب کو انکے ہاں روزہ افطار کریں۔ شیخ نے دعوت قبول کی اور ستر مقامات پر روزہ افطار کیا۔ اور نیز اسی وقت شیخ نے اہل خانقاہ کے ساتھ روزہ افطار کیا۔ ایسی ہزلیات کے ایجاد کرنے کا کیا باعث ہے۔

قلائد الجواہر صفحہ ۵۷ پر ہے کہ آپکے پڑوس میں ایک شخص عبد اللہ رہتا تھا جو نرد کھیلا کرتا تھا۔ اس نے سب کچھ ہار دیا۔ تو شیخ نے اسے کہا کہ یہ میرا سجادہ لے اور جوا کھیل۔ اس نے کھیلا اور سب کچھ ہارا ہوا جیت لیا۔ پھر شیخ کے پاس آیا اور توبہ کی۔

ہدیۃ المہدی مولوی وحید الزمان صفحہ ۹۴ پر ہے کہ معاویہ اور اس کے بعد کے تمام فرمانروا بادشاہ ہیں نہ کہ خلیفہ۔ البتہ شیخ عبد القادر نے مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شہادت اور امام حسن علیہ السلام کی صلح کے بعد معاویہ خلیفۂ حقہ ہے۔ مگر ہم انکی خلافتوں کو شرعیہ خلافتیں نہیں کہتے۔ ناظرین! شیخ گیلان واقعہ ایران میں پیدا ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد چلا آیا۔ ان ایام میں شعبدہ اور فرضی سحر کا عام رواج تھا۔ جیسے کہ پنجاب میں بعض لوگ فقیری لباس پہنے گلے میں دس بارہ تسبیح ڈالے۔ لمبے لمبے سر کے بال شانوں پر ڈالے اور گھوڑوں پر سوار مقام بہ مقام پھرتے ہیں اور جہلا کو اپنے بالوں سے دودھ نکال کر دکھاتے اور ہزاروں روپیہ بٹورتے پھرتے ہیں۔ شیخ بھی یقیناً ایسا ہی شعبدہ باز تھا۔ اس امر کا قوی ثبوت یہ ہے۔ کہ شیخ کے بارہ میں یہ مقولہ زبان زد خلائق تھا۔ کہ چلو عجمی مرد سے ملاقات کر آئیں۔ اور یہ بات کہ عجم ان ایام میں شعبدہ کا مرکز تھا۔ تاریخوں سے صاف ظاہر ہے شیخ کی ماں کا نام ام دار رومیہ تھا۔

قرۃ العینین شاہ ولی اللہ میں ہے کہ ابتدا میں جتنے صوفی تھے وہ سب ناصبی اور دشمن اہلبیت تھے

خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ شیخ عبد القادر ۴۷۰ھ میں پیدا ہوا اور ۵۶۱ھ میں فوت ہو گیا۔

قلائد الجواہر میں ہے کہ شیخ حماد نے کہا کہ اس عجمی مرد (شیخ عبد القادر) کا مرتبہ بہت عالی ہوگا۔ یہانتک کہ اس کا قدم تمام زمانہ کے اولیا کی گردن پر ہوگا۔

خزینۃ الاصفیا صفحہ ۱۹۵ پر ہے کہ شیخ بغداد میں جس برج میں رہا کرتا تھا۔ اس کا نام اب تک برج عجمی مشہور ہے مولوی عبد الحق مولف تفسیر حقانی نے اپنی تفسیر کی جلد اول صفحہ ۱۷۰ کے حاشیے پر لکھا ہے کہ مولوی عبد المنصور نے

اپنے رسالہ انکشاف صـ۹ پر لکھا ہے کہ شیخ بت پرستوں اور یہودیوں کا چوہدری (سرگروہ) تھا۔

علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ وفیات الاعیان میں تمام سابقہ سادات وفقہا ومحدثین ومفسرین وعلما ومشاہیر کے نام اور حالات درج کئے ہیں۔ اور ابن خلکان شیخ سے اکیس بیس برس بعد فوت ہوا ہے۔ مگر شیخ کا نام کہیں درج نہیں کیا۔

شیخ کا ہم زمانہ اور تنقید رجال میں بے مثل عالم یعنی علامہ ابن جوزی حنبلی شیخ کے ملنے سے نفرت اور کراہت رکھتا تھا۔ علامہ ۵۰۹ھ میں پیدا ہوا اور ۵۹۷ھ میں فوت ہوا۔ اور بقول علمائے اہلسنت شیخ بھی حنبلی تھا حیات ابن جوزی مطبوعہ لاہور صـ۱۹ پر ہے کہ امام یافعی نے لکھا ہے۔ کہ علامہ ابن جوزی حنبلی اکثر اوقات شیخ کی مخالفت میں زبان لعن وطعن دراز رکھتا۔ بلکہ بسا اوقات شیخ کی نسبت سخت وسست کلمات (گالیاں) کہا کرتا۔

خزینۃ الاصفیا مولوی وحید الزمان حیدر آبادی جلد اول صـ۹۴ پر ہے کہ شیخ حنبلی شافعی تھا خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ شیخ کو محی الدین اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک دن کمزور اور متغیر الحالت بیمار کو اپنی کرامت سے تندرست کر دیا۔ ناظرین! یہ غلط ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ چونکہ شیخ نے تمام علمائے ماسبق کے اعتقاد اور تحقیق کے خلاف یہ لکھا۔ کہ معاویہ خلیفہ حقہ ہے اور روز عاشور کو عید قرار دیا اور عمر بن خطاب اور معاویہ کی ارواح کو حتی المقدور تا دم آخر خوش کرتا رہا۔

غنیہ صـ۵۵ پر شیخ لکھتا ہے کہ جو کوئی عاشورہ کے دن نہائے وہ سوائے مرض الموت کے کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا اور جو کوئی سرمہ لگائے اس تمام سال میں اس کی آنکھ نہ دکھے گی۔ لولوء المرصوع مطبوعہ مصر صـ۸۱ پر ہے کہ روز عاشورہ سرمہ لگانے اور زینت کرنے اور خوشبو لگانے کی جتنی بھی حدیثیں ہیں۔ وہ سب کذابوں کی بنائی ہوئی ہیں۔

امام عبد الرحمان شیبانی نے کتاب تمیز الطیب من الخبیث صـ۲ پر لکھا ہے کہ حاکم کہتا ہے کہ روز عاشورہ سرمہ لگانے کی حدیث منکر ہے۔ ابن جوزی نے اس کو موضوع قرار دیا ہے حاکم پھر کہتا ہے کہ یہ حدیث بدعت ہے جو قاتلان امام حسین نے وضع کی ہے۔

صواعق محرقہ صـ۱۱ سفر السعادت مجد الدین فیروز آبادی۔ شرح سفر السعادت عبد الحق محدث دہلوی صـ۵۴۲ وصـ۵۴۳ پر ہے کہ جتنی حدیثیں روز عاشورہ کے فضائل میں ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس روز حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ ابراہیم نے آگ سے نجات پائی۔ نوح کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہری۔ اسمٰعیل کے لئے فدیہ آیا۔ یوسف

نے قید سے رہائی پائی۔ وغیرہ وغیرہ سب غلط ہیں اور کذابوں کی وضع کردہ ہیں (یعنی ان واقعات کا تعلق روز عاشورہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اور ایام سے ہے) اور دیگر احادیث سرمہ لگانا غسل کرنا خوشبو لگانا اور عید منانا قاتلان حسین ع کی ایجاد کردہ ہیں۔ کیونکہ بعض اشقیا نے امام حسین علیہ السلام کے خون سے سرمہ لگایا۔ علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے صراحتًا ان حدیثوں کو موضوع اور مفتری قرار دیا ہے۔

علامہ مقریزی نے اپنی کتاب المواعظ والاعتبار مطبوعہ مصر جلد دوئم صـ ۳۸۵ پر لکھا ہے کہ مصر کے خلفائے بنی فاطمہ عاشورہ کے دن غم کیا کرتے۔ خرید و فروخت بند کر دیتے اور مساکین کو خیرات کرتے جب سلطنت بنی فاطمہ کو زوال آیا اور صلاح الدین نے مصر پر قبضہ پایا۔ تو پھر عاشورہ کے دن خوشی منائی جانی شروع ہوئی۔ لذیذ کھانے کھاتے۔ سرمہ لگاتے غسل کرتے اور ہر طرح اظہار سرور کرتے پس ناظرین! ثابت ہوا کہ چونکہ شیخ نے اس مردہ سنت کو پھر زندہ کیا اس لئے محی الدین کہلایا۔

خزینۃ الاصفیا جلد اول صـ ۱۱۲ پر مناقب غوثیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ محی الدین ابن العربی کا باپ علی بن محمد لاولد تھا۔ یہاں تک پچاس سال کا ہو گیا۔ شیخ نے اپنی پشت علی بن محمد کی پشت سے مس کی اور کہا کہ ابھی میری پشت میں ایک فرزند باقی تھا۔ (اس وقت شیخ کے تین بیٹے عبدالوہاب و عبدالرزاق و عبدالعزیز زندہ تھے) پس وہ فرزند تم کو دے دیا گیا چنانچہ علی بن محمد کے ہاں محی الدین بن محمد ابن العربی پیدا ہوا۔ جب مولود کو شیخ کے پاس لایا گیا تو کہا۔ انشاء اللہ یہ مولود ولی زمانہ اور قطب یگانہ ہوگا۔ ناظرین! یہ شیخ کے ہوائی نطفہ کا اثر تھا کہ محی الدین بن محمد ابن العربی نے صاف الفاظ میں فتوے دیا کہ یزید امام برحق تھا اور امام حسین علیہ السلام باغی تھے اور وہ اپنے نانا کی تلوار سے قتل کئے گئے یعنی جس طرح رسول اللہ ص نے کفار قریش کو انکار رسالت کی بنا پر قتل کیا اور خوب کیا اسی طرح یزید نے امام حسین ع کو انکار خلافت کی وجہ سے قتل کیا اور ٹھیک کیا۔ غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور صـ ۲۰۵ پر ہے کہ رافضیوں (شیعوں) کے مذہب کو یہودیوں کے مذہب سے مشابہت ہے یعنی یہودی نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ستارے آپس میں جمع ہو جائیں۔ بہت ستارے نکل آئیں، رافضی بھی تاخیر کرتے ہیں۔ یہودی قبلہ سے تھوڑا سا پھرتے ہیں رافضی بھی پھرتے ہیں۔ (غلط ہے) یہود نماز میں سر ہلاتے ہیں رافضی بھی ہلاتے ہیں (محض کذب ہے) یہود نماز میں اپنے کپڑے لٹکاتے ہیں۔ رافضی بھی لٹکاتے ہیں (سمجھ میں نہیں آسکا کہ یہ کیا بکواس ہے) یہود ہر مسلمان کا خون حلال جانتے ہیں رافضی بھی حلال جانتے ہیں (محض بیہودہ گوئی) یہود عدت کی پرواہ نہیں کرتے۔ رافضی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ (فضول گوئی)

متفرقات

صفاتِ خدا

شرح مسلم مولوی عبد العلی میں ہے کہ شیخ ابو الحسن اشعری شافعی کے تابعین جو اشاعرہ ہیں (اہلسنت) کہتے ہیں کہ خدا کے فعل کسی حکمت اور مصلحت کے بغیر ہوتے ہیں کیونکہ انکے نزدیک اللہ تعالے کے احکام مصلحتوں پر مشتمل نہیں ہوتے۔ کیونکہ خدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

ابن حجر مکی نے شرف الوسائل میں۔ جلال الدین دوانی نے شرح عقائد عضدی میں مفتی صدر الدین نے منتہی المقال میں۔ شیخ محمد برسی نے اتحاف اہل العرفان میں اور تاریخ بکری اور تاریخ نویری میں عبد الحلیم نے حل المعاقد شرح عقائد میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ خدا کا جسم ہے اور وہ عرش پر بیٹھا ہے۔ اور عرش قدیم ہے۔

کتاب الاسماء والصفات بیہقی میں ہے کہ ہمارے بعض شیوخ اہلحدیث ان کثیر التعداد احادیث سے جن میں لکھا ہے کہ خدا ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر نازل ہوتا ہے ظاہری مطلب لیتے اور کہتے ہیں کہ واقعی خدا ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر اترتا ہے۔

سبکی نے طبقات میں اور صلاح الدین نے امام ذہبی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ بھی خدا کو مجسم مانتا ہے ابو اسمٰعیل بن محمد ہروی (جس کو میزان الاعتدال ذہبی نے شیخ الاسلام کہا ہے) کا بھی یہی مذہب تھا۔

امام یافعی کہتا ہے کہ حافظ ابن مندہ خدا کے لئے جہت بتاتا ہے۔

ملل ونحل شہرستانی میں ہے کہ مضر اور کہمس اور احمد ہجیمی علمائے اہل سنت۔ خدا کے اعضاء اور جسم اور اوپر نیچے آنے جانے اور عرش پر بیٹھنے اور مسلمانوں سے بغلگیر ہونے اور مصافحہ کرنے کے قائل ہیں اور نیز لکھتا ہے کہ داؤد جوارجی حنبلی کہتا ہے کہ خدا کی داڑھی اور فرج کی نسبت مجھ سے نہ پوچھو اور جو چاہو پوچھو کہ خدا کا جسم گوشت خون اعضا ہاتھ پاؤں سر زبان آنکھیں اور کان ہیں اسکے بال کالے اور گنگریالے ہیں۔

جلال دین دوانی نے شرح عقائد میں تصریح کی ہے کہ جو علماء خدا کا جسم ثابت کرتے ہیں وہ ظاہر معنی کتاب اور سنت کے لیتے ہیں۔

تلبیس ابلیس ابن جوزی میں ہے کہ اہلسنت کے عام محدثین خدا کو دنیاوی چیزوں سے تشبیہ دیتے ہیں

شرح مواقف اور منہاج ابن تیمیہ اور انساب سمعانی اور میزان ذہبی میں ہے کہ مقاتل بن سلیمان خدا کو جسم گوشت اور خون سے مرکب مانتا ہے۔

ملل و النحل شہرستانی میں ہے کہ مقاتل بن سلیمان آئمہ سلف سے ہے اور مالک بن انس کا ہمپایہ ہے

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ لوگ تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کے عیال ہیں۔

تلبیس ابلیس ابن جوزی میں ہے کہ نعیم ابن حماد سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔ ذہبی کہتا ہے کہ نعیم ابن حماد آئمہ میں سے ہے۔ یحیٰے بن معین کہتا ہے کہ نعیم ابن حماد ثقہ اور صدوق تھا۔

کتاب العرش و العلو میں ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے۔ چار چار انگلی عرش سے باہر ہے۔ عرش خدا کے بوجھ سے چرّاتا ہے اور نیز لکھا ہے کہ طوفان نوح کے وقت خدا اتنا رویا کہ اسے آشوب چشم ہو گیا۔

مشکوٰۃ میں ہے کہ پچھلی رات کو خدا آسمان پر نزول کرتا ہے اور کہتا ہے کون بندہ ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کی طلب پوری کروں مشکوٰۃ جلد چہارم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ جب میں ہنستا ہوں تو خدا بھی ہنستا ہے اور میں خدا کے ہنسنے سے ہنستا ہوں۔

ابن ماجہ اور حاکم ابن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا سب سے پہلے عمر بن خطاب سے مصافحہ کریگا۔ (سبحان اللہ)

کبھی کہتا ہے کہ بعض لوگ اسی دنیا میں خدا کی زیارت کرتے ہیں اور وہ انکی زیارت کرتا ہے۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی (یہ فرقہ اشاعرہ کا زبردست عالم ہے) میں ہے اشاعرہ اہلسنت میں سے ہیں جو ابوالحسن اشعری شافعی کے نام پر مشہور ہیں۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی نے زیر آیہ "ان تعذبھم فانک عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم"۔ لکھا ہے کہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ خدا کے لئے جائز ہے کہ کافروں کو جنت میں داخل کرے اور عابدوں اور زاہدوں (انبیاء و اوصیا و اولیا) کو دوزخ میں ڈال دے۔ کیونکہ دنیا اسکی ملکیت ہے اور مالک اپنے ملک میں جیسا چاہے ویسا عمل کرے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

علامہ عبد الرحیم سبط صاحب ہدایہ نے فصول الاحکام فی اصول الاحکام میں لکھا ہے کہ ابو سہل کثیر نے بہت سے آئمہ سلف سے روایت کیا ہے کہ جو یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے۔ وہ کافر ہے (یعنی قرآن ازلی ہے) اور جو یہ کہے کہ ایمان مخلوق ہے وہ کافر ہے۔

رسالہ فرقان ابن تیمیہ مطبوعہ لاہور ص ۹۵ پر ہے کہ وہ لوگ (بعض علمائے اہلسنت) کہتے ہیں کہ فرعون کا کہنا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ صحیح ہے۔

کتاب مجمع الاحباب علامہ سید طاہر نے ترمذی کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ امام ترمذی نے اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا۔

ابوالخیر لکھتا ہے کہ معراج کی رات عرش کو جوشِ خوشی میں احتلام ہو گیا۔ علاء الدولہ سمنانی نے چہل مجلس میں بہ سند شیخ محی الدین لکھا ہے کہ میں نے خدا کو کرسی پر انسان کی شکل میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں بھی سلام کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ تو میرا خدا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ نیز لکھا ہے کہ میں نے خدا کو گھوڑے کی شکل میں دیکھا۔ پھر لکھا ہے کہ خدا ایک ایسے جوان آدمی کی شکل رکھتا ہے۔ جس کی چھوٹی سی داڑھی ہو۔

بخاری کتاب التفسیر۔ ن والقلم پارہ بست ص ۷۵ مترجمہ مولوی وحید الزمان مطبوعہ احمدی پریس لاہور میں ہے کہ قیامت کے دن خدا اپنی پنڈلی کھولے گا تو لوگ سجدہ میں گر پڑینگے۔ حاشیہ بخاری پارہ بست ص ۸ احمدی پریس لاہور میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ ایک رات خدا نے مجھ کو اپنا آپ ایک اچھی صورت میں دکھایا۔ اور میرے کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھا کہ اس کی انگلیوں کی پوروں کی ٹھنڈک مجھے اپنی چھاتی میں محسوس ہوئی۔

کتاب ملل و نحل شہرستانی ص ۸ اور ص ۷۹ پر ہے کہ خدا کی آنکھیں دکھنے آگئیں۔ تو فرشتوں نے بیمار پرسی کی۔ اور اللہ تعالےٰ طوفان نوح پر اتنا رویا کہ آشوب چشم ہو گیا اور عرش اس کے بیٹھنے سے چرچراتا ہے اور عرش کے چاروں طرف سے چار چار انگلی اس کا جسم باہر نکلا ہوا ہے۔ رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۶۶ پر ہے کہ عرش اللہ کی عظمت سے اس طرح چرچراتا ہے جس طرح پالان سوار کے بوجھ سے

سنن ابن ماجہ جلد اول ذکر فضل عمر مترجمہ ص ۴۸ پر ہے۔ کہ خدا قیامت میں سب سے پہلے عمر سے مصافحہ کرے گا اور اس پر سلام کرے گا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریگا۔

وحید الزمان مترجم بخاری پارہ بست کتاب التفسیر سورہ ق مطبوعہ احمدی پریس لاہور ص ۳۳ پر لکھا ہے

کہ جب دوزخ کا پیٹ نہیں بھرے گا تو خدا اپنا قدم اس میں ڈال دے گا۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۵۳ اور کنز العمال میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے خدا کو زلفوں والے جوان کی شکل میں دیکھا۔

تاریخ ابن اثیر جزری جلد ہشتم صفحہ ۹ پر ہے کہ امام احمد حنبل کے مذہب میں خدا کی شکل انسان کی شکل کی طرح ہے اور اس کے ہاتھ، انگلیاں، پاؤں، زرد وزی جوتی اور گھونگر والے بال ہیں۔

کتاب الیواقیت والجواہر مطبوعہ مصر جلد اول علامہ عبدالوہاب شعرانی صفحہ ۱۱ سطر ۳۱ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے شب معراج اپنے رب کو ایک جوان لڑکے کی شکل میں دیکھا۔ جو گھنگریالے بالوں والا تھا۔ اور جس کے پاؤں میں سنہری جوتی تھی۔ بخاری صفحہ ۵۵ سطر دوم کتاب التفسیر سورہ ق باب قولہ ہل من مزید جزو بستم اور مسلم جلد دوم صفحہ ۳۸۲ سطر ۶۔ کتاب الجنت باب جہنم اور ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۰ سطر ۴ سورہ ق ابواب التفسیر میں ہے کہ خداوند عالم دوزخ میں اپنا قدم ڈال دے گا۔ تو وہ پکار اٹھیگا۔ کافی ہے کافی ہے

دیدارِ خدا

تفسیر کشاف امام زمخشری میں ہے کہ مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو اہلسنت والجماعت کہلاویں اور پھر خدا کے دیدار کو بلا کیفیت و مکان کے جائز خیال کریں اور یہ ایک گناہ عظیم ہے۔

خداوند عالم سورہ بقر آیہ نمبر ۵۵ میں فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو جب تم نے موسےٰ سے کہا کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں اور تب تم کو تمہاری اس نادانی کی وجہ سے بجلی نے ہلاک کر دیا اور تم دیکھتے ہی رہ گئے۔

سورہ نسا آیہ نمبر ۱۵۳ میں ہے کہ اے رسول یہ اہل کتاب (یہودی) جو تم سے درخواست کرتے ہیں کہ ان پر ایک کتاب آسمان سے اتروا دو (تم اس بات کا کچھ خیال نہ کرو) یہ لوگ موسےٰ سے تو اس سے بڑھ چڑھ کر (دیدار خدا کی) درخواست کر چکے ہیں چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہم کو خدا ظاہر بظاہر دکھا دو۔ تب انکو بوجہ اس بیوقوفی کے بجلی نے ہلاک کر دیا۔

سورہ انعام آیہ نمبر ۱۰۳ میں ہے کہ خدا کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں۔

سورہ اعراف آیہ نمبر ۱۴۳ میں ہے کہ جب موسےٰ ہمارا وعدہ پورا کرنے کو کوہ طور پر آیا اور اس کا پروردگار اس سے ہم کلام ہوا۔ تو موسےٰ نے قوم کی خواہش دیدار پیش کی۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہیں

دیکھ سکتے۔ مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ پس اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے تو (سمجھ لینا) عنقریب مجھے
بھی دیکھ لوگے (ورنہ ہرگز نہیں دیکھ سکوگے) پھر جب موسےٰ کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی کی تو وہ چکنا چور
ہو گیا اور موسےٰ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ پھر جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا۔ خداوندا۔ تو (دیکھے جانے سے)
پاک پاکیزہ ہے۔ میں نے تیری درگاہ میں توبہ کی اور میں سب سے پہلے تیری عدم رویت کا یقین کرتا ہوں

سورہ فرقان آیہ نمبر ٢١ میں ہے کہ جو لوگ (قیامت میں) ہماری حضوری کی امید رکھتے ہیں۔ وہ
کہا کرتے ہیں کہ آخر فرشتے ہمارے پاس کیوں نازل نہیں کئے گئے۔ یا ہم اپنے پروردگار کو (کیوں نہیں) دیکھتے
ان لوگوں نے اپنے جی میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے اور انہوں نے (دیدار خدا کا سوال کرنے
اور فرشتوں کو بصورت پیغمبر دیکھنے میں) سخت سرکشی کی ہے۔

حافظ قرآن

درۃ آغانی جلد انیس صفحہ ٦٣ پر ہے کہ خالد قشیری حاکم مدینہ نے جو ہشام بن عبد الملک کیطرف
سے والی تھا۔ ایک دفعہ خطبہ میں قرآن کی تلاوت میں غلطی کی۔ لوگ ہنس پڑے۔ اس کے ایک دوست نے
کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر تم شرمندہ نہ ہو۔ کوئی عقلمند حافظ قرآن نہیں ہوتا۔ بلکہ مردوں میں سے جو احمق ہوتے
ہیں۔ وہی حافظ قرآن ہوتے ہیں۔ خالد نے کہا تو ٹھیک کہتا ہے۔

سنیوں کی تحریف قرآن

کسی عبارت میں کوئی لفظ یا حرف بڑھا دینا یا اس سے کوئی لفظ یا حرف گھٹا دینا یا اعراب کو بدل
دینا تحریف کہلاتا ہے۔

تفسیر اتقان سیوطی مطبوعہ احمدی نوع ٤٧ صفحہ ٣١٦ سطر اول پر ہے کہ تنسیخ آیت میں عام مفسروں کے قول
بلکہ مجتہدوں کے محض اجتہاد کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ حدیث صحیح سے تنسیخ نہ ثابت ہو جائے
جس کے معارض کوئی بینہ اور برہان موجود نہ ہو۔ کیونکہ نسخ کسی قرآنی حکم کے ازالہ یا اثبات پر شامل ہوتا ہے
جو عہد پیغمبر میں مقرر ہو چکا ہو۔ اس لئے کسی آیت کو منسوخ قرار دینے کے لئے حدیث اور تاریخ کی ضرورت ہے
نہ کہ کسی کی رائے اور اجتہاد کی۔

تفسیر اتقان سیوطی مطبوعہ احمدی صفحہ ۳۱۶ سطر ۹ پر ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ تم میں کوئی شخص بھی دعوے نہیں کر سکتا کہ اس نے پورا اور مکمل قرآن تمسک کیا ہے۔ اور اس کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ مکمل اور پورا قرآن کیا ہے کیونکہ اس قرآن کا بہت سا حصہ اس میں سے نکل گیا ہے۔

تفسیر اتقان سیوطی مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۴۶ سطر ۲ پر ہے کہ سورۂ اعراف کا شروع جو موجودہ قرآن میں المص سے ہوتا ہے۔ یہ دراصل الم یعنی تین حرف تھے۔ اس میں ایک حرف ص اس لئے زیادہ کر دیا گیا۔ کہ اس میں نبیوں کے قصوں کا بیان ہے

تفسیر اتقان سیوطی مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۴۶ سطر ۴ پر ہے کہ سورہ رعد کا شروع جو موجودہ قرآن میں المر سے ہوتا ہے۔ یہ بھی دراصل الم نازل ہوا تھا۔ اس میں بھی ایک حرف ر زیادہ کر دیا گیا۔ کیونکہ اس سورت میں رعد اور برق کا ذکر ہے۔

تفسیر در منثور سیوطی جلد ششم صفحہ ۴۱۶ سطر ۳ پر ہے کہ احمد اور بزار اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ کہ ابن مسعود نے معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس اپنے قرآن سے کاٹ دیا تھا۔ اور کہتا تھا کہ قرآن میں غیر قرآن کو خلط ملط نہ کرو۔ یہ دونو سورتیں کتاب خدا میں داخل نہیں ہیں۔

تفسیر کبیر رازی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۹ سطر ۱۰ پر ہے کہ ابن مسعود نے کہا۔ کہ سورۂ فاتحہ اور معوذتین داخل قرآن نہیں ہے۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد چھ صفحہ ۳۵۸ سطر ۵ پر ہے کہ سعید بن منصور اور احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن مردویہ نے علقمہ سے روایت کی ہے۔ کہ علقمہ ایک دفعہ شام میں آیا اور ابودرداءؓ کے پاس بیٹھا۔ اس نے پوچھا تم کن لوگوں سے ہو۔ علقمہ نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں۔ پس ابودرداء نے کہا۔ تم نے عبداللہ کو سورۂ واللیل اذا یغشیٰ کس طرح پڑھتے سنا ہے۔ علقمہ نے کہا میں نے اس کو بجائے "وما خلق الذکر والانثیٰ" کے "والذکر والانثیٰ" پڑھتے سنا ہے۔ ابودرداء نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو بھی اسی طرح پڑھتے سنا لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ میں اسی طرح "وما خلق الذکر والانثیٰ" پڑھوں۔ بخدا میں انکی پیروی ہرگز نہیں کروں گا۔

تفسیر اتقان سیوطی صفحہ ۳۱۶ سطر ۱۱ پر ہے کہ عائشہ نے کہا۔ کہ سورہ احزاب کی آنحضرتؐ کے زمانہ میں پوری

دو سو آیات کی تلاوت کی جاتی۔ لیکن عثمان نے اسی قدر آیات لکھیں جو اس وقت موجود ہیں۔ ناظرین! موجودہ قرآن میں سورہ الاحزاب کی تہتر آیات ہیں۔

تفسیر اتقان سیوطی صفحہ ٣١٦ سطر ١٣ پر ہے کہ زر بن حبیش نے کہا کہ ابی بن کعب نے مجھ سے کہا کہ سورہ احزاب کی کتنی آیتیں شمار کرتے ہو۔ میں نے کہا بہتر یا تہتر آیات۔ ابی کعب نے کہا اگر یہ سورت پوری رہنے دی جاتی۔ تو سورہ بقرہ کے برابر ہوتی۔ ناظرین! البقرہ کی دو سو چھیاسی آیات ہیں۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ٢٠٨ سطر ٧ پر ہے کہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ نے حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ جس سورت کو تم توبہ کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ وہ دراصل سورۂ احزاب ہے۔ خدا کی قسم ہم صحابہ میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جس کے متعلق کوئی نہ کوئی عذاب کی آیت نہ آئی ہو اور تم اس سورہ توبہ میں نہیں پڑھتے ہو جو کچھ کہ ہم پڑھا کرتے تھے۔ موجودہ سورت اصلی سورت کا چوتھا حصہ ہے

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد سوئم صفحہ ٢٠٨ سطر ٢٣ پر ہے کہ حاکم نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ سورہ برات نازل ہونے پر ہم نے گمان کیا کہ ہم صحابہ میں کوئی بھی ایسا باقی نہ رہے گا جس کے متعلق کوئی نہ کوئی نصیحت نازل نہ ہوئی ہو اور اس لئے اس سورت کا نام فاضحہ ہے۔

افادۃ الشیوخ مطبوعہ محمدی لاہور۔ علامہ صدیق حسن خاں صفحہ ١٤ سطر ٢ پر ہے کہ سورہ فاتحہ دو مرتبہ نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ مکہ میں اور پھر مدینہ میں اس سورت میں نہ تو کوئی آیہ ناسخ اور نہ کوئی آیت منسوخ ہوئی یہی روایت تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی صفحہ ٣١١ سطر ١٧، لغایۃ ٢٤ میں ہے۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ١٤ سطر ٣٣ پر ہے کہ ابن عباس اهدنا السراط المستقیم س کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن انباری کہتا ہے کہ عبداللہ بن کثیر بھی سراط کو س کے ساتھ پڑھتا تھا ابن ابی داؤد اور ابن المنذر اور عبد بن حمید اور سعید بن منصور اور وکیع اور ابو عبیدہ نے کہا کہ عمر بن خطاب بھی سراط کو س کے ساتھ پڑھتا تھا۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ١٣ سطر ٢٩ پر ہے کہ ترمذی نے اور ابن ابی الدنیا نے اور ابن الانباری نے کتاب المصاحف میں ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مالک یوم الدین کو ملک یوم الدین پڑھا کرتے تھے۔

تفسیر در منثور سیوطی جلد اول صفحہ ١٣ سطر ٣ پر ہے کہ ابن الانباری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے

کہ آنحضرتؐ اور ابوبکر اور عمر اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمان بن عوف اور معاذ بن جبل ملک یوم الدین پڑھا کرتے تھے
تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صہ ۱۳ سطر ۳۶ پر ہے کہ ابوداؤد اور خطیب نے طریق ابن شہاب اور سعید
بن المسیب اور براء بن عازب سے روایت کی۔ کہ آنحضرتؐ اور ابوبکر اور عمر ملک یوم الدین پڑھا کرتے تھے
تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد اول صہ ۱۵ سطر ۳۵ پر ہے کہ عمر بن خطاب صراط الذین
انعمت علیہم کو سراط من انعمت علیہم پڑھا کرتا تھا اور ولا الضالین کو وغیر الضالین
پڑھا کرتا تھا۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صہ ۱۵ سطر ۳ پر ہے کہ عبداللہ بن زبیر بھی من انعمت علیہم اور
غیر الضالین پڑھا کرتا تھا۔

تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد چھ صہ ۲۱۹ سطر ۲ پر ہے کہ شافعی اور عبدالرزاق فریابی اور سعید بن
منصور اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری اور بیہقی نے ابن
عمر سے روایت کی ہے کہ میں نے عمر کو سورہ جمعہ میں آیۃ فاسعوا الی ذکر اللہ کو ہمیشہ فامضوا الی ذکر اللہ
پڑھتے سنا۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد چھ مطبوعہ مصر صہ ۲۱۹ پر ہے کہ ابن مسعود اور ابن زبیر اور ابن عباس بھی فامضوا
الی ذکر اللہ پڑھتے تھے! افادۃ الشیوخ فی الناسخ و منسوخ مطبوعہ محمدی لاہور صہ ۴ سطر ۳ پر ہے کہ سورہ جمعہ
مدنی ہے اور بقول کرنبی اور علمائے اہلسنت اس سورت میں ناسخ اور منسوخ نہیں ہے۔
تفسیر درمنثور سیوطی جلد چھ مطبوعہ مصر صہ ۲۲۹ سطر آخری پر ہے کہ سورہ طلاق میں اس وقت فطلقوھن
بعد تھن موجود ہے حالانکہ آنحضرت فطلقوھن فی قبل عدتھن پڑھا کرتے تھے۔
تفسیر درمنثور سیوطی جلد چھ مطبوعہ مصر صہ ۱۱۶ سطر ۲۸ پر ہے کہ احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور
ابن الانباری اور ابن حبان اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے
مجھے انی انا الرزاق پڑھایا۔ ناظرین! سورہ الذاریت میں ان اللہ ھو الرزاق ہے۔
تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد اول صہ ۳۰۲ سطر ۲۱ پر ہے کہ مالک اور ابوعبیدہ اور عبد بن حمید اور
ابویعلٰی اور ابن جریر نے اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور بیہقی نے سنن میں عمرو بن رافع سے روایت
کی ہے۔ کہ میں حفصہ کے لئے قرآن لکھ رہا تھا حفصہ نے کہا جب حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ

الوسطےٰ تک پونچو تو مجھے پوچھ لینا۔ عمر کہتا ہے جب میں اس آیت بالا پر پہنچا۔ تو حفصہ نے مجھے یہ لکھوایا۔
"حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطےٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا اللہ قانتین" پھر حفصہ نے کہا
میں شہادت دیتی ہوں۔ کہ میں نے اس آیت کو آنحضرتؐ سے اسی طرح سنا۔
تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۰۲ سطر ۲۷ پر ہے کہ مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی
اور مالک اور احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی داؤد اور ابن الانباری اور بیہقی نے یہی دعائے
قنوت والی آیت ابی یونس اور عائشہ سے روایت کی ہے۔ ناظرین! ابی یونس عائشہؓ کے مصحف کا کاتب
تھا اور یہ آیت بالا سورہ بقر کی ہے۔ افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۱۴ سطر ۳
پر وہ تمام آیات بقرہ درج ہیں۔ جن میں تنسیخ وارد ہوئی ہے۔ مگر ان آیات میں اس آیت کا ذکر موجود نہیں ہے
تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۲۹۸ سطر ۱ پر ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ ہم صحابہ آنحضرتؐ
کے عہد میں آیہ بلغ سورہ مائدہ کو اس طرح پڑھا کرتے تھے "یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من
ربک ان علیا مولے المومنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس"
افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۲۰ سطر ۱۹ پر وہ تمام آیات مائدہ درج
ہیں۔ جن میں تنسیخ وارد ہوئی ہے۔ مگر ان آیات میں اس آیت کا ذکر موجود نہیں ہے۔
تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۱۸۰ سطر ۱۸ پر اور ازالۃ الخفا مطبع صدیقی بریلی مقصد اول
صفحہ ۲۲۲ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے خطبہ میں لوگوں سے کہا کہ تم لوگ آیت رجم کی بابت شک نہ کرو۔ کیونکہ
وہ حق ہے۔ خود رسول اللہ نے رجم کیا۔ ابو بکر نے رجم کیا۔ میں نے بھی رجم کیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ یہ آیہ رجم کو
قرآن میں لکھ دوں۔ پس میں نے اس کی بابت ابی بن کعب سے پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ اے عمر۔ کیا
تم اس وقت میرے پاس نہیں آئے تھے جبکہ میں خود اس آیہ کو رسول اللہ پر پڑھ ہوا چاہتا تھا۔ اور اے
عمر کیا تم نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر نہیں کہا تھا۔ کہ اے ابی بن کعب تو رسول سے آیہ رجم پڑھانا چاہتا
ہے حالانکہ (تو جانتا ہے) کہ اصحاب رسول گدھوں کی طرح زناکر رہے ہیں (یعنے زنا کی ہر طرف گرم بازاری
ہے)۔
تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۱۸۰ سطر اول پر وہی واقعہ آیہ رجم درج کر کے آیہ رجم بھی بقول
عمر درج کی گئی ہے جو یہ ہے

"الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھا البتۃ" تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷، صـــ ۳۱۶
سطر ۱۵ پر بھی آیہ رجم کا نقصان ہو جانا لکھا ہے۔

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷، صـــ ۳۱۶ سطر ۲۰ پر ہے کہ حمیدہ بنت ابی یونس نے کہا کہ ابی نے
اسّی (۸۰) برس کی عمر میں مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی جو مصحف عائشہ میں یوں مرقوم ہے کہ "یہ صلوات بر نبی
میں "وسلموا تسلیما" کے بعد "و علے الذین یصلون الصفوف الاول" کی عبارت قرآن میں عثمان
کے بغیر و تبدّل کرنے سے پہلے موجود تھی۔ یہی امر تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد پنجم صـــ ۲۲۰ سطر ۴ میں
عائشہ کی زبانی مرقوم ہے۔

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷، صـــ ۳۱۶ سطر آخر میں ہے کہ عبد بن صالح نے ہشام بن سعید سے
اور اس نے زید بن اسلم سے اور اس نے عطاء بن یسار سے اور اس نے ابی واقد لیثی سے روایت کی ہے
کہ آنحضرتؐ پر آیہ مال نازل ہوئی جو آنحضرتؐ نے ہم کو پڑھ کر سنائی اور وہ اب قرآن میں موجود نہیں ہے۔

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷، صـــ ۳۱۷ سطر ۱۴ پر ہے کہ ابن ابی مریم نے نافع سے اور اس نے
ابن عمر جمحی سے اور اس نے ابن ابی ملیکہ سے اور اس نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ عمر نے
عبد الرحمان بن عوف سے کہا کہ آیت "ان جاھدوا کما جاھدتم اول مرۃ" کو کیا تو بھی قرآن میں نہیں
پاتا۔ ہم نے تو بہت تلاش کیا لیکن کہیں اس آیت کا پتہ نہ ملا۔ عبد الرحمان نے کہا کہ یہ آیت بھی نکال دی گئی
ہے۔ انہیں آیتوں کے ساتھ جو قرآن سے ساقط کی گئی ہیں۔

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷، صـــ ۳۱۷ سطر ۱۷ میں مرقوم ہے کہ ابن ابی مریم نے ابی لیف سے
اس نے یزید بن عمر معافری سے اس نے ابی سفیان کلاعی سے روایت کی ہے کہ ایک روز مسلمہ بن مخلد
انصاری نے ان سے کہا کہ مجھے قرآن مجید کی وہ دو آیتیں بتاؤ جو مصحف میں مکتوب نہیں ہیں۔ پس کسی نے
ان کو نہ بتلائیں۔ اس کے پاس ابو المنود سعد بن مالک بیٹھا ہوا تھا پس مسلمہ انصاری نے دو آیات جہاد
پڑھ کر سنا دیں (جو موجودہ قرآن میں نہیں ہیں)

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد دوئم صـــ ۲۴۶ سطر ۱۵ میں امام سیوطی کہتا ہے کہ ابو عبیدہ کے کتاب فضائل
قرآن میں لکھا ہے کہ مجھ سے ابو معاویہ نے بیان کیا اور اس سے ہشام بن عروہ نے اور اس سے اس کے
باپ نے کہا۔ کہ میں نے ان آیات "ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابون"۔ اور آیت

"والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الذکوٰۃ" اور آیت "ھذان لساحران" کی غلطی کی بابت عائشہ سے سوال کیا۔ تو اس نے کہا۔ اے فرزند۔ یہ کاتبوں کی غلطی ہے۔ جنہوں نے قرآن میں غلط لکھ دیا ہے۔

تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صہ ۲۴۶ سطر ۲۲ پر ہے۔ کہ ابی داؤد نے قتادہ سے روایت کی ہے اور تفسیر کبیر رازی مطبوعہ مصر جلد چھ صہ ۱۹ سطر اول پر ہے کہ ہشام نے عروہ سے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے عائشہ سے روایت کی ہے اور تفسیر معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ بمبئی صہ ۵۰۹ سطر ۲۰ پر ہے کہ ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے کہ جب عثمان کے سامنے قرآن پیش کیا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ اس میں غلطیاں تو ہیں لیکن مضائقہ نہیں عرب خود بخود اپنی زبان کے مطابق درست کر لیں گے۔

تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صہ ۲۴۶ سطر ۱۱ پر ہے کہ ابی داؤد نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ قرآن میں چار الفاظ غلط ہیں۔ والصابئون۔ والمقیمین۔ فاصدق واکن من الصالحین اور ان ھذان لساحران۔

امام سیوطی نے تفسیر اتقان میں اور حسین بن منادی نے ناسخ و منسوخ میں لکھا ہے کہ منجملہ ان سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھا لئے گئے ہیں لیکن جن کی یاد دلوں سے نہیں گئی۔ وہ دو سورتیں ہیں۔ جو قنوت اور وتر میں پڑھی جاتی تھیں۔ اور جن کو سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد کہا جاتا تھا۔ مگر اس وقت عثمان کے جمع کردہ قرآن میں انکا کوئی نشان تک موجود نہیں ہے۔

دبستان المذاہب ملا مرزا محسن کشمیری فانی مطبوعہ بمبئی صہ ۲۲ سطر ۷ پر ہے کہ ایک مکمل سورت موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔ جس کا نام سورہ نورین تھا۔ اسی کتاب میں سورہ نورین تمام و کمال درج ہے (شیعوں کی کتابوں میں اس سورۃ کا ذکر تک نہیں۔ پس یا تو اسے سنیوں نے تحریف کی غرض سے بنایا ہے)۔

ناظرین! اب وہ حوالہ جات لکھتا ہوں۔ جن سے یہ ثابت ہو کہ عثمان نے مکی سورتوں میں مدنی آیات اور مدنی سورتوں میں مکی آیات خواہ مخواہ رکھ دیں۔ یا یوں کہئے کہ بیچارے کو تنزیل آیات کی ترتیب کا وقوف ہی کہاں تھا۔

تفسیر درمنثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد چہارم صہ ۴۲ سطر ۹ پر ہے کہ ابن المنذر اور ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ سورہ رعد مکمل مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔ مگر اس کی صرف ایک آیہ "ولایزال الذین کفروا الخ" مدنی ہے یعنی باقی تمام آیات مکی ہیں۔

تفسیر کبیر رازی مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۵ سطر آخری پر ہے کہ سورہ رعد کی ۴۳ آیات ہیں۔ اور یہ سورہ مکی ہے سوائے آیہ "ولا یزال الذین کفروا" اور آیہ "ومن عندہ علم الکتاب" کے۔ اصم نے کہا کہ یہ دو آیات مدنی ہیں اور اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۶۹ سطر ۳۲ پر ہے کہ نحاس نے اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی ہے سوائے دو آیات کے یعنی الم تر الی الذین الخ یہ دونوں آیات مدنی ہیں جو خواہ مخواہ اس سورت میں داخل کردی گئی ہیں۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۳۴۲ سطر ۳۱ پر ہے کہ ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کی کہ سورہ حج مدینہ میں نازل ہوئی سوائے چار آیات کے جو اس میں مکی ہیں یعنی وما ارسلنا من قبلک سے عذاب یوم عقیم تک۔ مگر انکو مدنی میں لکھ دیا گیا۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۹۲ سطر ۲ پر ہے کہ نحاس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ شعرا مکہ میں نازل ہوئی۔ سوائے پانچ آیات کے جو مدنی ہیں۔ یعنی والشعراء یتبعھم الغاودن الخ۔

تفسیر کبیر رازی مطبوعہ مصر جلد چھ صفحہ ۵۰۴ سطر ۲ پر ہے کہ سورہ شعرا مکی ہے۔ مگر اس میں چار آیات مدنی داخل کردی گئی ہیں اور وہ آیات والشعراء یتبعھم الغاودن الخ ہیں۔

تفسیر در منثور سیوطی مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۱۵۸ سطر ۹ پر ہے کہ نحاس نے اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ لقمان مکہ میں نازل ہوئی۔ سوائے تین آیات کے جو مدنی ہیں۔ وہ آیات یہ ہیں ولو ان ما فی الارض الخ

تفسیر کبیر رازی مطبوعہ مصر جلد چھ صفحہ ۴۲۹ سطر ۱۴ پر ہے کہ سورہ لقمان تمام مکی ہے، سوائے دو آیات کے جو مدنی ہیں اور جو اوپر مذکور ہوئیں۔

تفسیر کبیر رازی مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۰۶ سطر ۱ پر ہے کہ سورہ حج ۷۶ آیتیں ہیں اور یہ سورہ مکی ہے مگر اس میں تین آیتیں مدنی ہیں یعنی (ھذان خصمان سے لے کر صراط الحمید تک) مگر ان کو مکی میں لکھ دیا ہے۔

تفسیر معالم التنزیل امام بغوی پارہ شانزدہم سورہ طہٰ رکوع ۳۔ تفسیر ثعلبی۔ کتاب المشکل ابن قتیبہ

تفسیر در منثور، اتقان سیوطی، تفسیر فقیہ ابو اللیث سمر قندی۔ محاضرات راغب اصفہانی میں ہے کہ " ان هذان لساحران یریدان ان"۔ غلط ہے اس کی بجائے " ان هذین لساحران یریدان ان" چاہئے تھے۔ عثمان سے کہا گیا۔ کہ اس غلطی کو درست کر دے۔ اس نے جواب دیا کہ اہل زبان خود بخود درست کر کر لیں گے۔

تفسیر اتقان جلد اول صـ۳۰ پر ہے کہ ایک قوم متکلمین میں سے قائل ہے کہ جائز ہے کہ رائے اور اجتہاد سے جس قرأت یا وجہ کو یا حرف کو ثابت کریں بشرطیکہ وہ قواعد عربیت سے درست ہو خواہ یہ بھی ثابت ہو کہ رسول اللہ نے اس کو اس طرح پڑھا بھی ہے۔ ناظرین! یہ قرآن تو ایک گیلی مٹی کا کھلونا ہوا جس طرح چاہا توڑ موڑ کر نئی شکل بنالی۔

مولوی آزاد سبحانی نے رسالہ ایاح سیام مطبوعہ انتظامی پریس کانپور ۱۹۰۰ء صـ۹ پر لکھا ہے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خیال (تحریفِ قرآن) بجائے خود ایسی اختراع ہے جس کی جگہ جاہل سُنیوں اور نادانوں دلوں کے سوائے کہیں نہیں ہے محققین علمائے شیعہ نے اس خیال سے نفرت کی ہے اور بآواز بلند پکار دیا ہے۔ کہ ہم کو اس نفرتی عقیدہ سے کچھ تعلق نہیں۔

حصول المامول صـ۱۵۱ پر ہے کہ اس میں اختلاف ہے (یعنی بعض اس کے مطابق ہیں اور بعض مخالف) کہ قرآن اور حدیث متواتر خبر احاد سے منسوخ ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ لیکن اکثر قائل ہیں کہ یہ بات عقلاً جائز ہے۔ شرح اصول بزدوی صـ۱۶۳ پر ہے کہ قرآن شریف کا نسخ ابو القاسم کے نزدیک قیاس سے جائز ہے۔ مگر قیاس جلی ہو خفی نہ ہو۔ اور غزالی نے کہا کہ لفظ جلی مبہم ہے اگر مراد اس سے قیاس قطعی ہے تو اس کا ناسخ ہونا صحیح ہے اور اگر ظنی ہے تو نہیں۔

شرح اصول بزدوی صـ۱۷۵ پر ہے کہ جب عثمان نے دو بھائیوں اور ایک ماں کی میراث میں ماں کو ثلث سے گھٹا کر سدس دلوایا۔ تو ابن عباس نے کہا کہ اگر مردہ کے کئی بھائی ہوں۔ تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ اس پر عثمان نے کہا کہ اے غلام (بطور دشنام) تیری قوم نے اس کو محجوب کر دیا ہے یعنی شیخین وغیرہ خلافِ قرآن مسئلہ وراثت میں عمل کرتے رہے ہیں۔

در منثور جلد ششم صـ۴۵۶ پر ہے کہ سورہ فلق اور ناس کو ابن مسعود نے قرآن سے کاٹ دیا اور کہا کہ قرآن کو غیر قرآن میں مخلوط نہ کرو۔ تفسیر کبیر امام رازی جلد اول صـ۱۶۹ پر ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ

سورہ فلق اور ناس اور فاتحہ داخل قرآن نہیں ہیں۔

کنز العمال صفحہ ۲۸۰ پر ہے کہ حسن بصری سے روایت ہے کہ عمر نے قرآن کی ایک آیہ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ آیہ فلاں شخص کے پاس تھی جو جنگ یمامہ میں مارا گیا ہے۔ اس پر عمر نے کہا۔ انا للہ۔ اور پھر جمع قرآن کا حکم دیا۔

معالم التنزیل سورہ توبہ آیہ "یحذر المنافقون" کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت ہے کہ خدا نے قرآن میں ستر منافقوں کے نام اور ان تمام کے باپوں کے نام نازل فرمائے تھے (جو اس وقت قرآن میں موجود نہیں ہیں)۔

نواب محسن الملک نے رسالہ تہذیب الاخلاق جلد دوئم صفحہ ۱۲۷ پر مندرجہ ذیل نقشہ تحریر کیا ہے۔

صحیح آیت جو قرآن میں نہیں ہے	غلط آیت جو قرآن میں موجود ہے	غلطی کی اسناد
فی قلوبھم الحمیہ حمیۃ الجاہلیۃ کما حموا انفسد المسجد الحرام فانزل اللہ سکینۃ علیٰ رسولہ	کما حموا سے آخر تک قرآن میں نہیں ہے	مستدرک حاکم اور تفسیر درمنثور سیوطی بروایت ابی بن کعب
صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاوّل	وعلی الذین سے آخر تک قرآن میں نہیں ہے	اتقان بروایت حمیدہ
وھو اب لھم وازواجہ امھاتھم	وھو اب لھم قرآن میں نہیں ہے	حاکم۔ ابن مردویہ۔ بیہقی عبدالرزاق۔ سعید بن منصور وغیرہ بروایت ابن عباس
فامضوا الی ذکر اللہ	فاسعوا الی ذکر اللہ	موطا امام مالک بروایت عمر بن خطاب

صحیح آیت جو قرآن میں نہیں ہے	غلط آیت جو قرآن میں موجود ہے	غلطی کی اسناد
انی انا الرزاق ذالقوۃ المتین	ان اللہ ھو الرزاق	ترمذی بروایت عبداللہ بن مسعود
ووصی ربک	وقضی ربک	اتقان بروایت ابن عباس
والنہار اذا تجلی والذکر والانثیٰ	والذکر والانثیٰ قرآن میں نہیں ہے	مسلم و بخاری و ترمذی بروایت ابو داؤد
مثل نور اللہ عن مشکوٰۃ	مثل نورہ کمشکوٰۃ	درمنثور بروایت ابن عباس

ازالۃ الخفا صفحہ ۲۴۱ پر ہے کہ اصحاب کا ایک گروہ عثمان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے کیوں حروف قرآن کو مٹا کر ایک حرف کر دیا ہے۔

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۱ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے چاہا کہ آیہ "السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان"۔ سے واؤ کو نکال ڈالوں چنانچہ عمر نے اس پر خط بھی کھینچ دیا اس بات پر ابی بن کعب سے تین دفعہ جھگڑا بھی ہوا۔ آخر ابی بن کعب نے غصہ سے کہا کہ قسم بخدا یوں ہی جبرئیل پر خدا نے نازل کیا اور جبرئیل نے رسول اللہ پر۔ اس میں نہ تو خطاب کا اجارہ ہے۔ اور نہ اس کے بیٹے کا۔

شیعوں کی سینہ زوری ملاحظہ ہو کہ مناقب ابن شہر آشوب صفحہ ۱۲۷ پر ہے کہ ایک سنی عالم مسمی اسحاق کندی نے کتاب تناقض القرآن لکھنا شروع کر دی مگر امام حسن عسکری نے کسی آدمی کی معرفت اس کو تنبیہ نسرمائی تو لکھا ہوا مسودہ جلا دیا۔

اتقان جلد دوئم صفحہ ۲۵ پر ہے کہ ایک سورت برات کی سورت کے برابر نازل ہوئی تھی جو اٹھالی گئی۔ مگر اس میں سے ایک آیت ان اللہ سوید ھذا الذین الخ محفوظ رہ گئی۔

تفسیر درمنثور جلد چھ میں ہے کہ امام اعمش کہتا ہے کہ مصحف عبداللہ بن مسعود اور مصحف زید بن ثابت میں کوئی ایسا اختلاف نہیں جس کا اثر حلال اور حرام پر پڑے (یعنی فرق ضرور ہے مگر تھوڑا ہے) البتہ عبداللہ بن مسعود کے قرآن کی سورہ حشر اور سورہ انفال میں "والمہاجرین فی سبیل اللہ"۔ لکھا تھا۔ جو موجودہ

قرآن میں نہیں ہے جو زید بن ثابت کا لکھا ہوا ہے۔

الامامت و السیاست امام ابن قتیبہ صفحہ ۵۹ پر ہے کہ تمام مہاجرین اولین اور اصحاب رسولؐ نے اہل مصر کو خطوط لکھے کہ مدینہ میں بہت جلد آؤ۔ کیونکہ کتاب خدا بدل دی گئی ہے اور سنت رسولؐ میں تغیر کر دیا گیا ہے۔

اعتقاد شیعہ متعلق عدم تحریف قرآن

رسالہ اعتقادات علامہ شیخ صدوق مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵ سطر ۳ کتاب شیعہ پر ہے کہ ہم شیعوں کا اعتقاد ہے کہ قرآن جس کو خدا نے اپنے رسول پر نازل کیا اور جو اس وقت دو جلدوں کے اندر لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے وہ اس سے زیادہ نہیں تھا۔ اور اس کی سورتیں لوگوں کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں۔ لیکن ہم شیعوں کے نزدیک سورہ والضحیٰ اور سورہ الم نشرح ایک سورت ہے اور سورہ لایلاف اور الم ترکیف ایک سورت ہے۔ اور جو شخص ہم شیعوں کی طرف یہ نسبت دے کہ ہم شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن موجودہ مقدار سے زیادہ تھا۔ وہ جھوٹا اور کاذب اور مفتری ہے۔

تفسیر مجمع البیان علامہ طبرسی مطبوعہ ایران جلد اول صفحہ ۵ سطر ۱۲ اور سطر ۲۱ کتاب شیعہ پر ہے۔ کہ قرآن میں زیادتی کا ہونا تو بالاجماع غلط اور باطل ہے۔ لیکن کمی واقع ہونے میں صرف چند شیعہ اور فرقہ حشویہ نے روایت کی ہے کہ قرآن میں تغیر اور نقصان واقع ہوا ہے۔ لیکن ہم شیعوں کا صحیح عقیدہ اس روایت کے خلاف ہے یعنی ہمارا عقیدہ ہے کہ کمی بھی اس میں واقع نہیں ہوئی۔ علم الہدے سید مرتضٰے نے بھی یہی فرمایا ہے

قوانین الاصول علامہ مرزا ابو القاسم مطبوعہ ایران جلد اول باب ششم بحث کتاب صفحہ ۳۱۵ سطر ۱ کتاب شیعہ پر ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ قرآن میں تحریف اور نقصان ہوا ہے یا نہیں۔ اکثر اخباریوں (وہابیوں) کے نزدیک تحریف اور زیادتی اور کمی قرآن میں واقع ہوئی ہے اور یہی علامہ کلینی اور علامہ علی بن ابراہیم قمی اور صاحب احتجاج الائمہ شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی سے بھی ظاہر ہوا ہے۔ لیکن علم الہدے سید مرتضٰے اور علامہ صدوق محمد بن بابویہ اور محقق طبرسی محمد بن الفضل اور دیگر تمام جمہور مجتہدین شیعہ قرآن کی عدم تحریف کے قائل ہیں۔

تفسیر منہج الصادقین علامہ ملا فتح اللہ کاشانی مطبوعہ ایران جلد اول مقدمہ کتاب صفحہ ۵ سطر ۱۷

کتاب شیعہ پر ہے کہ قرآن زیادتی اور کمی سے قطعاً محفوظ ہے اور یہی عقیدہ ہمارے جمہور علمائے عظام کا ہے
تفسیر لوامع التنزیل علامہ حائری مطبوعہ لاہور جلد چہاردہم صـ۲۳ سطر ۲۲ کتاب شیعہ پر ہے۔ کہ
موجودہ قرآن ہر قسم کی کمی وبیشی سے بالکل مصئون ہے ورنہ ارکان اسلام برباد ہو جائیں۔
کتاب البیان علامہ شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسی کتاب شیعہ میں ہے کہ قرآن کی زیادتی اور نقصان
میں کلام کرنا کسی طرح مناسب ہی نہیں ہے کیونکہ قرآن کی زیادتی کے بطلان پر تو اجماع قائم ہے۔ رہا کمی
کا واقع ہونا پس اس میں بھی ظاہر یہ ہے کہ ہم شیعوں کا مذہب اس کے قطعاً خلاف ہے۔
قوانین الاصول علامہ صدوق مطبوعہ ایران جلد اول صـ۳۱۵ سطر ۱۲ کتاب شیعہ پر ہے کہ ہمارا کلام
حضرت علی علیہ السلام کے قرآن کے متعلق یہ ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جو قرآن
جمع کیا۔ اس میں جو زیادتی ہے اور جو اس کے سوائے کسی اور قرآن میں نہیں ہے۔ وہ زیادتی نفس قرآن میں
نہ تھی۔ بلکہ اس میں احادیثِ قدسیہ بھی جمع کی گئیں تھیں (یعنی وہ تتمہ قرآن کی صورت میں موجود تھیں۔
جنکا اصل قرآن سے کوئی تعلق نہ تھا۔)

توہین خدام اہلبیتؑ از علماء سنیہ

منہاج السنت جلد دوئم صـ۱۳۱ پر ہے کہ جو علماء علم حدیث میں مشہور ہیں۔ وہ امام حسن عسکری کے
زمانہ میں موجود تھے۔ مگر ان علماء میں سے کسی نے بھی امام حسن عسکری سے حدیث نہیں لی۔
درر کامنہ ابن حجر عسقلانی صـ۴۴۔ اور دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور صـ۲۴ پر ہے کہ ابن تیمیہ نے
حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے۔ کہ انہوں نے سترہ امور میں خطا کی۔ اور کتاب خدا کی مخالفت
کی۔ نعوذ باللہ۔

ازالۃ الخفاء صـ۱۰۳ پر شاہ ولی اللہ لکھتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے مسائل فقہ میں غلطیاں
سرزد ہوئیں اور امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک خمس میں ذوی القربیٰ
کا حصہ تھا۔ مگر حضرت نے نہیں لیا۔ تاکہ لوگ شورش نہ کریں کیونکہ ابوبکر اور عمر نہ دیا کرتے تھے۔
دراسات اللبیب میں ہے کہ ابن ہمام کہتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث خلاف واقع

ہے۔ یا وہ علیؑ کے مذہب سے ناواقف تھے۔ یا بھول گئے یا علیؑ پر جھوٹ اور افترا باندھا۔

میزان الاعتدال ترجمہ امام علیہ السلام ق ۷، ۱۳۲ میں ہے کہ امام رضاؑ اپنے باپ سے عجیب عجیب روایات نقل کرتے ہیں (یعنی جھوٹی روایات) اور وہم بھی کرتے ہیں اور خطا بھی کرتے ہیں۔

لالی مصنوعہ علامہ سیوطی میں ہے کہ امام حسن عسکریؑ لاشئے یعنی نکمے ہیں۔

ابن تیمیہ کہتا ہے کہ زفر اور دارمی جو علمائے اہلسنت ہیں۔ امام نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ سے بڑھکر دین کے عالم تھے۔ اور نقیؑ اور عسکریؑ اور ان جیسوں پر واجب تھا کہ زفر اور دارمی میں سے کسی ایک سے تعلیم پاتے۔

انتصار الشریعت نمبر ۳ جلد اول صـ۲۵ پر ہے کہ بخاری لکھتا ہے کہ مجھے مجالد امام صادق علیہ السلام سے زیادہ پیارا ہے۔ مجھے صادقؑ کی حدیثوں کی طرف سے دل میں شک ہے۔ دار قطنی ابن معین اور ذہبی وغیرہ نے مجالد کو ضعیف کہا ہے۔

امام الائمہ یحییٰ بن سعید کہتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام کی طرف سے میرے دل میں ایک شے (کراہت، عداوت) ہے اور مجھے امام صادق علیہ السلام سے مجالد زیادہ محبوب ہے۔ ابن معین کہتا ہے کہ مجالد قابل احتجاج نہیں۔ امام احمد کہتا ہے کہ مجالد لاشئے تھا۔ امام نسائی مجالد کے متعلق لیس بالقوی لکھتا ہے۔ دار قطنی ضعیف بتاتا ہے۔ ابن مہدی اس سے روایت ہی نہیں لیتا۔ طرفہ تر امر یہ ہے۔ کہ خود یحییٰ بھی اس کو بعد ازاں ضعیف بتاتا ہے۔ یہ تمام امور میزان الاعتدال ذہبی میں مرقوم ہیں۔

ابن ہمام کہتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے اپنی رائے سے نص رسولؐ کی مخالفت کی کیونکہ ابو بکرہ سے حدیث ہے کہ بہت جلکھنے والے اور بہت طلاق دینے والے پر خدا کی لعنت ہو۔

اعلام الناس محمد احسن بھوپال صـ۶ پر ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام بت پرستوں کی سی باتیں کرتے تھے۔

انتصار الشریعت نمبر ۳ جلد اول صـ۲۴ پر ہے کہ ذہبی کہتا ہے کہ امام کاظم علیہ السلام کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں۔

اخبار اہلسنت والجماعت امرتسر نے ۱۱ جولائی ۱۹۲۰ئ کی اشاعت کے صـ۳ کالم ۲ پر لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری الیابد حواس ہو گیا۔ کہ اس نے یزید کی مدح سرائی شروع کر دی اور امام حسینؑ

کی توہین پر کمر باندھلی اور بڑی بےباکی سے کہا۔ کہ یزید حکومت کی صلاحیت اور جنگی قابلیت رکھتا تھا۔ اس لئے وہ صالحین میں داخل تھا اور چونکہ امام حسین علیہ السلام حکومت کی صلاحیت نہ رکھتے تھے (اسلئے آپ صالح نہ تھے) پس یزید کو فتح ہوئی اور حسینؑ ناکامیاب رہے۔

صواقع خواجہ نصراللہ کابلی اور کنزالعمال ملاعلی متقی کتاب العلم میں ہے کہ عبداللہ بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے تحفہ شاہ عبدالعزیز میں ہے کہ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو بھی تمام احکام (شریعت) کا علم نہیں تھا اور یہ امر انکی قابلیتِ خلافت کو مانع نہیں ہے۔ ناظرین! ایسی ہی خرافات کی بنا پر شیخ سعدی شیرازی نے بھی بوستان میں لکھ دیا۔ بوستان مترجم تحت اللفظ صد ۲۱۱ سطر آخر ملاحظہ ہو۔

"کسے مشکلے برد پیش علیؑ مگر مشکلش را کند منجلی

پسندید از و شاہِ مرداں جواب کہ من برخطا بودم او برصواب"

کنزالعمال تبویب جمع الجوامع فضائل علی کتاب الفضائل میں بروایت ابو معتمر مسلم بن اوس و کنز قلامتہ السعدی اور فتح الباری شرح بخاری تفسیر سورہ والذاریات کتاب التفسیر میں بروایت ابوالطفیل اور تہذیب الکمال میں بروایت ابوالطفیل اور استیعاب ابن عبدالبر مالکی مطبوعہ حیدر آباد صد ۴۶۲ پر لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام برسر منبر فرمایا کرتے۔ کہ پوچھ لو مجھ سے جو سوال چاہو ارضی و سماوی پیشتر اس کے کہ میں فوت ہو جاؤں

شرح مقاصد علامہ تفتازانی اور راسخ المطالب میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اہل تورات کو احکامِ تورات کے مطابق اور اہل زبور کو احکام زبور کے مطابق اور اہل انجیل کو احکام انجیل کے مطابق اور مسلمانوں کو احکام قرآن کے مطابق مسائل بتاتے۔ شرح مواقف سید شریف جرجانی میں ہے کہ اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو چاروں کتب کا علم حاصل تھا۔ یہ نہیں کہ حضرت ان کتابوں کے منسوخ شدہ احکام کے جائز ہونے کا حکم فرماتے۔

ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک رات جناب امیر علیہ السلام نے بائے بسم اللہ کی تفسیر شروع کی اور طلوع فجر ہوئی اور ابھی تفسیر ختم نہ ہوئی۔

شواہد النبوت ملا جامی میں امام صادقؑ اور امام کاظمؑ کا ارشاد درج ہے کہ ہم اہلبیتؑ کو علم

"ماکان وما یکون" داسمانے، ملوک تاقیامت وبخہائے ملائکہ وما یحتاج الناس تاقیامت حاصل ہے
ناظرین! اہلسنت کے جید عالم اور علامہ ابن جوزی نے ایک دفعہ منبر پر کہا "سلونی قبل ان
تفقدونی" یعنی پوچھ لو مجھ سے جس مسئلہ میں چاہو پیشتر اس کے کہ میں فوت ہو جاؤں۔ ایک عورت اٹھی
اور کہا کہ کیا یہ درست ہے کہ حضرت سلمان فارسی مدائن میں فوت ہوئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام (بہ زور معجزہ)
مدینہ سے مدائن فی الفور تشریف لے گئے، حالانکہ مدینہ سے مدائن ایک مہینہ کی راہ ہے اور حضرت نے مرحوم کی
تجہیز و تکفین کی۔ ابن جوزی نے کہا ہاں یہ درست ہے، پھر اس عورت نے کہا کہ عثمان مدینہ میں قتل ہوا
اور اس کی نعش تین دن اور تین رات گھوری پر بے غسل و کفن پڑی رہی۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے
اس کی تجہیز و تکفین نہ کی) ابن جوزی نے فرط غضب میں کہا کہ اے فلانی۔ اگر تو اپنے شوہر کی اجازت
کے بغیر یہاں آئی ہے تو تجھ پر لعنت ہو اور اگر اس نے تجھ کو اتنے مجمع عام میں آنے کی اجازت دی ہے
تو اس پر لعنت ہو۔ اس عورت نے کہا۔ کیا عائشہ جنگ جمل میں آنحضرتؐ کی اجازت سے گئی تھی یا بلا اجازت
ابن جوزی لاجواب ہو گیا اور ازیں بعد تمام عمر "سلونی قبل ان تفقدونی" نہ کہا۔

ابن سعد امام صادق علیہ السلام کو قابل احتجاج نہیں جانتا اور ضعفا سے شمار کرتا ہے اور انکے قول
میں تناقض کا قائل ہے یعنی کہتا ہے کہ حضرت کاذب تھے۔

امام رازی نے نہایۃ العقول میں لکھا ہے کہ تعجب ہے کہ شیعہ لوگ امام تقیؑ اور نقیؑ اور عسکریؑ کی نسبت
زعم (غلط خیال) رکھتے ہیں کہ وہ جمیع مسائل اصول و فروعی کے مجملات و تفصیلات سے آگاہ تھے۔ حالانکہ یہ تینوں
ایسے زمانہ میں تھے کہ علماء کا خوض علوم کے اقسام میں بڑا ہوا تھا۔ اور ان علما نے تصنیفات کثیرہ کیں۔ مگر
ان تینوں اماموں میں سے ایک سے بھی علم کی کوئی بات ظاہر نہ ہوئی۔ نہ تھوڑی اور نہ بہت نہ کسی محفل
میں شریک ہوئے اور نہ کسی مسئلہ میں مخالف سے کلام کیا اور نہ انسے کوئی قابل انتفاع تصنیف ہوئی جیسا
کہ شافعی اور محمد بن حسن وغیرہ سے ہوئیں (یعنی شافعی اور محمد بن حسن تو بجائے خود رہے۔ ان تینوں آئمہ
پر عام علما کو بھی ترجیح ہے نعوذ باللہ)

انتصار الشریعت نمبر ۳ جلد اول ص ۲۶ پر ہے کہ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ امام علی نقیؑ اور حسن عسکریؑ
وغیرہ وغیرہ کو طبری سے علم کا حاصل کرنا واجب تھا۔ انتصار الشریعت نمبر ۳ جلد اول ص ۲۶ پر ہے کہ شیخ
رحمۃ اللہ نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو وضاعین اور کاذبین کے گروہ میں داخل کیا ہے۔

حاشیہ بخاری مطبوعہ دہلی کتاب النکاح صٓ ۶۲ پر بخاری نے آیہ مثنیٰ وثلث وربٰع کی تفسیر میں امام عابدؑ کا قول درج کیا ہے جس کی شرح میں ابن حجر عسقلانی لکھتا ہے کہ یہ قول رافضیوں کے امام عابدؑ کا ہے جو آپ کی عصمت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

شرح عقائد عضدی از دوانی مطبوعہ لکھنؤ صٓ ۱۹ پر ہے کہ ہم شیعوں کی طرح احادیث کی پیروی نہیں کرتے جنکا اعتقاد ہے کہ آئمہ معصوم ہیں (یعنی آئمہ گنہگار ہیں)

تہذیب التہذیب ابن حجر ترجمہ امام جعفر صادق علیہ السلام میں ہے کہ امام صادقؑ کثیر الحدیث تھے انکو ضعفا سے سمجھا جاتا ہے اور ان سے احتجاج نہیں کیا جاتا۔ ایک مرتبہ انسے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ان احادیث کو اپنے باپ سے سنا ہے۔ آپ نے جواب دیا ہاں سنا ہے لیکن جب دوسری دفعہ یہی پوچھا گیا۔ تو جواب دیا کہ میں نے صرف اپنے باپ کی کتابوں سے ان احادیث کو دیکھا تھا۔

کتاب الفصل فی الملل والنحل ابن حزم میں ہے کہ بنی مروان کی خلافت صحیح ہے اور جناب امیر علیہ السلام اور انکی اولاد کی خلافت صحیح نہیں ہے۔ بحر العلوم مولوی عبد العلی میں ہے کہ ہمارے لئے اہلبیت رسولؐ کا اجماع بھی حجت نہیں ہے۔ ازالۃ الخفا اور قرۃ العینین میں ہے کہ اہل تصوف کو حضرت علیؑ اور انکی اولاد سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

امہات الامہ صٓ ۹۹ مولوی نذیر احمد میں ہے کہ ہمارے ملک میں عورتوں کا ایک طبعی خاصہ تریاہٹ اور تریا چرتر دسکہ اور فریب بھی مانا گیا ہے اور یہی بات ہم فاطمہؑ اور عائشہ میں بھی پاتے ہیں۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۲۶ھ میں مولوی ثناء اللہ وہابی امرتسری نے مندرجہ ذیل الفاظ حضرت علی علیہ السلام کے بارہ میں نقل کئے ہیں۔

بے حیا۔ بزدل کمینہ۔ دیوث۔ بے غیرت۔ اول الدیوثین۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔

اخبار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ کشمیری صٓ ۱۱ نمبر ۲۴ ماہ شوال میں یہ فتوے شائع کیا گیا ہے کہ مجالس حسین علیہ السلام میں کسی بھی نیت سے جانا قرآن اور احادیث کے رو سے ناجائز ہے۔

کتاب دررکامنہ شیخ ابن حجر عسقلانی میں حضرت علی علیہ السلام کے بارہ میں معاذ اللہ یہ الفاظ درج ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بوجہ مخالفت شرع مخذول ہوئے۔ آپ کا اسلام صحیح نہ تھا۔ آپ نے ثلاثہ کی خلافتوں کے خلاف کوشش کر کے منافقت کا اظہار کیا۔ آپکا جہاد دیانت پر مبنی نہ تھا بلکہ دنیوی ریاست کیوجہ سے تھا

کتاب شرح اسما النبی علامہ ذوالنبین ابن وحیہ میں ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح میں برا ابن عازب سے روایت
کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ہم کو خالد بن ولید کیساتھ حجۃ الوداع سے پہلے یمن کیطرف روانہ کیا۔ بعد ازاں جناب
امیر علیہ السلام کو بھیجا کہ جو شخص خالد کے ساتھ رہنا چاہے۔ رہنے دینا۔ اور جو واپس آنا چاہے۔ آجائے۔ براء
کہتا ہے کہ میں ان میں سے تھا جو خالد کے پاس رہے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ بریدہ سے روایت
ہے کہ حضرت نے جناب امیر علیہ السلام کو بھیجا کہ جا کر خالد سے مال خمس وصول کریں۔ ہم کو جناب امیر علیہ
السلام سے بغض تھا وغیرہ وغیرہ۔

ذوالنبین پھر لکھتا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے ناقص اور ابتر وارد کیا ہے جیسا کہ تو دیکھتا ہے
اور ایسی احادیث (منقبت جناب امیر علیہ السلام) کے لکھنے میں کانٹ چھانٹ کرنا اس کی عادت ہے۔
بسبب اس رائے بد کے جو اس راہ سے (الفت آل محمدؐ) انحراف کرنے میں رکھتا ہے اس حدیث کو احمد بن
حنبل نے کاملاً اور محققاً وارد کیا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ہم کو علیؑ ابن ابیطالب سے اس
حد تک بغض تھا کہ اتنا کسی سے بغض نہ تھا۔ ہم ایک شخص سے صرف اس وجہ سے محبت رکھتے تھے کہ وہ دشمن
علی تھا۔ یہ شخص (خالد بن ولید) جب سردار لشکر بنا کر بھیجا گیا۔ تو ہم نے صرف اس وجہ سے ہمراہی کی کہ وہ دشمن
علی ہے۔ اس جنگ میں چند قیدی ہوئے۔ ہم نے آنحضرت کو لکھا کہ تقسیم غنیمت کے لئے کسی کو بھیجدیجئے
آنحضرت نے جناب امیر علیہ السلام کو بھیجا۔ ان قیدیوں میں ایک لونڈی تھی جو سب سے بہتر تھی۔ جناب امیرؑ
بعد تقسیم آئے اس طرح کہ غسل کیا ہوا تھا اور پانی سر سے ٹپک رہا تھا۔ ہم نے کہا یہ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔
تم نے اس لونڈی کو نہیں دیکھا تھا جو قیدیوں میں تھی جو بعد تقسیم خمس میں پڑی اور تقسیم خمس میں وہی
لونڈی حصہ علیؑ میں آئی۔

پھر ذوالنبین لکھتا ہے کہ بخاری کو حذف اور اسقاط کی عادت ہے اور یہ ایسی بات ہے جو اس
کی تصنیف پر عیب ہے خصوصاً ذکر علیؑ کو ساقط کر دینا۔

سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق سنہ ۱۹۱۱ء شیخ الاسلام قسطنطنیہ نے فتوے صادر کیا کہ نجف اشرف اور کربلائے
معلّی سے خزائن اور تبرکات کو شاہی مصارف میں لایا جاوے۔ اس پر شیعان عالم میں ہیجان پیدا ہوا اور یہ فتوے
عمل میں نہ آسکا۔ وہابیوں کے پیر و مرشد عبدالوہاب نجدی کا بھی یہی منشا تھی۔ عبدالوہاب والئی نجدی
تھا۔ چنانچہ ابجد العلوم صدیق حسن خاں صاحب میں ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ولادت سنہ ۱۱۶۵ھ

میں اور وفات ۱۲۰۶ھ میں واقع ہوئی۔ ناظرین! اتبرکاتِ مشاہدِ مقدسہ کو اپنے صرف میں لانے کا خیال شیخ الاسلام کی جدتِ طبع کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ سنتِ عمری کا تتبع تھا۔ بخاری کتاب الحج باب کسوۃ الکعبہ صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ ابی وائل راوی ہے کہ ہم شیبہ کیساتھ (اس وقت خانہ کعبہ کی کلید بردار شیبہ کی اولاد ہے) خانہ کعبہ میں کرسیوں پر بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ عمر بن خطاب بھی بیٹھا تھا عمر بن خطاب نے کہا کہ ہم خانہ کعبہ میں نہ سونا چھوڑینگے نہ چاندی۔ مگر سب کو تقسیم کر دینگے۔ شیبہ نے کہا۔ اے عمر۔ تمہارے دونو صاحب آنحضرتؐ اور ابوبکر نے تو اس کام کو نہیں کیا۔ عمر نے کہا۔ بیشک وہ دونو مرد اس قابل تھے کہ ہم انکی اقتدا کریں یعنی میں اس خیال کو چھوڑ دیتا ہوں۔ فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۱۰۵ پر ہے کہ عمر نے جس مال کی تقسیم کا ارادہ کیا تھا۔ وہ وہ مال تھا جو خزانہ میں جمع تھا۔ کیونکہ عرب اکثر مال بغرضِ تعظیم بھیجتے تھے۔ خرچ سے جو بچ رہتا وہ بطور خزانہ جمع ہو جاتا۔ اسی مال کی تقسیم کا ارادہ عمر نے کیا تھا۔ نہ اس مال کا جو بطور قندیل وغیرہ تھا۔ ازراہِ زینت کیونکہ اس مال کا خرچ تو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ابن الجوزی نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں اکثر مال بغرضِ تعظیم خانہ کعبہ بھیجتے تھے جو جمع ہو جاتا تھا۔ دیکھئے صاحب فتح الباری عمر کی ناجائز دست برد پر کس طرح ملمع کاری کرنا چاہتا ہے۔ عمر کہتا ہے کہ میں ہر قسم کا مال بصورت سونا چاندی نکال لوں گا۔ حالانکہ قندیل چاندی کے ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ عمر نے پھر بھی ارادہ کیا اور ابی بن کعب کے سمجھانے سے باز رہا۔ بخاری صفحہ ۱۰۶ پر ہے کہ یہی قصہ عمر ابی بن کعب کے درمیان ہوا اور ابی بن کعب نے سمجھایا تو عمر اپنے ارادہ سے باز رہا۔

ربیع الابرار زمخشری میں ہے کہ کسی نے عمر سے کہا کہ خانہ کعبہ کو زیور کی کیا ضرورت ہے (زیور یعنی آراستگی) پس ثابت ہوا کہ عمر قندیل وغیرہ بھی نکال لینا چاہتا تھا اسی مال سے مسلمانوں کا لشکر تیار کیجیے۔ عمر نے اس کا قصد کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا آنحضرتؐ پر قرآن نازل کیا گیا جس میں مال کی چار اقسام ہیں۔ ایک مال مسلمین جسکو خدا نے ورثہ میں مطابق فرائض تقسیم کیا دوسرا مال فے ہے۔ جس کو اس کے مستحقوں پر تقسیم کیا۔ تیسرا خمس جس کے خاص حدود مقرر ہیں۔ چوتھے صدقات جنکے احکام خدا نے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ خانہ کعبہ کے زیورات اُس وقت بھی موجود تھے۔ جب آنحضرتؐ موجود تھے۔ آنحضرتؐ نے ان زیورات کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ یہ چھوڑ دینا ازراہِ نسیان تھا۔ اور نہ ازراہِ نادانی۔ لہٰذا خدا اور رسول نے جس طرح انکو رہنے دیا۔ اسی طرح تو بھی رہنے دے۔ عمر نے کہا۔ اگر آپ

نہ ہوتے تو ہم ذلیل ہوتے پس اس ارادہ سے باز رہا۔

پھر چوتھی دفعہ عمر نے اس خزانہ عظیم کو حاصل کرنا چاہا۔ عرف الوردی فی اخبار المہدی حافظ جلال الدین سیوطی ص۵۳۶ پر ہے۔ کہ نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ ایک دن عمر داخل خانہ کعبہ ہوا تو کہا ہم نہیں جانتے کہ خزانہ خانہ کعبہ کو جس میں سلاح و مال ہے یونہی رہنے دیں یا خدا کی راہ میں تقسیم کر دیں۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تم اس کے صاحب نہیں ہو اس کا صاحب ہم اہلبیتؑ میں سے وہ جوان ہے جو آخر الزمان میں ہوگا اور وہی اس کی تقسیم خدا کے راہ میں کرے گا۔

توزک تیموریہ میں ہے کہ امیر تیمور کے عہد سلطنت میں ماوراء النہر کے تمام علمائے اہلسنت نے امیر تیمور کے پاس ایک محضر نامہ بھیجا کہ چونکہ علی قتل عثمان میں شریک تھا۔ اس لئے سرکاری حکم نافذ فرمایا جائے۔ کہ ہر مسلمان علیؑ کو اپنا دشمن جانے لیکن امیر تیمور نے منظور نہ کیا۔ امام احمد حنبل لکھتا ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ علیؑ سے بغض رکھے۔ امام غزالی لکھتا ہے۔ کہ تسنن (اہلسنت کا عقیدہ) اور محبت علیؑ کا ایک دل میں جمع ہونا ناممکن ہے۔ سنی شاعر علی ابن جہم ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام کو شعروں میں برا بھلا کہا کرتا تھا۔ شاعر مذکور کے حق میں علامہ ابن خلکان کہتا ہے کہ علیؑ کو برا بھلا کہنا تب جرم ہو سکتا ہے جبکہ دوسرے اہلسنت اس بات کو قبیح خیال کریں اور چونکہ ہر ایک اہلسنت علیؑ کو اپنا دشمن جانتا ہے۔ خواہ کوئی شخص ظاہرہ اس امر کا اظہار کر دیتا ہے۔ خواہ کوئی دل میں پوشیدہ رکھتا ہے اس لئے شاعر علی بن جہم کو علی ابن ابی طالبؑ کی دشنام دہی میں معذور جاننا چاہیئے۔

حالانکہ ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۵۲ پر ہے کہ جو شخص حضرت علی علیہ السلام کو پورے طور پر نہ پہچانے وہ زانیہ کا بیٹا ہے یا حیض کی پیدائش ہے یا منافق ہے۔ ناظرین! مقام حیرت تو یہ ہے کہ ایک طرف وہ پاک نور ہے جس کی عظمت اور تقدس میں ہزارہا احادیث شاہد ہوں تخلیق موجودات سے پیشتر خدائے قدوس کی تسبیح و تہلیل میں مشاغل ہو۔ ملائکہ کا استاد اور انبیا کا دستگیر ہو۔ ماں کے پیٹ میں سر وقد کھڑا ہو کر آنحضرتؐ کی تعظیم کرے۔ کعبہ کی دیوار اس کی ولادت باسعادت کے استقبال میں اپنے بازو کشادہ کر دے۔ اس کا پہلا منظر رسول اللہ کا چہرہ اور پہلا مقام رسول اللہ کی گود اور پہلی خوراک رسول اللہ کا لعاب دہن ہو اپنی پیدائش کے وقت کتب آسمانی کو ازبر پڑھ دے۔ تیرہ سال کی عمر میں پیل تن اور شجاع جوانان عرب کے مجمع کثیر میں بالاعلان مدعی ہو کہ تمہاری سرکش گردنیں میرے قدم شجاعت کے نیچے پامال کی جائیں گی

ہر ایک جہاد میں کرار غیر فرار ہو۔ آنحضرت کا حقیقی معنوں میں فدائی ہو۔ سرچشمہ معجزات اور منبع خوارق عادات ہو۔ علوم ارضی و سماوی میں یگانہ ہو۔ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے قرآن شروع کرے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک کے قلیل عرصہ میں تمام قرآن ختم کر دے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ کا خاوند اور حسنینؑ کا باپ ہو۔ خداوند عالم اور رسول اللہ اور ملائکہ کو اس کی ذات والاصفات پر فخر ہو۔ لیکن دوسری طرف وہ افراد ہیں جو پچاس پچاس سال تک شرک سے ملوث اور تمام عمر قباحات سے مملو اور جہالت مخزن ہوں۔ رسول اللہ اور اس کی واجب الاطاعت آل پاک کو ہر ممکن طریقہ سے ایذا دیں۔ احکام شریعت کو پس پشت ڈال دیں اور تادم مرگ گناہان کبیرہ کے مرتکب رہیں۔ لیکن نادان ہستیاں نور کو چھوڑ کر ظلمت میں پھنسی ہیں

قاتلین معصومین علیہم السلام

حوالہ جات لکھ چکا ہوں کہ جناب فاطمہؑ کی شہادت کا باعث سقط محسنؑ ہوا۔ جسکا باعث عمر اور ابوبکر تھے معتبر روایت سے پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ کو عائشہ اور حفصہ نے زہر دے کر شہید کیا۔ معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام کو اور یزید نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔

تاریخ اسلام صفحہ ۳۰ پر ہے کہ ولید بن عبدالملک سنی خلیفہ نے امام زین العابدین علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ تاریخ اسلام صفحہ ۴۰ اور تاریخ ابن خلدون کتاب ثانی جلد ششم صفحہ ۵ پر ہے کہ اسی ولید نے حضرت یحییٰ بن زید بن امام زین العابدینؑ کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا۔ جہاں نعش مبارک مدت تک لٹکی رہی۔

تاریخ اسلام صفحہ ۳۰ پر ہے کہ ہشام بن عبدالملک مروانی سنی نے امام محمد باقر علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ صفحہ ۳۰ پر ہے کہ منصور عباسی سنی نے امام جعفر الصادق علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔

ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۵ پر ہے کہ ہارون رشید عباسی سنی نے امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ تاریخ اسلام صفحہ ۶۱۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۱۹۔ مروج الذہب مسعودی جلد ۹ صفحہ ۳۳ حبیب السیر جزو اول صفحہ ۱۵ پر ہے کہ مامون رشید عباسی سنی نے امام موسےٰ رضا علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا

تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۳۰ پر ہے کہ خلیفہ معتصم باللہ سنی نے امام محمد تقی علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور صفحہ ۳۱ پر ہے کہ معتمد باللہ عباسی سنی نے امام علی نقی علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور صفحہ ۶۸ پر ہے کہ خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی سنی نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔

اصحاب اخیار

قاضی علامہ نوراللہ شوستری کی کتاب مجالس المومنین میں سے آنحضرتؐ کے چند اصحاب کا نام لکھتا ہوں جنکا انجام بخیر ہوا اور جو بہشت کے درجات عالیہ پر فائز ہونگے۔

ابوطالب۔ حمزہ۔ عباس۔ عبداللہ بن عبیداللہ۔ عبداللہ بن عباس۔ قثم بن عباس فضل ابن عباس۔ عبداللہ بن جعفر طیار۔ عون بن جعفر طیار۔ عقیل بن ابوطالب۔ محمد بن جعفر۔ عباس بن عتبہ بن ابو لہب ہاشمی۔ عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب۔ جعفر بن ابوسفیان بن حارث ہاشمی۔ مسلم بن عقیل۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب۔ سعید بن حارث بن عبدالمطلب۔ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث۔ عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد۔

مقداد بن الاسود۔ سلمان فارسی۔ عمار بن یاسر۔ عیسیٰ ابوذر جندب بن جناوب غفاری۔ بریدہ بن حصین الاسمی۔ خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبدالشمس۔ عثمان بن حنیف انصاری۔ ابوالہیثم بن مالک بن ضال انصاری۔ سہل بن حنیف انصاری۔ حکیم بن جبلہ عبدی۔ حذیفہ بن یمان انصاری۔ خزیمہ بن ثابت انصاری۔ ابوایوب بن زید انصاری۔ ابی کعب انصاری۔ سعد بن عبادہ انصاری۔ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری۔ بشیر بن سعد انصاری۔ جریر بن عبدالاعلےٰ حجر بن عدی کندی۔ عدی بن حاتم طائی۔

اسامہ بن زید۔ ابراہیم ابورافع۔ ہرمز بن مالک۔ براء بن عازب۔ براء بن معرور سلمی خزرجی۔ بشیر بن براء بن معرور۔ حارث بن سراقہ۔ حارث بن نعمان بن قیع انصاری۔ حارث بن نعمان بن امیہ حارث بن ہشام مخزومی۔ حارث بن عزیز انصاری۔ عرفہ ازدی انصاری۔ عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی۔ اسعد بن زرارہ۔ ابوامامہ خزرجی انصاری۔ ابوالبشر کعب بن عمر بن قتادہ۔ عمر بن عمق خزاعی اسعد بن حصر بن سماک انصاری۔ اوس بن ثابت بن منذر انصاری۔ ابی بن عمارہ انصاری۔ ثابت بن زید ثابت بن قیس خزرجی۔ ثابت بن ضحاک الخزاجی انصاری۔ حریث بن زیب انصاری۔ جناب الارث عبداللہ بن جناب بن ارث۔

عبدالغفار بن قاسم بن قیس بن فہد انصاری۔ محمد بن عمر حزم انصاری۔ نعمان بن عجلان

ارزحی۔ سعد بن معاذ انصاری۔ مالک بن نویرہ۔ بلال بن رباح۔ حارث بن قیس۔ عمر بن ام کلثوم القرشی العامری۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص الزہری۔ ابوسعید الخدری۔ جابر بن عبداللہ بن عمر بن حزم انصاری۔

ناظرین! حضرت نوحؑ کی سینکڑوں سال کی وعظ و نصیحت کے باوجود قریباً یکصد آدمی آپ پر ایمان لائے حضرت عیسےٰؑ کی پچیس سالہ تبلیغ پر صرف بارہ پندرہ آدمی ایمان لائے اور حضرت ابراہیمؑ پر بابل کے تمام باشندوں میں سے صرف نمرود کی لڑکی ایمان لائی۔ ازاں قبل تمام انبیا کی یہی حالت رہی۔

بسم اللہ اور نماز

تفسیر کبیر جلد اول ص۲۶ سطر۱۶ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بسم اللہ کو بلند آوازی سے پڑھا کرتے تھے لیکن جب بنی امیہ حکمران ہوئے۔ تو انہوں نے بسم اللہ کو بلند آوازی سے پڑھنا چھوڑ دیا۔

تفسیر کبیر جلد اول ص۱۵ تا ص۱۶ پر ہے کہ معاویہ نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھتا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کیوجہ سے لوگوں کو بھی بلند آواز سے پڑھنے سے روکتا اور نہ ہی رکوع اور سجود میں جاتے وقت تکبیریں کہتا تیسیر الباری پارہ چوتھا کتاب الصلوٰۃ ص۳ پر ہے کہ عمرو بن سلمہ نماز میں بائیس تکبیریں کہتا اور بخاری پارہ تیسرا کتاب مواقیت الصلوٰۃ ص۱۰ پر ہے کہ سعد بن سہیل نے عمر بن عبد العزیز خلیفہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور انس بن مالک کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ پوچھا یہ کونسی نماز ہے۔ کہا۔ نماز عصر پڑھی ہے اور اسی طرح رسول اللہ پڑھا کرتے یعنی ظہر اور عصر کا ایک ہی وقت ہے۔

بخاری پارہ سوئم کتاب الاذان۔ باب اتمام التکبیر فی الرکوع مترجمہ مولوی وحید الزمان مطبع احمدی لاہور ص۹۰ پر ہے کہ عمران بن حصین نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بصرہ میں نماز پڑھی تو کہا۔ ہم کو حضرت نے آج وہ نماز یاد دلائی جو ہم آنحضرتؐ کے زمانہ میں پڑھا کرتے تھے۔ پھر کہا کہ حضرت علی علیہ السلام جب سر اٹھاتے اور جب جھکاتے تکبیر کہتے۔

سنن ابن ماجہ مترجم جلد اول باب التسلیم ص۳۱۹ پر ہے کہ ابوموسےٰ اشعری نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ جمل میں نماز پڑھی تو مذکورہ کلمات کہے۔

البلاغ المبین ص۱۵۹۔ ابن ماجہ جلد اول ص۲۱۶۔ فتوے عبدالحی جلد اول ص۶۔ نیل الاوطار شوکانی جلد ششم ص۶ پر ہے کہ امام مالک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھا کرتا تھا۔ حاشیہ بخاری مولوی وحیدالزمان پارہ ۳ ص۱۸ پر ہے کہ ابن قاسم لکھتا ہے کہ امام مالک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتا۔ سنن ابن ماجہ مترجم جلد اول ص۲۸۶ اور نیل الاوطار جلد دوئم ص۶ پر ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حسن بصری اور ابراہیم اور ابن مسیب اور ابن سیرین اور سعید بن جبیر سے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا نقل کیا ہے اور عبداللہ بن زبیر جب نماز پڑھتا تو دونوں ہاتھ کھول کر پڑھتا۔

البلاغ المبین جلد اول ص۲۲ پر ہے کہ اس پر صحاح ستہ اور محدثین کا اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ نماز میں ہر تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے۔ بخاری مترجم مولوی وحیدالزمان کتاب الاذان باب اتمام التکبیر فی الرکوع پارہ سوئم ص۹۵ پر ہے کہ ابوہریرہ نماز میں جب جھکتا اور جب کھڑا ہوتا اور سجدہ میں جاتا تو تکبیر کہتا۔

ترجمہ موطا ص۱۱۱ اور البلاغ المبین ص۳۲۸ و ص۳۹۹ پر ہے کہ اہلسنت کی دعا قنوت یعنی "اللھم ان نستعینک الخ" کو آنحضرتؐ نے نہیں پڑھا۔ بلکہ اسے عمر نے بنایا اور لوگوں نے اسکی پیروی کی۔ البلاغ المبین ص۳۲۹ پر ہے کہ براء بن عاذب کہتا ہے کہ آنحضرتؐ صبح اور مغرب کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے۔ مترجم بخاری مطبوعہ احمدی پارہ چوتھا ص۶ پر ہے کہ انس بن مالک کہتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں دعائے قنوت صبح اور مغرب کی نماز میں پڑھی جاتی۔

وضو

تفسیر درمنثور جلد دوئم ص۲۶۲ پر ابن عباس سے روایت ہے کہ لوگوں نے مسح پا سے انکار کیا اور غسل پا کو جاری کیا۔ حالانکہ میں کتاب خدا میں نہیں پاتا ہوں۔ مگر مسح پا۔

تفسیر کبیر جلد سوئم ص۳۱۵ پر ہے کہ اگر ارجلکم کے لام کو زبر دے کر پڑھو تب بھی حکم مسح ہی ثابت ہوگا کیونکہ جملہ "وامسحوا برؤسکم" اگرچہ مجرور ہے مگر محل نصب میں ہے (کیونکہ مفعول وامسحوا ہے) اب اس پر جو ارجلکم کو عطف کیا تو جائز ہے کہ وہ نصب سے پڑھا جائے پس بہر طور مقصود خدا حکم مسح رجلین ہے نہ کہ غسل قدمین۔

تفسیر کبیر صفحہ ۳۶۶ پر ہے کہ اس آیہ کا جواب اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ بجز اس کے کہ کہا جائے کہ احادیث (غسل قدمین کے بارہ میں) کثرت سے وارد ہیں۔ تفسیر در منثور جلد سوئم صفحہ ۳۶۳ پر ہے کہ قرآن تو مسح کے ساتھ اترا اور سنت سے غسل جاری ہوا اور اصحاب رسول نے غسل قدمین پر اجماع کیا۔

اسد الغابہ جلد دوئم صفحہ ۱۲۴ پر ہے کہ تمیم بن زید بن عبد اللہ بن زید انصاری نے کہا کہ میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ آپ نے وضو فرمایا اور اپنے پاؤں پر پانی پھیر لیا۔

مسند امام احمد بن حنبل جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۵۹ پر ہے کہ عثمان بن عفان مسح پا کیا کرتا۔ صفحہ ۶۸ پر ہے کہ عثمان نے سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ اور عثمان نے کہا کہ رسول اللہ یونہی کیا کرتے۔ صفحہ ۹۵ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مسح پا کیا اور سنایا کہ رسول اللہ یونہی کیا کرتے۔ صفحہ ۱۱۴ پر ہے کہ رسول اللہ مسح پا کیا کرتے۔ صفحہ ۱۱۶ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مسح پا کیا۔ صفحہ ۱۲۰ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مسح پا کیا۔ صفحہ ۱۳۴ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ مسح پا کیا کرتے۔ صفحہ ۳۷۵ پر ہے کہ سنن دار قطنی نے بروایت رفاعہ بن رافع لکھا ہے کہ ہم لوگ خدمت رسول میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے وضو کیا۔ آنحضرتؐ نے اس کے وضو کو ناجائز فرمایا۔ اس نے اسی طرح تین دفعہ وضو کیا۔ تب حضرت نے فرمایا کہ تم لوگوں کی نماز صحیح نہیں ہو سکتی جب تک وضو درست نہ ہو اور حکم دیا کہ منہ کو دھووے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھووے اور سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

فتح الباری شرح بخاری جز ۳ مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۶۲۔ اور بخاری جز ۲۳۔ کتاب الاشربہ میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ ازالۃ الخفا صفحہ ۸۲ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے فسخ حج بعمرہ و مسئلہ غسل قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ صرف میں اقدام کیا۔

مسلم۔ بخاری۔ روضہ ندیہ۔ مجمع البحار میں بروایت عائشہ لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مسح پا کیا۔ تفسیر در منثور سیوطی معالم التنزیل بغوی تفسیر صدیق حسن خان۔ مجمع البحار گجراتی میں ہے کہ ابن عباس مسح پا کرتے۔

تفسیر در منثور۔ ابن کثیر تفسیر کبیر رازی میں ہے کہ انس بن مالک مسح پا کرتا۔ سنن دار قطنی میں ہے۔ رفاعہ ابن رافع صحابی مسح پا کرتا۔ مسند احمد حنبل میں ہے کہ تمیم بن زید مازنی صحابی مسح پا کرتا اصابہ اور سنن ابوداؤد میں ہے کہ جابر بن عوف صحابی مسح پا کرتا۔

تفسیر کبیر فخر الدین رازی میں امام محمد باقرؑ کا اور تفسیر درمنثور و معالم التنزیل بغوی و گجراتی میں عکرمہ کا اور تفسیر صدیق حسن خاں میں حسن بصری کا۔ اور تفسیر ابن کثیر میں علقمہ کا مسح پا کرنا لکھا ہے۔

کتاب رحمۃ الامتہ صـــ۱۹ برحاشیہ میزان الکبریٰ شعرانی میں ہے کہ امام احمد بن حنبل مسح پا کا قائل تھا۔ تفسیر نواب صدیق حسن خاں میں ہے کہ امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری۔ مسح پا کا قائل تھا۔

کتاب دراسات اللبیب ملا محمد معین لاہوری میں ہے کہ گردن کا مسح کرنا احادیث صحیحہ اہل سنت کے خلاف ہے اور نہ اس کی کوئی سند ہے لیکن میں اس کو ترک نہیں کرتا۔ سفر السعادۃ مجد الدین فیروزآبادی میں ہے کہ گردن کے مسح میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی۔ شرح طحاوی میں ہے کہ فقیہ ابوجعفر گردن پر مسح اس لئے کیا کرتا۔ کیونکہ ابن عمر ایسا کیا کرتا۔

غسل میّت

مسند احمد حنبل میں ہے کہ آنحضرتؐ کو حضرت علی علیہ السلام نے آپ خالص اور آب سدر سے غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔

نمازِ جنازہ

کنز العمال کتاب الشمائل باب دفن النبیؐ میں بروایت امام صادق علیہ السلام لکھا ہے کہ عباس نے آنحضرتؐ کے جنازہ پر پانچ تکبیریں پڑھیں۔

تاریخ الخلفا سیوطی صـــ۹۳ فصل اولیات عمر میں ہے کہ عمر پہلا شخص ہے جس نے لوگوں کو نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں پر جمع کیا۔ شرح سفر السعادۃ صـــ۳۳۹ پر ہے کہ مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ وہ پانچ تکبیریں پڑھا کرتا اور کہتا کہ یہی آنحضرتؐ کا معمول تھا۔ ابن مسعود سے منقول ہے کہ اس نے قبیلہ بنی اسد کے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں پڑھیں۔ پھر صـــ۳۴۱ پر ہے کہ مبسوط حنفیہ میں ہے کہ ابو یوسف پانچ تکبیریں پڑھا کرتا تھا۔ احمد سے روایت ہے کہ ابن عبد اللہ کے نزدیک تین تکبیروں سے کم اور سات سے زیادہ نہ پڑھنا چاہئے اور امام احمد در آثار نے ابوحنیفہ سے اور اس نے حماد سے اور اس نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسول پانچ تکبیر پڑھا کرتے۔ مگر عمر نے چار کا حکم دے دیا۔ تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ عمر نے چار تکبیر

کا حکم دیا۔

عاشورا

فتح الباری جزو ثامن جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ پر ہے کہ عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا جب روزہ رمضان واجب ہوا تو جس کا جی چاہتا رکھتا اور جس کا جی چاہتا روزہ نہ رکھتا۔ پھر لکھا ہے کہ چونکہ قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ اس لئے رسول اللہ بھی زمانۂ جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے۔ جب مدینہ تشریف لائے تو خود بھی روزہ رکھا۔ اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب روزہ رمضان فرض ہوا تو وہ روزہ چھوڑ دیا گیا اب جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

بخاری کتاب الصوم صفحہ ۲۳۹ پر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ بروز عاشورہ روزہ رکھا اور دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا جب رمضان کا روزہ واجب ہوا تو اس کو چھوڑ دیا۔ عبداللہ بن عمر اس روز کا روزہ (عاشورہ کا روزہ) نہ رکھتا تھا۔

بخاری میں ہے کہ جس سال معویہ نے حج کیا تو منبر رسول پر جا کر بروز عاشورہ کہا۔ اے اہل مدینہ۔ کہاں ہیں تمہارے علماء کہ رسول اللہ صلعم سے ہم نے سنا ہے یہ روز عاشورہ ہے۔ خدا نے اس کا روزہ تم پر واجب نہیں کیا۔ ہم روزہ سے ہیں جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے افطار کرے۔

فتح الباری صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ "فیوم عاشورہ ھو العاشر۔ وقیل ھو الیوم التاسع"۔ یعنی کوئی کہتا ہے کہ یوم عاشورہ ۱۰ رکو ہے اور کوئی کہتا ہے ۹ رکو ہے۔ عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۳۴۶ پر ہے کہ "اختلف الصحابۃ فیہ ھل ھو الیوم التاسع او الیوم العاشر او الیوم الحادی عشر"۔ یعنی صحابہ میں اختلاف ہے کہ یوم عاشورہ ۹ رمحرم ہے یا ۱۰ یا ۱۱۔ امام حاکم کا قول ہے کہ یوم عاشورہ کے روزہ والی حدیث قاتلان امام حسین علیہ السلام نے وضع کی ہے

شیعوں کی کتاب فروع کافی حصہ اول مطبوعہ نول کشور (یہ شیعوں کی کتاب ہے) میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روزۂ عاشورہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ روزہ متروک ہے۔ بہ سبب نزول حکم روزہ ماہ رمضان اور جو حکم متروک ہو گیا۔ اس کا عمل میں لانا بدعت ہے۔

مدخل علامہ ابن الحاج سنی صفحہ ۱۴۱ جلد سوئم میں ہے کہ مصری سنی عورتیں عاشورہ کے دن بکمال زیب

وزینت۔ لباس فاخرہ پہنے ہوئے اور زیورات سے آراستہ ہو کر جامع عتیق میں جاتی ہیں اور اپنے ننگے بدنوں کو منبر اور دیواروں سے مس کرتی ہیں وہاں مرد کوئی نہیں ہوتا۔

پھر صفحہ ۱۴۲ پر ہے کہ منجملہ ان بدعات کے جو دنی، عورتوں نے ایجاد کی ہیں۔ مہندی لگانا ہے۔ اور جو اس روز مہندی نہ لگائے۔ اس نے روز عاشورہ کا حق ادا ہی نہیں کیا۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴۶ جلد چھ سطر ۱ پر ہے کہ محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں ابی عثمان سے روایت کی ہے کہ لوگ تین عشروں کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے یعنی ذوالحجہ اور محرم کا پہلا عشرہ اور رمضان کا آخری عشرہ۔

توراۃ کتاب احبار باب ۲۳ آیت ۲۳ تا ۳۲ میں ہے کہ ساتویں مہینے (عربی مہینوں کے حساب سے محرم) کی دسویں تاریخ مغفرت کا دن ہے اس دن اپنے آپ کو غمزدہ بناؤ قربانیاں دو اور کوئی دنیاوی کام نہ کرو۔ ورنہ دین الٰہی سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور عذاب دیئے جاؤ گے۔

مدخل امام ابن الحاج جلد سوئم صفحہ ۱۴۳ پر ہے۔ کہ عید الفطر۔ عید الاضحےٰ اور عاشورہ شرعی مراسم ہیں یعنی دونوں عیدوں میں خوشی کی جاوے۔ اور عاشورہ کو نوحہ وبکا کیا جاوے۔

گریہ وبکا

تفسیر محمدی منزل دوئم پارہ چھ سورہ مائدہ رکوع ۵ بحاشیہ۔ اور روضۃ الصفا میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ حضرت ہابیل کی شہادت پر حضرت آدمؑ نے عبرانی زبان میں مرثیہ نظم کیا۔ اس دن اور ہر سال کے اسی دن حضرت مرثیہ پڑھا کرتے۔ خود روتے اور دوسروں کو رلاتے اور اپنی اولاد کو وصیت کی کہ یہی معمول رکھیں۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۲۷۴ کتاب الرقاق فصل ۱ میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مجھے قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت روتے رہو اور بہت کم ہنسو۔ کیونکہ رونا گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے۔

تفسیر در منثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۱۷۵ پر بروایت عائشہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اصحاب ہنس رہے ہیں آنحضرتؐ یہ دیکھ کر ردا کھینچتے ہوئے اس حالت میں کہ آپ کا چہرہ

سرخ تھا۔ اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم ہنستے ہو۔ حالانکہ ابھی تک خدا کی طرف سے تم کو امان نہیں ملا ہے کہ اس نے تم کو بخشدیا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا پھر اس کا کفارہ فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جس قدر ہنس چکے ہو اسی قدر گریہ کرو۔

مدارج النبوۃ صہ ۴۹۱ پر ہے کہ جب "اذا جاء نصر اللہ والفتح" کا نزول ہوا تو آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ کو بلایا اور اپنی موت کی خبر دی۔ جناب فاطمہؑ نے گریہ فرمایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے اہلبیت میں سے اول تو ہی مجھ سے ملاقی ہو گی۔ پس جناب فاطمہؑ نے خندہ فرمایا۔

مشکوٰۃ جلد دوئم صہ ۱۸۱ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کی موت پر رونا شروع کیا۔ تو عبدالرحمان بن عوف نے کہا۔ آپ روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ رونا رحمت ہے۔ یہ کہہ کر آنحضرتؐ نے پھر رونا شروع کر دیا اور فرمایا۔ آنکھ آنسو بہاتی ہے۔ اور دل غمگین ہے۔ مشکوٰۃ جلد دوئم صہ ۱۸۲ پر ہے کہ آنحضرتؐ ایک لڑکے کا حال دیکھ کر روتے۔ تو سعد نے کہا یا حضرتؐ۔ یہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ رحمت ہے جسے خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ خدا اسی بندہ پر رحم کرتا ہے جو رحیم ہوتا ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے سعد بن عبادہ پر گریہ کیا۔ قوم نے جب حضرتؐ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ کیا نہیں سنتے ہو کہ خدا آنسو بہانے پر عذاب نہیں کرتا اور نہ ہی دل کے غمگین ہونے پر۔

ازالۃ الخفا صہ ۹۹ پر ہے کہ عمر بن خطاب نے جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر سنی تو سر پر ہاتھ رکھا۔ رونے لگا۔

بخاری جلد اول صہ ۱۴۵ پر بروایت ابن عمر لکھا ہے کہ ایک دن رسول اللہ سعد بن عبادہ کی عیادت کو تشریف لے گئے اور انکی حالت معلوم کر کے رونے لگے۔ اسی حدیث کے بعد بخاری لکھتا ہے کہ عمر بن خطاب میت پر رونے والوں کو لکڑی اور پتھر سے مارتا تھا اور انکے منہ میں خاک بھرتا تھا۔

اغاثۃ اللہفان صہ ۱۸۱ پر مسند عمر مولفہ حافظ ابوبکر اسمٰعیلی سے یہ روایت منقول ہے۔ عمر بن خطاب کہا کرتا تھا کہ میں کسی بات پر اس قدر شرمندہ نہیں ہوں جتنا تین باتوں پر ہوں۔ اے کاش! میں نے تین طلاقوں کو حرام نہ کیا ہوتا۔ غلاموں کا نکاح نہ کیا ہوتا اور متوفی کے رونیوالوں کو قتل نہ کیا ہوتا۔

تذکرۃ الاولیا صہ ۱۶۹ پر سفیان ثوری کا قول درج ہے۔ کہ اگر سال بھر میں آنکھوں سے خدا کے خوف سے ایک قطرہ بھی نکلے تو بہت ہے اور صہ ۵۲ پر ہے کہ رابعہ بصری ہمیشہ رویا کرتی تھی۔ اور صہ ۲۰ پر ہے کہ

حسن بصری حجرہ کے اوپر اتنا روتا کہ پانی کی گذرگاہ سے آنسوں کا پانی جاری ہوجاتا اور صفحہ ۱۱ پر ہے کہ بایزید بسطامی کی ماں اپنے بیٹے کے فراق میں اس قدر روئی کہ اس کی آنکھوں میں خلل آگیا۔ اور اس کی پشت خم ہوگئی۔

انیس الواعظین صفحہ ۶۹ پر ہے کہ حضرت شعیب دس برس تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ اندھے ہوگئے۔

کتاب مغازی امام واقدی فتوح شام صفحہ ۱۰ پر ہے کہ غزوہ احد کے دن عورتوں نے گریہ کیا۔ اور صفِ ماتم بچھائی۔ جابر نے کہا کہ آج نئی شریعت پیدا ہوگئی۔ آنحضرتؐ نے عورتوں کا گریہ سنکر خود گریہ فرمایا اور عورتوں کو رونے سے منع نہ کیا۔

تاریخ اخبار الدول و آثار الدول صفحہ ۱۹۲ پر ہے کہ حضرت فاطمہؑ رسول اللہؐ کی قبر پر گریہ کرتیں۔ اور آنحضرتؐ کو پکار پکار کر نوحہ کرتیں۔ نیز لکھا ہے کہ عائشہ وفات رسولؐ کے دن نوحہ کرتی اور کہتی کہ ہائے وہ فوت ہوگیا جس نے جَو کی روٹی سیر ہوکر نہ کھائی اور تخت چھوڑ کر بوریا قبول کیا۔ اور خوفِ خدا سے راتوں کو نہ سویا۔

جامع الکبیر سیوطی میں ہے کہ جب ابوبکر مرا تو عائشہ نے اس پر نوحہ قائم کیا۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب عمر کو حجرۂ رسولؐ میں دفن کرنے لگے اور عائشہ نے اجازت دیدی۔ تو عائشہ نے اپنے دونو ہاتھ سر پر رکھے اور کہا۔ وائے محمدا۔ وائے ابوبکرا۔ آج تمہارا دوست عمر تمہاری زیارت کو آیا ہے اور رخصت داخلہ چاہتا ہے عائشہ کا یہ کہنا تھا کہ اہل مدینہ سے یک بار آواز گریہ وبکا بلند ہوئی۔ اور زمین وزماں میں زلزلہ برپا ہوا۔

تنویر الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمان مولفہ مولوی عبدالحکیم صفحہ ۱ پر ہے کہ حضرت بلال نے جب نبیؐ کی زیارت کی تو گریہ کیا اور آنحضرتؐ کی قبر پر اپنا ماتھا ٹیکتا تھا۔ اور جناب فاطمہؑ نے جب آنحضرتؐ کو قبر میں رکھا گیا۔ تو قبر سے مٹھی میں مٹی اوٹھائی اور اپنی آنکھوں پر رکھی اور گریہ وبکا کیا۔

استیعاب صفحہ ۱۵۱ پر ہے کہ خالد بن ولید بن مغیرہ کی موت پر مغیرہ کی اولاد سے جتنی عورتیں تھیں ان تمام نے اپنے سر کے بال منڈوا کر خالد کی قبر پر چڑھائے۔

مدارج النبوت صفحہ ۶۶۹ اور کتاب ماثبت بالسنتہ صفحہ ۱۱۹ پر ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات پر اہلبیتؑ

نے اور صحابہ عظام نے مرثیے نظم کئے اور بعض اصحاب روتے روتے نابینا ہو گئے۔
مدارج النبوت صفحہ ۱۳۴ پر ہے کہ ایک عورت نے عائشہ سے کہا کہ رسول اللہؐ کو مجھے دکھا دیں
چنانچہ اس عورت نے چیخ ماری اور جان بحق ہو گئی۔ الفاروق شبلی میں ہے کہ ایک عورت کے چاروں بیٹے
جنگ میں مارے گئے تھے وہ بہت روتی اور چیختی۔ عمر نے اس کی تعزیت کی اور ان کی تنخواہیں اس عورت
کے نام جاری کر دیں۔ شرح ابن ابی الحدید جلد ۱۲ میں تاریخ طبری سے نقل کیا گیا ہے کہ عمر کی وفات پر اس کی
عورتیں۔ واعمراہ۔ واعمراہ کہہ کر بلند آواز سے روتی تھیں۔
مدارج النبوۃ میں ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات پر عائشہ اور ام سلمہ نے بہت گریہ کیا۔ مدارج النبوت
صفحہ ۸۔ روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۱۱۔ تفسیر خازن صفحہ ۴۵ پر ہے کہ حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت شعیبؑ
اور حضرت ابراہیمؑ گریہ فرمایا کرتے۔
روضۃ الصفا جلد اول و دوئم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے امیر حمزہ اور حضرت ابو طالبؑ اور حضرت خدیجہ
کی وفات پر گریہ فرمایا۔ روضۃ الاحباب صفحہ ۱۶۰ پر ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات پر ازواج نبی۔ اہلبیت محمدؐ
اور اصحاب رسولؐ نے بہت گریہ کیا۔
تفسیر خازن جزو اول صفحہ ۴۵ پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے ہابیل کی شہادت پر گریہ
وبکا فرمایا۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۵۹۸ پر ہے کہ وفاتِ رسولؐ کے بعد آنحضرتؐ کا موذن بلال ملک
شام کو چلا گیا۔ کچھ مدت کے بعد مدینہ آیا اور اذان دی تو اس نے اور دیگر صحابہ نے بہ شدت گریہ کیا۔ اور
صفحہ ۱۱۵ پر ہے کہ وفاتِ آنحضرتؐ پر ملک الموت نے گریہ کیا۔
روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۵۶۱ پر ہے کہ وفاتِ رسول اللہؐ پر آسمان سے رونے کی آواز آتی
کتاب ماثبت بالسنۃ مطبع محمدی لاہور مصنفہ شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ ۱۳ پر ہے کہ وفات رسول اللہؐ پر
بلال نے گریہ وبکا کیا اور مرثیہ کہا۔
امام عابدؑ کا تمام عمر ہی یہ وطیرہ رہا کہ کھانا دیکھتے تو روتے اور پانی دیکھتے تو روتے۔ امام صادقؑ
کی یہ حالت رہی کہ جب کسی سے امام حسین علیہ السلام کا نام لیا۔ تو تمام روز رونے میں گذار دیا۔ امام کاظم
علیہ السلام کی یہ حالت تھی کہ محرم کا چاند دیکھ کر محرم کے گذرنے تک روتے رہتے اور نہ ہنستے۔ امام رضا
علیہ السلام مرثیہ پڑھنے کا حکم دیتے اور ایک پردہ تانکر اہلبیتؑ کو پیچھے بٹھلاتے اور روتے روتے غش

کھاجاتے۔ غرض امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر انبیاء روئے۔ آئمہ روئے۔ ملائکہ روئے۔ جنات روئے
ارض وسما روئے۔ نباتات وجمادات روئے بلکہ اکثر اہل ہنود ہر سال عزاداری کرتے ہیں اور مہاراجہ صاحب
گوالیار تو عزاداری میں زر کثیر ہر سال خرچ کرتے ہیں۔

روضۃ الشہداء ص ۱۴۲ پر ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت جبرئیل بحکم خدا
مبارکبادی اور ازاں بعد تعزیت پہنچانے آئے۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ اسی حلق پر جس پر آپ بوسے دے رہے
ہیں۔ تیغ جفا چلے گی۔ جب کہ نہ آپ ہونگے نہ حضرت علیؑ نہ امام حسنؑ اور نہ جناب فاطمہؑ۔ اس پر آنحضرتؐ نے
حضرت علیؑ نے امام حسنؑ نے اور جناب فاطمہؑ نے گریہ فرمایا۔ پھر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ پھر میرے مظلوم اور
بیکس بیٹے کی تعزیت کون بجالائے گا۔ ہاتف نے آواز دی کہ محبان حسینؑ اس تعزیت کو تا قیامت جاری
رکھیں گے۔ تاریخ طبری ص ۲۵۳ پر ہے کہ حضرت ابن عباس نے "والفجر ولیال عشر" کی تفسیر میں فرمایا
کہ اس فجر سے مراد فجر محرم ہے۔ تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۵۵ پر ہے کہ مراد اس سے فجر محرم ہے۔ جس کی قسم خدا نے
اس وجہ سے کھائی اور وہ سنہ کا پہلا روز ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ سب سے بزرگ مہینہ خدا کے نزدیک
محرم ہے اور ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ سال کی پہلی صبح ہے لہذا تمام ماہ محرم کو فجر قرار دیا۔

مشکوٰۃ جلد دوئم ص ۱۴۷ پر ہے کہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آل محمدؐ میں سے ایک موت ہوئی۔ عورتیں
جمع ہو کر رونے لگیں تو عمر نے انکو منع کرنا شروع کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے عمر چھوڑ دے انکو کہ آنکھ
روتی ہے۔ دل مصیبت زدہ ہے اور زمانہ قریب ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب زینب بنت رسولؐ
نے وفات کی تو عورتیں رونے لگیں۔ عمر نے انکو ڈانٹنا اور کوڑے مارنا شروع کیا۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں
سے عمر کو ہٹا دیا۔

شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد پنجم ص ۶۰۴ پر ہے کہ فرمایا حسنؑ بن علیؑ نے کہ جس شخص کی آنکھ سے
آنسو کا ایک قطرہ بھی ہماری مصیبت میں نکلے گا۔ خداوند عالم اس کو جنت عطا کرے گا۔

مسلم میں سورہ دخان آیہ نمبر ۲۹ "فما بکت علیہم السماء والارض" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام حسین
علیہ السلام کی شہادت پر آسمان بھی رویا اور آسمان کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہے اور اسی کی موید وہ روایت
ہے جو علامہ ابن حجر عسقلانی نے صواعق محرقہ ص ۱۱۶ میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا گذر کربلا سے ہوا۔
تو جب قبر حسینؑ کی جگہ پہنچے تو فرمایا۔ یہی ہمارے اونٹوں کے بٹھانے اور اسباب رکھنے کی جگہ ہے اور یہی

ہمارے خون بہنے کی جگہ ہے۔ رسولؐ کے اہلبیتؑ میں سے کچھ لوگ اسی میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ جنپر آسمان بھی روئے گا۔ اور زمین بھی روئے گی۔

مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۵۔ سر الشہادتین صفحہ ۳۲ اور صواعق محرقہ صفحہ ۳۱۸ اور ارجح المطالب صفحہ ۳۳۲ پر ہے۔ کہ حضرت ام سلمہ زوجہ رسولؐ نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی اور سر مبارک پر خاک پڑی ہے ام سلمہ نے سبب پوچھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آج میرا بیٹا حسینؑ شہید کیا گیا ہے۔

دلائل النبوت بیہقی اور ترمذی اور مشکوٰۃ جلد ہشتم صفحہ ۱۴۰ اور مسند احمد حنبل جلد اول صفحہ ۲۸۳ میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ میں نے بوقت دوپہر رویا میں دیکھا کہ حضرتؐ کے سر کے بال پریشان اور گرد آلودہ ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک خون سے بھری ہوئی شیشی ہے۔ جب میں نے سبب دریافت کیا تو حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ حسینؑ کے غم میں نڈھال ہوں اور یہ خون میرے حسینؑ اور کربلا کے شہیدوں کا ہے۔

مشکوٰۃ جلد ہ صفحہ ۱۳۵ اور شرح سر الشہادتین صفحہ ۲۷ میں ام فضل بنت حارث سے منقول ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام کو آنحضرتؐ نے گود میں اٹھایا اور بہت روئے۔ سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میری امت کے ہاتھ سے شہید ہوگا۔ اور یہ سرخ مٹی جو میرے ہاتھ میں ہے۔ مقتل حسینؑ کی ہے۔

معارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۳۵۵ پر ہے کہ جب ابراہیمؑ خلیل اللہ اسمٰعیلؑ کے ذبح کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ تو خدا کی طرف سے خطاب ہوا کہ اے ابراہیمؑ تو سب سے زیادہ دوست کس کو رکھتا ہے۔ عرض کیا محمد رسولؐ خدا کو خطاب ہوا کہ اوپر کی طرف دیکھو ابراہیمؑ نے نظر اٹھائی۔ تو دیکھا کہ واقعہ کربلا ہو رہا ہے۔ (ابراہیمؑ نے بے اختیار گریہ و بکا فرمایا) خطاب ہوا کہ تیرے اس ذبح کو ہم نے ذبح حسینؑ کے بدلے بدل دیا۔

صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۲۳۱ پر ہے کہ خدا نے رسول اللہؐ سے فرمایا کہ یحییٰ بن ذکریا کے قتل پر میں نے ستر ہزار اشخاص کو قتل کیا۔ اسی طرح تیرے حسینؑ کے قتل پر ستر ہزار کو اور پھر ستر ہزار کو قتل کرونگا یعنی بے شمار کفار کو قتل کرونگا۔

غنیۃ الطالبین فصل عاشورہ میں ہے کہ قبر حسینؑ پر ستر ہزار فرشتے اترے جو قیامت تک روتے رہیں گے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے ام سلمہ اور جابر بن خطرمی اور حبیب بن ثاقب سے روایت کی ہے۔ کہ ہم نے جنات کو حسینؑ پر نوحے پڑھتے سنا۔ مولوی حسن میاں پھلواڑی حنفی نے رسالہ غم حسینؑ میں لکھا ہے کہ بابا فرید

شکر گنج اور مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحیےٰ منیری اور سید اشرف جہانگیری اور سید محمد بندہ نواز اور شیخ امجد شیبانی اور سید عبدالرزاق بانسوی عزاداری حسین کیا کرتے تھے۔

کافی الکفایت میں ہے کہ امام شافعی خود مرثیہ بناتا اور اسے پڑھتا تھا۔ حافظ جمال الدین زرندی مدنی نے کتاب معراج الوصول میں شافعی کا نظم کردہ مرثیہ لکھا ہے جس کے دو شعر درج ذیل ہیں۔

فمن یبلغن عنی الحسین رسالۃ ... وان کرھتھا انفسی وقلوب

قتیل بلا جرم کان قمیصہ ... صبیغ بماء الارجوان خضیب

مولوی حسن میاں پھلواڑی نے رسالۂ غم حسین میں لکھا ہے کہ بابا فریدنے ذکر شہادت حسینؑ کرتے ہوئے اپنا سر پتھر پر دے مارا اور شہید ہو گئے اور ہمیشہ بروز عاشورہ ذکر شہادت حسینؑ کرتے ہوئے وائے حسینا کا نعرہ لگاتے اور بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔

لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی ہمیشہ رسم عزاداری برپا کیا کرتا۔ اور لباس فاخرہ محرم کے عشرہ میں پہننا ترک کر دیتا۔ اور اسباب عیش طرب سے باز رہا کرتا۔ علاءالحق پنڈوی اور سید محمد بندہ نواز گیسو دراز محرم کے دس روز میں گریہ و بکا کیا کرتے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ شیخ امجد شیبانی اور بزرگان کا معمول تھا۔ کہ بروز عاشورہ طعام وغیرہ سادات کے گھروں میں لے جاتے اور گریہ وزاری کرتے اور دہلی کے اطراف میں قدیم سے یہ دستور ہے۔ کہ عورتیں سادات کے گھروں میں جمع ہو کر حسین علیہ السلام پر گریہ و بکا کیا کرتی ہیں۔

ینابیع المودۃ ص۲۷۶ پر ہے کہ زہری نے کہا جب حسن بصری کو قتل حسین علیہ السلام کی خبر پہنچی۔ تو وہ بہت رویا۔

ذکر الشہادتین مولفہ مولوی احمد خاں صوفی ص۱۳۳ پر ہے کہ امام زین العابدینؑ حسینؑ پر تمام عمر کثرت سے گریہ فرمایا کرتے۔ ینابیع المودۃ ص۲۷۵ پر ہے کہ واقدی کہتا ہے کہ جب اہلبیت حسینؑ مدینہ میں واپس آئے تو تمام اہل مدینہ روتے اور چلاتے باہر نکلے اور اس وقت حضرت زینبؑ نے بال پریشاں کئے ہوئے تھے اور وائے حسینا کا نعرہ فرماتی تھیں۔

ذکر الشہادتین ص۹۵ پر ہے کہ جب اہلبیت رسولؐ وارد دمشق ہوئے تو امام عابدؑ نے منبر مسجد

پر بروز جمعہ خطبہ فرمایا جس میں فضائل اہلبیتؑ اور مصائب کربلا کا ذکر کیا جس سے مسجد میں گریہ و بکا کا کہرام برپا ہوگیا۔

فتاوے عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۰۴ پر شاہ عبدالعزیز دہلوی نے لکھا ہے کہ میرا یہ معمول ہے کہ میں اپنے گھر میں مجالس سید الشہدا برپا کرتا ہوں۔ قریباً ایکہزار اشخاص کا ہجوم ہوجاتا ہے۔ میں خود مصائب امام بیان کرتا ہوں۔ کوئی اور خوش الحان شخص سلام یا مرثیہ بھی پڑھتا ہے۔ مجھے رقت طاری ہوتی ہے۔ بعد اختتام مجلس شیرینی تقسیم کیا کرتا ہوں۔

تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۳۷ پر ہے کہ شہادت حسین علیہ السلام سے تین مہینہ تک جب آفتاب نکلتا تو تمام در و دیوار خون آلودہ ہوتے۔ تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۳۴ پر ہے کہ زجر بن قیس نے یزید کے سامنے واقعہ کربلا بیان کرکے کہا۔ کہ شہدا کے بدن برہنہ ہیں۔ کپڑے خاک آلودہ ہیں۔ رخسارے خاک میں رلے ہوئے ہیں۔ آفتاب انکو جلا رہا ہے۔ وغیرہ۔ یہ سنکر یزید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

امام احمد حنبل نے مسند میں لکھا ہے کہ جو شخص شہادتِ حسین علیہ السلام پر روئے اور اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلے یا قطرہ ٹپکے۔ تو خدا اس کو جنت میں جگہ دے گا۔

سرالشہادتین شاہ عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۳۰۔ صواعق محرقہ ابن حجر صفحہ ۲۱۸۔ حیوۃ الحیوان دمیری۔ مروج الذہب مسعودی۔ البحر المطالب باب سوئم صفحہ ۲۴۳۔ تاریخ الخلفا علامہ سیوطی میں ہے شہادت حسینؑ پر جنات نے مدینہ سے باہر اور مکہ اور مدینہ کے درمیان اور کوفہ اور دمشق کی راہ میں مرثیہ خوانی اور نوحہ خوانی کی مسلم اور کتاب ماثبت بالسنۃ میں ہے کہ شہادت حسینؑ پر آسمان رویا۔

ناسخ التواریخ صفحہ ۱۴۱ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ ہماری امت عزاداری حسین علیہ السلام کی ہر سال تجدید کرے گی۔ اور جو مومن مصائب حسین علیہ السلام پر روئے گا وہ قیامت کے دن شاداں و فرحاں محشور ہوگا۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۵ پر ہے کہ جبرئیل نے آنحضرتؐ کو وہ خاک دکھائی۔ جس سرزمین پر امام حسین علیہ السلام شہید ہونگے اور خبر دی کہ جس روز امام حسین علیہ السلام شہید ہونگے۔ اس روز یہ مٹی خون ہوجائیگی حضرت ام سلمہ نے فرمایا۔ ہم نے اس مٹی کو ایک شیشہ میں رکھا اور وہ مٹی بروز شہادت خون ہوگئی۔ یہی واقعہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۹ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔ رسالہ بلاء المبین صفحہ ۱۵۔ معجم امام بغوی۔ معجم کبیر امام طبرانی

جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ طبقات ابن سعد۔ ترمذی۔ مسند امام احمد حنبل۔ سنن امام بیہقی۔ شواہد النبوت ملا جامی۔ تذکرہ امام قرطبی۔ سرالشہادتین۔ مستدرک امام حاکم۔ منبج مکیہ۔ شرح قصیدہ ہمزیہ۔ روضۃ الاحباب۔ حبیب السیر۔ فتوحات اعثم کوفی وغیرہ میں بھی مرقوم ہے۔

نیز اکابر محدثین و مفسرین مثل ابن ابی شیبہ۔ عبداللہ بن حمید کشی۔ ابوداؤد۔ عبدالرزاق۔ طبرانی۔ ابونعیم۔ ابویعلےٰ۔ ابن عساکر۔ خطیب۔ ابن تیمیہ۔ ابن القیم۔ نودی۔ سبکی۔ ابن سبکی۔ قاضی عیاض۔ امام غزالی۔ ابن عربی۔ ذہبی۔ مزی۔ ابن اثیر۔ ابن حجر عسقلانی۔ عینی۔ سخاوی۔ شعرانی۔ سیوطی۔ سمہودی۔ ملا علی متقی۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ عبدالعزیز وغیرہ نے بروایت حضرت علیؑ و حسینؑ بن علیؑ و ابن عباس و انس و عائشہ و ام سلمہ و زینب بنت جحش و ام فضل واقعہ بالا کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مٹی بروز عاشورہ سرخ ہو گئی تھی۔

مجمع البحرین میں ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ایک گھوڑا مرتجز نامی ایک اعرابی حارث سے خریدا تو امام حسین علیہ السلام اس گھوڑے کو اکثر غور سے دیکھا کرتے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا۔ اے بیٹا۔ کیا اس پر سواری کرنا چاہتے ہو۔ عرض کی۔ اے نانا۔ ہاں۔ امام حسین علیہ السلام اس وقت گھٹنیوں کے بل چل پھر سکتے تھے۔ اور بہت کم سن تھے۔ آنحضرتؐ نے گھوڑے کو زین اور لگام سے آراستہ کیا۔ جب امام حسین علیہ السلام گھوڑے کی طرف سواری کے لئے بڑھے تو گھوڑا خود بخود نیچے بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر اصحاب رسول بہت خوش ہوئے۔ مگر آنحضرتؐ نے گریہ فرمانا شروع کر دیا اور فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا یہی فرزند کربلا میں زخموں سے چور ہے اور نیزوں سے گھائل ہو کر قریب ہے کہ اسی گھوڑے کی پیٹھ پر سے منہ کے بل گر پڑے۔ مگر یہ گھوڑا بیٹھ گیا ہے اور امام حسین علیہ السلام زمین پر اتر آئے ہیں۔ اس پر تمام اصحاب نے گریہ کیا۔ ناظرین! جب رونا بحکم خدا و رسولؐ جائز ہوا تو وہ چیز جو رلانے کی محرک ہو یقیناً جائز ہو گی۔ مثلاً جناب فاطمہؑ آنحضرتؐ کا لباس دیکھ دیکھ کر گریہ فرماتیں۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کی اشیاء دیکھ کر گریہ فرماتے۔ حضرت داؤدؑ حضرت ساؤلؑ کے سر کا تاج اور بازوبند دیکھتے تو رویا کرتے۔ حضرت الیسعؑ حضرت الیاؑ کی چادر دیکھ کر گریہ فرماتے۔ یہی تعزیہ اور ذوالجناح اور علم سے مقصود ہے۔

تورات قرأت ۴۲۳ میں ہے کہ حضرت سارہ کی وفات پر حضرت ابراہیمؑ نے نوحہ کیا۔ اور اس کا مرثیہ پڑھا۔ قرآن شریف میں ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں فراقِ یوسفؑ میں رو رو کر سفید ہو گئیں۔ تورات

میں ہے کہ جب یوسفؑ کے بھائیوں نے یعقوبؑ کو یوسفؑ کا خون آلودہ کرتا دیا اور کہا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو یعقوبؑ نے اپنا لباس چاک کر ڈالا اور بدن پر ٹاٹ لپیٹ لیا اور مدت دراز تک گریہ و بکا میں مشغول رہے اور فرماتے کہ میں تو قبر میں بھی محزون و مغموم جاؤنگا۔

توراۃ سفر پنجم میں ہے کہ موسےٰؑ کی موت پر یوشعؑ نے بنی اسرائیل کیساتھ تیس دن تک میدان موآب میں ماتم کیا۔ توریت سفر چہارم میں ہے کہ ہارونؑ کی موت پر موسےٰؑ نے تیس دن تک بنی اسرائیل کے ساتھ ماتم کیا۔ کتاب دوئم سموئیل درس ۹ تا ۱۲ میں ہے کہ داؤدؑ نے سموئیل کی وفات پر نوحہ کیا اور مرثیہ کہا۔ مدارج النبوت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت حمزہؑ کی شہادت پر گریہ کیا۔ تاریخ الخلفا سیوطی صـ۱۱ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے اسیرانِ بدر پر گریہ کیا۔

جرمنی کا علامہ مسٹر میسوماربلن لکھتا ہے کہ شریعت محمدیؐ کی حفاظت اور اسلام کی نشوونما کا راز شہادتِ حسینؑ میں مضمر ہے۔ اس جرمن رائے کی تائید معین الدین اجمیری نے بھی ذیل کی رباعی سے کی ہے

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ | دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید | حقا کہ بنائے لاالہ است حسینؑ

ارجح المطالب باب سوئم صـ۳۳۴ اور مسند احمد جزو اول صـ۸۵ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کربلا سے گذرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام پر گریہ فرمایا۔ صواعق محرقہ صـ۱۲۳ اور نور العین فی مشہد الحسینؑ صـ۲۳ پر ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے کوفہ کیطرف کوچ کیا۔ تو تمام اہالیان مدینہ و مکہ اور ابن عباس و محمدؑ بن حنفیہ و دیگر صحابہ نے گریہ کیا۔

روضۃ الشہدا صـ۱۷ اور کنز الغرائب میں ہے کہ جب کشتی نوحؑ میدان کربلا میں پہنچی تو چلنے سے رک گئی۔ نوحؑ نے عرض کی۔ خدایا۔ یہ کیا جگہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس مقام پر اہلبیتؑ محمدؐ کی کشتی غرق خون ہوگی

مواہب لدنیہ میں ہے کہ ایک دن امام زین العابدینؑ نے امام حسین علیہ السلام کی مصیبتوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنا عمامہ سر سے اتار دیا۔ اور گریباں پھاڑ ڈالا۔ سبط ابن جوزی لکھتا ہے کہ جب رہبار یہ شاعر نے کربلا پہنچکر ایک مرثیہ نظم کرکے گریہ و بکا کیا اور سو گیا۔ تو آنحضرتؐ نے اس کو خواب میں فرمایا۔ کہ اے رہباریہ۔ اس الفت حسینؑ کے باعث تیرا نام شہدائے کربلا میں لکھ لیا گیا ہے۔

مناقب صـ۱۳۲ پر ہے کہ امام حسن عسکریؑ اپنے والد بزرگوار امام علی نقیؑ کے جنازہ کے ساتھ اس

طرح تشریف لے جاتے تھے کہ آپ کا گریباں چاک تھا۔ اس پر ابو عون ابرش نے اعتراض کیا اور پھر ایک خط بھی اعتراض آمیز حضرتؑ کو بھیجا۔ حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ حضرت موسےٰؑ نے اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کے انتقال پر گریباں چاک کیا تھا۔ اسی خط میں حضرتؑ نے یہ بھی لکھا کہ اے ابو عون۔ تیرے مرنے سے پہلے تیری تکفیر کی جاوے گی اور تیری عقل زائل ہو جائے گی۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ایسا ہی ہوا۔ اور ابو عون کو اس کے اپنے بیٹے نے ایک مکان میں بند کر دیا۔ کہ کسی کو اس کے پاس آنے جانے نہ دیتا۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۱۶ پر ہے کہ بروز قتل حسینؑ آسمان سیاہ ہو گیا (آسمان نے ماتمی لباس پہن لیا) دن کو ستارے نظر آنے لگے (قدرت کی آنکھ سے غیض و غضب کے شعلے نکلنے شروع ہو گئے) اگر زمین سے پتھر اوٹھایا جاتا تو اس کے نیچے تازہ خون جوش مارتا۔ آفتاب کو گہن لگا۔ لوگوں نے گمان کیا کہ قیامت برپا ہو گئی۔ آسمان سے تازہ خون برسا جس کا اثر کپڑوں پر مدتوں قائم رہا۔ یہاں تک کہ کپڑا پھٹ گیا۔ مگر نشان خون نہ مٹا۔ آسمان سرخی شفق کی صورت میں رویا۔ ابن الجوزی نے کہا۔ کہ حضرت عباس جو جنگ بدر میں قید ہو کر لشکر اسلام میں لائے گئے۔ تو ان کی آواز گریہ و بکا نے حضرت کو سونے نہ دیا تو امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی وجہ سے حضرتؐ کے دل پر کیا گزرا ہو گا۔ حضرت حمزہ کا قاتل جب اسلام لایا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ سے اپنا منہ چھپا لے۔ میں اپنے دوستوں کے قاتل کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ حالانکہ اسلام نے قبل اسلام کے تمام امور کو مٹا دیا ہے تو پھر کیا حال ہو گا آنحضرتؐ کے دل کا اس شخص کی نسبت جس نے امام حسین علیہ السلام کو ذبح کیا اور انکے اہل حرم کو اسیر کیا اور انکو شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار کرایا۔

ابن تیمیہ جیسا عالم بے مثل لکھتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے اہل حرم کو نہ کسی نے اسیر کیا۔ اور نہ ہی انکو در بدر پھرایا گیا۔ کیونکہ بنی ہاشم کو مسلمانوں نے کبھی اسیر نہیں کیا۔ اور نہ ہی امت محمدی نے اس بات کو کبھی حلال جانا۔ لیکن یہ محض پردہ پوشئ یزید کے لئے کہا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کو مندرجہ ذیل حوالوں سے ظاہر ہو گا کہ اہلبیت اسیر کئے گئے۔

مقتل ابی مخنف اور تاریخ طبری ص۱۶۱ پر ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے حرم کو اسیر بنا کر فوج اشقیا کوفہ کو روانہ ہوئی اور علی ابن الحسینؑ اور حسنؑ مثنےٰ اونٹوں پر سوار کئے گئے جنپر نہ کوئی کپڑا تھا نہ پردہ اور کشتوں کو یونہی زمین پر بے غسل و کفن چھوڑ دیا گیا۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر صـــ۱۱۹ پر ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کے اہل حرم کو اسیر کر کے کوفہ کی طرف لے گئے۔ تو اہل کوفہ انکو دیکھ کر رونے لگے۔ امام زین العابدین ع نے فرمایا۔ یہ لوگ ہمارے لئے روتے ہیں تو پھر ہم کو قتل کس نے کیا ہے۔

تاریخ کامل ابن اثیر جوزی جلد دوم صـــ۱۶۱ پر ہے۔ کہ عائشہ نے اپنے باپ کا ماتم مقرر کرنا چاہا۔ تو عمر بن خطاب نے منع کیا۔ عائشہ نے نہ مانا۔ تو عمر نے ہشام بن ولید کو حکم دیا کہ اندر گھس کر ابوبکر کی بہن کو پکڑ لاؤ۔ پس ہشام ام فروہ بنت ابی قحافہ کو پکڑ لایا اور چند کوڑے مارے اور رونے والی عورتیں بھاگ گئیں۔

انجیل یوحنا باب ۱۶۔ آیہ ۱۹ میں ہے۔ کہ تم روؤ گے اور ماتم کرو گے۔ لیکن دنیا خوش ہوگی اور تمہارا غم ہی خوشی بن جائے گا۔ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی المطبوعہ قسطنطنیہ صـــ۳۲۲ پر ہے کہ آسمان امام حسین ع پر چالیس دن تک روتا رہا۔ صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صـــ۱۷۱ سطر ۲۳ پر ہے کہ شہادت حسین ع کیوجہ سے آسمانوں سے مکانوں پر خون برستا رہا۔

تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ ۱۸۷۰ء مطبع سرکاری لاہور صـــ۲۰۷ سطر ۹ پر ہے کہ دنیا نے سات روز تک مکث کیا (مکث یعنی دیری۔ انتظار) آفتاب کی دھوپ زعفرانی ہوگئی۔ ستارے باہم ٹکرانے شروع ہوئے آفتاب کو گہن لگا چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سرخ ہوگئے۔ جو پتھر اٹھایا جاتا۔ اس کے نیچے خون جوش مارتا اسی روایت کو امام ثعلبی۔ ابن جوزی۔ حافظ ابو نعیم۔ ابو الشیخ۔ سعدی۔ بیہقی۔ طبرانی اور ابن سیرین نے بھی لکھا ہے۔

کتب سنیہ میں ہے کہ جب یہ خبر اطراف وجوانب میں پھیل گئی کہ آنحضرت صلعم کے دو دانت جنگ احد میں شہید ہو گئے ہیں۔ تو خواجہ اویس قرنی نے جوش محبت کیوجہ سے اپنے سب دانت نکلوا دیئے۔

معارج النبوۃ رکن چہارم صـــ۹۴ پر ہے کہ جب عمر کو خبر ملی کہ آنحضرت ؐ نے حفصہ کو طلاق دیدینے کا ارادہ کیا ہے تو عمر نے اپنے سر پر مٹی ڈالی اور فغاں کیا اور صـــ۴۹ پر ہے کہ جب آنحضرت کفار کی ایذا سے تنگ آکر گوشہ مسجد میں چلے گئے تو خدیجہ سر پر ہاتھ مارتی اور گریہ وبکا کرتی تھیں اور صـــ۱۰۴ پر ہے کہ جب جنگ احد میں رسول اللہ ص کے شہید ہوجانے کی غلط خبر پھیلی اور اہل مدینہ کو اطلاع ہوئی۔ تو جناب فاطمہ ع نے اپنے سر پر ہاتھ مارے اور گریہ وبکا فرمایا اور صـــ۳۳۴ پر ہے کہ بلال نے اپنے سر پر ہاتھ مارے اور معارج النبوۃ جلد دوم

ص۵۵۵ پر ہے کہ عائشہؓ نے اپنے منہ پر طمانچے مارے۔

ناسخ التواریخ میں ہے کہ شہادت حسین علیہ السلام پر حضرت زینبؑ نے اپنے منہ پر طمانچے مارے۔

مقتل ابومخنف میں ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا خالی گھوڑا اہلبیتؑ کے خیموں میں واپس آیا تو اہلبیتؑ نے ماتم کیا اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

قرآن شریف کی سورہ مبارکہ الذاریات آیہ نمبر ۲۹ میں ہے کہ جب حضرت سارہ زوجہ ابراہیمؑ کو اطلاع دی گئی کہ تیرے بطن سے فرزند پیدا ہوگا۔ حالانکہ اس وقت وہ بہت بوڑھی اور بانجھ تھی۔ تو اس نے اپنے منہ پر طمانچے مارے۔

سعی مشکور مولوی عبدالحی ص۱۱۴ پر ہے کہ حضرت بلال ملک شام سے بغرض زیارت قبر رسولؐ مدینہ میں آئے۔ سعی مشکور مولوی عبدالحی ص۱۱۵ پر ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری بھی (بغرض زیارت قبر رسولؐ) آئے مگر عثمان نے انکی گردن پکڑ لی اور وہاں سے نکال دینا چاہا۔ سعی مشکور مولوی عبدالحی ص۱۱۶ پر ہے کہ ایام قحط میں عمر بن خطاب نے قبر رسولؐ سے استمداد چاہی۔ سعی مشکور مولوی عبدالحی ص۱۱۷ پر ہے کہ عمر بن خطاب کعب الاحبار کو زیارت قبر رسولؐ کے لئے شام سے لایا۔ یہ کعب الاحبار وہی شخص ہے جسکو عمر نے داخل دربار کیا اور جس نے یہود کی بے شمار روایات کو اسلام میں داخل کر دیا۔ تاریخ کامل جلد سوئم ص۶ پر ہے کہ جب عثمان نے وہاں سے کوچ کیا اور معاویہ اور دیگر سردار روانہ ہوئے۔ تو حدی خواں نے اونٹ بڑھاتے وقت یہ اشعار پڑھے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ عثمان کے بعد حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ہونگے۔ اس پر کعب الاحبار نے کہا، تو جھوٹا ہے۔ عثمان کے بعد معاویہ خلیفہ ہوگا۔ اس پیشینگوئی نے معاویہ کو ایسا ابھارا کہ نہ صرف عثمان کو اس نے قتل ہو جانے دیا۔ بلکہ جناب امیرؑ اور امام حسنؑ کو شہید کروا دیا۔

دلائل الخیرات میں قبر رسولؐ کی شبیہہ بنی ہوئی ہے۔ شارح دلائل الخیرات لکھتا ہے کہ قبور شریفہ کی نقل سے یہ فائدہ ہے کہ جو شخص زیارت کو نہ گیا ہو اس شکل کی زیارت کر لے اور اشتیاق محبت کے اظہار کے لئے بوسہ بھی دے لے۔ روضۃ الاحباب میں آنحضرتؐ کی نعل مبارک کی شکل بنی ہے اور اس شکل کے خواص و فوائد بہت بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ اس کو بوسہ دینا ثواب ہے۔

خطیب نے ابوحنیفہ کا قول لکھا ہے کہ اگر کوئی آنحضرتؐ کی پاپوش مبارک کی پرستش بھی کرے۔ بغرض تقرب خدا تو میں اس میں کوئی برائی نہیں دیکھتا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح

مشکوۃ میں اہلِ قبور سے امداد لینے کو جائز مانا ہے۔ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ندائے اموات کو ثابت کیا ہے امام علامہ شوکانی اہل قبور سے توسل کو جائز مانتے ہیں۔ تقویۃ الایمان مولانا اسمٰعیل شہید میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ البتہ اگر کوئی یوں کہے۔ یا اللہ۔ فلاں (مرحوم) بزرگ کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر تو یہ درست ہے۔

وفاء الوفا صت ۴۲۴ پر ہے کہ عمر بن خطاب کے پاس ایک آگ جلانے کی انگیٹھی لائی گئی جو چاندی کی بنی ہوئی تھی اور جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ عمر نے سعد موذن کے حوالہ کر دی اور کہا۔ اس کو ہر جمعہ اور ماہِ رمضان میں جلایا کرو۔ چنانچہ وہ عمر کے سامنے روشن کی جاتی۔

وفاء الوفا صت ۴۲۶ پر ہے کہ شیخ موفق نے بہ اجماع امت یہ کہا ہے کہ سونے چاندی کے ظروف کا استعمال حرام ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ قندیل ظروف سے ہے۔ پس مجمر کا استعمال بھی حرام ہوا۔ کیونکہ مجمر بھی ایک ظرف ہے۔

وفاء الوفا صت ۴۲۷ پر ہے کہ جب عمر بن خطاب ملک شام میں گیا۔ تو معاویہ نے اس کا استقبال بڑی شان سے کیا تلواریں اور دیگر آلات حرب چاندی سونے کے تھے اور فوجیوں نے ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ اس پر عمر نے اعتراض کیا۔ تو معاویہ نے (اس اعتراض کا) جواب دیا۔ کہ اس زیب و زینت سے ہمارے دشمن مقہور ہوتے ہیں اور انکے جوڑ بند کانپتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہم کو ان پر قوت و غلبہ و شوکت حاصل ہوتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہماری مسجدیں طلا سے مزین ہیں اور سونے کی قندیلیں ان میں آویزاں ہیں۔ تو وہ رعب میں آجاتے ہیں۔ یہ سنکر عمر نے سکوت کیا۔ اور منع نہ کیا۔

قرآن شریف میں شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا حکم موجود ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے "ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب" یعنی جو شخص تعظیم کرے گا شعائر اللہ کی تو یہ فعل دلوں کی پرہیزگاری میں دخل ہے۔ پھر فرماتا ہے "والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر" یعنی قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے شعائر سے قرار دیا ہے۔ پھر فرماتا ہے "ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما" یعنی کوہ صفا اور کوہ مروہ شعائر خدا سے ہیں پس جو شخص کہ حج کرنے کو جائے یا عمرہ بجالائے پس مضائقہ نہیں کہ وہ بھی ان دونوں پہاڑوں کا طواف کرے۔ ناظرین۔ شعائر اللہ سے وہ اشیائے مراد ہیں جو کسی نبی یا امام یا قرآن کے ساتھ نسبت ہو جانے کیوجہ سے قابل

حرمت و عزت قرار پائیں۔ مثلاً سنگ موئے۔ رنگ عیسیٰ۔ سنگ اسود۔ ناقہ صالح۔ جلد و جزدان قرآن شریف۔ منبر رسول۔ تبرکات انبیاء مثل عمامہ و عصا و پاپوش و دیگر لباس پوشیدنی۔ مقامات مقدسہ۔ تعزیہ۔ ذوالجناح۔ مہندی علم۔ امام بارہ مسجد وغیرہ۔ نیز ناظرین کو معلوم ہو کہ ہر سال حج کے موقعہ پر حجازی اور مصری اہلسنت دو محملیں عائشہ کی بناکر بڑے تزک و احتشام اور ہجوم کے ساتھ علماء اور مشائخ اہلسنت کندھوں پر اٹھاکر مکہ میں لاتے ہیں۔

ترجمہ اسد الغابہ جلد اول صفہ ۱۸۱ پر ہے کہ انس بن مالک کی انگوٹھی میں ایک بیٹھے ہوئے شیر کی تصویر تھی۔

فتوح الشام واقدی مطبوعہ نول کشور صفہ ۱۰۱ پر ہے کہ ابو عبیدہ جراح نے مسلمانوں کو کہا۔ کہ چھوڑ دو اور توقف کرو تم لوگ اس امر میں پس اگر یہ لوگ میری تصویر کے ساتھ راضی ہوگئے۔ تو میں اس بات کو منظور کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ رومیوں نے ایک ستون پر ابو عبیدہ جراح کی تصویر بنائی ہوئی تھی۔ جس میں شیشہ کی دو آنکھیں تھیں۔ پس ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا جس نے غصہ سے تصویر کی آنکھ نیزہ سے پھوڑ دی۔

الفاروق شبلی صفہ ۲۰۰ پر ہے کہ اسلام کا ایک اصول شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ مگر حضرت عمر نے مختلف موقعوں پر کہا کہ حجر اسود ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ حجر اسود فائدہ اور نقصان دونوں پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ قیامت میں لوگوں کی نسبت شہادت دیگا۔

مشکوٰۃ جلد ششم صفہ ۳۷ پر ہے کہ بخاری اور مسلم میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ غیر جاندار اشیاء کی تصویر بنانا جائز ہے اور صفہ ۳۹ پر ہے کہ درختوں یا ایسی اشیاء کی تصویر جائز ہے۔ جن میں روح نہ ہو۔

سورہ سبا میں ہے کہ جنات حضرت سلیمانؑ کے لئے قلعے اور مجسمے بنایا کرتے۔ تفسیر معالم التنزیل صفہ ۲۷ پر ہے کہ یہ تصاویر تانبے اور پیتل اور کانچ کی ہوتیں اور درندوں اور طیور کی تصاویر بھی ہوتیں بلکہ بعض کا قول ہے انبیاء اور فرشتگان اور صالحین کی تصاویر بناتے۔ تاکہ دیکھنے والوں کو عبادت کیطرف رغبت پیدا ہو۔

فتح الباری جلد پنجم صفہ ۵۱۲ پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ پھر صاحب فتح الباری لکھتا ہے کہ یہ حدیث کیونکر صحیح ہوسکتی ہے۔ جبکہ خدا فرماتا

ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے لیے تصاویر بنائی جاتی اور جو بروایت مجاہد مثل کی ہوتیں۔ مزید براں یہ کہ انبیا اور صلحا کی تصاویر بھی ہوتیں۔ جنکا مقصد عبادت کی ترغیب ہوتا۔ پس غیر ذی روح کی تصویر حرام نہیں ہے۔

فتح الباری جلد پنجم صفحہ ۵۰۸ اور بخاری کتاب الادب اور مشکوٰۃ باب عشرۃ النسا فصل ثانی صفحہ ۴۱۲ وصفحہ ۴۱۳ میں بروایت عائشہ لکھا ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے پاس گڑیاں کھیلا کرتے تھے۔ اس پر ابن حجر لکھتا ہے کہ گڑیاں بنانا اور ان سے کھیلنا جائز ثابت ہوا۔ پھر لکھتا ہے کہ عائشہ کی عمر جب گڑیاں کھیلا کرتی، چودہ برس بوقت جنگ خیبر تھی خواہ کچھ کم و بیش ہو پھر لکھتا ہے کہ عائشہ کی گڑیوں میں ایک پروں والا گھوڑا بھی تھا جو حضرت سلیمانؑ کے گھوڑے کا نمونہ تھا۔ ناظرین! اس وقت عائشہ کی عمر قریباً سولہ سال تھی مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی فصل ثانی صفحہ ۴۲۵ کہ عائشہ سے روایت ہے کہ میری تصویر ریشمی کپڑے کے اندر لپیٹ کر حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہے دنیا اور آخرت میں۔

کنز العباد شرح اوراد، خزینۃ الروایات، مطالب المومنین، فتاوی عالمگیری، کفایت الشعبی میں ہے کہ ایک سائل نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ یا حضرت میں نے قسم کھائی ہے کہ میں جنت کے دروازہ پر اور حور کی آنکھ پر بوسہ دوں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اپنی ماں کے پاؤں پر اور اپنے باپ کی پیشانی پر بوسہ دے۔ اس نے عرض کیا کہ میری ماں اور باپ فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ انکی قبروں پر بوسہ دے۔ اس نے عرض کیا کہ ان دونوں کی قبریں بھی معلوم نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مٹی کی دو قبریں بنا اور انپر بوسہ دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

رسالہ تنویر الایمان مولوی عبد الحلیم لکھنوی صفحہ ۲۲ پر ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر شریف کا مرتبہ خانہ کعبہ و سماوات و عرش سے بالاتر ہے۔ ناظرین! یہی روضہ اطہر بخیال عبد الوہاب نجدی صنم اکبر اور گرا دینے کے قابل ہے۔ موجودہ وہابیوں کا بھی اعتقاد یہی ہے۔ مگر اس بات کا بالا اعلان اظہار نہیں کرتے۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ آنحضرتؐ (اور آنحضرتؐ کی اولاد اور اصحاب اخیار) کی قبر اور مسجد کی زیارت کرنا قربت اور درجات کا ذریعہ ہے بلکہ بعض علماء قائل ہیں کہ واجب ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی اور جس نے باوجود صاحب

توفیق ہونے کے زیارت نہ کی۔ اس نے مجھ پر جفا کی اور میری قبر کی زیارت ایسی ہے۔ جیسا کہ زائر نے مجھکو دیکھ لیا
منلہج الطالبین قزوینی۔ روضۃ الشہدا۔ حبیب الیسر۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے
ذبح عظیم کو دریافت کیا۔ تو ارشاد ہؤا کہ تیرا فرزند اسمٰعیلؑ خاتم المرسلینؐ کے نور کا حامل ہے۔ اس لئے اسمٰعیلؑ
کو بچا لیا گیا۔ پھر خداوند عالم نے ابراہیمؑ کی نظروں سے رفع حجاب کر کے محمدؐ اور آل محمدؐ کی زیارت سے
آپ کو مشرف کیا۔ اور پوچھا۔ اے ابراہیمؑ۔ کیا تو اپنی ذات کو عزیز جانتا ہے یا محمدؐ کو۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا۔
محمدؐ کو اپنی ذات سے عزیز جانتا ہوں۔ پھر اسی طرح عرض کیا کہ حسینؑ کو اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ سے عزیز جانتا ہوں۔
پھر ارشاد باری ہؤا کہ یہی حسینؑ میدان کربلا میں اشقیا کے ہاتھ اس بیکسی اور غربت میں شہید ہوگا۔ جس پر
آسمان و زمین و طیور و وحوش گریہ کرینگے۔ یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ نے شدت سے گریہ فرمایا۔ تب ارشاد ہؤا
کہ اے ابراہیمؑ۔ مصائب حسینؑ پر رونا اسی ثواب کے برابر ہے جو اسمٰعیلؑ کی قربانی سے حاصل ہوتا۔
بخاری جلد ثانی صفحہ ۵۰ پر ہے کہ جو چیز باعث گریہ ہو۔ وہ جائز ہے۔ تبصرۃ الایمان حکیم مولوی
سلامت علی بنارسی مطبوعہ کلکتہ ۱۲۳۶ھ صفحہ ۲۲۰ پر ہے کہ اس میں شک نہیں کہ امام باڑہ اور نقل تربت
شریف (تعزیہ مبارک) تعمیر ہو چکنے کے بعد قابل تعظیم ہے۔ اور اس کی تکریم و ادب ایمان کے شایان ہے
جمالیں و کمالیں مطبوعہ ہاشمی پریس میرٹھ صفحہ ۳۶ پر ہے کہ تابوت سکینہ ایک صندوق تھا جس
میں آدمؑ سے آنحضرتؐ تک کی تصاویر تھیں۔ رسالہ صوفی بابت ماہ مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۲۲ پر ہے کہ علامہ عینی نے
شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ کی انگوٹھی میں دو ذی روح جانوروں کی تصویریں تھیں۔ اسی رسالہ صوفی
۱۹۲۰ء بابت ماہ مارچ میں ہے کہ عمر بن خطاب کے زمانہ میں ایک انگوٹھی دستیاب ہوئی جو حضرت دانیالؑ
کی تھی۔ جس پر دو شیروں اور ایک لڑکے کی تصویر کندہ تھی۔ عمر نے یہ انگوٹھی ابوموسےٰ اشعری کو دیدی۔ پھر
بحوالہ فتح الباری جلد دہم صفحہ ۲۲۶ پر لکھا ہے کہ قاسم بن محمد بن ابوبکر کے گھر میں عنقا اور قندس (سیاہ رنگ
حیوان ہے جس کی شکل و شباہت کتے سے ملتی جلتی ہے۔ اس کی کھال سے پوستین بناتے ہیں۔ ترکستان
میں پایا جاتا ہے اصلی لفظ قُندُز ہے) کی تصاویر تھیں۔
رسالہ صوفی ماہ دسمبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۲۵ پر بحوالہ فتح الباری لکھتا ہے کہ عائشہ کے بھانجے عروہ (اس کی
روایات سے صحاح ستہ بھرپور ہیں۔) کے تکیوں پر پرندوں اور مردوں کی تصاویر تھیں۔ رسالہ صوفی ماہ دسمبر
۱۹۱۹ء صفحہ ۲۵ پر ہے کہ عروہ مذکور کے مٹن میں آدمیوں کے چہروں کی تصاویر تھیں۔

روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۳۳ پر رسول اللہ کی نعل مبارک کا نقش تحریر ہے جس کے برکات و فیوض بہت لکھے ہیں۔ زاد الحجاج صفحہ ۹ پر ہے کہ خانہ کعبہ کا غلاف مصر میں بنا جاتا ہے۔ پھر ایک اونٹ پر کجاوہ رکھا جاتا ہے جس کے اندر یہ غلاف رکھا جاتا ہے اونٹ اور کجاوہ کو طلائی اور مخملی کپڑوں سے سجایا جاتا ہے پلٹن بینڈ باجہ ساتھ ساتھ بجتا جاتا ہے۔ یہ محمل مصری مکہ معظمہ میں لایا جاتا ہے اور دوران راہ عوام الناس اس کا غایت درجہ عزت و احترام کرتے ہیں۔

علمائے اہلسنت مثلاً اسحاق بن عیسیٰ۔ حافظ بن زبالہ۔ حافظ زبیر۔ حافظ یحییٰ ابن فراس۔ شیخ سمہودی۔ تاج الدین خاکمانی۔ عثمان بن خسطاس۔ ابن عساکر۔ ابن شیبہ۔ افشہری نے اپنی اپنی تصانیف میں قبروں اور حجروں کی تصاویر بنائی ہوئی ہیں۔

کتاب ماثبت بالسنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور فتوح الحرمین ملا جامی میں مکہ۔ مدینہ۔ کوہ صفا۔ کوہ مروہ کی تصاویر درج ہیں۔

کتاب الاکتفا۔ نتیجۃ الحب الصمیم۔ کتاب خدمت نعل المقدم المحمدی میں ہے کہ تمام اصحاب رسول، تابعین، امام، حافظ، محدث، فقیہ، رسول اللہؐ کی نعلین مبارک کو بوسہ دیا کرتے۔

شرائط الوساطت مولوی تراب علی میں ہے کہ حضرت ام سلمہ کے پاس آنحضرتؐ کا سر کا بال تھا جس کی برکت سے مریضوں کو شفا ہوتی اور امام مالک مدینہ کے پرانے مکانات کو اس خیال سے بوسہ دیتے کہ ان پر رسول اللہ کا ہاتھ لگا ہوگا۔

فتاوے سراجیہ اور فوائد الفوائد میں ہے کہ اگر مرید اپنے پیر کے سامنے اپنا سر زمین پر رکھ دے۔ تو یہ سجدہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ سجدہ خداوند عالم کو ہے۔ کیونکہ اولیا اللہ خدا کا نور ہیں۔ فتاوے قاضی خاں میں ہے کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ یعنی سجدۂ عبادت اور سجدہ تعظیمی۔ سجدۂ عبادت تو خداوند عالم سے مخصوص ہے اور سجدۂ تعظیمی کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول امت کا سجدہ نبی کو۔ دوسرے رعیت کا سجدہ بادشاہ کو۔ تیسرے مرید کا سجدہ پیر کو۔ چوتھے اولاد کا سجدہ والدین کو۔ پانچویں غلام کا سجدہ آقا کو۔

تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز دہلوی اور شرح اشباہ ونظائر میں ہے کہ خدا کے سوائے سجدہ تعظیمی ہر ایک کو جائز ہے جیسا کہ فرشتوں نے آدمؑ کو کیا۔

معجم البلدان میں ہے کہ سورج اور چاند کو سجدہ کفر نہیں ہے۔ شیخ عبدالقادر بدایونی نے منتخب

التواریخ میں لکھا ہے۔ کہ قاضی نظام بدخشانی نے بادشاہ کو سجدہ کرنا جائز لکھا ہے۔
گلدستہ کرامات ص۱۱۷ اور اقتباس الانوار ص۱۸ پر بحوالہ تحفۃ الراغبین لکھا ہے کہ شیخ نظام الدین
نارنولی ہر سال خواجہ معین الدین اجمیری کے عرس پر جایا کرتا۔ ایک دن اتفاقیہ طور پر مجلس عرس میں شیخ
کا پاؤں بحالت وجد روپوں کی تھیلی سے لگ گیا جو شیخ عبدالقادر گیلانی کی نذر تھی۔ پاؤں کا لگنا تھا
کہ نظام الدین کی ولایت سلب ہو گئی۔ آخر کار اس کی گریہ وزاری اور منت وسماجت کے بعد اور حضرت
رسول پاک کی سفارش پر شیخ عبدالقادر گیلانی نے اس کا گناہ معاف کیا اور ولایت پر بحال کیا۔

بحث تقیہ

رازداری کو تقیہ کہا جاتا ہے اور یہ ہر ایک انسان کی فطرت میں داخل ہے اور قرآن شریف و احادیث
تقیہ کے جواز میں شاہد عادل ہیں۔

سورہ آل عمران میں خدا فرماتا ہے کہ "لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین
ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منھم تقیۃ" مومنین کافروں کو دوست
نہ بنائیں سوائے مومنین کے اور جو مومن کافروں کو دوست بنائے گا۔ اس کو خدا سے کچھ سروکار نہ ہوگا
مگر وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے۔ جو شر کے خوف سے ایسا کرنے پر مجبور ہو۔

بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ششم باب الاکراہ ص۲۰ سطر ۲ پر لکھا ہے۔ کہ آیۃ بالا میں لفظ تقیۃ
سے تقیہ کرنا مقصود ہے۔

تفسیر کشاف علامہ جاراللہ زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول ص۱۹۷ سطر ۱ پر ہے کہ آیہ بالا کی رو سے
مومنوں کو رخصت دی گئی ہے کہ دشمنان دین سے موالات اور محبت کریں۔ جبکہ ان سے ڈرتے ہوں۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد دوئم مطبوعہ مصر ص۶۴۶ سطر ۴ پر ہے کہ آیہ بالا کی رو سے
اس کے سوا نہیں۔ کہ تقیہ کرنا جائز ہے جبکہ کوئی مومن کافروں کے درمیان پھنس جائے اور اپنی جان اور
مال کا خوف انسے رکھتا ہو۔ پس ان سے زبانی مدارات کرے یعنی انکی دشمنی کو زبان سے ظاہر نہ کرے۔
بلکہ تقیہ کی حالت میں کافروں کے ساتھ ایسی طرح بات چیت کرے جس سے محبت اور موالات کی بو
آتی ہو۔ بشرطیکہ ضمیر اور دل میں اس کے مخالف ہو۔ اور جو بات کہے اس سے اعراض کرتا جائے

کیونکہ تقیہ کا اثر ظاہر میں ہوتا ہے نہ کہ دلوں کے اندر۔

تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ ۶۴۶ سطر ۲۵ پر ہے کہ آیت بالا کی رو سے جان کی حفاظت کے لئے تقیہ کرنا جائز ہے۔ آیا مال کی حفاظت کے لئے بھی جائز ہے یا نہیں۔ اس کے جواز کا بھی احتمال ہو سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

تفسیر در منثور امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوئم صفحہ ۱۶ سطر ۳۳ پر ہے کہ قتادہ سے روایت ہے "انہ کان یقرءھا الا ان تتقوا منھم تقیۃ بالیاء" یعنے قتادہ اس آیۃ کو الا ان تتقوا منھم تقیۃً یا کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔

تفسیر در منثور صفحہ ۱۶ سطر ۲۵ پر ابن عباس سے آیۃ بالا کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ تقیہ زبان سے ہوتا ہے۔ کوئی شخص ایسی بات کہنے کے لئے مجبور کیا جاوے جو خدا کی معصیت ہو اور وہ ایسا لوگوں کے خوف سے کہے۔ حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ ایسی حالت اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ اس کے سوائے نہیں کہ تقیہ زبان سے ہوا کرتا ہے۔

تفسیر معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۵۳ سطر ۲۲ پر ہے کہ مجاہد اور یعقوب نے آیہ بالا میں لفظ تقیۃً بروزن بقیۃً پڑھا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس لفظ کو یٰ کے ساتھ لکھا ہے۔ الف کیساتھ نہیں لکھا۔

تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱۵۳ سطر ۲۵ پر ہے کہ آیۃ بالا کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے ممانعت کی ہے۔ مومنوں کو کہ وہ کافروں سے موالات یعنی محبت کیا کریں اور ان سے مداہنت اور مباطنت کرنا چھوڑ دیں۔ مگر ایسے وقت میں کفار سے موالات کرنا جائز ہے جبکہ علی الاعلان مسلمانوں پر غالب ہوں۔ یا جبکہ کوئی کافروں کے درمیان پھنسا ہو اور ان سے خوف رکھتا ہو تو وہ ایسی حالت میں کفار سے زبانی موالات کرتا رہے۔ بحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اور غرض اس میں دفعیۂ ضرر کرنا اپنے سے ہو نہ کہ کسی مومن کا خون کرانا۔ یا مال حرام کو حلال سمجھنا۔ یا کافروں کو عورات مسلمین پر مطلع کرنا۔

تفسیر بیضاوی قاضی بیضہ جلد اول مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۳۴ سطر ۱۱۔ اور تفسیر غرایب القرآن نظام نیشاپوری جلد اول صفحہ ۳۱۳ سطر ۱۲ پر مضمون بالا بمطلب واحد درج ہے۔

تفسیر غرائب القرآن صفحہ ۳۱۳ سطر ۱ پر ہے کہ آیۃ بالا کی رو سے تقیہ کرنا ایسے امور میں جائز ہے جنکا تعلق موالات سے ہو۔ اور اظہار دین کے متعلق بھی تقیہ کر لینا جائز ہے۔ مگر جن باتوں سے غیر کو ضرر پہنچ

ہے۔ جیسے قتل اور زنا اور غصب مال اور دروغِ شہادت اور قذف محصنات اور کافروں کو عورات مسلمین پر واقف کرنا۔ ان باتوں میں تقیہ کرنا جائز نہیں ہے۔

سورہ نحل میں خدا فرماتا ہے۔ کہ "من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان"۔ یعنی جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کرے تو یہ گناہ ہے۔ سوائے اس شخص کے کہ کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا جاوے۔ جبکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد پنجم ص ۵۲۴ سطر ۳ پر ہے کہ آیۃ بالا کے تحت میں واجب ہے کہ بیان کیا جاوے۔ کہ اکراہ سے کیا مراد ہے جس کی وجہ سے کلمۂ کفر کہنا جائز ہے۔ اس اکراہ سے مراد یہ ہے کہ اس کو ایسا سخت عذاب کیا جائے جس کے متحمل ہونے کی اس کو طاقت نہ ہو۔ جیسے قتل یا ضرب شدید کا خوف یا ایسی اور تکلیفیں۔

تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۵۲۴ سطر ۱۳ پر ہے کہ آیۂ بالا کی رو سے اس پر اجماع قائم ہے کہ کلمۂ کفر کہنے کے وقت اس پر واجب ہے کہ دل سے اس پر راضی نہ ہو۔ اور یہ کہ تعریضات کہنے پر اکتفا کرے۔ مثلاً ایسا کہے کہ محمد جھوٹا ہے اور مراد یہ ہو کہ کافروں کے نزدیک یا کوئی اور محمد نام دل میں ٹھان لے یا استفہام انکاری کے طور پر ایسا کہے۔

تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مصر جلد چہارم ص ۱۳۲ سطر ۹۔ اور تفسیر بیضاوی قاضی بیضہ مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۴۵۳ سطر ۲۲۔ اور معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ حیدری بمبئی ص ۵۱۲ سطر ۲۷۔ اور تفسیر کشاف امام جار اللہ زمخشری مطبوعہ کلکتہ جلد اول ص ۵۲۷ سطر ۱۲ پر واقعہ ذیل تقریباً ایک ہی عبارت میں مرقوم ہے کہ مشرکوں نے حضرت عمار بن یاسر کو پکڑ لیا۔ اور اس کو میموں کے کوئیں میں ڈبویا۔ اور نہیں چھوڑا جب تک کہ اس نے رسول اللہ کو سب نہیں کیا۔ اور مشرکوں کے معبودوں کو اچھا نہیں کہا۔ بعد ازاں عمار کو چھوڑ دیا۔ پھر عمار آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ کہ حضورؐ میں نے مشرکوں کے معبودوں کو اچھا کہا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے عمار تو اس وقت اپنے دل کو کیسا پاتا تھا۔ عرض کیا۔ میرا دل اس وقت ایمان سے مطمئن تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے عمار اگر پھر کبھی ایسا موقع آئے۔ تو اسی طرح کہہ دینا۔ پس آیۂ بالا کا نزول ہوا۔

سورہ مومن میں خدا فرماتا ہے۔ "وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ"۔ یعنی

آلِ فرعون میں سے اس مرد یعنی خرقیل مومن آلِ فرعون نے کہا جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ ناظرین! خرقیل اصل میں قبطی تھے اور فرعون کے ماموں زاد بھائی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پانچسو برس تک تقیہ کیا تھا۔

شرح اربعین امام نووی آیۂ بالا کی شرح میں لکھا ہے کہ تقیہ کے اثبات اور جائز ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ عوام الناس لفظ تقیہ سے نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لفظ شیعوں کے متنفد امورات سے ہے ورنہ تمام دنیا کی فطرت میں تقیہ کا استعمال ہو رہا ہے یعنی دنیا پیدائشی طریقہ پر مجبور ہے کہ بوقتِ ضرورت تقیہ کرلے۔ بعض نے تقیہ کا نام مدارات رکھا ہے۔ بعض نے مصالحہ اور بعض نے عقل معیشی۔ اور تقیہ کے اثبات و جواز پر دلیل دلالت کرتی ہے۔

آیۃ قرآنی "و انفقوا فی سبیل اللہ و لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ" یعنی راہِ خدا میں خرچ کرو اور اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ . . . . . اور آیۃ قرآنی "و لا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما" یعنی نہ قتل کرو اپنی جانوں کو کیونکہ خدا تم پر ضرور مہربان ہے اور آیۃ قرآنی "لا یکلف اللہ نفس الا وسعہا" یعنی اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا۔ مگر اسی قدر جس کے اٹھانے کی اس میں طاقت ہو۔

سورہ الشعرا آیۃ نمبر ۱۷ "قال الم نربک فینا ولیدا و لبثت فینا من عمرک سنین۔" یعنی فرعون نے کہا۔ اے موسیٰ کیا ہم نے تمہیں یہاں رکھکر بچپن سے تمہاری پرورش نہیں کی۔ تم تو اپنی عمر کے برسوں تک ہم میں رہ چکے ہو۔

تفسیر بیضاوی قاضی بیضہ مطبوعہ نول کشور جلد دوئم صہ ۱۰۶ سطر ۳۰ پر ہے کہ حضرت موسیٰؑ فرعونیوں میں تقیہ سے بسر کرتے رہے۔ پھر صہ ۱۰۶ سطر ۳۱ پر لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ تیس برس فرعونیوں میں رہے پھر دس برس کے لئے شہر مدین کو چلے گئے جہاں حضرت شعیبؑ کے ہاں رہے۔ پھر فرعونیوں میں آکر تیس برس تک اسلام کی دعوت دیتے رہے اور فرعون کے غرق ہونیکے بعد پچاس سال تک زندہ رہے۔ یعنی آپ کی کل عمر ۱۲۰ برس تھی۔

مشکوٰۃ مطبوعہ محمدی دہلی باب بدء الخلق و ذکر الانبیا فصل اول صہ ۴۱۶ سطر ۲۲ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے سوائے تین مرتبہ جھوٹ بولنے کے اور کوئی جھوٹ نہیں بولا نعوذ باللہ۔

ترمذی مطبوعہ احمدی میرٹھ جلد دوئم باب التفسیر سورہ انبیا صہ ۱۶۳ سطر ۴ پر ہے کہ حضرت ابراہیم

نے سوائے تین مرتبہ جھوٹ بولنے کے ہرگز کسی بات میں جھوٹ نہیں بولا ایک تو فرمایا میں بیمار ہوں۔ دوسرے فرمایا کہ سارہ میری بہن ہے (حضرت سارہ آپ کی زوجہ تھیں) تیسرے فرمایا کہ اس بڑے بت نے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا ہے۔

سورہ مریم آیت نمبر ۴۲ "واذکر فی الکتاب ابراھیم انه کان صدیقا نبیا" یعنے اے رسول قرآن میں ابراہیمؑ کا تذکرہ لوگوں سے کرو۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے سچے نبیؑ تھے۔

تفسیر در منثور امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۱۰۶ سطر ۳۱ پر بروایت ابو عبیدہ لکھا ہے کہ ابن مسعود نے کہا۔ کہ آنحضرتؐ ہمیشہ اپنے امر کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ جب تک کہ آیتہ "فاصدع بما تومر" یعنے اے رسولؐ اس امر کو بالاعلان سنا دو جس بات کا تم کو حکم دیا گیا ہے نازل ہوئی۔ اس وقت آنحضرتؐ اور آپکے اصحاب اس امر کے لئے نکل پڑے۔ یہی واقعہ بالا تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۴۱۹ سطر ۲۸۔ اور تفسیر معالم التنزیل امام بغوی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۹۹ سطر ۳۱۔ اور تفسیر غرائب القرآن نظام نیشا پوری جلد دوئم صفحہ ۴۰۵ سطر ۹ پر مرقوم ہے۔

تاریخ خمیس امام العلامہ شیخ حسین دیار بکری مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۲۴ سطر ۲۳ پر ہے۔ کہ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے تین برس تک نبوت کو مخفی رکھا اور تین برس تک پوشیدہ پوشیدہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور ابوبکر بن قحافہ بھی اسی طرح پوشیدہ اپنی قوم میں جنپر پورا اعتبار اور وثوق رکھتا تھا۔ اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ ناظرین! مواہب لدنیہ قسطلانی اور انسان العیون برہان الدین اور ابطال الباطل فضل ابن روزبہان میں بھی آنحضرتؐ کے تین برس تک تقیہ کرنے کا ذکر مسطور ہے۔

بخاری مطبوعہ بمبئی باب الاکراہ جلد ہشتم صفحہ ۲۰ سطر ۷ پر بروایت حسن بصری لکھا ہے۔ کہ تقیہ قیامت تک باقی ہے۔

معارج النبوۃ علامہ ملا معین کاشفی مطبوعہ نول کشور رکن سوئم باب دوئم فصل سوئم وقائع سال ششم از نبوت صفحہ ۵۲ سطر ۲۴۔ اور ریاض النضرہ میں بروایت عائشہ وہ واقع مشہور و معروف تفصیل سے درج ہے۔ جبکہ ابوبکر نے باوجود آنحضرتؐ کے بار بار منع کرنے کے اسلام کو ظاہر کرنا چاہا اور خلاف حکم خدا و رسول خطبہ پڑھنا شروع کر دیا جس پر عتبہ بن ربیعہ نے ابوبکر کے چہرے پر اس زور سے کفش زنی کی۔

کہ اس کے ناک اور رخساروں میں تمیز نہ ہو سکتی تھی۔ بالآخر ابوبکر کو کپڑے میں لپیٹ کر بحالتِ بیہوشی گھر میں لایا گیا۔

تاریخ طبری جلد دوئم صفحہ ۲۱۶ پر ہے کہ خدا نے آنحضرتؐ کو بعثت سے تین برس بعد حکم دیا۔ کہ اپنے امر کو ظاہر کریں اور لوگوں کو دعوت اسلام دیں۔ اور نیز اسی تاریخ طبری میں ہے کہ اصحاب رسول جب نماز پڑھتے تو پہاڑ و نیچے دروں میں چلے جاتے۔

استیعاب جلد دوئم صفحہ ۴۴۴ پر ہے کہ عمر بن عبسہ اسلمی کو اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) نے بشارت دی تھی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا دین افضل ہوگا چنانچہ یہ شخص اس بات کی تلاش میں کئی دفعہ مکہ آیا اور واپس چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کو معلوم ہوا کہ وہ شخص پیدا ہو چکا ہے۔ مگر بخوفِ اعدا مخفی ہے۔

تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی جلد ہفتم صفحہ ۳۵۳ پر ہے کہ ابن معین کہتا ہے کہ علی بن المدینی جب ہمارے پاس آتا تو مذہب اہلسنت کا اظہار کرتا اور جب بصرہ میں جاتا تو شیعیت کا اظہار کرتا۔

اس مقام پر یہ بتا دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ علی بن المدینی کون تھا۔ اور اس کے شاگرد امام بخاری نے اس سے کیا سلوک کیا۔

تہذیب التہذیب جلد نہم صفحہ ۵۶ اور تاریخ امام سلمہ بن قت اسم میں ہے کہ مسلمہ نے کہا۔ کہ علی بن المدینی نے کتاب العلل لکھی تھی۔ اور اس پر بخل کرتا تھا۔ یعنی اس کتاب کو سب سے پوشیدہ رکھتا تھا اتفاقاً وہ کسی کام کے لئے باہر کھیت پر گیا۔ امام بخاری نے اس کے لڑکے کو مال کی طمع دے کر یہ کہا۔ کہ ایک روز کے واسطے کتاب العلل مجھے دیکھنے دو۔ لڑکے نے کتاب اس کو دیدی۔ بخاری نے کتاب لے کر چند کاتبوں کو دے دی اور (تین دن میں) نقل کرا کر واپس کر دی۔ بعد ازاں جب علی بن المدینی واپس آیا اور کسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی جس کا جواب بخاری نے انکی کتاب العلل سے دیا۔ تب وہ اس راز کو سمجھ گیا۔ اور بہت غمگین ہوا یہاں تک کہ چند روز میں وفات پائی۔ ازیں بعد بخاری کتاب العلل کے ملنے سے بے پرواہ ہو گیا۔ اور خراسان آ کر بخاری تالیف کی جس کی وجہ سے اس کی قدر بلند ہوئی اور اس کا نام مشہور ہوا۔ ناظرین! امام بخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوا۔ اور یکم شوال ۲۵۶ھ میں مر گیا۔ مولوی عبد العلی نے بحر العلوم میں لکھا ہے کہ بخاری کی روایات آپس میں نقیض ہیں۔

علامہ عینی جلد اول صفحہ ۱۵ پر لکھتا ہے کہ ہر مصنف پر واجب ہے کہ تین چیزوں کو ابتدائے کتاب

میں ذبح کرے اوّل بسم اللہ۔ دوسرے حمد خدا تیسرے صلوٰۃ۔ ناظرین! بخاری نے کتاب بخاری میں بسم اللہ کے سوائے اور کچھ نہیں لکھا۔

ابن عدی نے جماعت مشائخ سے روایت کی ہے کہ بخاری نے اپنی کتاب کے کل ترجموں کو قبر رسولؐ اور منبر کے درمیان لکھا اور ہر ترجمہ کے لئے دو دو رکعت نماز پڑھی۔

طبقات شافعیہ جلد دوئم میں ہے کہ بخاری ہر ایک حدیث کے درج کرنے پر پہلے غسل کرتا اور پھر دو رکعت نماز پڑھتا۔ اور اس نے کتاب بخاری کو مسجد الحرام میں سولہ برس کے عرصہ میں تالیف کیا۔

ابن حجر لکھتا ہے کہ بخاری کبھی بھی مکہ میں سولہ برس نہیں رہا۔

لسان المیزان ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ مسلمہ بن قاسم جو بخاری کو علی بن مدینی کا چور اور قاتل بتلاتا ہے۔ نہایت معتبر اور جلیل القدر شخص تھا۔

زاد المعاد علامہ ابن القیم جلد اول صـ ۳۹۹۔ اور ترجمہ اسد الغابہ جلد دوئم صـ ۲۵۳ پر ہے کہ حجاج بن علاط سلمی بھی اسلام لے آیا تھا۔ اور فتح خیبر میں بھی شریک تھا۔ اس کی زوجہ ام شیبہ تھی جس کے پاس حجاج کا کل مال و متاع تھا۔ حجاج بہت مالدار آدمی تھا۔ فتح خیبر کے بعد اس نے آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ کہ میرا تمام مال میری زوجہ کے پاس ہے۔ اگر اس کو یا اس کے اقربا کو میرے اسلام لانے کی اطلاع ہو گئی تو میرا تمام مال جاتا رہے گا۔ لہذا مجھ کو اجازت ہو کہ مکہ جلد جاؤں اور اس طرح خبر کو بیان کروں کہ میری جان اور مال محفوظ رہے۔ حضرت نے اس کو اجازت دیدی۔ وہ مکہ میں آیا اور اپنی زوجہ سے کہا۔ جہاں تک ہو سکے اس راز کو پوشیدہ رکھنا۔ کہ ہم لوگ غنیمت محمد خریدنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام لوگ مارے گئے ہیں۔ اور انکا مال و متاع غنیمت میں آیا ہے۔ محمدؐ قید ہو گیا ہے اور اصحاب محمدؐ سب جدا ہو گئے ہیں اور یہود نے قسم کھائی ہے۔ کہ محمدؐ کو مکہ میں لائیں گے۔ اور اپنے کشتوں کے عوض میں اس کو قتل کر دینگے۔ پس اے زوجہ تو مال جمع کر اور میرے حوالہ بہت جلدی کر (چنانچہ اس حیلہ و تقیہ سے حجاج نے اپنی عورت سے اپنا تمام مال و متاع جمع کر لیا) یہ خبر مکہ میں پھیل گئی۔ مسلمانوں کو غم ہوا۔ اور مشرکین نے خوشی کی۔ اس حدیث سے صاحب زاد المعاد یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اپنے نفس اور غیر پر بھی جھوٹ بولنا جائز ہے جبکہ ایسے جھوٹ سے غیر کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اپنا حق مل جائے۔ جیسے کہ حجاج نے جھوٹ بولا اور اس کے ذریعہ سے اپنا مال حاصل کر لیا۔ بغیر اس کے کہ کسی کو ضرر پہنچا ہو۔ رہا یہ امر کہ اس جھوٹ سے مسلمانان مکہ کو اذیت پہنچی۔ یہ مفسدہ اس مصلحت کے مقابلہ

میں جو اس جھوٹ سے حاصل ہوئی خفیف ہے۔

احیاء العلوم امام غزالی جلد دوئم ص۴ پر ہے کہ جھوٹ بولنا فی نفسہٖ حرام نہیں ہے۔ بلکہ چونکہ اس سے مخاطب اور غیر کو ضرر پہنچتا ہے۔ اقل درجہ اس کا یہ ہے کہ خبر دینے والا اعتقاد رکھتا ہے کسی شئی کا خلاف واقع پر۔ تو جاہل ہوگا۔ اور کبھی اس سے غیر کو نقصان پہنچتا ہے اور بہت سے جہل ایسے ہیں۔ کہ ان میں مصلحت اور منفعت ہوتی ہے اور جھوٹ بولنا اس کی تحصیل کا ذریعہ ہے تو ماذون فیہ ہوگا۔ میمون بن مہران نے کہا۔ کہ بعض موقعہ پر کذب صدق سے بہتر ہے۔

پھر امام غزالی لکھتا ہے کہ کلام مقصود کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہے پس جو مقصود محمود ہو۔ اگر اس کو صدق اور کذب دونوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ تو اس میں کذب حرام ہے اور اگر صرف کذب سے ہی وہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ اور صدق سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اگر تحصیل مقصود مباح ہے تو کذب بھی مباح ہوگا۔ اور اگر تحصیل مقصود واجب ہے تو کذب بھی واجب ہوگا۔

پھر لکھتا ہے کہ ام کلثوم سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے تین قسم کے کذب کی اجازت دی۔ ایک وہ جو بغرض اصلاح ہو۔ دوسرے وہ جو جنگ میں بولا جائے تیسرے وہ جو مرد عورت سے اور عورت مرد سے (بغرض اصلاح) بولے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ کذب نہیں ہے جو بغرض اصلاح بولا جائے۔

پھر لکھتا ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو قسم دی۔ تو مجھ کو دشمن جانتی ہے یا نہیں۔ عورت نے کہا۔ ہاں جانتی ہوں۔ وہ شخص عمر بن خطاب کے پاس آیا اور وہ عورت بھی بلائی گئی۔ عمر نے اس عورت کو کہا کہ تو لوگوں سے بیان کرتی ہے کہ تو اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہے۔ اس عورت نے کہا میں توبہ کرتی ہوں چونکہ میرے خاوند نے مجھ سے قسم لی اور میں نے کذب سے بچنے کے لئے سچ سچ کہہ دیا۔ اے امیر المومنین۔ کیا ایسے موقع پر جھوٹ بول دیا کروں۔ عمر نے کہا۔ ہاں جھوٹ بولا کر۔

پھر ص۱۳۵ پر لکھتا ہے کہ ثوبان نے کہا کہ کذب جتنا ہے وہ سب گناہ ہے مگر وہ کذب جائز ہے جس سے کسی مسلمان کو نفع پہنچے یا اس سے کوئی ضرر دفع ہو۔

بخاری تاریخ خمیس جلد اول ص۳۲۷ پر ہے کہ جب آنحضرتؐ اور ابوبکر اونٹ پر سوار جا رہے تھے۔ تو ابوبکر سے ایک شخص نے پوچھا یہ کون ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ یہ رہنما ہے جس سے سائل یہ سمجھا کہ یہ شخص ابوبکر کو رستہ بتاتا ہے لیکن ابوبکر کا مطلب یہ تھا کہ یہ شخص میرے دین کا رہنما ہے۔

صواعق محرقہ ابن حجر ص۲۹ پر ہے (ابوبکر نے اس لئے اس وقت تقیہ کیا، کیونکہ آنحضرتؐ کا ارشاد تھا
کہ لوگوں کو ہماری شناخت سے روکو۔

تاریخ خمیس جلد اول ص۳۷ پر ہے (غار کی طرف جاتے ہوئے) کہ ابوبکر نے (کسی سائل کے سوال
پر) مقام کراع میں جواب دیا کہ ہم دونوں میں سے ایک ہادی ہے اور دوسرا باغی ہے۔

تاریخ خمیس ص۳۶۷ اور تفسیر معالم التنزیل ص۳۸۱ پر ہے کہ جب جناب امیرؑ نے انکار کیا۔ کہ ہم
نہیں جانتے (کہ رسول اللہ کدھر چلے گئے ہیں اور اس وقت کہاں ہیں۔ حالانکہ حضرت جانتے تھے) تو
انہوں نے حضرت کو کچھ دیر تک قید رکھا۔ پھر چھوڑ دیا۔ اور آنحضرتؐ کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔

فردوس الاخبار دیلمی میں ہے کہ اگر کسی کو اس کا حاکم مسائل پوچھنے کے لئے بلائے اور وہ شخص جانے
کہ اگر میں موافق شرع جواب دوں گا۔ تو مجھے ضرر پہنچے گا تو جھوٹ نہ بولے۔ سوائے اس وقت کے جب کہ
اس کو جان کا خوف ہو یا عضو کے تلف ہونے یا مال کے ضائع ہونے کا ڈر ہو۔

احیاء العلوم غزالی میں لکھا ہے کہ ایک دن حجاج نے فقہائے بصرہ و کوفہ کو مجلس میں بلایا حسن
بصری بھی آ گیا۔ حجاج نے جناب امیرؑ کی مذمت کی اور فقہا نے بھی اُس کے قرب کی خاطر اور اس کے شر
کے خوف سے حضرت کی مذمت کی حسن بصری اپنی انگلی دانتوں سے کاٹتا تھا اور خاموش تھا۔

مشکوٰۃ باب صلوٰۃ سفر میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ منےٰ میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے
تھے۔ ابوبکر اور عمر بھی اپنے اپنے عہد خلافت میں دو رکعت پڑھتے رہے۔ اور عثمان بھی اپنے عہدِ خلافت کے
شروع میں دو رکعت پڑھتا رہا لیکن پھر عثمان نے چار رکعت پڑھنی شروع کر دی۔ عبداللہ بن عمر کہتا ہے
کہ جب میں امام کے ساتھ پڑھتا تو چار رکعت پڑھتا اور جب اکیلا پڑھتا تو دو رکعت پڑھتا۔

تفسیر کشاف میں ہے کہ ابوحنیفہ لوگوں کو پوشیدہ فتوے دیتا تھا کہ زید بن علی کی امداد واجب ہے
مال اس کی طرف لے جاؤ اور اس کی طرف ہو کر خروج کرو۔

قسطلانی لکھتا ہے کہ عبداللہ بن عمر خلافت معاویہ کے خلاف رائے رکھتا تھا۔ مگر اس نے
فتنہ سے ڈر کر معاویہ اور یزید کی بیعت کر لی۔

وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ جب عمر بن ہبیرہ حاکم عراق ہوا اور یزید بن عبدالملک
کے وقت خراسان بھی اس کے سپرد ہوا۔ تو ابن سیرین اور شعبی نے یزید بن عبدالملک کی خلافت کو

صحیح تسلیم کر لینے میں تقیہ سے کام لیا۔

سیرۂ حلبی اور تاریخ خمیس میں ہے کہ آنحضرتؐ مشرکوں سے ڈر کر زید بن ارقم کے گھر میں چھپکر نماز پڑھا کرتے تھے۔

شرح اربعین امام نووی اور فتح الباری اور جمع بین الصحیحین حمیدی میں بحوالہ بخاری و مسلم لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے عائشہ۔ اگر تیری قوم کفر اور شرک سے تازہ عہد نہ ہوتی اور مجھے انکے انکار کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور بیت اللہ کے گرا دینے کا حکم دیتا اور اس میں وہ چیزیں داخل کرتا جو وہاں سے نکال دی گئی ہیں۔ اور اس کو ابراہیمؑ کی تعمیر کے مطابق بناتا۔

ناظرین! آنحضرتؐ کا مشرکین سے صلح کرنا اور صلحنامہ میں سے لفظ رسول اللہ مٹا دینا۔ اور آنحضرتؐ کا منافقین سے قتال نہ کرنا اور حضرت علی علیہ السلام کا معاویہ سے صلح کرنا اور لفظ امیر المومنین کا مٹا دینا۔ اور آنحضرت کا حذیفہ کو منافقین کے نام بطور راز بتانا۔ یہ سب امور تقیہ ہیں۔

یحییٰ برمکی نے ہارون رشید کے روبرو ہشام ابن حکم سے جو امام صادق علیہ السلام کے اصحاب مخلصین میں سے تھا۔ پوچھا کہ تم علی اور عباس میں سے کس کو سچا قرار دیتے ہو۔ جب کہ وہ میراث کے متعلق جھگڑے۔ ہشام نے سوچا کہ اگر علی کو سچا قرار دیتا ہوں تو جان کا خطرہ ہے اور اگر عباس کو سچا کہتا ہوں تو کفر ہے۔ پس اس نے جواب دیا کہ دونو سچے تھے جس طرح کہ دو فرشتے جھگڑتے ہوئے حضرت داؤد کے پاس آئے۔ حالانکہ انکا مطلب صرف داؤد کو اس کے عالم کی غفلت سے آگاہ کرنا تھا۔

بخاری حصہ اول صفحہ ۴۹۹ پر ہے کہ (غار کی طرف جاتے ہوئے) ابوبکر نے اس وجہ سے ابن الدغنہ سے اصل مقصد بیان نہ کیا (اور کہا کہ ہم کو ہم وطنوں نے نکال دیا ہے اور ہم سیاحت کو جاتے ہیں) کیونکہ وہ کافر تھا۔ ابن حجر کہتا ہے کہ سیاحت اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص بلا تعیین مقام جہاں قیام کرنا منظور ہو نکلے۔

شرح بخاری ابن حجر عسقلانی جلد سوئم صفحہ ۱ پر ہے کہ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر کوئی مشرک مسلمان ہو کر مدینہ چلا آئے تو وہ کفار کو واپس دیدیا جائے یعنی کوئی کافر اسلام نہ لا سکے اور اگر کوئی مسلمان مکہ چلا جائے (اور وہاں جا کر یہودی یا نصاریٰ کا مذہب اختیار کر لے) تو مسلمانوں کا کوئی حق نہ ہوگا۔ کہ اس کو واپس لے سکیں۔ صلحنامہ کا لکھنے والا سہیل بن عمر مشرک تھا۔ اس کا بیٹا ابو جندل مسلمان ہو چکا

ہوا تھا۔ اور آنحضرتؐ کی پناہ میں تھا۔ اس صلحنامہ کی رُو سے ابوجندل کو اس کے باپ سہیل بن عمر کے حوالہ کر دیا گیا۔ خواہ وہ اب قتل کر دیا جائے۔ اس پر ابن حجر لکھتا ہے کہ چونکہ خدا نے مسلمانوں کے لئے تقیہ مباح کر دیا ہے۔ اس لئے ابوجندل تقیہ کر کے اپنی جان محفوظ رکھ سکتا تھا۔

تاریخ خمیس جلد اول ص ۳۰۹ پر ہے کہ عائشہ سے روایت ہے کہ اسلام نے حضرت زینب اور اس کے شوہر ابوالعاص میں جدائی ڈال دی۔ مگر رسول اللہ اس پر قادر نہ تھے کہ دونوں کو جدا کر سکیں۔ کیونکہ مکہ میں مغلوب تھے۔

بخاری جلد دوئم ص ۱۴۷ پر ہے کہ رسول اللہ نے عائشہ سے کہا کہ اگر تیری قوم تازہ عہد نہ ہوتی اور انکے پھر ارتداد کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں ضرور خانہ کعبہ کو گرا کر اصلی شکل میں تعمیر کرتا۔

ترجمہ اسد الغابہ مولوی عبدالشکور جلد اول ص ۲۵۵ پر ہے کہ بشر بن حنظلہ صحابی کے ساتھ ابووائل جا رہا تھا۔ ابووائل کے دشمنوں نے دیکھا اور کہا یہی ابووائل ہے (اس کو پکڑو اور قتل کرو) اس پر بشر بن حنظلہ نے قسم کھا کر کہا کہ یہ تو میرا بھائی ہے۔ اور میرے ماں باپ کا بیٹا ہے (ابووائل کوئی اور شخص ہے)

ناظرین! تقیہ کا موقعہ تو انسان کو شاذ و نادر ملتا ہے۔ مگر شیعوں نے تو جھوٹ اور کذب کو ہر وقت مباح کر دیا ہے جو سراسر خدا اور رسولؐ کے حکم کے خلاف ہے۔ احیاء العلوم امام غزالی ص ۴۴ پر ہے کہ جھوٹ بولنا بنفسہٖ حرام نہیں ہے بلکہ جب کسی کو ضرر پہنچے تو اکثر اوقات کذب واجب ہو جاتا ہے اور بہت سے موقعوں پر صدق سے کذب بہتر ہے اور بعض جگہ کذب مباح ہے اور جو جھوٹ مرد اپنی عورت سے اور عورت اپنے خاوند سے بولیں وہ جھوٹ ہی نہیں ہے۔ چنانچہ ایک عورت نے عمر بن خطاب سے پوچھا کہ آیا میں جھوٹ بولوں تو کہا۔ ہاں بول۔ پھر لکھا ہے کہ آنحضرت کی حدیث ہے کہ مرد عورت سے جھوٹ بول سکتا ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنی جان اور مال کی حفاظت کے لئے جھوٹ بولے اور اگر شراب پیئے اور زنا کرے تو اس سے انکار کرے۔ یہاں تک کہ بعض کا گمان ہے کہ فضائل اعمال اور تشدد معاصی کی خاطر جھوٹی احادیث بنانا جائز ہے کیونکہ اس کی غرض صحیح ہے۔

مقدمہ ابن الصلاح ص ۴۴ و ص ۴۵ پر ہے کہ سب سے زیادہ ضرر مسلمانوں کو اس قوم سے پہنچا ہے جو زاہد کہے جاتے تھے اور جنہوں نے کارِ ثواب سمجھ کر وضعی احادیث بنائیں اور لوگوں نے انپر اس وجہ سے اعتبار کر لیا کہ وہ بڑے معتمد اور قابل اعتبار ہیں۔ امام سمعانی کہتا ہے کہ بعض کرامیہ قائل ہیں کہ ترغیب

اور ترہیب کی خاطر وضعی حدیثیں بنانا جائز ہے۔ ابن جوزی کہتا ہے کہ وضعی احادیث بنانے والوں کی یہ اقسام تھیں۔ اول وہ جو اپنے مذہب کی حمایت میں بناتے مثلاً خطابیہ اور سالمیہ۔ دوسرے وہ جو خلفاء اور امراکی خوشامد میں بناتے تیسرے وہ جو روٹی کمانے کی خاطر بناتے۔ چوتھے وہ جو اپنی اولاد اور وارثوں کے لئے بناتے۔ پانچویں وہ جو اپنے فتووں اور اجتہاد کی تائید میں بناتے۔ چھٹے وہ جو ترغیب اور ترہیب کی خاطر بناتے۔ مشکوٰۃ جلد چہارم صت ۳۵۰ پر ہے کہ ابوبکر کے فضائل اور مناقب میں بہت احادیث ایسی ہیں جن پر بعض محدثین کا اتفاق ہے کہ سب وضعی ہیں۔

تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی جلد ثالث صت ۲۵۷ پر ہے کہ اولی الامر صرف وہی اشخاص ہو سکتے ہیں جو ابتدائے عمر سے انتہائے عمر تک معصوم ہوں۔ یعنی انکے متعلق صغیرہ یا کبیرہ گناہ کا گمان بھی نہ ہو سکے پس بقول رازی فاسق امام نہیں ہو سکتا۔ مگر رازی کے مقلدین یعنی اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے۔ "الامام لا ینعزل بالفسق" یعنے امام فسق وفجور کیوجہ سے امامت سے معزول نہیں ہو سکتا۔

بغیۃ الرائد شرح عقاید نواب صدیق حسن خاں صت ۹۲ اور مسلم میں ہے کہ جس کسی نے امام وقت کو نہیں پہچانا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا اور نیز لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے

صواعق محرقہ ابن حجر عسقلانی میں سورہ والصافات آیہ نمبر ۲۴ "وقفوھم انھم مسئولون" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ بروز قیامت اہل محشر سے علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا سوال کیا جائے گا۔ علامہ واحدی اس آیہ کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا نے اجر رسالت کو مودت اہلبیت میں محدود کر دیا تھا۔ پس لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ آیا تم لوگوں نے ان لوگوں کی ولایت کو مانا یا یونہیں معطل چھوڑ دیا۔ اگر چھوڑ دیا تو مواخذہ ہوگا۔

تفسیر نیشاپوری مطبوعہ طہران جلد سوئم صت ۲۲۹ پر سورہ الزخرف آیہ نمبر ۴۴ "وسئل من ارسلنا من قبلك" کی تفسیر میں بروایت ابن عباس اور ابن مسعود لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شب معراج میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا کہ اپنے قبل کے انبیاء سے پوچھئے کہ وہ کس بات پر پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میرے پوچھنے پر تمام نے جواب دیا کہ آپ کی رسالت اور علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت پر۔

ناظرین! اہلسنت کا امام ملاحظہ ہو۔ غایت الاوطار ترجمہ رد المختار مطبع صدیقی ص۲۵۳ پر ہے کہ افضل امام وہ ہے جس کی زوجہ دوسرے اماموں کی ازواج سے زیادہ خوبصورت ہو۔ اگر خوبصورتی میں تمام ازواج برابر ہوں تو افضل امام وہ ہے جو زیادہ دولت رکھتا ہو۔ اگر دولت میں بھی تمام امام برابر ہوں تو افضل امام وہ ہے۔ جو صاحب لقب ہو۔ اگر لقب کے لحاظ سے بھی کسی امام کو دوسرے اماموں پر ترجیح نہ ہو۔ تو افضل امام وہ ہے جس کا لباس زیادہ قیمتی ہو۔ اگر لباس کی حیثیت سے بھی تمام امام ایک جیسے ہوں تو افضل امام وہ ہے جس کا سر بڑا ہو اگر سر کی بڑائی میں بھی کسی امام کو دوسرے اماموں پر فوقیت نہ ہو تو افضل امام وہ ہے جس کا آلۂ تناسل چھوٹا ہو۔

کتاب ملل ونحل جلد چہارم ص۱۷۶ پر ہے کہ صحابہ تابعین کا اتفاق ہے کہ نماز ہر فاسق اور فاجر کے پیچھے جائز ہے۔ بلکہ مختار بن عبید امامت نماز کرتا۔ حالانکہ اس کے اسلام میں بھی شبہ تھا۔

بخاری کتاب الاذان باب امامت المفتون والمبتدع میں ہے کہ مخنث (ہیجڑا۔ کھسرا) امام ہو سکتا ہے۔

حدیث ساز

میزان الاعتدال میں ہے کہ احمد بن عبد اللہ بن خالد جوئباری نے ایک ہزار حدیثوں سے زیادہ وضعی حدیثیں بنائیں۔

میزان ص۵۵ پر ہے کہ احمد بن محمد بن عمر بن یونس بن قاسم حنفی ابو سہل نے پانچ سو (۵۰۰) وضعی احادیث بنائیں۔

میزان ص۶۰ پر ہے کہ احمد بن محمد بن فضل قیسی نے بقول ابن حبان تین ہزار (۳۰۰۰) سے زیادہ وضعی حدیثیں بنائیں۔

میزان ص۶۰ پر ہے کہ احمد بن محمد بن عمر بن مصعب المتوفی ۳۱۳ھ نے بقول ابن حبان دس ہزار (۱۰۰۰۰) سے زیادہ وضعی حدیثیں بنائیں۔

میزان جلد دوئم ص۲۶ پر ہے کہ عبد اللہ بن ابی جعفر رازی دربارہ محمد بن حمید رازی کہتا ہے۔ کہ میں نے اس سے دس ہزار (۱۰۰۰۰) حدیثیں سنیں مگر رد کر دیں۔ کیونکہ وہ مرد فاسق تھا۔

میزان صفحہ ۱۱۲ پر ہے کہ عبدالرحیم بن حبیب فاریابی نے پانچسو (۵۰۰) سے زیادہ وضعی حدیثیں بنائیں۔

میزان صفحہ ۱۳۰ پر ہے کہ عبدالکریم بن مقیم بربی نے کہا۔ کہ شیبان کے پاس پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) وضعی حدیثیں تھیں جو نہ لی گئیں۔

میزان صفحہ ۲۴۵ پر ہے کہ عمرو بن ہارون کی ستر ہزار (۷۰۰۰۰) حدیثیں رد کر دی گئیں۔

میزان صفحہ ۳۱ پر ہے کہ محمد بن حمید رازی حافظ المتوفی ۲۴۸ھ کی پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) حدیثیں تھیں جو روایت نہیں کی جاتیں۔

میزان صفحہ ۴۲۶ پر ہے کہ محمد بن عمر بن واقد واقدی (جو مشہور مورخ ہے) تیس ہزار (۳۰۰۰۰) وضعی حدیثوں کا راوی ہے۔

عقائد سنیہ متعلق عصمت انبیاءؑ

مواقف اور اس کی شرح میں لکھا ہے کہ ہمارے (اہلسنت کے) اکثر اصحاب اور معتزلہ کی ایک جماعت کہتے ہیں کہ وحی آنے سے پہلے انبیا سے گناہ کبیرہ کا ہو سکنا ممتنع نہیں ہے۔ کیونکہ نہ تو اس پر معجزہ کی کوئی دلالت ہے نہ عقل حکم لگاتی ہے اور نہ شرع میں کوئی ایسی بات لکھی ہے جس سے ثابت ہو کہ وحی آنے سے پہلے انبیا سے گناہان کبیرہ نہیں ہو سکتے لیکن معتزلہ میں سے اکثریہ کہتے ہیں۔ کہ انبیا سے کبیرہ گناہ نہیں صادر ہو سکتا (صغیرہ ہو سکتا ہے) کیونکہ اگر انبیا سے کبیرہ گناہ صادر ہو۔ تو ضرور ہے۔ کہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگ جائیں۔

تحفہ باب دوئم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی میں ہے کہ بیشمار آیات اور احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ انبیا سے لغزشیں ہوئیں کہ جن پر عتاب الٰہی نازل ہوا۔

ابن فورک کہتا ہے (ابن فورک اہلسنت کے جید علما میں سے ہے) کہ جائز ہے۔ کہ خدا ایسے شخص کو پیغمبر بنا دے جو مبعوث ہونے سے پہلے کافر ہو۔ یہی عقیدہ فرقہ حشویہ کا ہے۔ جو اہلسنت کا ایک فرقہ ہے۔

اہلسنت کے نہایت جلیل القدر عالم امام سدی آیہ "ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك" (یعنی ہم نے تجھ سے تیرا وہ بوجھ اٹھا لیا جس نے تیری پشت کو خستہ کر دیا تھا) کی تفسیر میں کہتا ہے۔ کہ منقول

ہے کہ وزر یعنی بوجھ سے مراد شرک ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ چالیس سال تک اپنی قوم کے دین (یعنی کفر) پر رہے

بعینہٖ یہی مضمون شرح نہج البلاغہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی سنی میں ہے۔

شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ حشویہ فرقہ (اہلسنت) کے لوگوں نے انبیاء پر نبی ہونے کی حالت

میں زنا اور لواطہ وغیرہ جیسے گناہ جائز کر دیئے ہیں۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ اس میں اتنی شرط ہے کہ

وہ ظاہر ہو کر نہ کریں۔ بلکہ پوشیدہ کریں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر حالت میں جائز ہے۔

غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر اور ملل ونحل شہرستانی میں ہے کہ حشویہ اہلسنت سے ہیں۔

شرح مواقف اور شرح مقاصد اور کتاب تذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرہ قرطبی میں ہے۔ کہ

اشاعرہ کا قول ہے کہ جائز ہے کہ نبی جھوٹ بولے۔ نیز کتاب تذکرہ میں ہے کہ طبری اور اس کے سوا بعض فقہا

اور متکلمین اور محدثین نے کہا ہے کہ انبیاء سے صغیرہ گناہ واقع ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے رافضی یعنے شیعہ

کہتے ہیں کہ انبیا سب گناہوں سے معصوم ہیں۔

تحفہ کید چہارم میں ہے کہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ انبیا مبعوث ہونے کے بعد کبیرہ گناہ عمداً اور سہواً

نہیں کرتے ہیں۔ لیکن گناہ صغیرہ سہواً کرتے ہیں۔

تحفہ باب ہشتم میں ہے کہ حضرت آدمؑ نبوت سے پہلے امام اور خلیفہ زمین تھے اور اس پر (اہلسنت کا)

اجماع ہے کہ ان سے گناہ صادر ہوا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ "وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ"۔

بخاری کتاب الغسل باب من اغتسل عریاناً وحدہٗ فی الخلوۃ میں بروایت ابوہریرہ لکھا ہے۔ کہ بنی

اسرائیل ایک ہی جگہ ننگے نہایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو ننگا دیکھتے تھے۔ مگر حضرت موسےٰؑ علیحدہ نہایا

کرتے اس لئے بنی اسرائیل کو شک ہوا کہ حضرت کے خصیئے بڑھے ہوئے ہیں ایک دن حضرت موسےٰ نہانے لگے

اور ایک پتھر پر کپڑے رکھے تو پتھر کپڑے لے کر بھاگ گیا حضرت اسی حالت میں پتھر کے پیچھے بھاگے۔ اور

پتھر کو خوب زدوکوب کیا۔ بنی اسرائیل نے حضرتؑ کو دیکھ کر کہا۔ کہ ہمارا خیال غلط تھا۔ حضرت کو کوئی مرض

نہیں ہے۔ ابوہریرہ نے پھر کہا کہ خدا کی قسم اس پتھر پر اب تک موسےٰؑ کی ضربوں کے نشانات موجود ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ہشتم زیر آیہ ووجدک ضالاً صـ۶۰۲ میں ہے کہ بعض مفسر کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ پہلے

کافر تھے۔ کلبی کہتا ہے کہ "ووجدک ضالاً" سے مراد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کافر تھے۔ سدی کہتا ہے کہ آنحضرتؐ پہلے

اپنی قوم کے مذہب پر تھے۔ مجاہد کہتا ہے کہ آنحضرتؐ ہدایت سے گمراہ تھے اور صـ۶۰۴ پر امام رازی کا اپنا

قول ہے کہ جمہور علما کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت نے ایک لحظے کے لئے بھی کفر نہیں کیا۔

ناظرین۔ ضال کے معنی لغت کے لحاظ سے کئی ہیں۔ جن میں سے یہاں صرف "پوشیدہ" "چسپاں ہو سکتے ہیں۔ پس معنے یہ ہوئے کہ اے محمد، تیرے کمالات پہلے اس قوم میں مخفی تھے۔ اب ہیں نے ظاہر کر دیئے اور یہ معنی مسلوب ہو گئے۔ مثلاً ضل الماء فی اللبن اذا جاء معمور ۹"۔

ترجمہ بخاری پارہ تیرہواں کتاب بدء الخلق مطبوعہ احمدی پریس صد ۹۳ پر ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مجھ کو موسے پر فضیلت مت دو۔ قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے تو مجھے ہوش سب سے پہلے آئیگا میں دیکھوں گا کہ موسے عرش کا کونا تھامے ہوئے ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ وہ بیہوش ہو کر مجھ سے بھی پہلے ہوش میں آ جائینگے یا ان لوگوں میں ہونگے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی وہ بیہوش نہیں ہوئے۔

تحفہ میں شاہ عبد العزیز نے طعن قرطاس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ انبیا کی ہر ایک بات نہ وحی ہوتی ہے اور نہ اس کا ماننا ضروری ہے۔

تفسیر در منثور علامہ جلال الدین سیوطی میں ہے کہ بزار اور طبرانی اور ابن مردویہ اور ضیائے مقدسی نے کتاب مختارہ میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے پڑھا "افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ" یعنے کیا تم نے لات اور عزے اور انکے پچھلے تیسرے بت مناۃ کو دیکھا۔ بعد ازیں آنحضرت نے پڑھا "تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی" یعنی یہ بزرگ بت ہیں اور درحقیقت انکی شفاعت کی امید کی جاتی ہے پس جبرائیل نے کہا کہ میں تو آپکے پاس یہ نہیں لایا تھا۔ یہ الفاظ شیطان سے ہیں۔ پس خدا نے یہ آیہ نازل فرمائی۔ کہ ہم نے تیرے پہلے جس کسی رسول یا نبی کو بھیجا۔ اور جب کبھی اس نے تمنا کی تو شیطان نے اس کی تمنا میں دراندازی کر دی۔

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ سعید بن جبیر سے بعینہ روایت بالا درج کی ہے اور اس پر اضافہ یہ کیا ہے کہ آنحضرت نے اس وقت سجدہ تو بہ بھی کیا۔

کتاب مواہب الدنیہ شیخ شہاب الدین قسطلانی میں ابن ابی حاتم اور طبرسی اور ابن منذر اور ابن مردویہ اور بزار اور ابن اسحاق اور حافظ ابن کثیر اور واقدی اور سدی اور معشر کی روایات سے وہی واقعہ بالا درج ہے

تفسیر معالم التنزیل صد ۶۱۶ پر ہے کہ ابن عباس اور محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب آنحضرت نے اپنی قوم کی روگردانی کو دیکھا تو یہ امر حضرت پر ناگوار ہوا۔ اور دل میں تمنا کی کہ کوئی بات ایسی ہوتی کہ جس سے

ہم قوم سے قریب ہو جانے (خواہ وہ امر کیسا ہی کفر اور شرک سے بھرا ہو) پس ایک روز حضرت مجلس قریش
میں بیٹھے تھے کہ سورہ النجم کا نزول ہوا جس کو حضرتؐ نے پڑھا جب آیہ" افرایتم اللات والعزیٰ و
مناۃ الثالثۃ الاخریٰ" کی تلاوت کی تو شیطان نے حضرت کی زبان پر وہ بات ڈال دی جس کی حضرت
کو تمنا تھی (پس شیطان کوئی نہ تھا بلکہ حضرت کی تمنا ہی مجسم شیطان تھی۔ نعوذ باللہ) یعنی تلک الغرانیق
العلی وان شفاعتهن لترتجی" یعنے یہ بلندی والے اصنام ہیں اور انکی شفاعت کی امید کی جاتی
ہیں۔ جب قریش نے سنا تو خوش ہوئے اور حضرتؐ نے سورہ پڑھکر سجدہ کیا تو کفار نے بھی سجدہ کیا۔

تفسیر طبری جلد ۱۷ ص۱۲۱ پر ہے کہ تاویل کلام یہ ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کتاب خدا پڑھتا
ہے یا تلاوت کرتا ہے یا حدیث بیان کرتا ہے یا (معمولی) کلام کرتا ہے تو شیطان اس میں در اندازی کر دیتا
ہے تو خدا اس القائے شیطانی کو منسوخ کر دیتا ہے۔ ناظرین! پس نبی یا رسول کا ہر ایک فعل اور قول
غیر محفوظ ہوا۔

بخاری جلد دوئم ص۱۵۴ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ کوئی شخص میرے بارہ میں یہ نہ کہے کہ میں
یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ فتح الباری جلد سوئم ص۲۶۲ پر ہے کہ کسی نبی کو مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ ہم
افضل ہیں۔

بخاری برحاشیہ فتح الباری جلد سوئم ص۲۵ پر ایک یہودی اور مسلمان کا جھگڑا مرقوم ہے جسپر
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے موسےؑ سے بہتر نہ کہو۔

رسالہ رد روافض احمد بن عبد الاحد ص۳ پر ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعض افعال اور
اقوال اپنی رائے اور اجتہاد سے ہوں۔ مثلاً طلب کاغذ و قرطاس و تجہیز جیش اسامہ و اخراج مروان۔ ایسے
امور کی مخالفت کفر نہیں ہے۔ بحر العلوم کی ص۳۵۹ پر ہے کہ تم اس شخص کی بات نہ مانو جو یہ کہے
کہ انبیا خدا کے احکام میں خطا نہیں کر سکتے۔ بہ تحقیق یہ عقیدہ شیاطین اہل بدعت مثل روافض وغیرہ کا ہے
اہل حق انبیا سے صدور خطا کو جائز جانتے ہیں۔

بخاری کتاب المناقب پارہ پندرہ احمدی پریس لاہور ص۲۲ پر ہے کہ قبل نبوت آنحضرتؐ زید بن
عمر بن نفیل کو مقام بلدح پر ملے اور آنحضرتؐ کے سامنے دستر خوان چنا گیا۔ مگر زید نے وہ کھانا کھانے سے
انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں ان جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا۔ جنکو تم لوگ تھانوں پکاٹتے ہو۔ میں اس

جانور کا گوشت کھاؤں گا۔ جو اللہ کے نام پر کاٹا جائے۔ یعنی بقول اہل سنت آنحضرتؐ حرام گوشت کھا رہے تھے۔ نعوذ باللہ۔

ترجمہ بخاری کتاب بدء الخلق پارہ تیرہواں صفحہ ۸۵ پر ہے کہ آنحضرتؐ بروز قیامت بیہوش ہو جائیں گے۔ بخاری کتاب المناقب پارہ پندرہ صفحہ ۹ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا۔

ترجمہ بخاری مولوی وحید الزمان کتاب المغازی پارہ تیرہواں صفحہ ۴۱ پر ہے کہ سمندر نے ایک مری ہوئی عظیم الجسم مچھلی کنارے پر پھینکی جس کا گوشت اصحاب رسول پندرہ دن تک کھاتے رہے اس کی ایک ہڈی اتنی بڑی تھی کہ ایک اونٹ مع سوار اس کے نیچے سے نکل گیا۔ جب آنحضرت اور اصحاب مدینہ واپس آئے اور مچھلی کا تذکرہ ہوا۔ تو آنحضرتؐ کے ارشاد پر اس مچھلی کا بچا ہوا گوشت سمندر کے کنارے سے لایا گیا۔ جو آنحضرتؐ نے کھایا۔ ترجمہ بخاری وحید الزمان کتاب الہبہ پارہ دسواں صفحہ ۳۴ پر ہے کہ ابن عباس کی خالہ ام مغید نے آنحضرت کو پنیر اور گھی اور گھوہ (مشہور جانور ہے) کھانے کے لئے بھیجے۔ آنحضرتؐ نے گوہ کا گوشت نہ کھایا لیکن دوسرے اصحاب نے کھایا۔ اور آنحضرت نے انکو کھانے سے منع نہ کیا۔

مشکوٰۃ باب فی المعراج فصل اول صفحہ ۲۷۵ پر ہے کہ شب معراج آنحضرت کا دل چیرا گیا۔ اور آب زمزم سے دھو کر اس میں ایمان بھر اگیا۔ بخاری باب نسیان القرآن میں ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا۔ خدا اس پر رحم کرے۔ اس نے مجھ کو یہ آیتیں اس سورہ سے یاد کرائیں۔

بخاری میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ کوئی نبی یا اس کا خلیفہ ایسا نہیں کہ جس میں دو قوتیں نہ ہوں۔ ایک وہ جو نیکی کی طرف کشش کرے اور دوسری وہ جو بدی کی طرف کھینچے۔

بخاری میں ہے کہ جب نماز کے لئے صف بندی ہو گئی اور آنحضرتؐ نے آگے کھڑے ہو کر نماز شروع کرنی چاہی تو یاد آگیا کہ میں جنبی ہوں۔ پس آنحضرت نے غسل کر کے نماز پڑھائی۔

بخاری میں ہے کہ آنحضرت نے نماز پڑھائی۔ تو اس میں کچھ زیادتی یا کمی کر دی۔ اصحاب نے آگاہی دی تو سجدہ سہو ادا کیا اور فرمایا۔ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں جب پھر ایسا کروں تو اطلاع دے دیا کرو۔ پھر لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے نماز ظہر میں پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ پھر لکھا ہے کہ اگر کوئی بھولے سے

قبلہ کے سوا دوسری طرف نماز پڑھ لے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں۔ کیونکہ آنحضرت نے نماز ظہر
میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ اور نمازیوں کی طرف اپنا منہ کیا اور پھر بقایا نماز (قبلہ کی طرف منہ
کر کے) ادا کی۔

بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ معہ دیگر اصحاب سفر میں تھے رات آگئی اور آنحضرتؐ سوئے رہے
یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا۔ اصحاب نے بلند آوازی سے تکبیریں کہیں تب حضرت بیدار ہوئے اور بغیر نماز
ادا کئے کوچ کا حکم دیدیا۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد آنحضرت سواری پر سے اترے اور نمازِ فجر پڑھائی۔

تذکرۃ الحفاظ صـ۲۳ پر ہے کہ عبداللہ بن سلام یہودی نے (اب مسلمان ہو چکا ہے) آنحضرت سے
عرض کیا کہ یا حضرت۔ ہم نے قرآن بھی پڑھا ہے اور توریت بھی۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک رات قرآن پڑھا کرو
اور دوسری رات توراۃ

روض الانف سہیلی۔ معارف ابن قتیبہ۔ کتاب الاکتفا۔ الواب الربیع۔ سلیمان بن سالم کلاعی میں
ہے کہ کنانہ نے اپنے باپ خزیمہ کی زوجہ پر تصرف کیا۔ جس سے نضر بن کنانہ پیدا ہوا اور یہ نضر رسول اللہ کے
اجداد میں سے تھا۔ ناظرین! پس بقول اہلسنت آنحضرتؐ پر بھی معاویہ اور عمرو عاص کی طرح نسبی داغ لگادیا
گیا ہے۔ جس کی وجہ محض حمایت دشمنانِ اہلبیت ہے۔

شیخ احمد سرہندی سرگروہ صوفیاں نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے:۔

پنجہ پنجۂ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

کتاب فردوس آسیہ چمن پنجم مصباح الزیت فی مناقب اہلبیت باب دسواں قصہ افک عائشہ صـ۲۹۲
پر ہے کہ خداوند عالم نے رسول اللہ کو پہلے اپنا جمال عائشہ کے پردے میں دکھایا۔ اور حضرت کو اس طریقہ سے
اپنا شیدا بنایا۔ پھر یکدم اس پردے کو بیچ میں سے اٹھادیا اور رسول اللہ کو اپنی ذات کا عاشق بنالیا۔ اور
صـ۲۵۳ پر ہے کہ عائشہ نے کہا۔ جمع کیا اللہ نے میرا لعاب دہن آنحضرت کے لعاب دہن کیساتھ اول روز عقبےٰ
کے اور آخر دن دنیا کے۔

مدارج النبوت عن مواہب لدنیہ و کشف الغمہ عبدالوہاب شعرانی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں
نے بہشت میں (اپنے مرض الموت میں) عائشہ کی دونوں ہتھیلیاں دیکھیں اور مجھ پر موت کی تکلیف آسان ہو گئی
اور نیز لکھا ہے کہ عائشہ نے کہا کہ جب آنحضرت میرے گھر تشریف لائے۔ تو دونوں گھٹنے میرے دو نو رانوں

پر رکھ دیتے اور دونوں ہاتھ میرے شانوں پر رکھتے اور مجھ پر اوندھے ہو جاتے اور حضرت کو سانس چڑھ جاتی (فردوس آیہ مصباح الزیت فی مناقب اہلبیت فضیلت مسواک ص۲۵۲ و ص۲۵۶)

ابن ماجہ مترجمہ نواب وقار نواز جنگ باب تلقیح النخل ص۲۳۳ پر طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ لوگ نر کھجور کا عصارہ مادہ کھجوروں پر ڈال رہے تھے تاکہ پھل زیادہ لگے آنحضرتؐ نے فرمایا میری رائے میں یہ فضول کام ہے تو لوگوں نے اس عمل کو ترک کر دیا۔ اس سال کھجوروں نے بہت کم پھل دیا جس پر آنحضرت نے فرمایا۔ یہ منع کرنا میرا اپنا گمان تھا۔ اگر اسی کام میں فائدہ ہے تو کرو۔ میں بھی تم جیسا انسان ہوں۔ اور میرے گمان میں کبھی خطا ہوتی ہے اور کبھی صواب۔ لیکن جب میں یہ کہوں کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے۔ تو میں اس وقت خدا پر جھوٹ ہرگز نہیں بولتا۔

بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کراہیتہ تعری فی الصلوٰۃ میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ کعبہ کی تعمیر میں آنحضرت بھی اپنی قوم کے ساتھ پتھر اٹھانے میں شریک ہوئے۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ آپ بھی اپنا آزار اتار کر اپنے کندھے پر پتھروں کے نیچے رکھ لیں (جیسا کہ ہم تمام نے رکھا ہوا ہے۔ اور ہم قریباً ننگے ہیں)

پس جب آنحضرتؐ نے بھی ایسا کیا تو (شرم کی وجہ سے) غش کھا کر زمین پر گر پڑے (اور بالکل برہنہ ہو گئے) مگر بعد ازاں کبھی ننگے نہیں ہوئے۔ ناظرین! اس وقت آنحضرت کی عمر ۳۵ سال کی ہے

بخاری کتاب الایمان والنذر اور بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من ذکر الناس نحو قولہم الطویل و القصیر میں بروایت ابو ہریرہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے دو رکعتیں پڑھا کر (نماز فجر کے سوائے کسی اور نماز میں) سلام پھیر دیا اور ایک عمارتی لکڑی دیکھنے چلے گئے۔ ابوبکر اور عمر بھی نماز میں موجود تھے۔ انکو اس سہو کے جتانے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن ذوالیدین کے کہنے پر آنحضرتؐ نے بقایا دو رکعتیں پڑھائیں۔ اور دو سجدہ سہو ادا کئے۔

بخاری کتاب المغازی باب قصہ غزوہ بدر آیہ ولقد نصرکم اللہ کے ذکر میں عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ بدر میں لڑنے کی نیت سے نہیں بلکہ لوٹ مار کی غرض سے (لٹیروں کی طرح) گئے تھے۔

ابن ماجہ مطبوعہ نظامی دہلی باب فیمن یغتسل من جمیع نسائہ غسلاً واحدا میں ہے

کہ آنحضرت ایک غسل سے اپنی تمام ازواج سے مجامعت کرتے۔ یہی حدیث بخاری میں بھی ہے۔

بخاری کتاب النکاح باب البنائی السفر میں انس سے روایت ہے کہ واپسی خیبر کے وقت مکہ
اور مدینہ کے درمیان آنحضرتؐ اپنی زوجہ صفیہ سے تین دن تک مقاربت کرتے رہے اور میں نے طعام ولیمہ
کے لئے مسلمانوں کو بلایا۔

ابن ماجہ جلد دوئم کتاب النکاح باب المرۃ تھب یومہا صفحہ پر عائشہؓ سے منقول ہے کہ جب سودہ
بنت زمعہ زوجہ رسولؐ بوڑھی ہوگئی۔ تو آنحضرتؐ نے اس کو طلاق دینی چاہی۔ مگر اس نے عرض کیا کہ
مجھے طلاق نہ دیجئے۔ مجھے مردوں کی ضرورت نہیں ہے اور پھر سودہ نے اپنی باری کی رات مجھے بخشدی۔
اور اسی صفحہ پر عائشہ سے منقول ہے کہ آنحضرت اپنی زوجہ صفیہ بنت حی سے ناراض ہوگئے۔ میں نے
دونو کی صلح کرادی اور صفیہ سے اس کی باری کی ایک رات (انعام میں) حاصل کی۔

بخاری باب اول کیف کان بدالوحی میں عائشہ سے منقول ہے (ابھی عائشہ تو پیدا بھی نہ ہوئی
تھی) کہ وحی کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی۔ پھر آنحضرتؐ خلوت پسند ہونے لگے۔ غار حرا میں ایک فرشتہ
(فرشتہ کا نام ندارد) آیا۔ اس نے کہا۔ اے محمدؐ پڑھ۔ حضرت نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتہ
نے حضرت کو اس قدر زور سے بھینچا کہ آپ کو ایذا ہوئی۔ پھر فرشتہ نے حضرت سے کہا۔ پڑھ۔ حضرت نے پھر
وہی جواب دیا۔ حضرت گھر میں اس حالت سے گئے کہ ان پر خوف و ہراس مستولی تھا اور جاتے ہی کہا۔ مجھے
کمبل اڑھاؤ۔ مجھے کمبل اڑھاؤ۔ جب ہوش درست ہوئے تو حضرت نے سارا ماجرا خدیجہ سے بیان کیا اور فرمایا
مجھے خوف جان ہے۔ خدیجہ نے تسلی دی اور حضرت کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی۔ جو
نصرانی تھا اور اب نابینا تھا۔ جب ورقہ نے تمام بات سنی تو کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا تھا وغیرہ
ناظرین! یہ روایت عائشہ سے ہے۔ جو ابتدا وحی کے وقت پیدا بھی نہ ہوئی تھی۔ اس سے سنیوں نے یہ ظاہر
کیا ہے کہ فرشتہ مرتبہ نبوت اور تہذیب سے جاہل تھا۔ اور کہ حضرت چالیس سال جاہل مطلق تھے۔ فرشتہ نے حضرت
کو سخت ایذا دی۔ حضرت پر دہشت طاری ہوگئی گویا ابھی تک حضرت کو فرشتہ کے وجود اور اپنی نبوت کا ذرہ
بھر علم نہ تھا۔ موت سے خائف ہوئے ایک اندھا نصرانی حضرت سے زیادہ عالم اور عارف تھا۔ نعوذ باللہ

بخاری کتاب القدر باب وحرام علی قریۃ اہلکناہا میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ خدا نے ہر ایک آدمی کی قسمت میں زنا کا جو حصہ لکھدیا ہے وہ اس میں خواہی نخواہی مبتلا ہوگا۔

بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکہ میں ہے کہ شب معراج موسےؑ نے آنحضرت کو دیکھا تو کہا
اے خدا۔ کیا اس لڑکے کی امت جو میرے بعد نبی ہوا ہے۔ میری امت سے شمار میں زیادہ داخل جنت ہوگی
بخاری کتاب المناقب باب المعراج میں مالک بن صعصعہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ
جب میں موسےؑ سے ملاقات کر کے آگے بڑھا تو موسےؑ رو پڑا۔ وجہ پوچھی گئی۔ تو کہا۔ خدایا۔ اس لڑکے کی امت
جو میرے بعد نبی ہوا ہے۔ میری امت سے شمار میں زیادہ داخل جنت ہوگی۔

بخاری کتاب الغسل باب من اغتسل عریاناً وحدہ فی الخلود میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ
نے فرمایا کہ حضرت ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں آسمان سے گرنے لگیں اور انہوں نے انکو
کپڑے سے پکڑنا شروع کر دیا۔

بخاری کتاب بدء الخلق باب خیر مال المسلم میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ بنی
اسرائیل میں سے کچھ لوگ غائب ہو گئے تھے۔ نہ معلوم۔ انسے کیا خطا سرزد ہوئی۔ میرا گمان ہے۔ کہ وہ
چوہے بنگئے ہونگے۔

ابوہریرہ

امام یافعی نے مراۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ نے معاویہ کی طرف سے امارت مدینہ قبول کر لی۔
صاحب مشکوٰۃ نے ترمذی سے بہ زبانی ابوہریرہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تو
کس قبیلہ سے ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قبلۂ دوس سے ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں تو قبیلۂ دوس میں سے کسی
کو بھی نہیں جانتا جس میں نیکی ہو۔

شرح ابن ابی الحدید میں بہ حوالہ کتاب معارف ابن قتیبہ لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے ابوہریرہ کذاب
احادیث وضع کرنے پر درے لگائے اور کہا کہ تو جھوٹا ہے اور رسول اللہ کی طرف جھوٹی احادیث منسوب کرتا
ہے۔ پھر بروایت سفیان ثوری و منصور بن ابراہیم لکھا ہے کہ اصحاب رسول ابوہریرہ سے کوئی حدیث نہ
لیتے تھے۔ سوائے ان احادیث کے جن میں بہشت یا دوزخ کا ذکر ہو جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ رسول
اللہ پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھنے والا ابوہریرہ ہے۔ اور ابو یوسف نے بروایت ابو حنیفہ لکھا ہے کہ اس نے
کہا کہ اصحاب رسول تمام عادل ہیں۔ سوائے چند اشخاص کے جن میں ابوہریرہ اور انس بن مالک شامل ہیں

پھر لکھا ہے کہ رسول اللہ سے حدیث بیان کرنے میں ابوہریرہ معتبر نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اور عمر اور عائشہ اس کی روایات میں توقف کرتے تھے اور اس کو متہم کرتے اور قدح کرتے۔ پھر لکھا ہے کہ عمر نے ابوہریرہ کو خدا کا دشمن اور قرآن کا دشمن کہا اور اس پر چوری کا الزام لگایا اور اس کے سر پر درہ مارا اور دو ہزار درہم تاوان لیا۔

کتاب منظاب استقصا الافہام شیعہ اثنا عشری جلد ثانی صفحہ ۱۹۵ پر ہے کہ عائشہ نے اپنے بھانجے سے کہا کہ کیا تم کو ابوہریرہ کی کثرت روایات پر تعجب نہیں آتا ہے حالانکہ آنحضرتؐ نے جو احادیث فرمائی ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو انکو گن سکتا ہے۔

کتاب الرد علی من قال بتناقض الحدیث علامہ ابن قتیبہ میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ابوہریرہ کی احادیث کو جھوٹا کہتے تھے کیونکہ وہ صرف تین برس آنحضرتؐ کی خدمت میں رہا۔ مگر بے شمار احادیث بیان کیں۔ اور عائشہ اور ام سلمہ کی وفات کے بعد ایسی احادیث بیان کیں۔ جو بزرگ اصحاب میں سے کسی ایک سے بھی منقول نہیں ہیں۔

جمع بین الصحیحین میں مسلم کی حدیث درج ہے کہ ایکروز ابوہریرہ باہر آیا اور اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا۔ تم لوگ باہم چرچا کرتے ہو کہ میں جھوٹی احادیث بیان کرتا ہوں۔

تاریخ ابن کثیر شامی میں ہے کہ عمر بن خطاب نے ابوہریرہ سے کہا کہ رسول اللہ سے حدیث بیان کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ میں تم کو تمہارے وطن دوس میں واپس بھیج دوں گا۔

عین الاصابہ سیوطی میں بہت احادیث لکھی ہیں۔ جن میں عائشہ نے ابوہریرہ کی تکذیب کی ہے۔

تاریخ ابن کثیر میں ہے کہ شعبہ کہتا ہے کہ ابوہریرہ حدیث میں تلبیس کرتا ہے۔

تذکرۃ الحفاظ احمد بن محمد ذہبی فصل الطبقۃ الاولیٰ فی مشاہیر الصحابہ ترجمہ ابوہریرہ میں ہے کہ ابوہریرہ اصحاب صفہ میں سے تھا۔ اور فاقوں کا مزا چکھے ہوئے تھا۔ پھر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اس کی حالت بہتر ہو گئی اور اس نے بہت مال جمع کیا اور عابد و ذاکر تھا۔ معاویہ کے زمانہ میں والئی مدینہ ہوا اور اسی طرح زمانہ مروان میں ہوا۔ جب بازار میں نکلتا تو اس کے سر پر بوجھ ہوتا لکڑیوں۔ گوبر۔ گھاس وغیرہ کا۔ سبحان اللہ سنیوں کے تمام پیشواؤں کو لکڑیوں۔ گوبر۔ گھاس۔ گٹھلیوں۔ حجامت۔ بزازی۔ دلالی۔ گدہوں وغیرہ سے ہی واسطہ رہا ہے۔

استیعاب ابن عبدالبر باب الہاصل ۲۳۴ پر ہے کہ ابوہریرہ فتح خیبر کے دن مسلمان ہوا اور پیٹ بھر دینے سے راضی رہتا۔ سیرۃ حلبیہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی میں ہے کہ ابوہریرہ نماز جناب امیر علیہ السلام کے پیچھے پڑھتا اور کھانا معاویہ کے دسترخوان پر کھاتا اور جنگ صفین کے وقت ایک بلند ٹیلہ پر جنگ کا تماشا دیکھتا۔

عقد الفرید اور معجم الادبا اور تجمہ البلدان میں ہے کہ ابوہریرہ نے اپنی امارت بحرین میں بیت المال کا مال غبن کر لیا۔ اس پر عمر نے اس کو کہا کہ اے دشمن خدا اور دشمن قرآن۔ تو نے مال چرایا ہے۔

بخاری کتاب النفقات باب وجوب صدقہ میں ہے کہ ابوہریرہ نے کہا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو دل کھول کر دیا جائے۔ لوگوں نے کہا۔ اے ابوہریرہ۔ کیا آنحضرتؐ نے ان ہی الفاظ سے کہا ہے۔ ابوہریرہ نے کہا نہیں۔ صحاح میں ہے کہ جب ابوہریرہ نے یہ حدیث وضع کی کہ جس نے "لا الہ الا اللہ" کہہ دیا وہ جنتی ہے۔ عمر نے اس کو مارا۔ رسالہ اثر ابن عباس مولوی عبدالحی لکھنوی میں ہے۔ کہ عمر نے ابوہریرہ کو کہا کہ رسول اللہ سے احادیث بیان کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ تم کو جلاوطن کر دوں گا۔

شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ ابوہریرہ اور سمرہ بن جندب صحابی کو معاویہ کی طرف سے احادیث ثلاثہ کی منقبت اور اہلبیت کی مذمت کے صلہ میں وضع کرنے پر انعام و اکرام ملا کرتا۔ ازاں قبیل یہ حدیث ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا جس کیوجہ سے جناب فاطمہؑ اور آنحضرت کو ناگواری ہوئی اور نیز ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرت کو نماز تہجد کے لئے عرض کیا مگر آنحضرت نے ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ ابوہریرہ ۷ھ میں مسلمان ہوا تھا۔

میزان الاعتدال امام ذہبی ص ۱۲۳ پر ہے کہ علامہ عثمان مقسم میری نے ابوہریرہ کو کاذب لکھا ہے اعلام الاخیار کفوی میں ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا کہ صحابہ کے مقابلہ میں میرا قول چھوڑ دو۔ مگر ابوہریرہ اور انس بن مالک اور سمرہ بن جندب کے مقابلہ میں میرا قول ترک نہ کرنا۔ ابوجعفر ہندوانی کہتا ہے کہ ابوحنیفہ کا یہ قول اس وجہ سے تھا۔ کہ یہ تینوں اشخاص کذب سے مطعون تھے۔

کتاب الاصول شمس الائمہ سرخسی میں ہے کہ عمر نے ابوہریرہ کو کہا کہ اگر تو نے حدیث رسول اللہؐ کا بیان کرنا ترک نہ کیا۔ تو میں تجھ کو قردہ کی زمین میں بھجوا دوں گا۔

عقد فرید ابن عبدربہ اور کتاب لطائف اور معجم البلدان اور مستدرک حاکم میں ہے کہ ابوہریرہ نے

کہا کہ جب عمر نے مجھ کو بحرین سے معزول کیا تو کہا۔ اے دشمن خدا و کتاب۔ تو نے مال میں چوری کی ہیں نے کہا۔ میں خدا اور کتاب کا دشمن نہیں ہوں۔ بلکہ ان دونوں کے دشمن کا دشمن ہوں۔

روضۃ العلماء میں ہے کہ عیسیٰ ابن ابان کہتا ہے کہ میں سب صحابہ کی تقلید کرتا ہوں۔ انکے اقوال میں سوائے ابوہریرہ و وابصہ بن معبد و ابوسنابل بن بعک۔

عقد الفرید مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۲ پر ہے کہ ابوہریرہ اہل عرب کے اونٹ چرایا کرتا۔ سنہ ۷ھ میں اسلام لایا اور اصحاب صفہ میں داخل کیا گیا۔ جو بوجہ محتاجی دیگر اصحاب یا رسول اللہ سے نان و نفقہ حاصل کرتے۔

تاریخ حافظ ابن اثیر شامی میں بروایت بسر بن سعد لکھا ہے کہ خدا کی قسم۔ ابوہریرہ آنحضرت کے قول کو کعب احبار کے قول میں اور کعب احبار کے قول کو آنحضرتؐ کے قول میں خلط ملط کر دیتا ہے۔ یعنی کعب احبار یہودی کے من گھڑت اور خلاف قرآن اقوال کو احادیث رسول سے منسوب کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ ناظرین۔ یہ کعب یہودی عالم تھا۔ ابوبکر کی خلافت میں مسلمان ہوا۔ آنحضرتؐ سے اس کی ملاقات تک نہیں ہوئی۔ عمر بن خطاب نے اس کو یمن سے بلوا کر اپنا مشیر خاص بنایا اور یہ بالاعلان لوگوں کو تورات کی تعلیم دیا کرتا اور اس نے معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام کے خلاف ابھارنے میں سر توڑ کوشش کی۔

خواجہ حسن بصری

سیرۃ النعمان شبلی صفحہ ۱۷ پر ہے کہ اسلام کے قریب تر زمانہ میں اکثر وہ لوگ حدیث اور روایت کے امام نظر آتے ہیں۔ جن پر غلامی کا اطلاق ہو چکا تھا۔ مثل حسن بصری اور ابن سیرین اور طاؤس عطا بن یسار اور نافع عکرمہ مکحول جو اپنے زمانہ کے مقتدائے امام تھے۔ یہ لوگ یا خود یا انکے باپ دادا غلام رہ چکے تھے۔

رجال مشکوٰۃ صفحہ ۴۸ پر ہے کہ علی بن جدعان کہتا ہے کہ حسن بصری اکثر احادیث بیان کرتا جب ہم پوچھتے کہ کس سے سنی ہیں تو کہا کرتا۔ ہم نہیں جانتے مگر اس قدر جانتے ہیں کہ وہ راوی ثقہ تھا۔

شرح مسلم صفحہ ۳ پر ہے کہ حسن بصری نماز فارسی میں پڑھ لیا کرتا۔ ناظرین! یہی عقیدہ ابوحنیفہ کا بھی ہے۔

کتب غالت میں بروایت حماد بن مسلمہ لکھا ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ تو حسن بصری نے کہا۔ کہ علی مدینہ میں نان خشک کھاتے۔ تو انکے لئے اس سے بہتر تھا۔ جس میں وہ اب داخل ہوئے ہیں اور نیز لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کے خلاف ترغیب دیتا۔

بخاری

ایک شاعر کا مندرجہ ذیل قصیدہ بتاتا ہے کہ بخاری کو خاندان اہلبیتؑ سے کس قدر کراہت اور دشمنان اہلبیت سے کہاں تک الفت اور عقیدت تھی۔

قضیتہ اشبہ بالمرزئہ — ھذا البخاری امام الفئہ
بالصادق الصدیق ما احتج فی — صحیحہ واحتج بالمرجئہ
مثل عمران بن حطان او — مروان وابن المراۃ المخطئہ
مشکلۃ ذات عوارا سے — حیرۃ ارباب النھی ملجئہ
وحق بیت یممنۃ الورے — معدۃ فی السیرا و مبطئہ
ان الامام الصادق ا لمجتبیٰ — لبفضلہ الای اتت منبئہ
اجل من فی عصرہ مرتبۃ — لم یقترف فی عمرہ سیئہ
قلامۃ من طفر ا بھامہ — تعدل من مثل البخاری مئہ

یعنی اس قضیہ سے بڑھ کر کون مصیبت خیز واقعہ ہو سکتا ہے کہ بخاری نے جو اس فرقہ کا امام ہے امام صادق علیہ السلام سے اپنی صحیح میں روایت نہیں کی۔ حالانکہ اس نے مرجیوں سے اپنی صحیح کو بھر دیا ہے مثلاً عمران بن حطان۔ مروان۔ حریر بن عثمان۔ اس اشکال کا دفعیہ کیونکر ہو سکتا ہے اور اس جرأت کا کیا علاج ہے۔ امام صادقؑ کے فضل و کمال پر صدہا آیات دلالت کرتی ہیں۔ آپ اپنے زمانہ میں ایسے بے مثل تھے۔ کہ کبھی کسی خطا کے مرتکب نہیں ہوئے اور ایک بخاری نہیں بلکہ صدہا بخاری ان کے ناخن پر نثار ہو سکتے ہیں۔

اخبار اہلحدیث نمبر ۲۹ مورخہ ۲۴ ذوالحجہ میں ہے کہ بخاری امام المحدثین اور اصدق الصادقین ہے ناظرین! اصدق الصادقین صرف خداوند عالم کی ذات پاک ہے پس بخاری خدا ہوا۔ حالانکہ وہ

کذاب، چور، مفتری اور دشمن رسول ہے۔

کتاب شرح اسماء النبی علامہ ابن وحیہ ذو النسبین میں ہے کہ بخاری کو علوت تھی کہ فضائل علیؑ کو روایات سے نکال ڈالنا۔

عبدالوہاب نجدی

عبدالوہاب نجد میں ۱۱۶۵ھ میں پیدا ہوا اس کو اہلبیت محمدؐ سے دلی بغض اور عداوت تھی۔ اس کا مقولہ تھا کہ تمام مقامات مقدسہ مثلاً کربلا و نجف و کاظمین و مشہد و سامرہ بت ہیں اور انکے زائرین بت پرست ہیں اور روضہ رسول اللہ سب سے بڑا بت ہے جس کا گرا دینا ہر مسلمان پر واجب ہے اس نے کربلا اور نجف کی بے حرمتی کی اور کعبہ کی چھت بھی کھود دی۔ یہ شخص رسول اللہ کو عام انسانوں کی طرح خطاکار سمجھتا تھا۔ اور کہتا کہ آنحضرتؐ خدا کی طرف سے ایک چٹھی رسان تھے اور بس۔ جو شان اور علو مرتبت ہم مسلمان آنحضرتؐ کا سمجھتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی اس کے دل اور زبان پر نہ تھا۔ اسی شخص کے پیرو وہابی ہیں۔ جو بظاہر عوام الناس کو پھسلانے کے لئے رسول اللہ کی شان میں سبحان اللہ کہہ دیتے ہیں۔ مگر انکے عقائد میں رسول اللہ ہماری تمہاری طرح انسان تھے۔ جو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے۔ شراب پیتے۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے پاخانہ کرتے۔ نماز بحالت جنب پڑھتے۔ نماز میں بھول جایا کرتے۔ بحالت روزہ ازواج سے مجامعت کرتے اور بوسہ بازی کرتے۔ ازواج کو ناچ دکھاتے اور انسے کبڈی کھیلتے اور شیطان انکی وحی میں مداخلت کرتا وغیرہ۔ خدا کی قسم مؤلف کا تجربہ ہے کہ یہ وہابی فرقہ اہلبیت محمدؐ کو ویسا سمجھتا ہے جیسے شیعہ دشمنان اہلبیت علیہم السلام کو مگر چونکہ بے علم اور کم علم عوام الناس کو فطری طور پر محبت اہلبیت کی کشش ہوتی ہے وہابی لوگ بالاعلان اپنے دلی عقیدہ کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ ۱۲۰۶ھ میں عبدالوہاب مر گیا۔

ابجد العلوم نواب صدیق حسن خاں ص۱۰۸ پر ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب باشندہ نجد تھا جس کے نام پر وہابی فرقہ منسوب ہے۔

وفاء الوفا جلد دوئم ص۹۴ پر ہے کہ متوکل نے ایک شخص زیرج نامی کو انعام و اکرام کے لالچ پر حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کو کھود کر ہموار کر دے۔ چنانچہ اس نے پھاوڑا لیا اور اس کام پر مستقل ہوا۔ پھر دوسرے عوام الناس نے بھی اسکی اقتدا کی اور جب وہ کھودتے کھودتے موضع لحد تک پہنچے تو

وہاں کوئی اثر نعش نہ پایا اور قبر حسینؑ کی یہ حالت اس وقت تک قائم رہی کہ خلیفہ مستنفر خلافت پر بیٹھا
ناظرین! جب جناب فاطمہ دفن ہو چکیں اور ابوبکر و عمر و عائشہ معصومہ کی وصیت کے مطابق شریک
جنازہ نہ کئے گئے تو دوسرے دن کی صبح کو ابوبکر اور عمر نے کہا کہ چند عورتیں لاؤ جو قبر معصومہ کو کھودیں اور
نعش اطہر کو باہر نکالیں اور ہم اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ مگر حضرت علی علیہ السلام کی پر جوش مزاحمت
کیوجہ سے ایسا نہ کر سکے۔

کتاب درر سنیہ علامہ سید احمد بن زینی مفتی مکہ صفحہ ۴۱ پر ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنے
مریدوں (وہابیوں) کو اجازت دیدی تھی کہ اپنی سمجھ کے مطابق قرآن کی تفسیر کر لیا کرو۔ یہاں تک کہ گنوار سے
گنوار کو اس بات کی اجازت تھی اور وہ لوگ ایسی تفسیر کو کتب علم اور نصوص علما پر ترجیح دیتے۔ نیز اسی کتاب
میں مرقوم ہے کہ محمد بن عبدالوہاب معترض کے سوالات کا کچھ جواب نہ دے سکا اور کیوں دے سکتا جب کہ
رسول اللہؐ نے ہم کو ان خوارج (وہابیوں) سے آگاہی دی ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام سید احمد بن زینی دحلان نے کتاب خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام میں لکھا
ہے کہ محمد بن عبدالوہاب اپنے اوائل زمانہ میں ان لوگوں کے حالات کو بہت دیکھا کرتا تھا جنہوں نے نبوت کا
جھوٹا دعوے کیا تھا۔ مثلاً مسیلمہ کذاب و سجاح و اسود العنسی و طلیحہ الاسدی وغیرہ۔ لوگوں سے بیعت لیتا۔
اور انکو مہاجر کہتا جس نے حج کیا ہوا ہو۔ اس کو دوبارہ حج کرنے کو کہتا۔ اور کہتا کہ تم پہلے مشرک تھے
بیعت لیتے وقت مرید سے ذیل کے الفاظ کہنے کا حکم دیتا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں اپنے نفس پر کہ میں پہلے
کافر تھا اور میرے والدین کافر تھے اور کافر ہی مرے اور فلاں فلاں اکابر علما کافر تھے۔ (کیونکہ وہ مقامات
مقدسہ۔ مکہ۔ روضۂ رسول۔ کربلا۔ نجف۔ وغیرہ کی عزت کیا کرتے) رسول اللہ کی احادیث کی تنقیص کرتا۔
اور آنحضرتؐ کو طارش یعنی ایک چٹھی رساں کہتا۔ اکثر کہا کرتا کہ اگر قصۂ حدیبیہ میں غور کیا جائے۔ تو اس میں
فلاں فلاں امور جھوٹے ہیں۔ اگر کوئی شخص اقوال رسول اللہ کی تضحیک کرتا تو نہایت خوش ہوتا۔ اس
کے مرید کہا کرتے کہ ہمارا یہ عصا رسول اللہ سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس سے سانپ مارا جاتا ہے اور اس
میں دیگر کئی فوائد ہیں۔ لیکن محمدؐ مر گئے اور ان میں کوئی نفع باقی نہیں ہے۔ رسول اللہ پر درود بھیجنا مکروہ
جانتا۔ اس نے ایک موذن کو درود پڑھنے سے منع کیا۔ جب اس نے نہ مانا۔ اس کو قتل کرا دیا۔ اور کہا کرتا
کہ زانیہ عورت کے گھر میں راگ سننا کم گناہ ہے بہ نسبت اس کے کہ نبی پر میناروں میں بلند آوازی سے

درود پڑھا جائے۔ جن جن کتابوں میں درود کے فضائل مرقوم تھے اس نے سب جلادیں۔

نواب صدیق حسن خاں نے کتاب ابجد العلوم بہ ذیل تذکرہ محمد اسمٰعیل بن صلاح الامیر الصفانی الیمنی لکھا ہے کہ خارج ہوا شیخ عبدالوہاب نجدی جس کی طرف گروہ وہابیہ منسوب ہے۔ پھر لکھتا ہے۔ کہ خروج کیا عبدالوہاب نے اور تسلط پایا حرمین پر۔ وہ مذہب حنابلہ ظاہر کرتا اور اپنے مخالفین کو مشرک کہتا۔ اور انکے خون کو مباح جانتا اور علمائے اسلام کے قتل کو جائز سمجھتا۔ یہاں تک کہ خدا نے اس کی شوکت کو زائل کیا اور لشکر اسلام نے ۱۲۳۳ھ میں اس کو شکست دی۔ ثابت ہوا کہ وہ مسلمان نہ تھا۔

مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری نے کتاب صیانت الایمان میں لکھا ہے کہ عبدالعزیز بن عبدالوہاب نے عرب کے اکثر لوگوں پر قبضہ کیا۔ لیکن ۱۸۰۳ء میں مارا گیا۔ پھر اس کا بیٹا سعود جو سرگرم وہابی تھا۔ ملک عرب میں فاتح ہوا۔ گنبدوں اور مسجدوں کو گرایا۔ ۲۷۔ اپریل ۱۸۰۳ء کو مکہ فتح کیا۔

رسول اللہ کی اولاد اور اصحاب کے مزاروں پر جو گنبد تھے توڑ ڈالے۔ یہاں تک کہ حضرت خدیجہ کے گنبد کو توڑ پھوڑ دیا اور حرم محترم کے خزانے کو لوٹ لیا۔

قصص العلما میں وہابیوں کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں چوں جماعت فسقہ۔ فاجرہ۔ غاویہ۔ باغیہ۔ ہالکہ۔ ضالہ۔ مضالہ۔ طائفہ۔ وہابیہ۔ خذلہم اللہ تعالیٰ بہ کربلا معلےٰ حملہ کردند۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۱۷ء میں فتاوےٰ شامی جلد سوئم صد ۳۱۹ کی مندرجہ ذیل عبارت درج کی گئی ہے کہ ۱۲۳۳ھ میں خارجیوں کا ایک فرقہ عبدالوہاب نجدی کا تابع تھا جو اپنے آپ کو حنبلی ظاہر کرتا۔ مگر اس کا عقیدہ یہ تھا کہ اس کے اہل مذہب کے سوائے تمام مسلمان مشرک ہیں مسلمانوں اور مسلمانوں کے علما کو قتل کرنا جائز جانتا۔ چنانچہ اس نے بیشمار مسلمان قتل کئے اور مکہ اور مدینہ پر قبضہ کیا۔ آخر کار خدا نے مسلمانوں کو اس پر فتح دی۔ پس ثابت ہوا کہ وہابی مسلمان نہیں ہیں۔ اور ان لوگوں کے شہر ویران کر دیے گئے۔ ناظرین وہابیوں کے کان کاٹ کاٹ کر بوریوں میں جمع کئے گئے جو بطور نشان فتح دارالسلطنت میں بھیجے گئے۔

کتاب ترجمان الوہابیہ صد ۵۱ پر لکھا ہے کہ جو بدسلوکی خانہ کعبہ و مدینہ منورہ و نجف اشرف و کربلائے معلےٰ کے ساتھ کی گئی۔ اس سے انکے (عبدالوہاب اور وہابیوں کے) عقائد ظاہر ہیں۔ بعض نے لکھا ہے۔ کہ وہابیوں نے وہاں کے سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کیا اور ان لوگوں کو دعوت وہابیت قبول کرنے پر مجبور کیا صد ۵۳ پر ہے کہ پھر مدینہ منورہ پر گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ لگایا گویا یہ تمام مسلمان کافر

ہیں) اور رسول اللہ کی قبر کو برہنہ کیا اور اس کے خزائن اور دفائن لوٹ کر علاقہ داعیہ کو چلا گیا۔ بعض کا قول ہے کہ اس خزانہ کا بار ساٹھ اونٹوں پر لدا تھا۔ اور قبر رسول اللہ کو منہدم کرنا چاہا۔

پھر عبدالعزیز وہابی نے کربلا کی طرف لشکر روانہ کیا اور خود سپہ سالار لشکر بنا اور وہاں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور تبرکات لوٹ لئے اور آبادی ویران کر دی۔

پھر سعود وہابی نے حکم دیا کہ رسول اللہؐ کے مزار کا گنبد توڑ پھوڑ دیا جائے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا سے رسول اللہؐ کے توسل سے دعا مانگنا شرک ہے اور تمام مقامات مقدسہ کا گرا دینا جائز ہے۔ جو مسجدیں شہدا کے روضوں کے قریب ہیں۔ ان کا منہدم کر دینا واجب ہے چنانچہ عبدالوہاب نے کئی ایسی مسجدیں گرا دیں۔ جمعہ کے دن اور رات میں (اور نیز کسی بھی وقت) رسول اللہ پر درود بھیجنا بدعت اور گمراہی ہے۔

کتاب سیوف بارقہ مولوی خیر شاہ امرتسری میں ہے کہ قبر پر سبزی اور پھول چڑھانا جائز ہے۔ فتاوےٰ عالمگیری مطبوعہ خادم پنجاب امرتسر صفحہ ۱۵ پر ہے کہ قبروں پر پھول گلاب اور خوشبودار سبز گھاس چڑھانا بہتر ہے ناظرین! وہابیوں کے ہاں نذر ماننا بھی بدعت ہے۔ حالانکہ قرآن شریف "وما انفقتم من نفقۃ او نذرتم من نذر" اور "لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم" جواز نذر پر گواہ ہے۔ نیز امام حسین علیہ السلام کے بیمار ہونے پر رسول اللہؐ کے حکم سے حضرت علیؑ و فاطمہؑ و فضہؑ و حسنؑ و حسینؑ نے تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی اور نذر کے پورا ہونے پر آیہ مبارکہ "یوفون بالنذر" کا نزول ہوا حضرت مریمؑ نے نذر مانی تھی کہ میں اپنے بیٹے کو تیرے نذر کروں گی۔ چنانچہ اسی بارہ میں "رب انی نذرت لک ما فی بطنی" ہے اور روزہ کی نذر کا اس طرح ذکر ہے "فقولی انی نذرت للرحمان صوما"۔

تبرا

مشکوٰۃ فصل ثالث باب الحب میں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جہاد و نماز و زکوٰۃ و جملہ اعمال صالحہ سے یہ عمل بہتر ہے کہ کسی سے اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر بغض رکھا جائے (یعنی تولا و تبرا)

فتح الباری مطبوعہ دہلی شرح کتاب الایمان جلد اول صفحہ ۲۶ پر ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ خالص ایمان یہ ہے کہ کسی سے اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر دشمنی کیجاوے۔

عمدۃ القاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ احد سے بھاگ جانیوالوں کو گالی دی۔ تاریخ طبری ص۱۳۶۱ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن ابی بن مسلول پر لعنت کی۔ تاریخ طبری ص۲۰۰۰ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے یمن کے چاروں فرمانرواؤں پر لعنت کی۔

قال فاخرج فانك رجيم وان عليك لعنتي الى يوم الدين" یعنے خدا نے کہا کہ اے ابلیس۔ نکل جا کہ تو رجیم ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

"ولكن لعنهم الله بكفرهم فلا يومنون الا قليلا" یعنی خدا نے انپر انکے کفر کیوجہ سے ان پر لعنت کی پس وہ بہت کم ایمان لائیں گے۔

" اولئك الذين لعنهم الله ومن يلعن الله فلن تجد له نصيرا" یعنی وہ لوگ ہیں جنپر خدا نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا نے لعنت کی پھر تو کسی کو اس کا مددگار نہ پائے گا۔

يا ايها الذين اوتوا الكتاب آمنوا بما انزلنا مصدقا لما معكم من قبل ان نطمس وجوها فنردها على ادبارها او نلعنهم كما لعنا اصحاب السبت" یعنی سرکش اہل کتاب پر اصحاب سبت کی طرح لعنت کی گئی ہے۔

"فبما نقضهم ميثاقهم لعناهم" یعنی انکے نقض عہد کیوجہ سے ہم نے انپر لعنت کی۔

ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله فى الدنيا والاخرة" یعنی جو لوگ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ انپر دنیا اور آخرت میں خدا نے لعنت کی ہے۔

"ملعونين اينما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتيلا" منافقین ملعون ہیں۔ جہاں کہیں پائے جائیں اور پکڑے جائیں قتل کر دیئے جائیں۔

"قل اونبئكم بشر من ذالك مثوبة عند الله من لعنة الله وغضب اليه" یعنے خدا کی لعنت اور غضب کا اظہار ہے۔

"فلعنة الله على الكافرين" خدا کی لعنت ہے کفار پر۔

"ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار عليهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعين" یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور بحالت کفر ہی مر گئے ان پر خدا اور اس کے فرشتگان اور تمام لوگوں کی لعنت ہے

اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللعنون" یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنپر اللہ کی اور تمام لعنت

کرنیوالوں کی لعنت ہے۔

"لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علے لسان داؤد وعیسیٰ ابن مریم ذالک بما عصو وکانو یعتدون"۔ یعنی بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے۔ اپنر داؤدؑ اور عیسےؑ ابن مریم نے لعنت کی کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔

تاریخ الخلفاء صت ۱۳۵ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے مروان اور مروان کے باپ پر لعنت کی جبکہ ابھی مروان صلب پدر میں تھا۔ بخاری کتاب المغازی میں ہے کہ آنحضرتؐ نماز فجر کی آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو فرماتے کہ خدایا لعنت ہو فلاں اور فلاں اور فلاں پر۔ ملل ونحل۔ شرح مواقف۔ رسالہ عقائد ملاں یعقوب۔ کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے جیش اسامہ سے تخلف کرنیوالوں پر لعنت کی۔

نجاست مشرکین

تفسیر بیضاوی جلد اول صت ۲۸۸ اور تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلد دوئم صت ۲۹ میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ سورہ توبہ آیہ نمبر ۲۷ "انما المشرکون نجس" کے روئے سے مشرکین کتے اور سور کی طرح نجس العین ہیں اور یہی امام حسن علیہ السلام کا بھی ارشاد ہے۔

بندریا کا قصہ

بخاری کتاب المناقب باب ایام جاہلیت والقسامہ میں عمرو بن میموں سے روایت ہے۔ کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا دیکھی جس کے گرد بہت بندر جمع تھے۔ کیونکہ وہ بندریا زنا کی مرتکب ہوئی تھی۔ اوران بندروں نے اس بندریا کو سنگسار کرنا شروع کردیا اور میں نے بھی اس سنگساری میں حصہ لیا۔ مولف کا خیال ہے کہ عمرو بن میموں کا بندریا سے اشارہ کسی ایسے صحابی کی رشتہ دار عورت سے ہوگا۔ جو بارعب اور طاقتور ہوگا۔ اس لئے صریحاً نام لینے سے خائف تھا۔ اس عورت نے زنا کیا ہوگا جسکو اس کے باغیرت اقربا نے درپردہ قتل کردیا ہوگا اور اس قتل کے مشورہ میں یہ بھی شریک ہوگا۔

ناظرین نے بخاری کی نہرلیات کافی پڑھ لی ہیں۔ مگر باایں ہمہ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ بخاری کی تلاوت سے (تلاوت قرآن کی طرح) ارضی وسماوی بلا کا دفعیہ ہوجاتا ہے۔ قحط۔ وبا۔ امساک باراں

اور امراض کا یقینی علاج ہے اور ہر قسم کی حاجات پوری ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اگر کوئی شخص کہے کہ واللہ میرے گھر رسول اللہ تشریف رکھتے ہیں اور اس کے گھر میں بخاری موجود ہو تو وہ ہرگز گنہ گار نہ ہوگا۔ شاید ایسے ہی بیہودہ عقائد کی بنا پر بخاری کو تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ یہ مثیل قرآن معلوم ہو۔ نیز یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ امام بخاری نے رسول اللہ کی نسبت کئی مقامات پر صرف رجل کا لفظ استعمال کیا ہے جو تقلید عمر بن خطاب کے تقاضا سے ہے جب اس نے کہا کہ یہ شخص ہذیان کی حالت میں ہے۔ گرو اور چیلہ ایک ہی نمونہ کے ہیں۔

توثیق علمائے کرام اہل سنت

سید علی ہمدانی شافعی سنی۔ فاضل رشید نے کتاب ایضاح میں لکھا ہے کہ سید علی ہمدانی اہلسنت کے علمائے عظام میں سے تھا اور اس کی کتاب مودۃ القربیٰ قابل تعریف اور توصیف اور مایۂ فخر و مباہات ہے۔ ملا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ سید علی ہمدانی اولیائے کبار اور علمائے فخار سے تھا اور اس نے ایک ہزار اولیا سے فیض صحبت حاصل کیا۔ علوم ظاہری اور باطنی سے آگاہ تھا۔ حقائق احادیث و تفاسیر کا ماہر تھا اور قطب دوران اور شیخ شیوخ زمان تھا۔

جمال الدین محدث۔ صاحب تحفہ کے مشائخ اجازہ میں سے ہے۔ جیسا کہ اس نے رسالہ اصول حدیث میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ سیرت نبوی میں جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب بہترین کتاب ہے۔ شیخ عبد الحق نے تحصیل الکمال میں اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں روضۃ الاحباب سے استناد کیا ہے۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں نص کی ہے کہ جمال الدین مشائخ کبار سے تھا۔ صاحب منتہی الکلام نے مسلک اول میں اس کو اہلبیت کے اکابر محدثین سے لکھا ہے۔ خیر جاری شرح بخاری اور تاریخ خمیس اور مدارج النبوت اور رجال مشکوٰۃ میں روضۃ الاحباب سے روایات نقل کی گئی ہیں اور استدلال اور احتجاج کیا گیا ہے اور مستند اور معتبر مانا گیا ہے۔

ابن صباغ مالکی سنی۔ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد عبد الرحمان سخاوی نے کتاب ضوء اللامع میں اور عمر بن فہد مکی نے اتحاف الوریٰ میں اور احمد بن عبد القادر شافعی نے ذخیرۃ المال میں اور فاضل

رشید نے ایضاح میں اور سید سمہودی نے جواہر العقدین میں لکھا ہے کہ ابن صباغ فقیہ اور محدث تھا۔ اور صاحب فضائل و مناقب تھا وغیرہ

فخر الدین رازی۔ مراۃ الجنان یافعی اور طبقات ابن جماعۃ اور وفیات الاعیان اور طبقات الکبرٰے سبکی اور طبقات الفقہا ابن شہبہ میں فخر الدین رازی کو امام العلامہ اور صاحب تصانیف مشہور آفاق اور ماہر علوم و فنون وغیرہ لکھا ہے۔

امام جار اللہ زمخشری۔ وفیات الاعیان اور مراۃ الجنان اور طبقات حنفیہ مسمی بجواہر مضیئہ اور روض المناظرین فی علم الاوائل والاخر محب الدین ابن شحنہ حنفی حلبی اور اعلام الاخیار کفوی اور بغیۃ الوعاۃ اور مفتاح۔ کنز الدرایہ اور نہایہ جزری اور انساب سمعانی میں زمخشری کی غایت درجہ تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ جامع الاصول ابن اثیر میں لکھا ہے کہ زمخشری حنفی علوم حدیث و تفسیر و ادب میں یگانہ آفاق تھا۔ اور اس پر فضائل کا خاتمہ ہو گیا اور بلا شک و شبہ اپنے زمانہ کا امام اور فقیہ اور متکلم اور محدث اور مفسر اور مجتہد تھا۔ علوم میں اور کسی کے ایسے آثار نہیں۔ خاصکر تفسیر کشاف بے مثل تفسیر ہے اگر ہدایت مطلوب ہو تو اسکی ملازمت کرنی چاہئے۔

عمر بن عادل حنبلی سنی۔ میزان عبد الوہاب شعرانی میں عمر بن عادل کو ثقہ اور عالم تسلیم کیا گیا ہے

ملا علی قاری۔ ملا حیدر علی نے ازالۃ الغین میں ملا علی قاری کو اکابر محدثین سے لکھا ہے۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں فقہ اکبر کی شرحوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک شرح ملا علی قاری کی بھی ہے جس کا نام المنہج الازہر ہے۔

جمال الدین مزی۔ کشف الظنون میں ہے کہ جمال الدین مزی کی تصنیف تہذیب الکمال الاسماء الرجال تیرہ جلدوں میں ہے اور اپنا نظیر و عدیل نہیں رکھتی۔ امام ذہبی نے اسی تہذیب الکمال کا اختصار کیا ہے۔

محب طبری۔ شاہ صاحب نے جواب طعن فدک میں تسلیم کیا ہے کہ محب طبری کی کتاب ریاض النضرہ معتبر اور مشہور ہے۔ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں اس کی روایات کو درج کیا ہے۔ فاضل رشید نے شوکت عمریہ میں ریاض النضرہ کو کتب معتبرۂ اہلسنت سے شمار کیا ہے۔ امام الحدیث ذہبی اپنی کتاب معجم مختص میں اس کو جلیل القدر عالم اور عارف اور فقیہ لکھتا ہے۔ تقی الدین نے عقد الثمین میں اس کی بہت حمد و ثنا

کی ہے۔ ابن جماعہ طبقات الشافعیہ میں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ المختصر یہ لکھا ہے کہ محب طبری حافظ اور مفتی اور عالم اور عامل اور عارف اور فقیہ اور شیخ الحرام اور زاہد اور محدث تھا۔ مکہ میں شافعی کے بعد ویسا عالم کوئی نہیں ہوا۔

یاقوت حموی۔ تاریخ ابن خلکان میں یاقوت حموی کے فضائل عالیہ و محامد سامیہ لکھنے کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عالم اہلسنت کے متعصب ترین علما میں سے تھا۔

ابن حزم۔ ابن حزم اندلسی مصنف جمع بین الصحیحین کا استاد تھا۔ تحفہ کے باب الامامت میں شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ ابن حزم علمائے اہلسنت سے ہے ابن تیمیہ نے منہاج میں ابن القیم نے زاد المعاد میں۔ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں کتاب محلی سے استفادہ کیا ہے۔ خلاصۃ الاعیان ابن حجر مکی میں ہے کہ ابن حزم ظاہری شیخ امام علامہ۔ یکتائے زمانہ اور صاحب تصانیف عالیہ ہے۔ اعاظم علما۔ ماہرین حدیث وفقہ اور ناقدین میں سے تھا۔ اپنے زمانہ کے کل علما سے سب سے زیادہ حافظ اور ثقہ اور پرہیزگار تھا۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہا اس کے شاگرد تھے۔ سپین میں ایسا جامع علوم کوئی عالم نہیں ہوا۔

سید سمہودی۔ جذب القلوب شیخ عبدالحق میں ہے کہ سید نور دین سمہودی بن سید شریف عفیف الدین عبداللہ بن احمد حسینی مدنی مصنف وفا الوفا سید۔ عالم کامل۔ یکتائے اعلام۔ عالم مدینہ خیر الانام ہے اس پر خدا کی وہ رحمت ہو جو نیکوکاروں پر ہوتی ہے۔ خدا اس کو دار القرار جنت میں جگہ دے۔

عمر ابن شیبہ۔ منتہی الکلام مولوی حیدر علی میں ہے کہ عمر بن شیبہ حافظ حدیث اور آئمہ امجاد میں سے ہے۔

ملا محمد ابن خاوند شاہ۔ روضۃ الصفا مصنفہ ملا محمد ابن خاوند شاہ اہلسنت کے ہاں نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے یہ کتاب علمائے عظام مثل ابن اسحاق و بیہقی و اصمعی کی تصانیف سے جمع کی گئی ہے تحفہ نے اس کتاب سے جابجا استفادہ کیا ہے۔

غیاث الدین۔ حبیب السیر فی اخبار افراد البشر مصنفہ غیاث الدین بن ہمام الدین المعروف خاوندامیر ہے غیاث الدین نے اس کتاب کو اپنے باپ ملا محمد کی تاریخ روضۃ الصفا سے خلاصہ کر کے لکھا ہے اور اپنی طرف سے لطیف اضافہ بھی کیا ہے۔ صاحب تحفہ نے اس کتاب کو طعن سوئم و چہارم و یازدہم میں تاریخ معتبرہ میں سے تسلیم کیا ہے۔

ملا معین ہروی۔ معارج النبوۃ دبیر ملا معین ہروی بھی اس کو کہا جاتا ہے مصنفہ ملا معین ہروی نہایت پایہ اور اعتبار کی کتاب تسلیم کی گئی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں بکثرت معارج النبوۃ سے سند لیتا ہے مزید براں خود مصنف معارج النبوۃ اس کے دیباچہ میں رقمطراز ہے کہ میں نے یہ کتاب بعد از مطالعہ کتب احادیث و سیر و تنقید روایات و اسانیدہ معتبرہ جمع کی ہے۔

کتاب نہج البلاغت۔ تفتازانی نے شرح مقاصد میں۔ قوشجی نے شرح تجرید میں گانوونی نے مفتاح الفتوح فاضل قوام الدین یوسف قاضی بغداد نے اپنی شرح میں۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں۔ علامہ یافعی نے مراۃ الجنان میں۔ نواب صدیق حسن خاں نے ابجد العلوم میں ابن ابی الحدید نے اپنی شرح میں اور شیخ محمد عبدہ مصری نے اپنی شرح میں تسلیم کیا ہے کہ نہج البلاغت جناب امیر علیہ السلام کا اپنا کلام ہے۔

ابن قتیبہ۔ تواریخ خطیب اور ابن خلکان اور مرآۃ الجنان اور انساب سمعانی اور جامع الاصول اور تہذیب الاسما نووی اور بغیۃ الوعاۃ سیوطی اور میزان الاعتدال ذہبی اور لسان المیزان عسقلانی اور ازالۃ الغین مولوی حیدر علی میں ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کے فضائل اور محامد کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ وفیات الاعیان میں ہے کہ ابن قتیبہ فاضل اور ثقہ تھا اور لسان المیزان میں ہے کہ ابن قتیبہ اہلسنت کا فاضل اور ثقہ عالم تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام سے منحرف تھا۔

امام بیہقی۔ وفیات الاعیان اور مراۃ الجنان اور فیض القدیر اور مفتاح۔ کنز الدرایہ اور طبقات سبکی میں امام بیہقی کی حد درجہ تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ خدا نے امام بیہقی کے علم میں عظیم برکت دی۔ اور قوت فہم کو کمال مرتبہ تک پہنچایا۔ اس کی تصانیف عجوبہ روزگار ہیں۔ جنکی مثل سابقین سے نہیں ملتی۔ سبکی کہتا ہے کہ امام بیہقی جیسا عالم مجھے کوئی معلوم نہیں ہوا اور فرغم لکھتا ہے کہ اسکی تصانیف میں سے دلائل النبوت اور شعب الایمان اور کتاب الاعتقاد اور کتاب مناقب شافعی اور کتاب الدعوات بے نظیر ہیں۔ عبدالعزیز مروزی فقیہہ کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ جس کے گرداگرد نور ہی نور ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا چیز ہے فرشتوں نے کہا کہ یہ امام بیہقی کی تصانیف ہیں۔ جو بارگاہ کبریا میں مقبول ہو گئی۔ ہیں امام بیہقی ۴۵۸ھ میں فوت ہوا۔

حاکم۔ تہذیب الاسما نودی اور رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق اور مراۃ الجنان یافعی اور کتاب الامتاع
ادفوی اور وفیات الاعیان ابن خلکان میں امام حاکم کی جلالت علم اور رفعت فضل کا تذکرہ موجود ہے
فیض القدیر مناوی میں ہے کہ سبکی کہتا ہے کہ اس امر پر تمام علماء متفق ہیں کہ امام حاکم ان سب سے بڑا
امام ہے۔ جس کی ذات سے خدا نے دین کو محفوظ رکھا ہے۔ جامع الاصول ابن اثیر میں ہے کہ امام حاکم
فن حدیث کا عالم اور اس کے غوامض اور اسرار سے آگاہ اور عارف تھا۔ رسالہ ترجیح مذہب شافعی امام
فخرالدین رازی میں ہے کہ حاکم علم اور تحقیقات میں سب سے بڑھکر تھا ۴۰۵ھ میں فوت ہوا۔

ابوالشکور۔ شیخ احمد فاروقی سرہندی نے جس کو اہلسنت مجدد الف ثانی کہتے ہیں۔ اپنے
مکاتیب میں لکھا ہے کہ ابوالشکور محمد بن عبدالسعید اکابر علمائے حنفیہ سے ہے۔

عبدالکریم۔ طبقات ابن جماعہ میں عبدالکریم سمعانی کی بہت صفت و ثنا کی ہے۔

ابوبکر انبازی۔ انساب سمعانی میں ابوبکر انبازی کی بے مثل قابلیت اور عظیم المرتبہ علم کو تسلیم
کیا گیا ہے ۳۲۸ھ میں فوت ہو گیا۔

شیخ عبدالحق۔ کتاب مناقب سبحۃ المرجان بلگرامی میں ہے کہ شیخ عبدالحق کمال باطنی
وظاہری سے آراستہ اور جمال نبوی کا عاشق صادق تھا۔ وہ اقطاب زماں اور اولیائے کبار کی صحبت میں
رہا۔ اس نے کنز العمال کے مصنف ملا علی متقی کے شاگرد شیخ عبدالوہاب متقی کی شاگردی کی۔ وہ مشاہیر
علمائے ہند سے تھا۔ اس نے حدیث میں کتب معتبرہ تصنیف کیں۔ جن کو علمائے زمان نے دستور العمل بنایا
ایضاح فاضل رشید میں ہے کہ اس کے علوم و فنون کا پایہ آسمان سے برتر تھا۔ اور علمائے اہلسنت نے
اس کی تصانیف کو مسلم الثبوت تسلیم کیا ہے۔

ابن حجر مکی۔ خفاجی نے ریحانۃ الالبا میں ابن حجر مکی کو صاحب فضل و کمال تسلیم کیا ہے۔ شیخ
عبدالحق نے ماثبت بالسنۃ میں اسکو شیخ الفقہا والمحدثین لکھا ہے اور کشف الظنون میں اس امام کو اور حافظ
لکھا گیا ہے ۹۷۴ھ میں فوت ہوا۔

امام یافعی۔ درر کامنہ عسقلانی نفحات الانس جامی۔ تاریخ ابن رافع۔ طبقات فقہائے شافعیہ
طبقات اسنوی۔ طبقات الخواص یمنی میں ہے کہ امام یافعی گیارہ سال کی عمر میں بالغ ہو گیا تھا اور علم و
فضل میں مشہور زمانہ تھا۔ اس کے اوصاف مثل آفتاب تاباں بیان سے مستغنی ہیں۔ اس کی تصانیف مفیدہ

مختلف فنون میں ہیں۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔ اور آنحضرت نے اُس کی شفاعت کا وعدہ فرمایا۔

ابومحمد سفیان۔ لواقع الانوار فی طبقات الاخیار امام عبدالوہاب شعرانی اور شرح بخاری کرمانی میں ہے کہ ابومحمد سفیان ابن عیینہ نے جو علمائے اخیار میں سے ہے۔ چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا۔ اور سات برس کی عمر میں حدیث کی کتابیں تالیف کیں۔

عبدالوہاب شعرانی۔ صاحب منتہی الکلام نے مسلک اول میں امام عبدالوہاب شعرانی کی قابلیت پر فخرو مباہات کیا ہے۔ رسالہ انتباہ فی سلاسل الاولیا شاہ ولی اللہ میں ہے۔ کہ شعرانی عارف باللہ اور صاحب تصانیف تھا۔

ابویحییٰ۔ لواقع الانوار فی طبقات الاخیار شعرانی میں ہے کہ فتح الباقی تصنیف ہے۔ شیخ الاسلام ابویحییٰ زکریا انصاری شافعی کی۔ اور ابویحییٰ کے متعلق سیدنا و مولانا شیخ الاسلام لکھا ہے۔

خطیب۔ مدینۃ العلوم میں ہے کہ خطیب یکتائے حفاظ اور ماہرین حدیث اور ثقہ اور عالم تھا۔ صفدی اس کو فن حدیث کا امام کہتا ہے اور اس کو یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابی خیثمہ کا ہمپایہ بتاتا ہے۔

ابن الصلاح۔ وفیات الاعیان میں ابن الصلاح کے متعلق لکھا ہے کہ تفسیر حدیث فقہ وغیرہ میں فاضل عصر تھا۔ ۶۴۳ھ میں فوت ہوگیا۔

ابن القیم۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے کہ ابن القیم تفسیر حدیث اور اصول وغیرہ میں اہلسنت کے ائمہ کبار اور مجتہدین میں سے تھا۔

ابن عبدالبر۔ انساب سمعانی اور استیعاب اور تراجم الفاظ بدخشانی اور مرآۃ الجنان اور تبیان ابن ناصرالدین میں استیعاب کے مصنف علامہ ابن عبدالبر کے بہت فضائل اور مناقب لکھے ہیں۔ کہ عبدالبر حفظ اور اتقان میں اپنے زمانے کا سردار تھا۔ سپین میں اس جیسا محدث کوئی نہیں ہوا وہ سب اہل مغرب سے بڑھکر حافظ حدیث تھا۔ اس کی تصنیفات بےمثل ہیں۔ صحابہ کے حالات میں استیعاب جیسی اور کوئی کتاب نہیں ہے۔

ابن عربی۔ ازالۃ الغین مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام اور مفتاح کنز الدرایہ میں ہے

کہ ابن عربی خاتم علمائے اندلس اور آخر حفاظ تھا۔ کریم النفس شریف الاخلاق اور علوم کا پھیلانیوالا بحر علوم اور ثاقب الذہن تھا۔ اس کی تصنیفات مطالب علمی سے مالامال ہیں۔ اس کی مدح وثنا اور فضائل اد۔ محامد بکثرت ہیں۔ اس کی تفسیر کبیر مشہور و معروف ہے۔

ابن عربی - ملا علی قاری نے تاریخ اسلام سے نقل کیا ہے کہ ہمارے شیخ محقق علامہ حافظ مفتی مصنف ابو ذرعہ احمد سے جو ہمارے شیخ حافظ عراقی شافعی کا بیٹا ہے۔ ابن عربی کے متعلق پوچھا گیا اس نے جواب دیا کہ بہ تحقیق ابن عربی کی مشہور کتب فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ میں کفریات ہیں جو صاف اور بلا شک وشبہ ہیں پھر لکھتا ہے کہ ابن کثیر شیخ عماد الدین نے بیان کیا کہ وہ حافظ جمال الدین مزی کے ہمراہ امام قونوی کے پاس گیا پس ابن عربی کی فصوص الحکم کا ذکر آگیا تو امام قونوی نے کہا۔ کہ اس میں کفر اور گمراہی ہے۔

مناوی - علامہ مناوی بہت بلند پایہ عالم اور فاضل ہے۔ اس کی تصانیف سے فیض القدیر۔ شرح جامع صغیر اور شرح شمائل ترمذی مشہور زمانہ ہیں۔ جنکی تعریف کفایۃ المطلع تاج الدین اور کشف الظنون میں بہت کی گئی ہے۔

ابن مردویہ - معجم البلدان یاقوت حموی میں ہے کہ ابوبکر احمد بن موسے بن مردویہ ثقہ اور معتبر محدث تھا۔ علامہ سیوطی نے اس کی روایات سے استفادہ کیا ہے۔ صاحب تحفہ نے رسالہ اصول حدیث میں اس کی اور دیلمی اور ابن جریر کی تفاسیر کو مشاہیر تفاسیر سے شمار کیا ہے۔ اخطب خوارزم کہتا ہے۔ کہ ابن مردویہ امام اور حافظ حدیث اور طراز المحدثین تھا۔ سمعانی نے انساب اور ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جا بجا ابن مردویہ سے استفادہ کیا ہے۔

حافظ ضیاء الدین - کشف الظنون جلد دوئم ص۳۹۸ پر ہے کہ کتاب مختارہ حافظ ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد مقدسی حنبلی کی تصنیف دربارہ حدیث ہے جس کی وفات ۶۴۳ھ میں ہوئی۔ اس میں التزام کیا ہے صحت کا۔ کہ ان حدیثوں کی تصحیح کی جن کے قبل کوئی سابق نہ ہوا۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہ کتاب ناتمام رہی ہمارے بعض مشائخ اس کو مستدرک حاکم پر ترجیح دیتے ہیں۔ تدریب الراوی علامہ سیوطی ص۴۶ پر ہے کہ منجملہ انکے حافظ ضیاء الدین ہیں۔ جنہوں نے ایک کتاب جمع کی ہے جس کا نام مختارہ ہے۔ اس میں التزام کیا ہے صحت کا اور ایسی حدیثیں اس میں ذکر کی ہیں۔ جن پر کسی نے سبقت نہیں کی۔ کتاب التقیید

والایضاح زین الدین عراقی ۔ضعہ لدمع سخاوی ۔شرح مشکوٰۃ عبدالحق دہلوی ۔اتحاف النبلاء مولوی صدیق حسن خاں اور قول مستحسن مولوی حسن زماں میں بھی پُرزور الفاظ درج ہیں کہ کتاب مختارہ ضیا الدین مقدس نہایت معتبر اور اصح احادیث کا مجموعہ ہے۔

ابن حاتم ۔لآلی مصنوعہ علامہ سیوطی صث پر ہے کہ ابن حاتم نے اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا ہے کہ صحیح ترین روایات کو وارد کرے اور ہرگز کسی موضوع حدیث کو اس نے نہیں لکھا۔ تفسیر اتقان سیوطی حصہ دوئم صث ۱۶۸ پر ہے کہ ابن ابی حاتم نے اس کا التزام کیا ہے۔ کہ اس حدیث کو داخل تفسیر کرے جو اصح ہو

شیخ احمد بن عبدالقادر بن بکری العجیلی ۔بحر العلوم مولوی صدیق حسن امیر المومنین المحدیث میں ہے کہ شیخ احمد بن عبدالقادر بن بکری العجیلی نے علوم کو اپنے آبا کرام سے حاصل کیا جو تعداد میں کثیر ہیں۔ انکی تصنیفات سے بہت رسائل اور مسائل ہیں۔ جن میں سے ایک نفخہ قدسیہ ہے دوسرا عقد جواہر اللآل فی مدح آلال ہے۔ جس پر شرح بھی لکھی جس کا نام ذخیرۃ المال ہے انکے مناقب کثیر ہیں ۔اور فضائل بے شمار۔ مدتوں یہی حالت رہی یعنی تصنیف اور تالیف میں سرگرم رہے پھر گوشہ نشین ہوگئے

علی الخواص ۔لواقع الانوار میں ہے کہ علی الخواص ولی اللہ اور صاحب کرامات تھا شعرانی کہتا ہے کہ علی الخواص میرا شیخ اور استاد اور مرشد اور کامل اور راسخ آدمی تھا۔ قرآن اور حدیث کے معنوں میں نفیس کلام کرتا تھا اور اس کی نظر لوح محفوظ پر پڑتی تھی۔ وہ لوح کہ جس میں محو نہیں ہوتا۔

قاضی عضدالدین ۔کتاب مواقف تصنیف ہے قاضی عضدالدین کی۔ اس کتاب کی شرح سید شریف جرجانی نے کی ہے ۔مفتاح کنز الدرایہ میں ہے کہ حافظ شمس الدین محمد عبدالرحمان سخاوی نے ایک رسالہ قاضی عضدالدین کے حالات میں لکھا ہے جس میں مرقوم ہے کہ قاضی موصوف علامہ اور محقق تھا۔ اس کا باپ رکن الدین احمد بن برہان الدین عبدالغفار بن احمد تھا۔ جو قاضی القضاۃ تھا۔ اسکا شجرہ نسب ابوبکر بن قحافہ سے ملتا ہے۔ اپنا زمانہ کے مشائخ سے قاضی مذکور نے علوم حاصل کئے اور شیخ زین الدین ہنگی کی شرف ملازمت حاصل کی۔ شیخ زین الدین قاضی بیضاوی کا شاگرد تھا۔ قاضی عضدالدین معقولات میں بڑا عالی مرتبہ اور معانی و نحو کے اصول میں اعلےٰ مہارت رکھتا تھا۔ دیگر علوم میں اسے بہت دسترس تھی۔ اس سے بڑے بڑے فضلا نے فیضان حاصل کئے۔ مثلاً شمس کرمانی اور ابھری وغیرہ نے اور نیز سعدالدین تفتازانی نے بھی کیا۔ مواقف اور مختصر مواقف وغیرہ اسکی تصنیفات ہیں۔ نیز ابن حجر عسقلانی

نے درر کامنہ میں قاضی موصوف کی بہت تعریف کی ہے

امام بغوی ۔ سنیوں کا شیخ السلام اور علامۃ الزمان ابن تیمیہ اپنی کتاب منہاج السنت میں لکھتا ہے کہ بغوی نے اپنی تفسیر میں ایک بھی موضوع حدیث نہیں لکھی ۔ ازالۃ الخفا ولی اللہ اور وفیات الاعیان ابن خلکان اور مرآۃ الجنان یافعی اور روافی بالوفیات صفدی اور میزان ذہبی اور طبقات ابن جماعۃ اور بغیۃ الوعاۃ سیوطی میں ہے کہ تفسیر ثعلبی نہایت معتبر اور بڑے پایہ کی تفسیر ہے اور صاحب تفسیر صالح آدمی ہے ۔ ایسے ہی اہلسنت کی کتب کثیرہ میں وارد ہے کہ بغوی فاضل اور ثقہ تھا اور واحدی بھی تفسیر ثعلبی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہے ۔

ابو اللیث ۔ اعلام الاخبار کفوی میں ابو اللیث کے متعلق لکھا ہے کہ یہ شخص شیخ الامام اور مقتدی الانام اور فقیہ ہے ۔

ابو القاسم المعروف بہ ابن عساکر ۔ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ابن عساکر کی غایت درجہ تعریف وثنا کی گئی ہے ۔

ملا علی متقی ۔ اخبار الاخبار شیخ عبد الحق دہلوی میں ملا علی متقی کی تعریف و توصیف کی گئی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ اس کے آباء کرام جونپور سے آکر مکہ میں مقیم ہوئے ۔ ملا علی نے دنیا کو اپنے علوم وفنون دینی اور مجاہدات اور عرفان سے منور کر دیا ۔

امام طبری ۔ طبقات فقہائے شافعیہ سبکی ۔ تہذیب الاسماء ، معجم حموی ، طبقات ابن جماعہ ، انساب سمعانی ، تاریخ خطیب ، مدینۃ العلوم ، وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ طبری امام جلیل اور مجتہد مطلق اور دنیا کے اماموں سے از روئے علوم دین یگانہ تھا اور حدیث و تاریخ و تفسیر و فقہ کا امام تھا ۔ اس کی تاریخ اصح التواریخ ہے اور وہ ترمذی اور نسائی کا ہم پایہ تھا ۔ اس نے بخاری اور مسلم کے استادوں سے احادیث حاصل کیں اور اس کی فضیلت کو اس کا کوئی اہل زمانہ نہیں پہنچا ۔ تحفہ کے باب دوئم کید پنجاہ و دوئم میں تسلیم کیا گیا ہے کہ کتاب محمد بن جریر الطبری شافعی اصح التواریخ ہے ۔ صواعق نصر اللہ کابلی میں بھی تاریخ طبری کو اصح التواریخ مانا گیا ہے ۔

ابن خلکان ۔ طبقات ابن جماعۃ ۔ تاریخ یافعی ۔ تاریخ مدح الدین فزاری ۔ طبقات اسنوی ۔ حسن المحاضرۃ سیوطی ۔ مدینۃ العلوم اور تصانیف ذہبی میں ہے کہ ابن خلکان عالم بارع اور عارف فنون

مذہب اور سدید الفتاوے اور عارف تواریخ تھا اور اس کی تاریخ اپنے فن میں احسن ہے۔

سبط ابن جوزی۔ روض المناظر ابن شحنہ۔ کفایۃ المطلع تاج الدین۔ مدینۃ العلوم۔ مسند خوارزمی اور کشف الظنون میں ہے کہ سبط ابن جوزی اکابر آئمۂ اہلسنت اور انکے معتبرین اور معتمدین میں سے اور صاحب محامد و فضائل کثیرہ ہے۔

حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری۔ انسان العیون علی بن برہان الدین حلبی نے تاریخ خمیس بکری سے استناد و احتجاج کیا ہے۔ صاحب تاریخ خمیس دیباچہ کتاب میں خود لکھتا ہے کہ میں نے یہ تاریخ تفسیر کبیر اور تفسیر کشاف اور تفسیر معالم التنزیل وغیرہ کتب معتبرہ سے جمع کی ہے۔ دیگر مورخین اہلسنت نے اس تاریخ کو معتبر تسلیم کیا ہے

امام واقدی۔ شیخ عبدالحق نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ واقدی امام بخاری اور مسلم کی طرح اکابر محدثین میں سے تھا اور اہل حفظ و اتقان میں سے تھا اس نے طلب احادیث میں طواف بلاد اور سیر امصار کیا مصعب زبیری کہتا ہے کہ خدا کی قسم ہم نے کبھی واقدی کی نظیر نہیں دیکھی۔ دراوردی اسکو امیر المومنین فی الحدیث تسلیم کرتا ہے۔ ابن اسحاق اسفانی کہا کرتا کہ اس کی تعریف اس سے زیادہ ہے کہ میں بیان کر سکوں۔ امام رازی نے نہایۃ العقول میں اور علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اور علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں واقدی کی جلالت و عظمت اس پایہ کی سمجھی ہے کہ اس کا حدیث غدیر کو نہ بیان کرنا حدیث غدیر کے موجبات قدح میں شمار کیا ہے اور اس کو بخاری اور مسلم کا ہم پایہ جانتا ہے ابراہیم حربی اس کو امین الناس فی الاسلام اور داناترین مردم بامر اسلام مانتا ہے امام ذہبی نے میزان میں اسکے محامد اور فضائل اور تبحر علوم و فنون میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیے ہیں۔

علی بن برہان الدین۔ اہلسنت کے علمائے ثقات فضلائے اثبات سے ہے یہ شخص ابو عبداللہ محمد فخر الاسلام بکری صدیقی کا شاگرد تھا۔ نور الدین شبراملسی نے حاشیہ مواہب لدنیہ میں اس کو شیخ حلبی کا لقب دیا ہے اور انسان العیون سے استفادہ کیا ہے۔ انسان العیون خلاصہ ہے عیون الاثر حافظ ابو الفتح بن سید الناس اور سیرت محمد بن یوسف شامی مسمی بہ سبل الہدی والرشاد فی ہدی خیر العباد کا جیسا کہ علی بن برہان الدین نے اس امر کی تصریح خطبہ میں کر دی ہے۔

ابن اثیر جزری۔ وفیات الاعیان اور تاریخ یافعی اور طبقات ابن جماعہ میں ابن اثیر

جزری مصنف تاریخ کامل واسد الغابہ کے فضائل عظیمہ اور مناقب جلیلہ کا تذکرہ شرح وبسط سے لکھا ہے۔

ابن اثیر جزری بھائی ہے۔ صاحب جامع الاصول کا۔ مرآۃ الجنان میں ہے کہ ابوالحسن علی جزری امام حافظ
صدر معظم۔ کثیر الفضائل۔ حافظ تواریخ وانساب۔ ادیب نبیل صاحب حشمت تھا۔ اس کا گھر مجمع فضلا تھا
اس نے تاریخ کامل کو دس جلدوں میں تصنیف کیا اور انساب سمعانی کا اختصار کیا اور اضافہ بھی کیا۔ اور ابونعیم
ابن عبد البر اور ابو موسیٰ وغیرہ کی کتب معتبرہ سے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کو جمع کیا۔

ابن کثیر۔ ابن جماعۃ نے طبقات میں لکھا ہے کہ اسمعیل ابن کثیر اپنے زمانہ میں سب سے بڑھکر
احادیث کے متون کا حافظ اور انکے رجال و مخرج و صحیح و سقیم کا عارف اور ثاقب الذہن اور جید الفہم تھا

قاضی عیاض۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ قاضی عیاض حدیث اور کل علوم
متعلقہ حدیث و نحو و لغت و کلام عرب و تاریخ و انساب میں اپنے وقت کا امام بارع و متقن و متمکن در علم حدیث
اور عارف اصول حدیث و فقہ و صاحب فہم ثاقب تھا۔

امام نووی۔ امام یافعی نے وقائع میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام امام نووی مفتی امام محقق و مدقق
فاضل و مرتب دین و مہذب و ضابط و زاہد و عابد یگانہ و صاحب کرامات و مالک مقامات اعلےٰ و ناصر سنت و
مشہور نزدیک و دور و معتمد الفتوےٰ و فائق المعاصرین تھا۔

قوشجی۔ ملا علاء الدین علی بن محمد قوشجی شارح تجرید اہلسنت کے افاضل محققین اور حکماء مدققین
سے ہے۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محقق طوسی کا شاگرد ہے اس کی کتاب شرح تجرید تمام دنیا میں مشہور ہے
اور طلباء کے درس میں پڑھائی جاتی ہے۔

کتاب غنیۃ الطالبین۔ شاہ ولی اللہ نے تفضیل الشیخین میں اور ملا علی قاری نے منح الازہر
شرح فقہ اکبر میں اور مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے ان کے ترجمہ میں اور مولوی عصمت اللہ نے جس کا حاشیہ
شرح جامی مشہور ہے رسالہ ترغیب باب المعروف والمنکر میں اور رسالہ حد الغنا میں تسلیم کیا ہے۔ کہ کتاب غنیۃ
الطالبین تصنیف ہے شیخ عبد القادر جیلانی کی۔ صاحب تحفہ نے باب ہفتم میں تسلیم کیا ہے کہ غنیۃ الطالبین
شیخ جیلانی کی تصنیف ہے اور اس سے عبارات نقل کی ہیں۔ اور شیخ کی حمد و ثنا بہت کی ہے نیز واضح ہو
کہ شیخ کی تعریف میں بہجۃ الاسرار اور اخبار الاخیار اور مرآۃ الجنان کے مصنفین رطب اللسان ہیں مفصل
عروس جیلانی مصنفہ شیر ہند ممتاز الاماثل والافاضل مولانا مرزا احمد علی صاحب قبلہ ادام اللہ ظلہ میں ملاحظہ کریں

دمیری۔ مولوی تقی الدین نے عقد ثمین میں لکھا ہے کہ محمد بن موسےٰ بن عیسےٰ بن علی العلامۃ المتقین کمال الدین المعروف دمیری مصری شافعی مکہ میں ۷۴۲ھ میں پیدا ہوا۔ مظفر الدین عطار سے جامع ترمذی کا درس لیا اور قاہرہ میں عبدالرحمان بن علی بن محمد بن ہارون ثعلبی اور محمد بن علی سے احادیث حاصل کیں اور بہت سے شیوخ سے احادیث پڑھیں۔ مکہ میں صحیح ابن حبان اور سنن ابن ماجہ اور مسند الطیالسی۔ اور مسند شافعی اور معجم ابن قانع اور اسباب النزول واحدی اور مقامات حریری کا درس لیا اور علم کثیر حاصل کیا۔ اور تقی الدین سبکی سے فنون کثیرہ پڑھے اور بہاؤ الدین سبکی اور جمال الدین اسنوی سے فقہ حاصل کی۔ اور برہان الدین قراطی سے ادب پڑھا اور تفسیر واحادیث وفقہ واصول وعربیت وادب میں عالی پایہ حاصل کیا۔ یہ بڑا بھاری عابد اور مخیر تھا۔ اس کی تالیفات سے دیباچہ شرح ابن ماجہ۔ شرح منہاج نووی اور حیات الحیوان معتبر کتابیں ہیں

عینی۔ جلال الدین سیوطی نے بغیۃ الوعات میں لکھا ہے کہ علامہ عینی حافظ قاضی القضاۃ بدر الدین عینی فنون علمی میں ماہر اور امام وعالم وعارف تھا۔ شرح بخاری اور شرح شواہد اس کی تصنیفات سے ہیں۔

تاج الدین سبکی۔ ابن حجر عسقلانی نے درر کامنہ میں لکھا ہے کہ تاج الدین سبکی نے ابن شحنہ اور یونس اور ابن سید الناس سے اجازہ لیا۔ ۷۲۷ھ میں پیدا ہوا۔ ۷۳۹ھ میں دمشق میں آیا۔ وہاں زینب بنت کمال اور ابن ابی الیسر سے حدیث پڑھی اور مزی سے درس لیا اور ذہبی کی ملازمت کی۔ اور طلب حدیث میں امعان کیا اور فقہ واصول وعربیت میں ماہر ہوا۔ اس کی تصانیف اس کی زندگی میں مشہور ومعروف ہو گئیں۔ جو کثیر المنافع ہیں۔ اس کی تصنیفات طبقات الکبرےٰ والوسطےٰ وصغرےٰ ہیں۔

ملا جلال الدین سیوطی۔ علامہ شعرانی نے لواقع الانوار میں لکھا ہے کہ سیوطی صرف عالم اور مجتہد ہی نہیں تھا۔ بلکہ صاحب کشف وکرامات بھی تھا۔ مفتاح کنز الدرایہ میں ہے کہ اس کے ایک شاگرد زکریا بن محمد نے کہا کہ میں نے سیوطی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نوشتہ دیکھا جس میں یہ لکھا تھا کہ میں نے بحالت بیداری آنحضرت کی زیارت کی ہے اور خواب میں بھی آنحضرت کو دیکھا ہے اور جب میں نے جمع الجوامع شروع کی۔ تو میں نے آنحضرت سے پڑھنے کی اجازت مانگی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے حدیث کے شیخ ہاں پڑھو۔ سیوطی کہتا ہے کہ یہ بشارت میرے لئے تمام دنیا اور اس کے اموال سے بڑھکر تھی۔

امام غزالی۔ علامہ دمیری لکھتا ہے کہ رسول اللہ کو ابوالحسن شاذلی نے جو اولیائے کرام سے تھا خواب میں دیکھا کہ آنحضرت حضرت موسےٰ اور عیسےٰ کے سامنے امام غزالی کی تعریف وتحسین کر رہے ہیں اور اسپر

فخر کرتے ہیں لوگ نازاں ہوتے ہیں کہ آیا آپ دونوں کی امتوں میں بھی کوئی ایسا قابل شخص ہوا ہے۔ اور تاریخ یافعی میں ہے کہ امام غزالی سرورِ کائنات کے لئے باعث فخر و مباہات ہے اور صاحب مقامات عالیہ و کرامات سامیہ و مجاہدات عظیمہ و جلیلہ و ریاضات شاقہ و جمیلہ و قطب وجود و برکت عامہ برائے ہر موجود و عارف حقیقت و عالم شریعت و حجت الاسلام ہے اور جس طرح رسول پاک سید الانبیا تھے۔ اسی طرح غزالی سید المصنفین ہے اور غزالی سے بغض رکھنے والا ملحد اور زندیق ہے۔ ناظرین! غزالی کی مدح سرائی میں غلو اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس نے یزید کی حرمت کعبہ سے بڑھکر کی ہے اور یزید پر لعنت کرنے سے مسلمانوں کو روکا ہے۔ بلکہ یزید کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔

تفتازانی

تفتازانی۔ درر کامنہ اور اعلام الاحیا اور مفتاح کنز الدرایہ اور بغیۃ الوعاۃ میں ہے کہ تفتازانی امام و علامہ و مشہور زماں و مدقق و محقق بے نظیر تھا اس جیسا فاضل آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ سید شریف جرجانی اپنی تصنیفات میں اس کا خوشہ چین ہے۔

بلاذری

بلاذری۔ شاہ ولی اللہ نے کتاب سلسلات مشہور بہ فضل المبین میں بلاذری کو حافظ زمانہ لکھا ہے۔ مرزا معتمد خاں بدخشانی نے تراجم الحفاظ میں لکھا ہے کہ امام ذہبی اور ناصر الدین نے طبقات الحفاظ میں بلاذری کو رجال حفاظ سے مانا ہے۔ انساب سمعانی میں ہے کہ بلاذری حافظ اور فہیم اور عارف اسناد و اسما و متون و احادیث تھا۔ اور وہ کبھی ان میں خطا نہ کرتا تھا۔ وہ حفظ اور وعظ میں اپنے زمانہ میں یگانہ تھا۔

ابن ابی الحدید

ابن ابی الحدید۔ مجمع الاداب فی معجم الالقاب کمال الدین عبد الرزاق بن ابی المعالی شیبانی اور وفیات الاعیان ابن خلکان۔ فوات الوفیات الشیخ صلاح الدین محمد بن شاکر بن احمد خازن میں ہے کہ ابن ابی الحدید اعیان علمائے افاضل و اکابر اور صدور اماثل سے تھا۔ اور وہ حکیم اور فاضل اور عارف اصول کلام تھا۔ شرح نہج البلاغت بیس جلدوں میں لکھی جس میں وہ مضامین عالیہ ہیں جو کسی دوسری شرح میں نہیں۔ یہ معتزلی اور ثلاثہ کو ماننے والا تھا۔

شہرستانی

شہرستانی۔ مدینۃ العلوم میں ہے کہ ابو الفتح محمد بن ابو القاسم عبد الکریم بن ابی بکر احمد شہرستانی ان علما میں سے ہے جس نے دنیا کے کل مذاہب کے فرقوں کا حال ملل و نحل میں لکھا ہے وہ اہلسنت کا متکلم اور امام اور فاضل اور فقیہ تھا۔ علامہ سمعانی اس کا فیض یافتہ ہے۔ کثیر المحفوظ اور حسن المحاورہ تھا۔ اور علی بن احمد مدینی محدث اہلسنت کا شاگرد تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے۔ کہ

اس نے احمد الخوافی سے فقہ اور ابو القاسم انصاری سے علم کلام حاصل کیا۔ کتب نہایۃ الاقدام فی علم الکلام اور کتاب ملل ونحل اور تلخیص الاقسام لمذاہب الانام اس کی تصنیفات سے ہیں۔ بغداد میں سنہ ۵۱۰ھ میں فوت ہوا۔

ابن حجر عسقلانی۔ شاہ ولی اللہ نے قرۃ العینین میں اس کو علامہ سیوطی نے اعلےٰ مرتبہ لکھا ہے حسن المحاضرہ اور مدینۃ العلوم میں ہے کہ عسقلانی تمام دنیا کا سردار تھا۔ وہ اپنے زمانہ کے حفاظ حدیث کا امام تھا

قسطلانی۔ کنز الدرایہ میں ہے کہ قسطلانی محدث اور بے نظیر واعظ تھا۔ اسکی تصانیف اسکی زندگی میں ہی اطراف وجوانب میں مشہور ہوگئی تھیں۔ مواہب اللدنیہ اپنے فن میں بے مثل کتاب ہے۔

ابو بکر جوہری۔ ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ ابو بکر جوہری محدث اور کثیر الادب اور ثقہ اور پرہیزگار تھا۔ محدثوں نے اس کی مدح وثنا کی ہے اور اس کی تصنیفات سے روایات نقل کی ہیں۔

قرطبی۔ تاریخ یافعی وقائع سنہ ۶۶۵ھ میں ہے کہ قرطبی محدث اور آئمہ کبار سے تھا۔

ابن اسحاق۔ تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی میں بسند امام احمد حنبل لکھا ہے کہ محمد ابن اسحق مقبول القول اور ممدوح جماعت علماء اور امام کبیر اور معتمد شہیر ہے امام یافعی نے لکھا ہے کہ وہ مغازی میں امام اور پیشوا تھا اور بسند امام زہری لکھا ہے کہ جو کوئی مغازی میں مہارت کا ارادہ کرے وہ ابن اسحق کا محتاج ہوگا اور سعید ابن الحجاج نے اس کو امیر المومنین فی الحدیث لکھا ہے۔

ابن جوزی۔ تاریخ ابن خلکان اور مراۃ الجنان اور تمام شروح مسلم میں ابن جوزی کی تحقیقات اور افادات سے تمسک کیا گیا ہے۔ ملا علی حیدر نے اس کو سند المحدثین والمتقدمین کہا ہے۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں اس کو واعظ اور فقیہ اور علامۃ العصر اور امام وقت لکھا ہے۔

آمدی۔ امام یافعی نے مراۃ الجنان میں آمدی کو اکابر آئمہ اور اعاظم متقدمان سے تسلیم کیا ہے اور اس کی بہت حمد وثنا کی ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ۔ ابو بکر بن احمد بن شہبہ دمشقی اسدی نے طبقات فقہائے شافعیہ میں ابراہیم بن عبداللہ (مصنف تاریخ مظفری) کی حمد وثنا کی ہے اور اس کو آئمہ محدثین اور فقہائے معتمدین اور مورخین معتبرین میں سے مانا ہے۔

خوارزمی۔ اعلام الاخیار کفوی اور بغیۃ الوعاۃ سیوطی اور عقد ثمین میں خوارزمی کی جلالت شان

اور علم مرتبت درج ہے اور اس کو فقیہ ادیب فاضل اور شاعر مانا ہے۔ اور جامع مسانید میں ہے کہ وہ صدر الائمہ اور اخطب خطباء خوارزم تھا۔

اصیل الدین۔ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے کہ اصیل الدین مشائخ کبار سے ہے اور صاحب تحفہ کے سلسلہ اجازہ میں داخل ہے۔

تقی الدین۔ محمد بن احمد بن علی بن محمد بن محمد بن عبدالرحمان ملقب بہ تقی الدین فاسی مکی مالکی کتاب عقد ثمین فی تاریخ بلد الامین کا مصنف ہے۔ فتح الباری ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ میں اس بدیع وضع اور عجیب صنعت کی تاریخ سے آگاہ ہوا تو میں نے اس کو اس فن کی تصنیف شدہ کتب سے فائق پایا۔ میں اس کے الفاظ و معانی کو مطلق شرف اور بزرگی سے مختص کرتا ہوں۔ تقی الدین میدا در امام یکتا اور صاحب فضل و اتقان اور مالکِ ذہن نقاد تھا۔ ذکی اور مفتی اور فقیہ اور محدث اور پرہیز گار تھا۔

دیلمی۔ کتاب تدوین رافعی تذکرۃ الحفاظ و سیر النبلا و کتاب العبر ذہبی و مراۃ الجنان یافعی و طبقات سبکی و طبقات اسنوی و طبقات شافعیہ تقی الدین ابوبکر بن احمد بن قاضی شہبہ و طبقات الحفاظ سیوطی و فیض القدیر مناوی و مقالید الاسانید شیخ ابو مہدی عیسےٰ و روضۃ الفردوس علی ہمدانی وغیرہ میں دیلمی کے مناقب و محامد کثرت سے مرقوم ہے اور اس کو شیخ و حافظ و محدث و امام و علامہ و حجۃ المحدثین و قدوۃ المحققین لکھا ہے اور یہ شافعی اور ابن منذر وغیرہ کا شاگرد تھا۔

ثعلبی۔ تاریخ ابن خلکان و منظر الانسان و مراۃ الجنان و وافی بالوفیات و کتاب العبر ذہبی و سیاق تاریخ نیشاپوری و روض المناظر ابن شحنہ و طبقات ابن جماعہ و طبقات اسنوی و بغیۃ الوعاۃ سیوطی و معجم الادباء حموی و تفسیر وسیط واحدی و ازالۃ الخفاء وغیرہ میں ثعلبی کی جلالتِ شان درج ہے۔ شاہ ولی اللہ کہتا ہے کہ ثعلبی اخذ دین کے وسائط سے ہے۔ اور ان علماء میں سے ہے جن کا احسان سب کی گردن پر ہے اور جیسا کہ ابوحنیفہ سر گروہِ حنفیاں ہے ویسا ہی ثعلبی سر گروہ مفسراں ہے۔ اس کی تفسیر سلف سے ماخوذ ہے جو بمنزلہ لوح ہے۔ تاریخ ابن خلکان و طبقات ابن جماعہ و مراۃ الجنان و وافی بالوفیات و منظر الانسان میں ابو القاسم قشیری کی سند پر لکھا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے خدا کو خواب میں دیکھا کہ میں اس سے باتیں کر رہا ہوں اور جواب لے رہا ہوں کہ اسی اثنا میں خدا نے فرمایا کہ دیکھو۔ وہ ایک مرد صالح آتا ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ امام ثعلبی تھا۔ نیز انہی کتب مذکورہ میں مرقوم ہے کہ ثعلبی کی تفسیر دنیا پر نظیر

نہیں رکھتی۔

ابو نعیم۔ کتاب فضائل شافعی امام رازی ووفیات الاعیان ابن خلکان ومنہاج ابن تیمیہ وزاد المعاد ابن قیم واسماء الرجال جامع مسانید ابی حنیفہ الخوارزمی وعبر فی خبر ذہبی وطبقات سبکی وطبقات اسنوی وطبقات اسدی وطبقات الحفاظ سیوطی ووافی بالوفیات ومرآۃ الجنان یافعی واسماء الرجال مشکوٰۃ ولی الدین خطیب ولواقع الانوار شعرانی وتاریخ خمیس دیار بکری ومقالید الاسانید ابو مہدی وقول مستحسن حسن زمان میں ابو نعیم کے محامد ومناقب لکھے ہیں۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ وہ ان اعلام محدثین اور اکابر حفاظ وثقات سے ہے۔ جنہوں نے اکابر سے اخذ علوم کیا اور ان سے اکابر نے علوم اخذ کئے اور اس کی کتاب حلیۃ المتقین بہترین کتاب ہے۔ یافعی اس کو امام وحافظ وشیخ وعارف اور منجملہ اعلام محدثین واکابر حفاظ مفیدین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حفاظ اس کے دروازے پر بوجہ اس کے علم وفضل وعلو اسانید جمع رہتے تھے اور اس کو کبار علما کی ملاقات سب سے زیادہ نصیب تھی۔ خطیب بغدادی کہتا ہے کہ حافظ صرف دو ہوئے ہیں یعنی ابو نعیم اور ابو حازم۔ عبدوی سلفی کہتا ہے کہ حلیۃ الاولیا جیسی کتاب تصنیف ہی نہیں ہوئی۔ ابن مردویہ کہتا ہے کہ کسی زمانہ میں بھی ابو نعیم سے بڑھکر حافظ اور مستند نہیں ہوا وہ کل دنیا میں ایک حافظ ہوا ہے۔

ابن حبان۔ سمعانی کتاب انساب میں لکھتا ہے کہ حافظ ابن مندہ اور حافظ ابن البیع جیسے جلیل الشان علما ابن حبان کے شاگرد تھے اور اس کی تصانیف کی مثال نہیں ملتی۔ شیخ عبد الحق نے مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ وہ ثقہ اور فاضل تھا۔ سبکی نے طبقات میں لکھا ہے کہ وہ حافظ جلیل اور امام نبیل تھا۔ ابو سعید نے لکھا ہے کہ وہ فقہائے دین اور حفاظ آثار میں سے تھا۔ مناوی نے فیض القدیر میں اس کو حفاظ کبار اور رئیس حدیث وعالم فقہ وکلام لکھا ہے۔ یافعی نے مرآۃ الجنان میں اسکو علامہ ومجتہد وحافظ وماہر علم فقہ وحدیث ولغت ووعظ وکلام لکھا ہے۔

ذہبی۔ صاحب تحفہ نے باب امامت میں بجواب حدیث طیر لکھا ہے کہ امام المحدیث شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد دمشقی ذہبی اور طبقات شافعیہ ابن جماعہ میں ہے کہ ذہبی امام وعلامہ وخاتم الحفاظ وشیخ واستاد ومحدث عصر وزاہد ویکتائے زمانہ اور اہلسنت کا علمبردار تھا۔ علمائے اس کو اپنا استاد اور شیخ اور مخرج حدیث تسلیم کیا۔

ابویعلیٰ۔ بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز دہلوی میں ہے کہ حافظ اسمٰعیل بن محمد بن فضل کہتا ہے کہ میں نے بہت مسانید مثل مسند عدنی و مسند ابن منیع وغیرہ کو پڑھا لیکن تمام مسانید کو نہروں کی طرح پایا اور مسند ابویعلےٰ کو بحر زخار کی مانند پایا۔ ابویعلےٰ شاگرد ہے یحییٰ بن معین اور کئی قابل محدثین کا۔ اور ابن حبان ابوحاتم اور ابوبکر اسمٰعیلی اس کے شاگرد ہیں۔ لوگوں کو اس کی امانت و دیانت و صدق و حلم و تقوےٰ و دیگر صفات محمودہ کا عظیم یقین ہے۔ علم کی تصنیف و ترویج میں صالح نیت رکھتا تھا اور محض حسبۃً للہ تعلیم علم حدیث میں مشغول رہتا تھا۔

محمد بن یوسف گنجی۔ ابن صباغ نے فصول المہمہ میں اور مصطفےٰ بن عبداللہ القسطنطینی نے اس کو امام اور حافظ تسلیم کیا ہے کشف الظنون میں ہے کہ وہ شیخ اور حافظ ہے۔ ریاض الزہرہ میں اس کو شیخ لکھا گیا ہے۔ ناظرین۔ حافظ ایسے ماہر حدیث کو کہتے ہیں جس کو لاکھ لاکھ احادیث کے اسناد اور متون یاد ہوں اور شیخ استاد کامل کو کہا جاتا ہے۔

ابن شحنہ حلبی۔ سخاوی لکھتا ہے کہ ابن شحنہ حلبی علامہ و ادیب و امام و فقیہ تھا۔ جمیع علوم میں ید طولےٰ رکھتا تھا اور صاحب تصانیف لطیفہ تھا۔

راغب۔ فاضل رشید نے شوکت عمریہ میں اور حیدر علی نے منتہی الکلام میں ابوالقاسم مفضل بن محمد المعروف راغب کو امام لکھا ہے۔ فخر رازی کہتا ہے کہ راغب آئمہ اہلسنت سے ہے اور امام غزالی کا ہم پایہ ہے۔ مدینۃ العلوم میں اس کی بہت مدحت و منقبت لکھی ہے۔

زبیر بن البکار۔ تاریخ خطیب اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی اور تہذیب الکمال مزی اور تذہیب التہذیب و کاشف ذہبی اور انساب سمعانی اور تبیان ابن ناصر الدین اور تقریب عسقلانی میں زبیر ابن البکار کو ائمہ کبار و اعلام عالی فخار و مشائخ والا تبار و ثقات جلیل المقدار سے تسلیم کیا گیا ہے۔

زرندی۔ مولوی سلامت اللہ نے معرکۃ الآراء میں اور احمد بن فضل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل میں اور شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل میں اور سید سمہودی نے جواہر العقدین میں اور محمد بن یوسف شامی نے سبل الہدےٰ میں اور ابن صباغ نے فصول مہمہ میں اس کی روایات سے تمسک کیا ہے اور لکھا ہے ابومحمد عبداللہ محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن محمود بن حسن زرندی اہلسنت

کے علمائے معتمدین اور فضلائے مستندین سے تھا اور یہ ثقہ اور صاحب فضیلت و منقبت تھا اور مذہب سے حنفی تھا۔

ابن تیمیہ۔ فوات الوفیات اور تاریخ عینی اور درر کامنہ اور معجم مختص ذہبی میں ابن تیمیہ کو حجۃ اللہ و آیۃ اللہ و محدث و فقیہ و مفسر و متکلم و زاہد و عارف تسلیم کیا گیا ہے۔

شبراملسی۔ احمد نخلی استاد ابو طاہر استاد شاہ ولی اللہ نے رسالہ اجازہ میں شیخ نور الدین علی الشبراملسی الشافعی کو شیخ اور محقق کہا ہے۔ اور شیخ سالم بن عبد اللہ بصری شافعی نے جس کی ثقاہت و فضیلت کتاب ارشاد ولی اللہ اور سبحۃ المرجان بلگرامی سے واضح ہے کتاب امداد بمعرفۃ علو الاسناد میں لکھا ہے کہ شبراملسی علامۃ المتقن اور فہامۃ المفنن تھا اور حاشیہ مواہب مسمیٰ بہ تیسیر المطالب میں شبراملسی کو سیدنا و مولانا و شیخنا و شیخ مشائخ الاسلام الملک لعلمائے اعلام العالم العلامہ والعمدۃ الفقہا عین اعیان المدرسین خاتمہ المحققین ذی التحقیق والتدقیق بن یعجز عن ذکر اوصافہ الحمیدہ وغیرہ لکھا ہے۔

زرکشی۔ مفتاح کنز الدرایہ میں ہے کہ محمد بن بہادر بن عبید اللہ زرکشی محدث و فقیہ و صاحب تصانیف کثیرہ و شارح کتب احادیث سنیہ و معتمدین جماعت المحدثین و مقبول علما و فضلا تھا۔

ابن جزلہ۔ وفیات الاعیان ابن خلکان اور مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی اور کتاب البستان الجامع التواریخ الزمان اور تاریخ ابن بخاری میں لکھا ہے کہ ابن جزلہ پہلے نصرانی تھا اور قاضی ابو ولید کی ہدایت سے اسلام لایا۔ اس کا اسلام حسن تھا اور پھر اس نے اسلام کی حقانیت اور اثبات نبوت محمدی اور تردید مذہب نصاریٰ میں نہایت عمدہ کتاب لکھی۔

ابن روزبہان۔ ابو الخیر فضل اللہ بن ابی محمد روزبہان بن محمد فضل اللہ بن محمد بن اسمٰعیل بن علی الانصاری اکابر متکلمین و افاضل محدثین اہلسنت سے ہے اس نے اخذ و سماع حدیث امام سخاوی و ابو بکر مراغی و ابن الوجیہ و اصیل الدین ربعی وغیرہ سے کیا جیسا کہ اس نے خود شرح شمائل ترمذی میں لکھا ہے اس نے علامہ حلی علیہ الرحمہ کی نہج الحق کا جواب لکھا جس کا نام ابطال الباطل ہے اور اس ابطال الباطل کا جواب حضرت قاضی نور اللہ شوستری نے لکھا جس کا نام احقاق الحق ہے۔

عبد اللہ بن احمد بن حنبل۔ کمال فی معرفۃ الرجال اور تذکرۃ الحفاظ ذہبی اور تذہیب التہذیب ابن حجر عسقلانی اور عبر ذہبی اور مرآۃ الجنان یافعی اور طبقات الحفاظ سیوطی میں ہے کہ وہ ثقہ ثبت اوعیہ علم

وعارف حدیث وتفسیر وعلل حدیث ورجال واسماء وحافظ حدیث وامام الحافظ الحجۃ تھا۔

ابن ابی شیبہ۔ وہ بخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ کا استاد تھا۔ کاشف ذہبی اور تقریب عسقلانی اور مراۃ الجنان یافعی اور فیض القدیر مناوی میں اس کے محامد ومناقب کا تفصیل سے تذکرہ ہے

ابو الشیخ۔ انساب سمعانی میں ہے کہ ابو محمد عبداللہ بن عبداللہ بن جعفر بن حیان الاصبہانی المعروف بہ ابو الشیخ حافظ کبیر ثقہ مصنف تصانیف کثیرہ تھا۔

عبدالرزاق۔ مراۃ الزمان اور انساب سمعانی اور وفیات الاعیان اور طبقات حفاظ میں اس کو ائمہ کبار اور معتبرین سے تسلیم کیا گیا ہے صحاح اس کی روایات سے پر ہیں۔ عبدالرزاق سے کہا گیا کہ کسی شخص نے قسم کھائی ہے کہ اگر عبدالرزاق کو ایک لاکھ حدیث یاد نہ ہو تو میری عورت کو طلاق ہو تو اس نے کہا کہ اگر اس سے زیادہ بھی کہتا تو سچ تھا

محمد ابن بشار۔ اس سے بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ میں احادیث روایت کی گئی ہیں جو اس کے ثقہ ہونے کا بین ثبوت ہے

کواشی۔ بغیۃ الوعاۃ سیوطی میں احمد بن یوسف بن رافع الامام موفق الدین الکواشی الموصلی کو مفسر وفقیہ وزاہد بے نظیر وصاحب کرامات مانا گیا ہے۔

بدخشانی۔ فاضل رشید نے ایضاح میں اور مولوی حیدر علی نے منتہی الکلام میں اس کو معتبرین جلیل الشان واعاظم معتمدین اعیان سنیان تسلیم کیا ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الزہری۔ وفیات الاعیان میں ہے۔ کہ ابو عبداللہ فاضل یکتا و عالم بے ہمتا تھا اس کی کتاب طبقات نہایت عمدہ ہے وہ صدوق اور ثقہ اور کثیر العلم اور عزیز الحدیث اور صاحب عدالت وصدق ہے۔

ترمذی۔ شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ محمد بن علی ترمذی سلیم سنت وعظیم ملت ومجتہد اولیا ومتفرد اصفیا ومحرم حرم ایزدی وشیخ وقت خود تھا۔

نظام الدین۔ سبحۃ المرجان بلگرامی میں نظام الدین بن قطب الدین کو ملا وعالم خبیر وفاضل تحریر وغیرہ القاب سے ملقب کیا گیا ہے۔

ابراہیم۔ کتاب الاکتفا اور ذخیرۃ المآل شہاب الدین احمد بن عبدالقادر میں ہے کہ ابراہیم بن

عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی ابن حجر مکی اور سیوطی اور زرندی اور علی ہمدانی کا ہم پایہ تھا اور وہ ایسا متعصب سنی تھا کہ منکرین خلفائے اربعہ کو قطعی جہنمی کہتا تھا اور انپر بیشمار تبرے کیا کرتا تھا۔

محمد پارسا۔ نفحات الانس ملا جامی اور اعلام الاخیار کفوی میں محمد بن محمود الحافظ البخاری المعروف بہ خواجہ پارسا کے مناقب و محامد کا بالتفصیل تذکرہ درج ہے اور اس کو اکابر علما و اعاظم فضلا سے تسلیم کیا گیا ہے

خطبہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام الموسوم بہ شقشقیہ۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی اور کتاب مجمع الامثال ابو الفضل احمد بن ابراہیم المیدانی النیشاپوری اور کتاب معانی الاخبار ابو ہلال عسکری اور کتاب العقد ابن عبد ربہ اور قاموس بلغت شقشقیہ اور نہایہ ابن اثیر اور مجمع البحار محمد طاہر گجراتی اور شرح مقاصد تفتازانی اور مفتاح الفتوح گازرونی اور شرح تہذیب الکلام ملا یعقوب لاہوری اور شقائق النعمانیہ طاشکری اور شرح مفتی محمد عبدہ مصری میں تسلیم کیا گیا ہے کہ خطبہ شقشقیہ حضرت علی علیہ السلام کا اپنا کلام ہے۔

خطبہ جناب فاطمہ الموسوم بہ لمہ۔ کتاب سقیفہ ابو بکر جوہری اور تذکرہ خواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی اور کتاب فائق علامہ زمخشری اور کتاب نہایہ ابن اثیر اور لآلی مصنوعہ سیوطی اور کتاب مختصر تنزیہ الشریعۃ شیخ رحمت اللہ اور مجمع البحار محمد طاہر گجراتی اور کتاب بلاغت النسا احمد بن ابی طاہر اور مروج الذہب مسعودی بر حاشیہ تاریخ کامل جلد پنجم ص۱۰۱ پر خطبہ لمہ کو کلام جناب فاطمہؑ مانا گیا ہے

شیخ رحمت اللہ و شیخ عبداللہ۔ شیخ عبد الحق نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ شیخ رحمت اللہ اور شیخ عبداللہ سندھی مدنی مدینہ منورہ کے فقہائے صوفیہ سے تھے یہاں آئے اور علم حدیث کا افادہ کیا۔ یہاں کے طلبا ان دونو کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتے تھے یہ دونو علم و عمل و تقوے و ورع میں بے مثل تھے اور شیخ علی متقی کے خاص احباب اور خلفا میں سے تھے۔

قرہ کمال۔ اعلام الاخیار کفوی میں اسمعیل القرامانی المعروف بہ قرہ کمال کو عالم جید و فاضل متبحر مانا گیا ہے۔

یحیی بن معین۔ امام نووی نے تہذیب الاسما میں اور شیخ عبد الحق نے رجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ یحیی موصوف امام و ثقہ و حافظ و جلیل القدر اور فخر علما اہلسنت تھا۔ اس کی مثال انسانوں میں کوئی نہیں وہ امام ربانی و عالم و معتمد و متقن تھا۔ خدا نے اس کے نشان کا پیدا نہیں کیا۔ اس کی تحقیق سے کذابین کا جھوٹ

ظاہر ہوتا ہے اور جو حدیث اس کے نزدیک معروف نہ ہو وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

امام زیلعی۔ کفوی نے اعلام الاخیار میں لکھا ہے کہ زیلعی شیخ اور امام اور علامہ اور عارف فقہ و نحو اور زاہد اور پرہیزگار اور پاک دامن اور متواضع تھا۔ درس دیا کرتا اور فتاوے مفیدہ دیتا اور احادیث کا نقاد اور صحیح و سقیم کا جانچنے والا اور معتمد اور مصنف اور ناشر فقہ تھا۔ ایک جماعت علما نے اس سے فقہ حاصل کی۔

عباد بن یعقوب رواجنی۔ رواجنی امام بخاری کا شیخ ہے اس سے مشاہیر ائمہ اہلسنت مثل ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے روایت کی ہے کہ بخاری نے اس سے کتاب التوحید میں روایت کی ہے کتاب کمال فی معرفۃ الرجال میں ہے کہ رواجنی بخاری کا شیخ تھا اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن اسحاق اور ابو حاتم حسین بن اسحاق اور جعفر بن محمد بن مالک فزاری نے اس سے حدیث روایت کی ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں ان لوگوں کو اس کے شاگردان میں لکھا ہے۔ یعنے ابوبکر بزار علی بن سعید بن بشر رازی محمد بن علی حکیم ترمذی صالح بن محمد جزرہ ابن خزیمہ ابن صاعد ابن ابی داؤد قاسم بن زکریا مطرز ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ عباد بن یعقوب رواجنی سچا راوی تھا اور ابو حاتم نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

ابوالحسن مدائنی۔ سمعانی نے کتاب انساب میں لکھا ہے کہ حارث بن امامہ نے کہا۔ کہ ابوالحسن مدائنی بصرہ میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی۔ کچھ مدت کے بعد وہ مدائن کو گیا اور وہاں سے بغداد آیا اور وہاں رہائش اختیار کی۔ حتیٰ کہ ماہ ذیقعد ۲۲۴ھ میں فوت ہوا۔ وہ تاریخ الناس اور اخبار عرب اور انکے انساب سے واقف تھا۔ فتوح و مغازی و روایت و شعر کا صدوق اور ثقہ تھا۔

ابن عبدربہ۔ ابوالعباس احمد بن محمد المقری نے کتاب نفح الطیب میں لکھا ہے کہ ابو عمر ابن عبدربہ ایسا عالم تھا جس نے بسبب علم کے لوگوں کی سرداری حاصل کر لی تھی اور دولت علم کی وجہ سے بہت بڑے حصہ کا مالک ہو گیا تھا۔ اندلس میں اس کی اتنی شہرت ہوئی کہ ممالک مشرقیہ تک اس کا ذکر پہنچا۔ اس کی ذکاوت اس حد تک تھی کہ اس کی قوت فکریہ بے انتہا بلند پروازی کرتی اور اس کے علم پر لوگوں کا کامل اعتماد تھا۔ اسی طرح اس کی روایات نہایت مستند ہوتی ہیں۔ علم ادب کا بڑا ماہر تھا۔ صدق و تقوے و ورع سے آراستہ تھا۔ اس کی مشہور کتاب عقد فرید ہر قسم کی لغزش

اور خطا سے محفوظ ہے۔ کیونکہ اس نے اس کی تصنیف میں نہایت اہتمام کیا تھا اور اس کو ہر عیب و نقص سے پاک رکھا ہے۔

نسائی۔ طبقات شافعیہ جلد دوئم صـ۴۲ اور طبقات شافعیہ طبقات الحفاظ سیوطی اور شرح مواہب لدنیہ اور مکالید الاسانید میں ہے کہ امام نسائی مسلم کی نسبت زیادہ حافظ تھا۔ طبقات الشافعیہ امام سبقی جلد چہارم صـ۲۸ پر ہے کہ ابن طاہر مقدسی نے سعد بن علی زنجانی سے ایک راوی کا حال پوچھا سعد نے کہا وہ ثقہ راوی ہے ابن طاہر نے کہا۔ مگر نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ سعد نے کہا۔ نسائی کے شرائط رجال میں زیادہ سخت ہیں بہ نسبت بخاری اور مسلم کے شرائط کے تدریب الراوی علامہ سیوطی صـ۳۶ پر ہے کہ ابن طاہر نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ ایسی حدیثیں روایت کریں جنکے رجال کے موثق ہونے پر تا صحابہ اجماع ہو۔ عراقی نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ نسائی نے بہت سے ایسے راویوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔

علامہ ذوالنسبین۔ اس کا پورا نام ابوالخطاب عمر بن حسن اندلس تھا۔ وفیات الاعیان ابن خلکان صـ۳۸۲ پر ہے کہ ذوالنسبین اندلسی اعیان علما اور مشاہیر فضلا سے تھا۔ علم حدیث میں ماہر اور علم نحو میں کامل تھا طلب علم حدیث میں اکثر بلاد اندلس کی سیاحت کی اور علما اور مشائخ سے ملا۔ بر عدوہ، مراکش۔ افریقہ، مصر، شام، مشرق، اعراق۔ بغداد۔ عجم۔ خراسان اور مازندران کا سفر طلب حدیث کی غرض سے کیا۔ بغیۃ الوعاۃ جلال الدین سیوطی میں بھی اس کی غایت درجہ تعریف و توصیف کیگئی ہے

امام اوزاعی۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول صـ۱۶۴ پر لکھا ہے کہ امام اوزاعی عالم امت افضل اہل زمانہ اور لائق خلافت ہیں۔ اگر امت کو اختیار دیا جاتا تو انکو خلیفہ کرتی۔ دو فرشتے انکو خدا کے پاس لے گئے۔ خدا سے ہم کلام ہوئے۔ اور خدا نے انکی تعریف کی۔ امام عصر ہیں۔

سفیان ثوری۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول صـ۱۸۷ پر لکھا ہے کہ سفیان ثوری امام و شیخ الاسلام و سید الحفاظ ہے شعبہ اور یحییٰ بن معین اور ایک جماعت علماء قائل ہیں کہ یہ حدیث کا امیر المومنین ہے۔ ابن المبارک کہتا ہے کہ ہم نے گیارہ سو شیوخ سے حدیثیں لکھیں مگر ان میں کوئی بھی سفیان سے افضل نہ تھا۔ شعبہ کہتا ہے کہ سفیان ہم سے زیادہ حافظ تھا۔ ورقا کہتا ہے کہ خود سفیان نے بھی اپنے جیسا کسی کو نہ پایا۔ امام احمد کہتا ہے کہ میرے دل میں کسی نے سفیان پر تقدم نہ کیا۔

اوزاعی نے کہا کہ سفیان کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں کہ جس پر رضا و رغبت امت کا اجماع ہو۔ وکیع نے کہا کہ سفیان علم کا سمندر تھا۔ قطان نے کہا کہ سفیان ہر امر میں امام مالک سے بہتر تھا۔ ابن ابی ذیب نے کہا کہ میں نے تمام عراق میں سفیان جیسا کسی کو نہ پایا۔

داؤد اصفہانی۔ الانساب علامہ سمعانی غیث الغمام ص۶۷ پر ہے کہ ابو سلیمان بن علی بن احمد بن خلف الفقیہ الظاہری الاصبہانی امام ظاہری اور صاحب تصانیف تھا۔

نحاس۔ انساب علامہ سمعانی جلد چہارم قلمی ص۲۳۳ اور حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں ہے کہ ابو جعفر احمد بن محمد بن اسمٰعیل النحوی النحاس ائمہ نحو و تفسیر میں سے ہے اور امام نسائی کے شاگردوں میں سے ہے۔

احمد بن حنبل۔ اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی قلمی ص۶۴ پر ہے کہ امام احمد بن حنبل فقہ، حدیث، زہد، ورع اور عبادت میں امام تھا۔ اس کی بدولت سقم سے صحیح اور معدول سے مجروح پہچانی جاتی ہے۔ اس سے صالح، عبد اللہ، حنبل بن اسحاق، محمد بن اسمٰعیل بخاری، مسلم، ابو زرعہ، ابو حاتم اور ایک خلق کثیر نے روایت کی ہے۔ اسلام میں اس کے فضائل و مناقب مشہور ہیں۔ اسحاق بن راہویہ کہتا ہے کہ احمد بن حنبل حجتِ خدا ہے درمیان بندہ اور خدا کے۔ شافعی کہتا ہے کہ میں نے بغداد میں اس سے زیادہ کوئی پرہیزگار نہیں دیکھا۔ ابن قیتبہ کہتا ہے کہ اگر احمد بن حنبل نہ ہوتا تو لوگ دنیا میں احداث و بدعات کرتے اور نیز وہ دنیا کا امام ہے۔ ابن عتبہ کہتا ہے کہ علم حدیث کی انتہا چار آدمیوں پر ہوئی ہے۔ جن میں احمد بن حنبل سب سے زیادہ فقیہ ہے اور ابن مدینی سب سے اعلم ہے اور ابن معین سب سے اجمع ہے اور ابن ابی شیبہ سب سے احفظ ہے۔ ابن راہویہ کہتا ہے کہ اگر احمد بن حنبل اپنی جان کو بذل نہ کرتا تو اسلام گم ہو جاتا۔ ابن مدینی نے میموں سے کہا کہ اسلام میں کسی نے ایسی مقاومت نہیں کی جیسی کہ احمد بن حنبل نے کی ہے۔ کسی نے کہا کہ ابو بکر نے بھی اسلام کی راہ میں خوب مقاومت کی ہے۔ (ابو بکر کی راہِ اسلام میں مقاومت سے مطلب مالک بن نویرہ کی قوم کا قتل لیا گیا ہے۔ حالانکہ ابو بکر کا یہ فعل خدا اور رسول کے حکم کے صریحاً خلاف تھا) جواب دیا کہ ابو بکر کو انصار ملے تھے لیکن احمد بن حنبل بے یار و مددگار تھا۔ رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ ص۵ اور عجالہ نافعہ شاہ عبد العزیز ص۶ پر ہے کہ امام احمد نے اپنی مسند کو میزان بنایا ہے۔ جس سے حدیث

رسول پہچانی جاتی ہے جو حدیث ایک طریق سے بھی مسند میں موجود ہے اس کی اصل ہے اور جو نا موجود ہے وہ بے اصل ہے وہ ۲۴۱ھ میں فوت ہوا۔ تہذیب الاسما نووی میں ہے کہ امام احمد بن حنبل انبیاء کا قائم مقام تھا۔

تمت بالخیر

اعلان

اس کتاب کے جملہ حقوق مؤلف صاحب نے خاکسار کو دیدیئے ہیں لہٰذا کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائے۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائے گا۔ اور جس قدر جلدیں درکار ہوں مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرماویں:۔

المشتہر کربلائی شیخ غلام علی شہید مینیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

ثبوت خلافت حصّہ اوّل و دوم

زمشرق تا بہ مغرب گر امام است
علیؑ و آل و اولادش تمام است

زمانہ گواہی دیتا ہے اور تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کہ شیعہ اور سنی میں ہمیشہ جھگڑا خلافت و امامت پر چلا آتا ہے اور اسی خلافت نے اسلام کے دو بڑے فرقوں کو ہمیشہ علیحدہ رکھا اور ہمیشہ جنگ و جدل ہو کر خون کی ندیاں بہنے لگیں اور طرفین میں تلوار چلتی رہی اور شیعہ اور سنی کا کسی زمانہ میں اتفاق نہ ہو سکا۔ مگر اس زمانہ سرکار اعلےٰ مدار سلطنت برطانیہ کی عہد بابرکت و قانونی آزادی اور مساوات عدل میں ہر ایک مذہب کو آزادی ہوئی اور شیعوں کے سر سے تلوار اٹھ گئی اور ان کو بھی اپنے فرائض مذہبی اور تبلیغ و اشاعت حقیقی اسلام کا زریں موقعہ ملا۔ علماء عظام و سادات کرام نے اس زمانہ فیض کو غنیمت سمجھا اور صداقت و حقانیت اسلام کے دریا بہا دیئے۔ انوار اسلام چمکنے لگے۔ حق کو فروغ ہوا باطل چلتا بنا۔ اور لوگ جوق درجوق مذہب اسلام حقیقی میں داخل ہونے شروع ہوئے۔ موالیان یزید و ٹھیکیداران ولید عنید نے شیعہ مذہب کے روز افزوں ترقی دیکھکر اپنے پرانے کینے نکالنے شروع کئے۔ حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اہلبیت کرام علیہم السلام کی عزت دنیا میں مٹانے اور مذہب امامیہ کی مخالفت میں مخالفین اور معاندین نے کمریں باندھنی شروع کر دیں اور رسالہ بازی۔ اشتہار بازی شروع کر دی اور مختلف پیرایہ میں آئمہ اطہار اولاد سید الابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت و خلافت بلا فصل کی تردید میں کئی رسالے نکالے اور مسلمانوں کو ثلاثہ پرست بنایا ہر مجلس ہر وعظ۔ ہر جمعہ جماعت میں توہین سادات کرام کرنے لگے۔ اور کلمہ گو مسلمان کہلا کر سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو اپنا امام و نبی آخر الزمان مان کر اور انکی امت کہلا کر حضور انور صلعم کی اولاد کے ساتھ دشمنی کرنے لگے۔ مذہب سنی حنفی اور اہلحدیث اور مرزائی نے باوجود اقرار خلافت چہارم جناب امیر المومنین امام المتقین سیدنا مولانا علی المرتضےٰ علیہ السلام کے خلافت و فضائل کو مٹانے لگے اور افضل الناس بعد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلط عقیدہ خلاف کتاب اللہ و سنت بلا ثبوت و دلیل شرعی سنی مسلمانوں میں بیان کر کے جاہل و ناواقف مسلمانوں کو بہکانے لگے اور انکو راہِ حق و صراط مستقیم سے ہٹانے لگے۔ اس حالت زار اور اسلام کی خستہ حالت اور مسلمانوں کی گمراہی و ضلالت کو دیکھ کر جناب حاجی حکیم و ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر جعفری کربلائی جھنگ سیالوی نے اپنی سابقہ آبائی طریقہ سنی المذہب کو چھوڑ کر۔ اور دامن آل عبا علیہم السلام کو پکڑ کر مسلمانوں کو راہِ ہدایت و راہِ نجات اور حقیقی اسلام دکھانے اور انکی غلط فہمی دور کرنے کے واسطے قلم اٹھائی اور بوسیلہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کتاب لاجواب ثبوت خلافت تحریر فرمائی۔ جس کا نمونہ پہلے دو دفعہ چھپ کر ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کہنہ مصنف اور نامہ نگار ہیں۔ انکی استدلال

طرز تحریر اور صحیح روایات و حوالہ جات اور ڈھنگ مناظرہ و زور قلم سے تمام اخباری دنیا آشنا ہے ہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف سے ثبوت خلافت کے ہر دو حصے بعد اخذ تالیف شائع کرنے شروع کئے ہیں۔ جو عنقریب بڑی آب و تاب سے ہدیہ ناظرین ہونگے۔

ثبوت خلافت حصہ اول بار سوم نو ترمیم

میں جناب امیر المومنین سیدنا و مولانا علی المرتضےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک و مقدس سوانح عمری۔ معیار خلافت و امامت۔ بنی امیہ و عباس کے مظالم۔ جناب امیر علیہ السلام کا جہاد فی سبیل اللہ۔ خدمات اسلامی۔ تمام غزوات میں بہادری و جان نثاری۔ فضائل و مناقب و خلافت بلافصل کا ثبوت آیات بینات اور احادیث سرور کائنات مصدقہ اہلسنت والجماعت دیا گیا ہے اور واقعات خم غدیر پر مفصل و مدلل و مشرح روشنی ڈالی گئی ہے۔

ثبوت خلافت حصہ دوئم ۔طبع بار اول میں معیار خلافت الٰہیہ۔ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت کیسی ہوئی۔ حالات سقیفہ بنی ساعدہ۔ خلافت اجماعی اور حالات خلافت اصحاب ثلاثہ اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر ریمارکس اور ریویو اور یوروپین مورخین کے خیالات۔ خطبہ شقشقیہ و اہلبیت رسالت کی ناراضگی و دعاوی و براہین صابریہ اور باغ فدک کا مفصل بیان لکھا گیا ہے۔ بارہ آئمہ اطہار کی امامت و خلافت بلافصل اور سوانح عمری مناقب و فضائل کا اہلسنت و سواد اعظم کے بارہ خلیفوں کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا گیا ہے۔ غرض چودہویں صدی میں شیعی دنیا میں ایسی سلیس اور مدلل و مفصل کوئی کتاب ثبوت خلافت میں نہیں چھپی۔ ہر ایک مخالف و معاند نے اس کے آگے سر جھکا دیئے ہیں۔ اپنی تلواریں نیام میں کر دی ہیں اور بغلیں جھانکنے لگ گئی ہیں۔ یہ اس کتاب کی اعجاز و کرامت ہے۔ کہ جس شخص مخالف خارجی و ناصبی نے اس کے تردید و جواب میں قلم اٹھائی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی رگ حیات کاٹ ڈالی اور وہ اس جہان سے نامراد و ابتر ہو کر چلتا بنا۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں کہ قیامت تک سر نہیں اٹھا سکتے۔ یہ کتاب ہر ایک مومن کے لئے نور ایمان۔ ضیاء چشم و حرز جان اور مخالفین کے لئے راہبر کامل اور ہادی صراط جناں ہے کیوں نہ ہو یہ پاک و مقدس سوانح عمری شاہ مرداں علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ہر ایک شیعہ مومن کے گھر اس کتاب کا ہونا ضروری ہے

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ غیب پدیدار

کاغذ لکھائی چھپائی اعلےٰ۔ قیمت حصہ اول عہ ۸ قیمت حصہ دوئم عہ ۸

المشتہر

کربلائی شیخ غلام علی شہیدیہ مینیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

کلید عملیات

مولفہ سید برکت علیشاہ صاحب گوشہ نشین وزیرآبادی جس میں تمام دینی و دنیوی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے اعمال اور قریباً تمام بیماریوں کے رفع کرنے کے لئے تعویذات درج کئے گئے ہیں لہذا مولف صاحب نے تشنگان قرب الٰہی اور حاجتمندان بارگاہ ایزدی کو دوسری تمام کتب عملیات سے ہمیشہ کے لئے مستغنی کر دیا ہے اور یہ کتاب اسرار مکنونہ اور رموز مکتومہ کا بے پایاں سمندر ہے۔ **قیمت فی مجلد عہ**

لہذا تصدیق کے لیئے علمائے کرام کی دو تقریظات درج کی جاتی ہیں

تقریظات

از عالیجناب رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام والمسلمین محی الملت والدین صدر المفسرین نباض دہر حکیم الامۃ الناجیہ سرکار شریعتمدار قبلہ و کعبہ علامہ السید علی الحائری صاحب مجتہد العصر والزمان مدظلہ ساکنہ لاہور

باسمہ سبحانہ الحمد للّٰہ وکفی والصلوٰۃ علی محمد المصطفٰے والہ البررۃ الاتقیا اما بعد اس رسالہ شریفہ موسوم بہ کلید عملیات۔ مرتبہ حمید الصفات جمیل المناقب جناب مولوی سید برکت علیشاہ صاحب حصہ اللہ بجلائل المواہب کو نخیف نے بعض مقامات سے ملاحظہ کیا۔ باشارہ احسن تنظیم و ترتیب و ازین تہذیب و تبویب پر مشتمل ہے۔ مومنین کے لئے ایک خزانہ اس رسالہ شریفہ کے اردو ہونے کی وجہ تحصیل فیوض و برکات دینیہ و دنیویہ میں بہت کچھ سہولت اور آسانی حاصل ہوگی۔ مومنین اس رسالہ پر عمل کرنے کے لئے میری طرف سے مجاز ہیں۔ فللّٰہ درہ و علیہ اجرہ والیہ ترجع الامور ۔۔ نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری بقلمہ محلہ شیعاں لاہور

از جناب فضائل مآب فاضل اجل محقق بے بدل کاسر اعناق الملحدین مرغم اناف الشیاطین استاذ المناظرین مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب کربلائی امرتسری۔

باسمہ سبحانہ میں نے کلید عملیات کو چند مقامات سے دیکھا اور ایک نظر سے تمام عنوانات کو ملاحظہ کیا۔ جناب مولف صاحب نے بڑی جانکاہی کی ہے اور نہایت ہی محنت اور جانفشانی سے اس مجموعہ کو تیار کیا ہے اعمال تمام پاکیزہ اور طہارت قلبی کو بڑھانے والے ہیں۔ عاملین کو اس گوہر بے بہا کی قدر کرنی چاہیئے۔ (احمد علی عفی عنہ)

ملنے کا پتہ:۔ کربلائی شیخ غلام علی شہید مینجر خواجہ بک ایجنسی لاہور